مذاہب عالم کے شعائر مقدسہ - فکری معنویت اور احکام

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ

(1434ھ/ 2013ء)

toobaafoundation.com

مقالہ نگار

سیّد عالم جمال عبد السلام ہشام

رول نمبر 13-06

نگران مقالہ

ڈاکٹر طاہرہ بشارت

پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ

ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

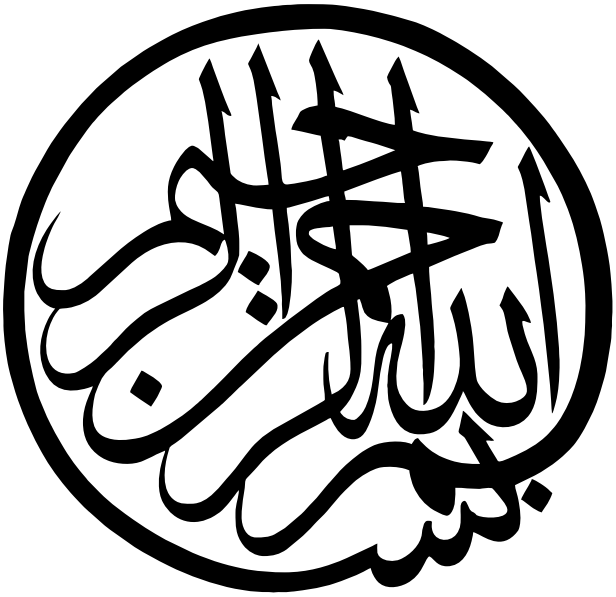

toobaafoundation.com

نگران مقالہ کی تصدیق

toobaafoundation.com

toobaafoundation.com

حلف

toobaafoundation.com

حلف

میں سید عالم جمال عبد السلام ہشام بن بشیر احمد طالب علم ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب، لاہور رول نمبر 13-06 پی۔ ایچ۔ ڈی۔ سیشن 18-2013 حلفیہ کہتا ہوں کہ یہ مقالہ "مذاہب عالم کے شعائر مقدسہ –فکری معنویت اور احکام" میری ذاتی کاوش کا نتیجہ ہے جسے پی۔ ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ کی ڈگری کے حصول کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔ نیز یہ مقالہ اس سے پہلے کسی اور یونیورسٹی یا تعلیمی ادارے میں کوئی اور ڈگری حاصل کرنے کے لیے پیش نہیں کیا گیا۔

دستخط

نام: سید عالم جمال عبد السلام ہشام

رول نمبر 13-06

ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

toobaafoundation.com

انتساب

toobaafoundation.com

انتساب

اپنے محترم والد مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جن کی کاوشوں سے میں اس مقام پر پہنچا

toobaafoundation.com

اظہارِ تشکر

toobaafoundation.com

اظہارِ تشکر

سر تسلیم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بے پایاں قدرت کے آگے خم ہے جس نے تحقیق کے مشکل مراحل کو اپنے فضل و کرم سے سہل بنایا اور ان گنت درود و سلام محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوں جن کا اُسوۂ حسنہ ساری انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

نیز میں اپنی ماں کے لیے دعا گو ہوں جن کی دعائیں زندگی کے تمام مراحل میں میرے شامل حال ہیں۔ نیز اپنی وفا شعار بیوی کی خدمات کا شکر گزار ہوں جو شاہراہِ حیات کے تمام خار چن کر گل میرے نام کرتی رہی۔

نیز میں شکر گزار ہوں محترمہ پروفیسر ڈاکٹر طاہرہ بشارت کا جن کی حوصلہ افزائی اور نگرانی نے تمام تحقیقی مراحل کو بآسانی طے کروایا۔ اور شعبہ کے دیگر اساتذہ کا جو گاہے بگاہے مجھے کارآمد نصائح سے نوازتے رہے۔ اپنے محترم استاد پروفیسر ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری کا جن کی شفقت نے میرے کئی مشکل کام آسان کئے۔ اپنے محترم دوست یاور توحید کا جن کی کوششوں سے کئی اہم مصادر تک میری رسائی ہو سکی۔ اور اپنے بھائی حسن خان کا جنہوں نے مقالے کو کمپوزنگ کے مراحل سے گزارا۔ نیز اپنے رفیق عامر سہیل کا جنہوں نے مقالے کو شایانِ شان طریقے سے تزئین و ترتیب دی۔

میں جامعہ، مسجد اور لائبریری کے ان تمام رفقاء کا شکر گزار ہوں جن کے تعاون اور دعاؤں سے یہ مشکل مرحلہ سر انجام پایا۔

toobaafoundation.com

مقدمہ

toobaafoundation.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

موضوع کا تعارف

شعائر شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنی علامت کے ہیں۔ علماء لغت و تفسیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ جو چیزیں کسی خاص مذہب کی علامات مخصوصہ بن جائیں وہ اُس مذہب کے شعائر کہلاتی ہیں۔

عربی مفسرین بھی اتفاق کرتے ہیں جیسا کہ علامہ نسفی نے اپنی مایۂ ناز تفسیر میں صراحت کی ہے۔

شعائر-جمع شعیرہ وھی العلامۃ.[۱]

صاحب تفسیر حقانی نے شعائر میں علامات کے ساتھ ساتھ عبادات کے مکانات اور زمانوں کو بھی شامل کیا ہے۔[۲]

بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ تلاش الٰہ، قصد نادیدہ اور شوق ماورائے عقل کے نظریات کے تحت دنیا کے تمام الہامی و غیر الہامی مذاہب میں چند مخصوص علامات، نشانات اور رسوم ضرور موجود رہے ہیں جن کو ایک خاص امتیازی شان اور مقام تقدیس سے نوازا گیا۔ اُنہی کے تصورات کی بنیاد پر مذہب کی عمارت اٹھائی گئی۔ نیز اُن شعائر کو نفع بخش اور ضرر رساں میں تقسیم کر کے نفع بخش شعائر کو دوست اور ضرر رساں شعائر کو دشمن تصور کر لیا گیا۔ اور یوں شعائر مقدسہ میں صفات قہر کے ساتھ ساتھ رحمت و جمال کے اوصاف بھی مساویانہ حیثیت میں قائم ہو گئے۔ بعد ازاں یہی شعائر مقدسہ و الہانہ مذہبی لگاؤ اور میلان کی بناء پر مذہبی اشتعال اور جنون کی وجہ بھی قرار پائے۔

موضوع کی ضرورت اور اہمیت

مذاہب عالم کے شعائر مقدسہ سے جڑی ہوئی ردائے تقدیس، گلیم احترام نیز تعظیم شعائر سے ارتکاز قلب و ذہن کی بڑھوتری، روح کی بالیدگی کا نظریہ اور اُن سے منسلک احکامات و رسوم کا شدید تقاضا یہ ہے کہ اُس کیوں کو تلاش کیا جائے جو شعائر مقدسہ کی تعظیم و تقدیس کے پردے میں کارفرما ہے۔

موضوع کی شاہراہ پر سفر اگرچہ کوہ پیمائی کے عمل سے کم نہیں لیکن ضروری اور اہم امر ہے کہ اُس کیوں کے چہرۂ تقدس مآب سے ردائے تعظیم اتار کر دیکھا جائے جو عقیدت مندوں کو اپنی زلف گرہ گیر کا اسیر بنائے ہوئے ہے اور وہ ہر رگ میں محشر بپا ہونے کے باوجود اس میں ایسا سکون تلاش کرتے ہیں کہ بے ساختہ مر جانے کو جی چاہتا ہے۔

---

[۱] النسفی، عبد اللہ بن احمد بن محمود، تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل، دار المعرفہ، لبنان، 2006ء، 1/88

[۲] حقانی، عبد الحق، مولانا، تفسیر حقانی (مترجم)، بیت العلم، لاہور، 1990ء، 596/1.

toobaafoundation.com

وہ کیا نظریۂ فکر ہے جو ایک ہندو مرد کو تلک اور ایک ہندو عورت کو بندیا لگانے پر مجبور کرتا ہے۔ وہ کیا پس منظر ہے جس کے تحت عیسائی کو صلیب میں خدائی تقدیس کی خوشنمائی نظر آتی ہے۔ وہ تخیل کیا ہے جو ایک سکھ مرد کو کیس، کرپان، کڑے، کنگھے اور کچھ سے گہری وابستگی رکھنے پر مجبور کرتا ہے۔ وہ کون سی معنویت ہے جس کے تحت ایک بدھ بھکشو نرگس کے پھول کی رعنائیوں میں کھو کر پاکیزگی و نظافت کی لطیف دنیا میں محو ہو جاتا ہے۔ وہ کیسا تلاطم ہے جو مینورا کی روشنی کو ایک یہودی کے لیے الوہی کرنوں کی آماجگاہ بنا دیتا ہے۔ وہ کیا طلسم فکر ہے جس کے تحت زرتشتی اپنے آتش کدوں کو مسلسل عمل احتراق سے مقدس بناتے ہیں۔ وہ کون سا اشہب خیال ہے جو ایک جینی کے دل میں اہمسا اور کھلی ہتھیلی کی سواریاں لیے دوڑتا رہتا ہے۔ وہ کون سا نظریہ و خیال ہے جو تورائی کوشنتو مت کے لیے ایک مقدس پل میں تبدیل کر دیتا ہے۔ آخر وہ کون سی پرواز خیال ہے جو ایک مسلمان کو کعبہ کے گرد طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے لیے آمادۂ عمل کر دیتی ہے۔

تحقیق موضوع میں اسی کیوں اور اُس کیوں کے پیچھے کار فرما معانی کی ترتیب کو تلاش کرنے کے لیے صریر خامہ کو مشقت میں ڈالا گیا ہے۔ شعائر مقدسہ کے گرد تقدیس و احترام کی دبیز چادر کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اصلیت کو تلاش کرنے کی کوشش کی جائے اور شعائر مقدسہ کی معنویت کو غیر جانب دارانہ نظر سے تلاش کیا جائے تاکہ تحقیقی نظر رکھنے والے قلوب و اذہان کی تسلی ہو سکے۔

حدود موضوع

مذاہب عالم کے عنوان کی وسعت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مناسب حد بندی کرتے ہوئے مذاہب کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان مذاہب میں تین کتابی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں۔ غیر کتابی مذاہب میں سے ہندومت بدھ مت اور سکھ مت کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کہ اُن کے شعائر مقدسہ کی ترویج و معنویت میں ایک دوسرے سے متاثر ہونے کے عوامل کا جائزہ لیا جا سکے۔ شنتو مت، جین مت اور زرتشت مت کو اس لیے جگہ دی گئی ہے کہ ان کے متعلق عام تاریخی مواد تو موجود ہے لیکن سابقہ کام میں ان کے شعائر مقدسہ کی معنویت کے بارے میں خاطر خواہ عرق ریزی نہیں کی گئی ہے۔

کتابی مذاہب کے ساتھ غیر کتابی مذاہب کو شعائر مقدسہ کی تعظیم کے پس منظر کو جاننے کے لیے جگہ دی گئی ہے یعنی تعظیم کی معنویت اور اہمیت کے اس فرق کو سمجھا جا سکے جو کتابی اور غیر کتابی مذاہب کی تشریحات شعائر میں کار فرما ہے۔

سابقہ کام

موضوع کا عنوان چونکہ فکری معنویت کے گرد گھومتا ہے چنانچہ کتابی مذاہب کے حوالے سے اصل مقدس کتب کی ورق گردانی ضروری تھی۔ لہٰذا یہودیت کے حوالے سے تورات، عیسائیت کے لیے انجیل اور اسلام کے لیے قرآن و سنت کو بنیادی مآخذ بنایا گیا ہے۔ اس ضمن میں تورات، انجیل کے اردو اور انگریزی تراجم کے ساتھ ساتھ ان مذاہب کی قابل قدر مذہبی شخصیات کے توضیحاتی کام کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

یہودیت کے حوالے سے ربی ملٹن اسٹین برگ کی کاوش "Basic Judaism"، ربی نفتالی براور کی کتاب

toobaafoundation.com

"Judaism – Theology, History and Practice"، ربی مائیکل سٹراس فیلڈ کی "The Jewish Holidays" اور "The Jewish Catalgoue" کی اپنی بیان کردہ فکری معنویت کو بلاواسطہ نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

عیسائیت کے حوالے سے فرینک وائیلا کی کتاب "Pagan Christianty" میں شعائر مقدسہ کی معنویت پر قابل قدر مواد موجود ہے جس سے عیسائیت میں شعائر مقدسہ کی ترویج و ارتقاء کے بارے میں کافی معلومات دستیاب ہیں۔ نیز پادری رک ویرن کی کتاب "The Purpose of Christmas" بھی حوالوں سے بھرپور ہے۔ مزید ڈیوڈ اسکاٹ کی کتاب "The Catholic Passion" عیسائی شعائر کی معنویت پر ایک قابل قدر دستاویز ہے۔

اسلام کے حوالے سے فکری معنویت کے لیے قرآن اور سنت کافی وشافی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ مولانا ابوالاعلی مودودیؒ کی "تفہیم القرآن" نیز عربی مفسرین بالخصوص علامہ ابن کثیرؒ، علامہ شوکانیؒ اور علامہ زمخشریؒ کی تفاسیر میں معنویت کے کافی پہلو زیر بحث لائے گئے ہیں۔

ہندومت کی معنویت کے حوالے سے ویدوں اور ان کے تراجم سابقہ کاموں میں سرفہرست ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ معروف ہندی محقق کے۔وی۔ سنگھ کی کتاب "Hindu Rites and Rituals" معنویت پر ایک قابل قدر دستاویز ہے۔

سکھ مت کے بارے میں فکری معنویت کا احاطہ کرنے کے لیے گرو گرنتھ، گروارجن کی "سکھ منی" اور گرو گوبند سنگھ کی "دسم گرنتھ" اولین مآخذ ہیں۔ مگر خشونت سنگھ کی "A History of Sikhs" اور "The Sikhs Today" اور گربچن سنگھ کی "The Sikhs – Faith, Philosphy and Folk" میں معنویت کی کافی توضیحات موجود ہیں۔

بدھ مت کیلئے منان شرما کی کتاب "Buddhism" اور کلاڈیالیونسن کی کاوش "Symbols of Tibetan Buddhism" قابل قدر مواد سے بھرپور ہیں۔ کلاڈیالیونسن نے تصاویر و تماثیل کے ذریعے شعائر بدھ مت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

جین مت کی معنویت کے لیے معروف جینی پروین کے شا کی کاوش "The Basics of Jainism" کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

شنتو مت کے لیے سکاٹ لٹل ٹن کی کاوش "Understanding Shinto" میں شنتو شعائر مقدسہ کی معنویت کے بارے میں تفصیلی اور جامع مواد موجود ہے۔

زرتشت مت کے شعائر کی معنویت کے لیے گاتھا اور اوستا کے تراجم لازمی اور ضروری ہیں۔

مزید برآں مذاہب عالم کے حوالے سے عالمی شہرت یافتہ ماہرین مذاہب کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان میں پروفیسر جان ایسپوزیٹو کا مرتب کردہ انسائیکلوپیڈیا "World Religions Today"، کیرن آرمسٹرنگ کی کتاب "A History of God" اہم ہیں۔ جبکہ پال گوائن کی کاوش "World Religions in Practice" اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس کا ہدف تحقیق ہی منتخب مذاہب عالم کے شعائر مقدسہ کی فکری معنویت ہے۔

toobaafoundation.com

فرضیۂ تحقیق

شعائر مقدسہ کی معنویت اور احکام پر بحث کے دوران جو فرضیات ذہن سے ٹکراتے ہیں کچھ یوں ہیں۔

- شعائر مقدسہ محض فکری اوہام ہیں اور ارتکاز ذہن کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔
- شعائر مقدسہ کی ترویج سے معاشروں کو متحد اور یکجا کرنے کا کام لیا گیا ہے۔
- شعائر مقدسہ آباء پرستی، اجداد پرستی اور ارواح پرستی کا لازمی نتیجہ ہیں جن سے سرمو انحراف کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔
- شعائر مقدسہ اُس مافوق الفطرت ہستی تک پہنچنے کا وسیلہ اور واسطہ ہیں جو پوری کائنات کا انتظام سنبھالے ہوئے ہے۔
- شعائر مقدسہ غیر الہامی مذاہب میں عقل و شعور رکھنے والے مذہبی مفکرین اور روحانی رہنماؤں نے عامۃ الناس کی فطری شہوت اور بے لگام دنیا داری کے جذبات کو قابو میں رکھنے کے لیے وضع کیے۔ یہ علامات و رسوم آہستہ آہستہ تقدیس کی بلندیوں پر سفر کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ یہ تعظیم حدود عبودیت میں داخل ہو گئی اور اصل حقیقت کو اوجھل کر دیا گیا۔

الہامی مذاہب میں شعائر مقدسہ خالق کائنات کی توحید اور فطری ہدایت کے مظاہر ہیں لیکن بے لگام مذہبی پروہتوں کی تحریف و تعطیل نے ان سے اصل روح نکال دی اور یہ ماننے والوں کے لیے فقط خمار رسوم و قیود بن کے رہ گئے۔

منہج اور مقاصد تحقیق

مقالہ کی تیاری کے دوران تقریباً تمام مذاہب کی اصل کتب اور اُن کی اہم مذہبی شخصیات کی اصل کاوشوں کی طرف مراجعت کرنے کا قصد بے لاگ اور غیر جانبدار حوالہ جات سپرد تحریر کرنا ہے۔ تجزیاتی اور تقابلی تحقیق کو کام میں لایا گیا ہے تاکہ فرضیات کے بارے میں اصل صورت حال سامنے لا کر بنیادی نتیجہ خود بخود اخذ کر لیا جائے۔ کوشش کی گئی ہے کہ ذاتی طور پر مذاہب کے عبادت خانوں، مقدس مقامات کا دورہ کیا جائے اور اُن ماننے والوں سے ملاقات کی جائے جو اپنے مذہب کے اصول و مبادی سے واقف ہیں تاکہ شعائر مقدسہ کی اصلیت تحقیقی نگاہوں کے سامنے خود ساختہ تقدیس کی دھند سے باہر آ کر جلوہ افروز ہو۔

مقصد تحقیق احقاق حق، ابطال باطل اور اصل معنویت کی تلاش ہے۔ ہندو مورتی پوجا کیوں کرتے ہیں؟ زرتشتی آگ کو خدا مانتا ہے یا اُس کی موجودگی کا عنصر۔ صلیب مقدس نشان ہے یا خدائی خصوصیات سے متصف ہے؟ سبت کے احکامات خداوند کی طرف سے ہیں یا یہودی مذہبی اجارہ داروں کی کمی بیشی کا ثمرہ ہیں؟ بدھ کی باقیات قابل تعظیم ہیں یا فقط نمائش کا ایک ذریعہ ہیں؟ پانچ کاف کا تصور گرونانک کا دیا ہوا ہے یا فقط ایک مسلح جتھے کی انتہا پسندی کا نشان ہے؟ تری مورتی کا تصور ویدی ہے یا تصورات تثلیث سے متاثر ہے؟ اہمسا کا نشان قدیمی طور پر مقدس ہے یا فقط مذہبی شناخت کے لیے وضع کیا گیا ہے؟ تورائی کا تصور جاپانی مقدس ادب میں موجود ہے یا فقط قلوب و اذہان کی روحانی کشش کے لیے وضع کیا گیا ہے؟ صفا و مروہ کی اسلامی سعی اُن کے دیوتا ہونے کا تصور پیش کرتی ہے یا امر الٰہی کی بنیاد پر ہے؟

ان سوالوں اور ان سے ملتے جلتے مسائل کی تحقیق ہی اصل مقصد ہے۔ اس امر کا شدت سے التزام کیا گیا ہے کہ کوئی نظریہ

toobaafoundation.com

اس لیے باطل نہ قرار پائے کہ وہ تحقیقی کار کے ذہن کے مخالف ہے اور کوئی نظریہ اس لیے حق نہ قرار دیا جائے کہ وہ تحقیق کار کے ذہن کے موافق ہے۔ حق کی تلاش مقصود تحقیق ہے چاہے وہ غیروں کی صف میں ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے عقلی بنیاد پر فطرت سلیمہ رکھنے والے اذہان کے لیے اس تحقیق میں رہنمائی، سلاست اور دلچسپی کا پورا سامان فراہم کیا گیا ہے۔ یہی آرائش ہستی کا تقاضا ہے کہ حلقۂ فکر کو چھوڑ کر میدان عمل کو غیر جانبدار عقلی و نقلی تحقیق کے برگ و بار لے کر ایسی سجاوٹ اور تزئین سے نوازا جائے جو حق کے ہر پیاسے کے لیے چشمۂ صافی کا کام کر سکے۔

toobaafoundation.com

فہرست ابواب و فصول

toobaafoundation.com

فہرست ابواب وفصول

مذاہب عالم کے شعائر مقدسہ - فکری معنویت اور احکام

مقدمہ

(i) موضوع کا تعارف

(ii) موضوع کی ضرورت واہمیت

(iii) حدود موضوع اور سابقہ کام

(iv) فرضیہ تحقیق

(v) منہج اور مقاصد تحقیق

باب اوّل شعائر مقدسہ — معنی اور مفہوم

الفصل الاول: شعائر کا لغوی معنی ومفہوم

الفصل الثانی: شعائر مقدسہ کا ارتقائی سفر - مختصر تاریخ

باب دوم ہندومت، بدھ مت، سکھ مت — شعائر مقدسہ

الفصل الاول: ہندومت کے شعائر مقدسہ - فکری معنویت اور احکام

الفصل الثانی: بدھ مت کے شعائر مقدسہ - فکری معنویت اور احکام

الفصل الثالث: سکھ مت کے شعائر مقدسہ - فکری معنویت اور احکام

باب سوم جین مت، شنتو مت، زرتشت مت — شعائر مقدسہ

الفصل الاول: جین مت کے شعائر مقدسہ - فکری معنویت اور احکام

الفصل الثانی: شنتو مت کے شعائر مقدسہ - فکری معنویت اور احکام

الفصل الثالث: زرتشت مت کے شعائر مقدسہ - فکری معنویت اور احکام

toobaafoundation.com

باب چہارم یہودیت اور عیسائیت—شعائر مقدسہ
الفصل الاول: یہودیت کے شعائر مقدسہ–فکری معنویت اور احکام
الفصل الثانی: عیسائیت کے شعائر مقدسہ–فکری معنویت اور احکام

باب پنجم اسلام کے شعائر مقدسہ
الفصل الاول: اسلام کے شعائر مقدسہ–فکری معنویت اور احکام
الفصل الثانی: اسلام اور دیگر مذاہب کے شعائر مقدسہ—ایک مختصر تقابل
الفصل الثالث: اسلامی ریاست میں دیگر مذاہب کے شعائر مقدسہ کے بارے میں شرعی احکام

toobaafoundation.com

فہرست ابواب و موضوعات

toobaafoundation.com

فہرست ابواب و موضوعات

باب اوّل: ۲

شعائر مقدسہ — معنی اور مفہوم ۲

الفصل الاوّل: ۲

شعائر—لغوی معنی اور مفہوم ۲

شعائر اور حضرت شاہ ولی اللہؒ ۵

لفظ "مقدسہ" کی قرآنی تعریف و توضیح ۶

شعائر مقدسہ کی تعریف— یہودیت اور عیسائیت کا نقطۂ نظر ۷

شعائر مقدسہ کی تعریف —ہندومت، بدھ مت اور سکھ مت کا تناظر ۸

شعائر مقدسہ کی تعریف —شنتومت، زرتشت مت اور جین مت کا تناظر ۸

الفصل الثانی: ۱۰

شعائر مقدسہ کا ارتقائی سفر — مختصر تاریخ ۱۰

علامات و شعائر کی تشکیل ۱۱

باب دوم: ۱۴

ہندومت، بدھ مت، سکھ مت — شعائر مقدسہ ۱۴

الفصل الاوّل: ۱۴

ہندومت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام ۱۴

ہندومت — ایک مختصر تعارف ۱۴

ہندومت کی مقدس کتابیں ۱۵

toobaafoundation.com

وید — مختصر تعارف	۱۵
ویدوں کی معنویت — اسرار و رموز و احکام	۱۵
ویدوں میں ایرانی تہذیب، ارواح پرستی اور تجسم کے معانی	۱۶
وید اور توحید کے عقیدے کی معنویت	۱۶
سمرتی ادب اور اُس کی معنویت	۱۷
پران کا عقیدۂ اوتار اور معنویت	۱۷
پرانوں کا رنگ اور فلسفہ — ویدوں کا استحکام	۱۷
مہابھارت کی معنویت — بدھ مت اور جین مت کا مقابلہ	۱۷
جمود کی بجائے حرکت کا رجحان	۱۸
بھگود گیتا کے رجحانات اور احکام	۱۸
رامائن کا نظریہ — علامات و تماثیل	۱۹
منو سمرتی اور برہمنی تفوق کا نفوذ	۱۹
ہندو دیوتا اور تری مورتی کا معنوی فلسفہ	۲۰
تری مورتی کے دیوتا اور لاتعداد ماتحت دیوتاؤں کا فلسفہ اور معنویت کا صعود	۲۰
کائنات کے توازن کا زاویہ اور تعمیر نو کی معنویت	۲۰
برہما سے جڑی معنویت کے اسرار — عروج و تنزل کے زاویے	۲۱
وشنو کی معنویت — محبت اور شفقت کا تناظر طاقت کے صعود تک	۲۱
شیوا کی معنویت	۲۲
کئی روایات کے ادغام کا سنگم	۲۲
فنون لطیفہ کی دیوی — سرسوتی کی معنویت	۲۲
لکشمی کی معنویت اور مال و دولت کا نظریہ	۲۳
کالی دیوی — معنویت کے زاویے	۲۳
گنیش — معنویت اور آغاز پوجا	۲۴
پرکاش بھاشا — گنیش کی پوجا سے افتتاح کی معنویت	۲۴
کارتکیا اور رام — معنویت کا مطالعہ	۲۵
کرشن مہاراج — معنویت اور رومانوی فکر	۲۵

toobaafoundation.com

ہنومان—معنویت اور علامات	۲۶
ہندو مذہب کے مقدس تہوار—معنویت	۲۷
دیوالی—روشنی اور نور کے زاویے	۲۷
لکشمی اور دیوالی کے بندھن سے روپ چودس تک	۲۷
ہولی—رنگوں کی قوس	۲۷
ہولی منانے کے اسباب اور معنویت	۲۸
ہولی کے احکامات، رموز اور مساوات انسانی	۲۸
مہاشیوراتری کے اسرار واحکام	۲۹
نوراتری اور دسہرے کی معنویت اور احکامات	۳۰
دسہرہ—حق وباطل کی کشمکش کا نقطۂ کمال	۳۱
رکھشابندھن—اسرار اور معنویت	۳۲
جنم اشٹمی—معنویت	۳۲
بسنت اور معنوی روایات	۳۲
رام نومی کی برکھا اور احکامات	۳۲
گنیش چترتھی کی معنویت اور روایات واحکامات	۳۴
سنکرانت کے شمسی نظریات، زاویے اور احکام	۳۴
ہندومت کے مقدس مقامات اور زیارات—معنویت اور اسرار	۳۵
مخصوص دائروی تیرتھ یاترا کا نقطۂ آغاز—پوری	۳۵
سوئیوں کی طرح حرکت—رامیشورم کی طرف	۳۵
رامیشورم سے دوارکا—فکر نجات	۳۵
بدری ناتھ—بلندئ ہمالہ کے اسرار	۳۶
بنارس—معنویت اور احکام	۳۶
متھرا—شتروگھن اور کرشن سے جڑی معنویت	۳۷
ہردوار—کمبھ میلے کا فکری نقطہ	۳۷
اجین، کانچی اور ایودھیا—معنویت	۳۷
کمبھ میلہ—روایات وافکار ومعانی	۳۷

toobaafoundation.com

امر ناتھ یاترا کی معنویت	۳۸
جیوتری لنگا	۳۸
گنگا–مقدس فسانے اور اساطیر	۳۹
جمنا اور سرسوتی کے فکری سوتے	۳۹
ہمالیہ کی بلندیٔ افکار	۳۹
ہندومت کے مقدس جانور اور اُن کی معنویت	۴۰
گائے سے گاؤماتا کا تقدیسی نظریہ	۴۰
پنچا گاؤ کا طلسم	۴۰
گرودا، راج ہنس، ناگ–معنویت کے راز	۴۰
بندر اور مور کی معنویت	۴۱
نندی اور ہاتھی –معنویت و احکام	۴۲
ہندومت کے مقدس پھول اور درخت—معنویت اور احکامات	۴۳
نرگس کا پھول–عفت اور پاکیزگی کی علامت	۴۳
تلسی –معنویت اور مذہبی روایات	۴۳
پیپل اور تری مورتی کی مستطیل	۴۳
پان–سپاری کا زاویۂ اتحاد	۴۴
ہندو پوجا پاٹ—معنویت اور احکام کا تنوع و تقسیم	۴۵
مورتی، منتر اور ینتر–معنویت کی مثلث	۴۵
اوم—کائنات کا نقطہ آغاز	۴۵
گائتری منتر کا معنوی حسن	۴۶
آگ اور آرتی کا بندھن	۴۶
آرتی اور عناصر خمسہ کا باہمی تعلق	۴۶
پرساد کی معنویت–مساوات طبقات	۴۷
چندن کا تلک–شیوا اور شکتی	۴۷
مندر اور اُس سے لپٹی ردائے معنوی	۴۸
وستو پرش منڈل–مندر کی بنیاد	۴۸

toobaafoundation.com

مندر اور رحم مادر میں مماثلت	۴۸
مندر کے چار دروازے—چار سمتوں کی نشاندہی	۴۸
درشن، مندر اور پانی کا سنگم	۴۹
مندر اور پہاڑ کا تعلق—سہ گانہ نقشہ گری	۴۹
مورتی کے طواف کی معنوی زینت	۴۹
ہندو مت میں پیدائش کی مقدس رسومات و شعائر—معنویت	۵۰
قبل از ولادت کی رسوم و شعائر اور اُن کا وجدان	۵۰
پیدائش اور نام کرن کے رموز	۵۰
نس کرمانا، ان پرسن اور بال منڈوائی کے اسرار	۵۱
اپنائنا—مقدس دھاگے کا طلسم اور دوہری پیدائش	۵۱
ہندو شادی کے شعائر—پس منظر اور معنویت	۵۳
زرخیزی کے عناصر اور دلہن کی تیاری	۵۳
منڈپ، پھیروں، گرہوں اور اگنی کا باہمی تعلق	۵۳
کنیادان، آشیر باد اور قطب ستارہ—ایک اور مثلث	۵۴
ہندو مت میں انتم سمسکار (موت) سے جڑے شعائر—معنویت اور اسرار	۵۵
چتا کی آگ—شعلوں کا گھیراؤ	۵۵
بڑے بیٹے کی ذمہ داری—گھڑی کی مخالف حرکت	۵۵
بعد از مرگ معمولات کی معنویت	۵۶
معاشرت اور عادات و اطوار سے متعلق شعائر ہنود—معنویت	۵۷
نمسکار کا خیر مقدمی چلن—مظہر خاتمہ انا	۵۷
چرن چھونے کا تعظیمی انداز—پرنام	۵۷
بندی اور تلک کا زاویۂ معنویت	۵۷
ترشول کے تکونیاتی نظریات	۵۸
ہندو ناچ اور ہاتھوں کے زاویے	۵۹
ہندو مالا اور 108 کی معنویت	۵۹
سیپ (صدف) کی گہرائی فکر	۶۰

toobaafoundation.com

ورت (روزہ) کی معنویت ۶۰

الفصل الثانی: ۶۲

بدھ مت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام ۶۲

بدھ مت کا مختصر تعارف ۶۲

چند بدھ افکار—طائرانہ نظر ۶۲

بدھ مت کے فرقے ۶۲

موجودہ بدھ مت ۶۳

مہاتما بدھ — بانیٔ مذہب ۶۴

افکار اور معنویت ۶۴

گوتم بدھ اور اُن کے متعلق جڑے افکار و حقائق ۶۴

گوتم بدھ سے جڑے شعائر مقدسہ ۶۴

بدھ کا مجسمہ اور اُس سے جڑے اسرار و رموز ۶۵

بدھ کے مجسّمے سے جڑی تصاویر اور اُن کی معنویت ۶۵

پیپل کا درخت—بودھی کا نشان اور نرگس کا پھول ۶۶

بدھ کے تلوے اور ہتھیلیاں—سرخ حنا کا رنگ ۶۶

دانائی کا نورانی ہالہ اور اُس کی کرنیں ۶۶

بدھ کے مجسّمے کے تین ھیولے—معنویت کا تناظر ۶۷

بدھ کا پاؤں—دانائی کے جھروکے اور قدم ۶۷

چرخ حیات—بدھ مت کا عالمی نشان ۶۸

چرخ حیات کے تجریدی استعارے اور مرکز ۶۸

مزید علامات اور اُن کی معنویت ۶۸

گوتم بدھ سے دھیانی بدھوں اور بدھستوا تک نئے شعائر، نئے قالب ۶۹

تصور الٰہ کے فقدان کا خاتمہ ۶۹

دانا بدھ سے بدھستوا تک کا نظریاتی سفر ۶۹

اولوک تیسور سے لامہ تک تخیلات کی ترتیب صعودی ۷۰

toobaafoundation.com

نسوانی اور چینی زاویوں کی معنویت	۷۰
قلب ماہیت اور بدھ مت کے دیوتاؤں کا دیگر سے انضمام	۷۱
بدھ، دھیانی بدھ، بدھستوا، تارا–ہندو عقائد سے انجذاب	۷۱
بدھ مت کا مقدس اَدب	۷۲
فکری رجحانات– قنوطیت ولا ادریت	۷۲
تی پتاکا–اسرار ورموز	۷۲
ستاپتاکا کی فکری پرتیں	۷۲
دھم پد اور جاتک کہانیوں کا اخلاقی اثاثہ	۷۳
ابھی دھما کا نظریاتی معنی	۷۴
تری پتاکا–معنویت واحکام	۷۴
نسل انسانی کی وحدت وتسلسل کا پہلو	۷۵
مقدس کتابوں میں اضافے کا رجحان اور مہایانہ دبستان بدعات وتشریحات	۷۵
زین بدھ مت کا کتاب گریز رجحان	۷۵
بدھ مت کے مقدس مقامات وزیارات–معنویت واحکام	۷۷
چار مقدس مقامات اور بدھ کے باقیات	۷۷
لمبینی – گوتم بدھ کی پیدائش کا مرکزی نقطہ	۷۷
لمبینی اور بیت اللحم کی مماثلت اور مسابقت	۷۸
بودھی گیا–نروان کی قرار گاہ اور کیفیات روشن خیالی	۷۸
بودھی کا درخت– شجر تقدیس کی رعنائی	۷۹
بودھی درخت سے وجرانسا–درخت سے تخت تک	۷۹
سارناتھ–چرخ حیات سے جڑا تناظر اور معنویت	۸۰
سارناتھ–رنگارنگ کرنیں	۸۰
سارناتھ–بدھ سنگھ کا نقطہ وجود	۸۰
کشی نگر–بدھ کے آخری لمحات کا ترجمان	۸۱
کشی نگر–بدھ کی وصیت اور باقیات کا امین	۸۱
بدھ مت کے مقدس تہوار–معنویت اور احکام	۸۲

toobaafoundation.com

بدھ مت کے بنیادی تہواروں کی تثلیث کا بدھ، دھرم، سنگھ کی تثلیث سے رابطہ	۸۲
ویساک کا تہوار– یوم بدھ کا نوری نظریہ	۸۲
ویساک منانے کا نمونہ	۸۲
اسالا پوجا تہوار–بدھ کے پہلے وعظ کی یاد گار	۸۴
ماگھ پوجا–چہار معجزہ اور سنگھ سے ارتباط کا عالم نزع اور معنویت	۸۴
یوم ابھی دھما– گوتم بدھ کی معراج	۸۴
نئے سال کا تہوار– مختلف روایات کا مرکب	۸۵
پاورنا تہوار–خاتمہ واس کے زاویے اور معنویت	۸۵
کے تھینا–ملبوسات کی عید	۸۵
اولم بانا کا مہایانہ تہوار– بھوکے عفریتوں سے بچاؤ کے زاویے اور معنویت	۸۶
اعتدال لیل ونہار کا تہوار ہگان– بے ثباتی وناپائیداری کا علمبردار	۸۶
ایام پویا–پنج شیلا کی یاد دھانی اور معنویت	۸۶
بدھ مت میں پیدائش سے جڑے شعائر مقدسہ — معنویت اور احکام	۸۷
پیدائش–رسوم کا تنوع اور زاویے	۸۷
رسوماتِ ولادت کے افکار دور دراز	۸۷
پانی چھڑکنے کا نادر زاویہ	۸۸
بدھ مت میں طفولیت اور راھبانہ زندگی کا تعارف–دلچسپ معانی اور اساطیر	۸۸
بدھ مت میں نکاح کے شعائر مقدسہ — معنویت کے اسرار	۸۹
پس منظر سے پیش منظر تک–نکاح، کیوں اور کیسے	۸۹
بدھ نکاح میں بدھ راہب کی عدم شمولیت کی وجوہات	۹۰
بدھ روایات نکاح کا مخلوطہ اور فوقیت تجرد	۹۰
موت سے جڑے بدھ مت کے شعائر مقدسہ–معنویت	۹۱
بدھ راہب کی موجودگی کا ناگزیر پہلو اور موت کی کیفیات	۹۱
جنازے کا پس منظر اور بارڈو دعائیں	۹۱
نذر آتش کا ہندو پس منظر اور بدھ روایات کا سنگم	۹۲
بعد از مرگ شعائر بدھ مت کے زاویے	۹۲

toobaafoundation.com

بدھ مت میں عبادت کے شعائر مقدسہ — اسٹوپا سے پگوڈا کا ارتقائی سفر ۹۴

عبادت کا واحد شعیرہ — اوپاوستھا ۹۴

بدھ عبادت گاہ — سٹوپا اور اس سے جڑے معنویت کے اسرار ۹۴

سٹوپا کی پانچ پرتوں کی معنویت ۹۴

سٹوپا کی تعمیر کے انداز سے چھلکتا ہوا تخیل ۹۵

عادات واطوار سے جڑے بدھ مت کے شعائر مقدسہ۔ معنویت ۹۶

بدھ راہبوں کے لباس کی تراش خراش اور معنویت ۹۶

زعفرانی لباس کی معنویت ۹۶

عبادت کا پہیہ — معنویت ۹۷

عبادت کا پرچم — معنویت خاص ۹۷

بدھ مالا، 108 کا مقدس عدد اور مدرا میں چھپے راز ۹۸

مدرا — ہاتھوں کی زبان کے تخیلاتی حروف تہجی سے سجے معنی خیز پیغامات ۹۸

بدھ مقدس منتر — پناہ تثلیث سے اوم کی ترقی یافتہ صورت تک کی معنویت ۹۹

مقدس علامات ہشت گانہ کا مختصر معنی اور تناظر ۱۰۰

بدھ عبادت کا غیر مستقل منڈالا اور روحانی ترقی کے مدارج ۱۰۰

الفصل الثالث: ۱۰۱

سکھ مت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام ۱۰۱

سکھ مت۔ ایک مختصر تعارف ۱۰۱

سکھ مت — افکار وعقائد ۱۰۱

سکھ مت کے گرو ۱۰۱

سکھ مت کے فرقے ۱۰۱

سکھ مت کے شعائر مقدسہ اور گورونانک کی شخصیت — بھکتی کے انجذاب سے نئے مذہب کی آرائش تک ۱۰۲

گرو کا معنی اور گرونانک کے خصائص ۱۰۲

گرونانک کی تصویر سے جڑے شعائر اور اُن کا ماضی ۱۰۳

گرونانک کی احتجاجی معنویت اور مارٹن لوتھر سے مماثلت ۱۰۴

toobaafoundation.com

گرونانک کے جانشین اور اُن سے جڑے زاویوں کی تاریخ ۱۰۴

گرورام داس سے امرتسر کا تعلق ۱۰۴

گروارجن–سکھ مذہبی زاویوں کا نقطۂ صعود ۱۰۵

گروارجن کی شہادت–لہو آمیز فکری فضا کی پراسراریت سے سکھ مت کی مضبوطی تک ۱۰۵

نانک امن پسندی سے گوبند سنگھ کے خالصہ تک–میری اور فقیری کے درخشاں زاویے ۱۰۶

تشکیل خالصہ–معنویت ۱۰۶

گوبند سنگھ اور گرنتھ صاحب کا عمودی تقدیسی سفر ۱۰۶

گوبند سنگھ۔ اتحاد مذاہب کے ازالہ سے ہندومت کی طرف واپسی کا رجحان اور کایاپلٹ ۱۰۷

تجسیم شبد سے ادی گرنتھ تک—مقدس گرنتھ کی معنویت اور احکام ۱۰۸

ادی گرنتھ کا سرمایۂ معنویت ۱۰۸

مول منتر کی معنویت ۱۰۹

جاپ جی کی معنویت ۱۱۰

ایک اونکار–گرنتھ صاحب کا ابتدائیہ اور سکھ مت کا امتیازی شعار ۱۱۱

گرو گرنتھ–احکامات ۱۱۱

دسم گرنتھ–امن پسندی کی فاختہ سے جارحیت کے نشتر و کرپان تک ۱۱۲

سکھ مت کے مقدس مقامات ۱۱۳

ہرمندر سے گولڈن ٹمپل–معنویت اور احکام ۱۱۳

دربار صاحب کے لفظ کے فکری زاویے۔ سیاست اور مذہب کا اکٹھ ۱۱۳

گولڈن ٹمپل سے جڑے شعائر کی ترتیب مزید ۱۱۴

گولڈن ٹمپل کے نقشے سے جڑی تعمیراتی مستطیل اور زاویے ۱۱۴

پانچ تخت–ترتیب وار اور مرحلہ وار–معنویت اور احکام ۱۱۶

اکال تخت کے زاویے–ارجن کی بنیاد پر ہر گوبند کی سیاسی تعمیر ۱۱۶

تخت سری کیس گڑھ اور خالصہ کا ملن ۱۱۷

تخت سری پٹنہ، دمدمہ اور سری حضور کی معنویت ۱۱۸

گردوارہ جنم استھان–گرونانک کی جائے پیدائش سے جڑی معنویت ۱۱۸

گردوارہ پنجہ صاحب–دست نانک کی طاقت کا مظہر ۱۱۹

toobaafoundation.com

کرتارپور– گرونانک کے آخری لمحات سے جڑی معنویت کا امین	۱۱۹
کرتارپور کی حالات حاضرہ کے مطابق اُبھرتی ہوئی معنویت	۱۱۹
سکھ مت کے مقدس تہواروں سے چھلکتی ہوئی معنویت کا جام رنگین	۱۲۱
بیساکھی اور تدوین خالصہ کا ملن۔ طریقت سے شریعت تک	۱۲۱
ھولا محلہ– جنگی مشقوں کے دبدبے سے جڑے راز پنہاں	۱۲۲
گرونانک جی کے جنم دن سے جڑی معنویت	۱۲۲
گرو گوبند سنگھ کا جنم دن۔ معنویت	۱۲۳
گروارجن کا یوم شہادت۔ معنویت	۱۲۳
گرو تیغ بہادر کی شہادت کا دن– معنویت	۱۲۴
سکھ عبادت۔ انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں میں چھپی معنویت	۱۲۵
نام سمرن اور کیرتن کا اتصال	۱۲۵
سکھ عبادت سے جڑے پہلو اور ارداس کی معنویت	۱۲۵
گردوارے کی معنویت احکام وہیئتِ اجتماعی	۱۲۶
گردوارے کی صفات کی معنویت	۱۲۶
گرو گرنتھ صاحب۔ گردوارے کا اصل اثاثہ	۱۲۶
گردوارہ کا نشان صاحب–زعفران اور کھانڈے کی روحانیت اور شکتی کا ملن	۱۲۷
گردوارے کے سماجی زاویوں کی معنویت۔ کڑھاپرساد	۱۲۸
سکھ مت میں پیدائش کے زاویوں کی معنویت	۱۲۹
سکھ نام کرن کے زاویے	۱۲۹
امرت پاہل کی سکھ رسم خالصہ اور معنویت	۱۲۹
سکھ شادی۔ معنویت کے شاداں زاویے	۱۳۱
سکھ مت۔ موت کے شعائر سے جڑی ہوئی معنویت	۱۳۲
سکھ عادات واطوار سے جڑے شعائر مقدسہ۔ معنویت اور احکام	۱۳۳
پانچ کیش– معنویت کا عسکری انداز وزمزمہ	۱۳۳
لوہے کا کڑا– تحریص گریز یاد دہانی	۱۳۳
کچھیرا، کرپان، کنگھا–عفت، عسکریت اور تربیت نفس	۱۳۳

toobaafoundation.com

سکھ پگڑی۔ سرداری اور وقار کا تاج ۱۳۴

سکھ سلام اور خیر مقدم، الوداعی کلمات کا تناظر ۱۳۴

باب سوم: ۱۳۷

جین مت، شنتو مت، زرتشت مت—شعائر مقدسہ ۱۳۷

الفصل الاوّل: ۱۳۷

جین مت کے شعائر مقدسہ—فکری معنویت اور احکام ۱۳۷

جین مت۔ ایک مختصر تعارف ۱۳۷

قیام، بانی، شخصیات ۱۳۷

جین مت کے فرقے ۱۳۷

افکار و عقائد ۱۳۷

جین مت کے شعائر مقدسہ—فکری معنویت اور احکام ۱۳۹

مہاویر سے جڑے روحانی راز اور پہلو ۱۳۹

سمیاک درشنا کے اہم شعائر ۱۳۹

مہاویر کے والدہ کے چودہ خواب اور ان سے منسلک شعائر کی تفصیل ۱۳۹

جین مت کی مقدس کتابیں—مختصر معنویت ۱۴۱

اہمسا—اہم ترین شعار اور اس سے جڑی علامت ۱۴۲

جین عبادت اور جین مندر—معانی اور شعائر ۱۴۳

جین عبادت کے شعائر ۱۴۳

جین پوجا کی آٹھ اشیاء۔ معنویت کے دائرے ۱۴۴

جین مت کے تہوار—معنویت اور احکامات ۱۴۶

مہاویر جائنتی —سالگرہ ۱۴۶

پاریوسانا کا تہوار ۱۴۶

دیوالی —جین معنویت ۱۴۷

چند معروضی تہوار ۱۴۷

toobaafoundation.com

جین مقدس مقامات—معنویت ۱۴۸

میرو کا پہاڑ–معنویت اور وجدان ۱۴۸

مزید زیارت گاہیں اور مختصر پس منظر ۱۴۸

جین مت—سادھوؤں کے مقدس شعائر، پہچان، معنویت ۱۴۹

سواستیکا اور کھلی ہتھیلی کا فکری ملن ۱۵۰

کھلی ہتھیلی کا اضافہ۔ جہان معنی ۱۵۰

جین پرچم اور اس کی رنگین معنویت ۱۵۱

استھامنگلا اور آٹھ کی تقدیس تصورات ۱۵۱

سدھاچکر کا ینتر اور مندر سے متعلقہ ربط ۱۵۲

اوم–جین معنویت ۱۵۲

جین مت–پیدائش، نکاح اور مرگ کے شعائر–معنویت ۱۵۲

الفصل الثانی: ۱۵۴

شنتو مت کے شعائر مقدسہ–فکری معنویت اور احکام ۱۵۴

شنتو مت—ایک تعارف ۱۵۴

شنتو مت۔ افکار اور عقائد ۱۵۴

شنتو مت کی کتابیں ۱۵۴

شنتو مت کا تصور الہ—کامی کی معنویت اور احکامات ۱۵۵

چند اہم کامی اور ان سے جڑی معنویت ۱۵۶

اماتیراسو اور آئینہ۔ خاص تعلق ۱۵۶

بدھستواؤں سے جاپانی شنتو دیوتاؤں تک فکری اثرات کا غلبہ ۱۵۶

اناری (Inari) دیوتا اور اس سے جڑی اشیاء کی معنویت ۱۵۶

سچی فوکو جن۔ خوش قسمتی کے سات دیوتا اور معنویت ۱۵۷

بدھ مت سے مماثلت کے دیوتا۔ معنویت ۱۵۷

مذہبی شنتو کتابیں—معنویت کا خلاصہ ۱۵۸

شنتو مقدس مقامات اور زیارت گاہوں کا ڈھانچہ اور معنویت ۱۵۹

toobaafoundation.com

آئسے کا تقدس اور روحانی مقام	۱۵۹
خانقاہوں کی تعمیر نو اور حیات نو کا نظریاتی معنی	۱۵۹
خانقاہ میجی—شاہانہ تصورات کی امین	۱۶۰
فیوجی کا پہاڑ	۱۶۰
ناچی اور ہونشو آبشاریں۔ عقیدت کے آبی مقامات	۱۶۰
زیارت کی وجوہات	۱۶۰
دریاؤں اور سمندروں کی زیارت کی معنویت اور نمک کی عظمت روحانی	۱۶۱
شنتو عبادت—جنجا کی معنویت اور احکامات	۱۶۲
تورائی۔ جنجا کا سب سے اہم علامتی عنصر اور تفریق	۱۶۲
داخلے کے بعد کے تصورات اور علامات	۱۶۲
میکو، ایما اور دیگر دعائیہ عناصر	۱۶۳
گھریلو خانقاہ کامی ڈونا کا فلسفہ	۱۶۳
شنتو تہوار اور ان کی معنویت	۱۶۴
سال نو کا تہوار۔ شوگستو مستوری	۱۶۴
کیوٹو کا پھول تہوار—معنویت	۱۶۴
اوبون کا تہوار	۱۶۴
میکوشی کا تہوار—معنویت	۱۶۵
داشی کا تہوار—معنویت	۱۶۵
دوسرے عام تہوار—مختصر معنویت	۱۶۵
شادی اور پیدائش و مرگ کے شعائر شنتو—معنویت	۱۶۶
شنتو شادی کی معنویت	۱۶۷
شنتو مت—مرگ کے شعائر مقدسہ	۱۶۸
شنتو مت میں طہارت اور پاکیزگی کے شعائر کی معنویت	۱۶۹
رسم مسوگی اور اس کے عناصر	۱۶۹
تطہیر اور نشاۃ ثانیہ کا اچھوتا ملن	۱۷۰
تطہیر اور وا کا تصور۔ احساس جرم اور اس کا اعتراف	۱۷۰

toobaafoundation.com

شنتو مت کی مقدس مثلث کی اشیاء اور معنویت ۱۷۰

شنتو مت کے مقدس جانور اور کامی سے تعلق ۱۷۱

چند مقدس ہندسے اور اُن کی معنویت ۱۷۲

الفصل الثالث: ۱۷۳

زرتشت مت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام ۱۷۳

زرتشت مت — مختصر تعارف ۱۷۳

عقیدہ ثنویت ۱۷۳

مقدس کتابیں ۱۷۳

آگ–تقدیس کا نشان ۱۷۳

زرتشتی تصور الہ۔ شعائر ثنویت خیر و شر کی کشمکش ۱۷۴

اہورمزدا–صفات معنوی ۱۷۴

اینگرومینو۔صفات شعائر ۱۷۴

ثنویت اور اثرات ۱۷۴

زرتشت — کارنامے اور معنویت ۱۷۵

زرتشتی مقدس ادب کی معنویت ۱۷۶

زرتشت مت کے تہوار — معنویت اور احکامات ۱۷۷

نوروز — معانی اور مطالب ۱۷۷

تہوار شکرانہ–معنویت اور موجود اشیاء کا تناظر ۱۷۷

میلاد و وفات زرتشت کے تہوار ۱۷۸

مہرگاں کا تہوار اور متھرامت سے مستعار معنویت ۱۷۸

ماہانہ زرتشتی تہوار–منسلک معنویت ۱۷۸

صدروز کا تہوار ۱۷۸

فروردن اور روحوں کا تہوار ۱۷۸

زرتشت مت کی مقدس علامات کی معنویت ۱۷۹

آگ۔زرتشت مت کا عالمی شعیرہ ۱۷۹

toobaafoundation.com

فروہر۔ تحفظ کا نشان ۱۸۰
پانچ کا ہندسہ۔ معنویت ۱۸۰
نوجوت–زرتشتی رسم بلوغت کی معنویت ۱۸۰
زرتشتی نکاح—مختصر معنویت ۱۸۲
زرتشتی شعائر مرگ۔ مینار خموشاں اور گدھ کا منفرد اتحاد ۱۸۲
زرتشت مت۔ مقدس مقامات کی معنویت ۱۸۴
یزد اور چھ پیروں کی معنویت ۱۸۴
زرتشتی آتش کدہ اور رسومات مقدسہ کے معانی ۱۸۵
رسم تطہیر۔ یاسنا کے زاویے ۱۸۵

باب چہارم: ۱۸۷

یہودیت اور عیسائیت—شعائر مقدسہ ۱۸۷

الفصل الاوّل: ۱۸۷

یہودیت کے شعائر مقدسہ—فکری معنویت اور احکام ۱۸۷

یہودیت۔ مختصر تعارف ۱۸۷
موسیٰ علیہ السلام اور یہودیت ۱۸۷
یہودی کتابیں ۱۸۷
یہودی فرقے ۱۸۸
یہودی عقائد کی بنیاد ۱۸۸
یہودیت کے شعائر مقدسہ۔ معنویت ۱۸۹
خدا کا تصور—معنویت کا فلسفہ اور تاروپود ۱۸۹
یہواہ کا تصور اور صفات ایجابی و سلبی ۱۸۹
یسعیاہ ثانی کا اہم موڑ ۱۹۰
تصور خدا کا مزید توضیحی نظریہ اور موسیٰ بن میمون کے نکات ۱۹۰
میمونی نکات اور خدائے یہود کی معنویت کے نئے اجزا ۱۹۱

toobaafoundation.com

مقدس شخصیات—ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک معنویت کے اُتار چڑھاؤ	۱۹۲
موسیٰ علیہ السلام—متاع گم گشتہ کی یاددہانی کا پیامبر	۱۹۳
موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت۔ فکری پیرائے	۱۹۳
موسیٰ علیہ السلام کی قانون سازی۔ احکام عشرہ سے تورات کی تکمیل تک	۱۹۴
موسیٰ علیہ السلام کی معنویت کے نقاط عروج	۱۹۵
داؤد اور سلیمان علیہما السلام	۱۹۵
یہودیت کی مقدس کتاب تورات کی معنویت	۱۹۷
تورات کی معنویت کے نادر زاویے	۱۹۷
تورات اور عالیہ کا نادر تعلق	۱۹۷
توراتی معروف و منکر کی تعداد میں معنویت کے پہلو	۱۹۸
تورات اور قرآن کا تعلق	۱۹۸
تورات اور تناخ کا فرق	۱۹۸
تالمود کی معنویت۔ ربی تشریحات و تعبیرات	۱۹۹
یہودیت کے مقدس مقامات۔ معنویت اور احکام	۲۰۰
یروشلم اور تورات کے احکامات کا ملن	۲۰۰
یروشلم اور ہیکل سلیمانی کا تعلق	۲۰۰
یروشلم کے زاویے یہودی روایات کی روشنی میں	۲۰۱
یروشلم اور صیہون۔ مترادفات کی دو جہاتی معنویت	۲۰۱
ہیکل سلیمانی – معنویت	۲۰۱
ہیکل اور تابوت سکینہ کا ربط	۲۰۲
عظمت کا بلند ترین نقطہ اور پاک ترین مقام	۲۰۲
دیوار گریہ – ہیکل سے خدائی موجودگی کے انتقال کا مسکن	۲۰۲
یہودی تہوار۔ معنویت اور احکامات کا مطالعہ عمیق	۲۰۴
فسح (PESACH) اور عبورِ دریا کا تعلق	۲۰۴
بے خمیری روٹی کی معنویت اور دیگر اجزا	۲۰۴
سیڈر کی تیاری کے بعد کے مراحل کی معنویت	۲۰۴

toobaafoundation.com

شووس—عید پنتکست کے معنوی زاویے اور احکام	۲۰۶
شووس-علم اور دانائی کا مرقع	۲۰۶
کٹائی اور خوراک کے زاویے	۲۰۶
شووس کی رات کے فکری زاویے	۲۰۷
سکوت (عید خیام) کے زاویے، معنویت اور احکام	۲۰۸
خیموں کی تنصیب	۲۰۸
مقدس مہمانوں کا انتظار اور عید خیام کے میزبانی زاویے	۲۰۸
یوم کپور اور عید خیام کا باہمی ربط	۲۰۹
شیمنی عزرت سے سمحاس تورات تک کے اختتامیے	۲۰۹
نرسنگوں کی عید—روش ہشانا اور نئے سال کے زاویے	۲۱۰
قسمت کے فیصلوں اور ایام استغفار کا ابتدائیہ	۲۱۰
گناہوں کو دریابرد کرنے کی معنویت	۲۱۰
ایام استغفار اور اشیائے خوردنی کی معنویت	۲۱۱
یوم کپور۔ مقدس ترین یہودی دن کے اسرار و رموز	۲۱۲
یوم کفارہ۔ معافی کے پروانے سے خوشی کی نوید تک	۲۱۲
روزہ اور ملکوتی صفات کا ملاپ	۲۱۲
نیلا (Neilah)، شوفر اور بند دروازے	۲۱۲
پیورم کا تہوار۔ معنویت اور احکامات	۲۱۴
پیورم کی روایات کا پس منظر	۲۱۴
حنوکا اور مینورا کی معنویت	۲۱۵
تیل کا معجزہ اور معنویت	۲۱۵
ڈریڈل کا گھماؤ اور اُس کی تفسیر	۲۱۶
سبت۔ یہودیت کی بنیاد اور تحفظ کی ضمانت	۲۱۷
سبت کے روحانی زاویے	۲۱۷
یہودیت میں عبادت۔ منیان اور سائنا گوگ کی معنویت	۲۱۹
شیما اور قدس کے زاویے	۲۱۹

toobaafoundation.com

یہودی نماز کے مختلف زاویے	۲۱۹
اجتماعی یہودی عبادت اور سائنا گوگ کی معنویت	۲۲۰
سائنا گوگ۔ تعمیر کا انداز	۲۲۰
سائنا گوگ کے مقدس چبوترے کی معنویت	۲۲۱
تصویروں اور مجسّموں کی ممانعت	۲۲۱
معبد کا متبادل۔ سائنا گوگ کی اہم ترین معنویت	۲۲۱
یہودیت میں پیدائش کے زاویوں کا اُتار چڑھاؤ	۲۲۳
ختنہ کا یہودی شعار اور اس کی معنویت	۲۲۳
ختنہ کے عمل سے جڑی معنویت مرحلہ در مرحلہ	۲۲۳
نجات طفل سے اولین گیسو تراشی تک—معمہ جات کی معنویت	۲۲۴
یہودی رسم بلوغت۔ بار مٹزواہ کے زاویے	۲۲۴
بچپن سے مردانگی کا سفر اور لڑکپن کی عدم موجودگی کا زاویہ	۲۲۵
یہودیت میں نکاح—معنویت اور اجزا	۲۲۶
مادیت اور روحانیت کا ملن	۲۲۶
مقدس شامیانے کا سایہ اور رسومات نکاح کا تسلسل معنوی	۲۲۶
ٹوٹے ہوئے گلاس کی کرچیاں اور ہیکل کا ماتم	۲۲۷
یہودیت میں نزع اور قرب مرگ کے شعائر—معنویت	۲۲۹
یہودیت میں وقت مرگ—نزع اور جانکنی—لمحہ بہ لمحہ	۲۲۹
بعد از تدفین—مراحل کی سنجیدگی	۲۲۹
یہودیت میں عادات واطوار سے جڑے شعائر مقدّسہ	۲۳۱
سر کو ڈھانپنے کا فلسفہ اور یہودی پگڑی	۲۳۱
معنویت ٹفلن—تورات کے حروف کا پہناوا	۲۳۱
یہودی شال صیصیت کا پہناوا اور جھالر کی معنویت	۲۳۲
ٹوپی، تعویذ اور شال کی مثلث	۲۳۲
کوشر— یہودی حلال و حرام کی معنویت	۲۳۳
کوشر اور یہودی تہواروں کا ملن	۲۳۳

toobaafoundation.com

دروازوں کی یہودی دہلیز۔ مذہبی زاویوں کا جہان معنی ۲۳۴
داؤدی ستارہ– یہودیت سے صیہونیت تک۔ عالمی نشان ۲۳۵
الفصل الثانی: ۲۳۶
عیسائیت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام ۲۳۶
عیسائیت–ایک مختصر تعارف ۲۳۶
کتب عیسائیت ۲۳۶
عیسائی فرقے ۲۳۷
تثلیث کا امتیازی شعار–معنویت و علامات ۲۳۸
تثلیث اور ماضی سے جڑا تعلق ۲۳۸
تثلیث سے مجسمہ سازی تک ۲۳۹
عیسیٰ علیہ السلام –عبد اللہ سے ابن اللہ تک کے معنوی تخیلات ۲۴۱
عیسیٰ علیہ السلام کی معنویت–عیسائیوں کی نظر میں ۲۴۳
عیسیٰ اور آدم علیہما السلام میں مماثلت اور تضاد کے عیسائی زاویے ۲۴۵
عمانوئیل کی رداء میں خدا کی مصاحبت کی معنویت ۲۴۵
مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت کی معنویت ۲۴۵
مقدس بائبل کی معنویت ۲۴۷
بائبل (انجیل) کی مرکزی معنویت — نقاط عامہ سے نقطۂ فراز تک ۲۴۷
پرانے عہد نامے اور انجیل کا گہرا سری تعلق ۲۴۸
انجیل کی چار جہاتی معنویت ۲۴۸
انجیل یوحنا کا ابتدائیہ–معنویت کلام ۲۴۹
عیسائیت میں زیارات اور مقدس مقامات — معنویت اور احکامات ۲۵۰
زیارات و مقامات سے عیسیٰ علیہ السلام کا رابطہ ۲۵۰
بیت اللحم، یروشلم اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش–اتحاد ثلاثہ ۲۵۱
یروشلم–معنویت کے عیسائی نظریات ۲۵۱
ارض مقدس کے مزید مقامات اور ان سے جڑی تقدیس کے پہلو ۲۵۲

toobaafoundation.com

مصائب کا راستہ–زائرین کی نگاہ شوق کا اصل ہدف	۲۵۲
عیسائیت کے مقدس تہوار—معنویت اور احکام	۲۵۴
کرسمس–معنویت اور پس منظر	۲۵۴
تیاری کرسمس اور ایڈونٹ۔ نظریاتی اجزاء	۲۵۵
کرسمس سے جڑے شعائر کی معنویت	۲۵۶
پنگھوڑے سے شجر کرسمس تک	۲۵۶
کرسمس اور عیسیٰ علیہ السلام کی جہات ثلاثہ	۲۵۷
لینٹ کی راہداری سے ایسٹر تک کا سفر	۲۵۸
مختلف دنوں سے گزرتا ہوا لینٹ کا سفر	۲۵۸
مقدس ہفتہ اور پام سنڈے کا باہمی ربط	۲۵۸
مقدس ہفتے کا انتہائی نقطۂ عروج	۲۵۹
ایسٹر–قدیم بت پرستانہ روایات اور یہودی عید فصح کا مرکب–تعلق کی کڑیاں	۲۵۹
عیسیٰ علیہ السلام –رفع آسمانی اور یوم صعود	۲۶۰
عید خمسین اور روح القدس کے ملن کی معنویت	۲۶۰
تثلیث کا اتوار (Trinity Sunday) اور معنویت	۲۶۱
یوم اولیاء (All Saints Day) کے زاویے	۲۶۱
مریم رضی اللہ عنہا سے جڑے تہواروں کی معنویت کا اختصار	۲۶۲
کاپس کرسٹی (CORPUS CHRISTI) اور یوم ارواح (ALL SOULS DAY) کے محاسن	۲۶۲
عیسائیت میں موت سے جڑے شعائر مقدسہ کی معنویت	۲۶۳
وقت نزع سے جڑے شعائر کی حقیقت	۲۶۳
بپتسمہ اور موت میں مماثلت کی معنویت	۲۶۴
مراحل بعد از تدفین–روحانی تطہیر کے زاویے	۲۶۵
عیسائیت میں رسومات وعبادات سے متعلق شعائر مقدسہ–معنویت	۲۶۶
سات کی فکری معنویت	۲۶۶
بپتسمہ (اصطباغ) کی معنویت اور احکام	۲۶۷
اصطباغ کے نمایاں زاویے	۲۶۷

toobaafoundation.com

بپتسمہ کی گہری معنویت اور اسرار و علامات ۲۶۸

توثیق و استحکام (Confirmation) – معنویت اور احکام ۲۶۹

عشائے ربانی کی معنویت اور اجزا ۲۷۰

عشائے ربانی کے علامتی رنگ اور تشبیہات کے فلسفیانہ مطالب ۲۷۰

عشائے ربانی کے مختلف اسماء سے جڑی معنویت اور کفارے کا عقیدہ ۲۷۱

استغفار و توبہ – معانی اور احکامات ۲۷۱

عطائے منصب کے مقدس احکامات — معنویت ۲۷۲

نکاح کی معنویت اور اسرار ۲۷۳

نکاح کے مقاصد اور علامات دقیق ۲۷۳

غیر میثاقی عبادت اور موسیقی کے عناصر ۲۷۵

عیسائی عبادات و رسومات سے جڑے رنگوں کی معنویت ۲۷۶

عیسائیت میں کلیسیا کا مقام اور جہات — معنویت کے مختلف انداز ۲۷۷

مجلس سے عمارت تک۔ چرچ کے مختلف زاویے ۲۷۸

چرچ کی عمارت میں موجود علامات و باقیات۔ انتساب فکری کے زاویے ۲۷۹

صلیب۔ عیسائی مذہب کا معتبر ترین نشان ۲۷۹

قربان گاہ کی معنویت ۲۸۰

چرچ اور اتوار کا دن – ربط اور معنویت ۲۸۱

باب پنجم: ۲۸۴

اسلام کے شعائر مقدسہ ۲۸۴

الفصل الاول: ۲۸۴

اسلام کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام ۲۸۴

اسلام — ایک مختصر تعارف ۲۸۴

خلفائے راشدین ۲۸۵

قرآن و سنت..... اسلام کے بنیادی مآخذ ۲۸۵

toobaafoundation.com

ارکان اسلام	۲۸۵
عقائد اسلام	۲۸۵
اللہ سبحانہ وتعالیٰ —توحید الٰہی کی معنویت واحکام	۲۸۶
اللہ–فکری عناوین کے مرحلہ وار زاویے	۲۸۶
اللہ–اسلامی تصور–بلندی کے کمال اور اصلاح روایات کا جائزہ	۲۸۸
تنزیہ اور تعطیل-مسائل کے حل کا قرآنی اسلوب	۲۸۸
صفات رحمت وجمال اور اسلام میں تصور الٰہ کی نیرنگیاں	۲۸۹
لا الہ الا اللہ کا کلمہ اور عظمت کا نقطۂ کمال	۲۹۴
محمد رسول اللہ ﷺ — شخصیت عالیہ کے محاسن، معنویت اور احکامات	۲۹۵
بشریت محمدی سے رد شرک کی تلقین اور چہرۂ توحید کی تابانی	۲۹۵
نبی کریم ﷺ کی اطاعت واتباع کی فرضیت کے معانی	۲۹۸
یہود ونصاریٰ کی تحریفات اور رسالت محمدی کے ذریعے اُن کی اصلاح وتصحیح	۳۰۰
ختم نبوت کی نعمت عظمیٰ	۳۰۱
محمد رسول اللہ ﷺ کے روحانی کمالات کا عروج	۳۰۲
درود مسعود کی معنویت اور احکام	۳۰۲
قرآن مجید—اسلامی شعیرۂ عالمی کی معنویت اور احکام	۳۰۴
وحدت دین اور تحدیٔ قرآن کا زمزمہ	۳۰۶
مھیمن۔ معنویت اور تشیع وتحزب کی حوصلہ شکنی	۳۰۷
قرآن— عمل کی طرف اصرار اور حصول تقویٰ کا شعار	۳۰۸
علوم القرآن اور اسمائے قرآن کی معنویت	۳۰۹
قرآن—تصور الٰہ اور سائنسی اکتشافات کے بھرپور گداز زاویے	۳۱۰
قرآن کی حسین جبین–سورۂ فاتحہ کی معنویت	۳۱۱
اسلام کے مقدس مقامات اور زیارات	۳۱۲
مکہ مکرمہ کی معنویت اور مراتب	۳۱۲
مکہ مکرمہ۔ افضلیت اور اولیت	۳۱۴
مسجد حرام اور کعبہ کا مقدس سنگم	۳۱۵

toobaafoundation.com

کعبہ — فلاح وسعادت کا علم اور نشان	۳۱۷
کعبہ — عبادت الٰہی کا رخ	۳۱۷
بیت المقدس سے کعبہ — تحویل میں چھپے اسرار ورموز	۳۱۸
مسجد نبوی اور مدینہ منورہ کا باہمی ارتباط اور معنویت	۳۱۹
مدینہ کے مختلف ناموں اور ایمان کے لوٹنے کی معنویت	۳۱۹
مؤاخات اور اولین تحریری دستور کا امین شہر	۳۲۰
مسجد نبوی — معنویت واحکام	۳۲۰
رحمت کے ستون سے ریاض الجنۃ تک — معنویت کی فضائے بسیط	۳۲۱
صفہ — ناداری میں شاہی کا نشان	۳۲۲
مسجد اقصیٰ — تنازعات سے لبریز معنویت	۳۲۳
اسلامی تہوار..... معنویت اور احکامات	۳۲۴
عید الفطر..... معنویت	۳۲۵
یوم عید الفطر کے معمولات نبویہ اور احکام کی معنویت	۳۲۵
عید الاضحیٰ..... معنویت اور قربانی کا شعار	۳۲۷
یوم عید الاضحیٰ کی اصل معنویت — حصول تقویٰ	۳۲۷
عید الاضحیٰ کے احکامات اور معنویت	۳۲۸
عیدین کی مجموعی معنویت اور ربط باہمی کا انداز دلنشین	۳۲۹
نماز اور اس کی معنویت	۳۳۰
نماز اور قرآن وسنت میں بیان کردہ معنویت	۳۳۰
ضبط نفس کے روحانی جلوے	۳۳۰
پابندئ وقت کے ثمرات اور نماز کی علامتی رنگینیاں	۳۳۱
نماز — ذریعۂ مغفرت وغفران	۳۳۲
روزہ اور رمضان وقرآن — معنویت کے عجائب	۳۳۳
مشابہت بین الانبیاء علیہم السلام کا مرکزی نشان	۳۳۳
رمضان، قرآن، شب قدر کے ملن کی معنویت اور تاثیر	۳۳۴
اعلیٰ ترین خصائص کا امتزاج۔ صوم رمضان	۳۳۵

toobaafoundation.com

حج بیت اللہ..... اجتماعیت کا عظیم الشان شعار دلپذیر	۳۳۶
میثاق ابراہیمی کی حقیقی یادگار	۳۳۶
حج کی منادی اور معنویت کا شہود	۳۳۷
جڑی ہوئی معنویت کے اسرار و رموز	۳۳۷
حج کی شان جامعیت — فکری پہلوؤں کا احاطہ	۳۳۸
اسلام میں پیدائش کے شعائر کی معنویت	۳۴۰
نومولود کو گھٹی دینے کی معنویت	۳۴۰
نومولود کا عقیقہ اور ختنہ — معنویت	۳۴۱
نومولود کا نام رکھنے کی معنویت	۳۴۱
اسلام میں نکاح کا شعیرۂ مقدسہ اور معنویت کی ردائے مودت	۳۴۳
تضاد سے توافق — اتحاد مرد و زن کے نکات عجیب	۳۴۴
اسلام میں مرگ کے شعائر مقدسہ — نماز جنازہ کی معنویت اور احکامات	۳۴۵
غسل، کفن، نماز جنازہ — معنویت	۳۴۶
تدفین اور اس سے متعلقہ شعائر کا تجزیہ	۳۴۶
قبر کی ساخت اور معنویت	۳۴۷
تعزیت بعد الدفن کے معمولات کی معنویت	۳۴۷
زیارت قبور کی علت اور معنویت	۳۴۸
معاشرتی زندگی سے متعلق شعائر اسلامیہ اور ان کی معنویت	۳۴۹
تحفۂ سلام اور اس کے معانی و احکامات	۳۴۹
داڑھی کی معنویت اور احکامات	۳۵۰
مسلمان عورت کا حجاب — معنویت اور احکامات	۳۵۱
اذکار مقدسہ کی معنویت اور اثاثہ	۳۵۲
مسواک کا شعیرہ اور معنویت	۳۵۵
نیکی اور دائیں ہاتھ کا ملن — روحانی زاویے اور معنویت	۳۵۵
محترم مہینے اور ان کی معنویت	۳۵۷
رویت ہلال کا اسلامی شعیرہ اور اس کی معنویت	۳۵۸

toobaafoundation.com

وضو— طہارت وپاکیزگی کا اسلامی شعار—معنویت احکام	۳۵۹
یوم الجمعہ کی معنویت اور نظریۂ اجتماعیت	۳۶۰
مسجد—اسلامی عبادت گاہ کی معنویت اور امتیازات	۳۶۱
مسجد اور مساوات اسلامی وپرہیز گاری	۳۶۲
مسجد اور امانت محاسن نبویہ	۳۶۲
مساجد کی سادگی کی معنویت	۳۶۳
مسجد اور اذان—نور علی نور کے روابط اور معنویت	۳۶۴
اذان کے کلمات کا نزول وصعود	۳۶۴
الفصل الثانی:	۳۶۶
اسلام اور دیگر مذاہب کے شعائر مقدسہ—ایک مختصر تقابل	۳۶۶
الفصل الثالث:	۳۶۹
اسلامی ریاست میں دیگر مذاہب کے شعائر مقدسہ کے بارے میں شرعی احکام	۳۶۹
معتبر فقہاء اسلام کی صراحت	۳۷۰
نتائج	۳۷۲
سفارشات	374
اشاریہ	۳۷۷
مصادر ومراجع	۳۹۲

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

باب اوّل:

شعائر مقدسہ — معنی اور مفہوم

الفصل الاوّل:

شعائر—لغوی معنی اور مفہوم

الفصل الثانی:

شعائر مقدسہ کا ارتقائی سفر— مختصر تاریخ

toobaafoundation.com

باب اوّل:

شعائر مقدسہ–معنی اور مفہوم

الفصل الاوّل:

شعائر–لغوی معنی اور مفہوم

شعائر عربی زبان کا لفظ اور شعیرہ کی جمع مکسر غیر منصرف ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ چار مقامات پر وارد ہوا ہے۔ پہلا مقام سورۃ البقرہ میں ہے:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ o﴾[1]

یہاں صفاو مروہ کو شعائر اللہ کے لقب سے موسوم کیا گیا ہے۔

دوسرا مقام سورۃ المائدہ میں ہے:

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللهِ﴾[2]

یہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایمان والوں کو اللہ کے شعائر کی بے حرمتی اور بے توقیری سے منع فرمایا ہے۔

تیسرا مقام سورۃ الحج میں ہے:

﴿ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾[3]

یہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شعائر اللہ کی تعظیم کو دلوں کی پرہیز گاری کا نشان قرار دیا ہے۔ چوتھا مقام بھی سورۃ الحج میں ہے:

﴿وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ﴾[4]

یہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قربانی کے عظیم الجثہ جانور اور بالخصوص اونٹوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں بھی شعائر اللہ کے نام سے موسوم کیا ہے اور اللہ کے نام پر قربان ہونے کی بنیاد پر انہیں قابل تعظیم قرار دیا ہے۔

---

[1] البقرۃ : 158/2.

[2] المائدۃ : 2/5.

[3] الحج:32/22.

[4] الحج:36/22.

toobaafoundation.com

چنانچہ صاحب قاموس لکھتے ہیں:

"شعائر وهنة تصاغ من فضة او حديد على شكل شعيره تلون مسا كالنصاب النّصل واشعرها جعل لها شعيرة وشعار الحج مناسكه وعلامته..... او شعائره معالمه التى ندب الله اليها وامر بالقيام بها."[۱]

حاصل کلام یہ ہے کہ یہاں قربانی کو اس لیے شعیرہ کہا گیا ہے کہ تیز لوہے سے اس کا خون بہا کر اس پر نشان لگا دیا جاتا تھا اور اسی بنیاد پر وہ تعظیم کے لائق سمجھی جاتی تھی۔

احسن التفاسیر میں ہے:

"احرام باندھنا، قربانی کے جانوروں کا ساتھ لینا، احرام کے مہینوں میں حج کے ارادے سے سفر کرنا، پہچان کے لیے جانوروں کے گلے میں پٹے کا ڈال لینا یہ سب باتیں حج کے ارادہ میں اللہ کی تعظیم کی نشانیاں ہیں اس لیے ان کو شعائر اللہ فرمایا۔"[۲]

تفسیر نسفی میں ہے:

"شعائر – جمع شعيره وهى العلامة"[۳]

نیز یہی تعریف تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی میں ہے۔

صاحب فیروز اللغات تحریر کرتے ہیں:

"شعائر – قربانیاں، نشانیاں، رسوم، فرائض وعبادات۔"[۴]

المورد الوسیط میں ہے:

"شعائر – Rite, Ritual, Ceremony, Ceremonial۔"[۵]

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی تفصیلی بحث کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"شعائر: واحد شعیرہ بمعنی اعلام دینیہ۔ یعنی ایسی علامات جنہیں دینی لحاظ سے حرمت کا مقام حاصل ہو۔ ادب کی چیزیں، مقامات اور علامات شعائر حج بمعنی حج کے ارکان اور مقامات شعائر اللہ وہ علامات جنہیں اللہ نے قابل احترام قرار دیا ہے۔"[۶]

---

[۱] الفیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دار الجیل، بیروت س۔ن، 61/2، فصل الشین باب الرا۔

[۲] دہلوی، احمد حسن، سید، تفسیر احسن التفاسیر، المکتبۃ السلفیہ، لاہور، 1996، 21/2.

[۳] النسفی، عبد اللہ بن احمد بن محمود، تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل، دار المعرفۃ، لبنان، 2008، 88/1.

[۴] فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لاہور، 1983ء، ص:842۔

[۵] البعلبکی روحی، الدکتور، المورد الوسیط، دار العلم، بیروت، 1996ء، ص:436۔

[۶] کیلانی، عبد الرحمٰن، مولانا، مترادفات القرآن، مکتبۃ السلام، لاہور، 2005ء، ص:849.

toobaafoundation.com

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں نفیس بحث کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

"ہر وہ چیز جو کسی مسلک یا عقیدے یا طرز عمل یا کسی نظام کی نمائندگی کرتی ہو وہ اس کا شعار کہلائے گی کیونکہ وہ اُس کے لیے علامت اور نشانی کا کام دیتی ہے..... گرجا اور قربان گاہ اور صلیب مسیحیت کے شعائر ہیں۔ چوٹی اور زنار اور مندر برہمنیت کے شعائر ہیں۔ کیس اور کڑا اور کرپان وغیرہ سکھ مذہب کے شعائر ہیں۔ ہتھوڑا اور درانتی اشتراکیت کا شعار ہے۔ سواستیکا آریہ نسل پرستی کا شعار ہے۔ یہ سب مسلک اپنے اپنے پیروؤں سے اپنے ان شعائر کا احترام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی نظام کے شعائر میں سے کسی شعار کی توہین کرتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ دراصل اس نظام سے دشمنی رکھتا ہے۔[۱]

نیز شعائر اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شعائر اللہ سے مراد وہ تمام علامات یا نشانیاں ہیں جو شرک و کفر اور دہریت کے بالمقابل خالص خدا پرستی کے مسلک کی نمائندگی کرتی ہوں۔"[۲]

نیز تفسیر حقانی میں درج ہے:

"شعائر اللہ عرف شریعت میں عبادات کے مکانات، زمانوں اور علامات کو کہتے ہیں۔ مکانات عبادات جیسا کہ کعبہ اور عرفہ اور مزدلفہ وجمرات ثلث، صفا، مروہ و منیٰ وجمیع مساجد اور اوقات جیسا کہ رمضان اور اشہر حج وعیدین وجمعہ اور علامات جیسا کہ اذان واقامت ونماز باجماعت۔"[۳]

مولانا مفتی محمد شفیع تحریر کرتے ہیں:

"شعائر شعیرہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی علامت کے ہیں۔ جو چیزیں کسی خاص مذہب، جماعت کی علامات خاص سمجھی جاتی ہیں وہ اُس کے شعائر کہلاتے ہیں۔"[۴]

حافظ صلاح الدین یوسف تحریر فرماتے ہیں:

"شعائر شعیرہ کی جمع ہے۔ اس سے مراد حرمات اللہ ہیں جن کی تعظیم و حرمت اللہ نے مقرر فرمائی ہے۔"[۵]

نیز سورۃ الحج کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

"شعائر شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں۔ جیسے جنگ میں ایک شعار "مخصوص لفظ بطور علامت" اختیار کر لیا جاتا ہے۔ جس سے وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اس اعتبار سے شعائر اللہ وہ

---

[۱] مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، تفسیر تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2007ء، 448/1.

[۲] ایضاً : 449/1.

[۳] حقانی، عبد الحق، مولانا، تفسیر حقانی (مترجم)، بیت العلم، لاہور، 1990ء، 596/1.

[۴] محمد شفیع، مفتی، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2008ء، 263/6.

[۵] یوسف، صلاح الدین، حافظ، تفسیر احسن البیان، دارالسلام، لاہور، س۔ن، ص:287۔

toobaafoundation.com

ہیں جو اعلام دین یعنی اسلام کے نمایاں امتیازی احکام ہیں۔ جس سے ایک مسلمان کا امتیاز اور تشخص قائم ہوتا ہے اور دوسرے اہل مذاہب سے الگ پہچان لیا جاتا ہے۔ صفا، مروہ پہاڑیوں کو بھی اسی لیے شعائر اللہ کہا گیا ہے کہ مسلمان حج و عمرے میں اُن کے درمیان سعی کرتے ہیں۔"[۱]

مولانا امین احسن اصلاحی تحریر کرتے ہیں:

"شعائر شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنی کسی ایسی چیز کے ہیں جو کسی حقیقت کا احساس دلانے والی ہو اور اُس کا مظہر اور نشان (Symbol) ہو۔ اصطلاح دین میں اس سے مراد شریعت کے وہ مظاہر ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کسی معنوی حقیقت کا شعور پیدا کرنے کے لیے بطور ایک نشان اور علامت کے مقرر کیے گئے ہوں۔"[۲]

مزید تحریر کرتے ہیں:

"ان شعائر میں اصل مطمح نظر وہ حقیقتیں ہوا کرتی ہیں جو اُن کے اندر مضمر ہوتی ہیں۔ ان حقیقتوں کے اظہار کے لیے یہ شعائر گویا قالب کی حیثیت رکھتے ہیں۔"[۳]

شعائر اور حضرت شاہ ولی اللہؒ

یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی مایۂ ناز تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" کا ایک مستقل باب "باب تعظیم شعائر اللہ" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ وہ رقم طراز ہیں:

"واعنی بالشعائر: اموراً ظاهرة محسوسة جعلت ليعبد الله بها واختصت به حتى صار تعظيمها عندهم تعظيما لله والتفريط فى جنبها تفريطًا فى جنب الله."[۴]

یوں شاہ صاحب کے نزدیک شعائر وہ ظاہری محسوس امور ہیں جن کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور ان کی تعظیم اس لیے ہوتی ہے کہ اللہ نے اُن کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور ان کے بارے میں تفریط و توہین کا مزاج دراصل اللہ کے حکم کی توہین کرنا ہے۔ نیز شاہ صاحب نے اسی مقام پر چند بڑے شعائر کی نشاندہی فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"معظم شعائر الله اربعة: القرآن والكعبة والنبى والصلوة"[۵]

مناسب ہوگا کہ یہاں چند عربی مفسرین کا کلام بھی نقل کر دیا جائے تاکہ شعائر اور اُن کی حدود و قیود احترام سے مزید آگاہی

---

[۱] یوسف، صلاح الدین، حافظ، تفسیر احسن البیان، دارالسلام، لاہور، س۔ن، ص:798۔

[۲] اصلاحی، امین احسن، مولانا، تفسیر تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2008ء، 384/1.

[۳] ایضاً : 385/1.

[۴] دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، زمزم پبلشرز، کراچی، 2010ء، 208/1.

[۵] ایضاً : 209/1.

toobaafoundation.com

ہو جائے۔ چنانچہ مشہور مفسر عبد الرحمٰن الجزیری تحریر فرماتے ہیں:

"شعائر الله: اعلام دينيه جمع شعيره وهى العلامة على عبادة الله تعالى فالسعى بين الصفا والمروة شعيرة لانه دال على طاعة الله تعالى."[۱]

علامہ عبد الرحمٰن سعدی تحریر کرتے ہیں:

"من شعائر الله اى: اعلام دينه الظاهرة التى تعبد الله بها عباده واذا كانا من شعائر الله فقد امر الله بتعظيم شعائره فقال ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب."[۲]

علامہ زمخشری تحریر کرتے ہیں:

"الشعائر جمع شعيرة وهى اسم ما اشعر اى جعل شعاراً وعلمًا للنسك من مواقف الحج، ومرامى الجمار، والمطاف والمسعى والافعال التى هى علامات الحج يعرف بها من الاحرام والطواف والسعى والحلق والنحر."[۳]

علامہ ابن کثیر اپنی مایۂ ناز تفسیر میں رقم کرتے ہیں:

"قال ابن عباس: يعنى بذلك مناسك الحج وقال مجاهد: الصفا والمروة والهدى والبدن من شعائر الله وقيل شعائر الله محارمة التى حرمها اى لا تحلوا محارم الله التى حرمها تعالى."[۴]

شعائر چونکہ ایک عربی لفظ ہے اس لیے عربی مفسرین کی توجیہات و تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شعائر یعنی دینی اعتبار سے تعظیم رکھنے والی اشیاء چاہے وہ افعال کی شکل میں ہوں، محسوسات کی شکل میں ہوں، زمان سے متعلق ہوں، مکان سے منسلک ہوں یا کسی نشان یا امتیازی علامات کے ساتھ لف ہوں اس دینی تقدس اور تقدیس کے لیے خالق کی منظوری اور نظر انتخاب کی محتاج ہیں۔ یوں کوئی مذہب یا دین حتیٰ کہ اسلام بھی اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ شعائر کے علاوہ اپنے طور پر کسی چیز کو بھی شعیرہ یا اپنے مذہب کی امتیازی علامت قرار نہیں دے سکتا۔ نیز یہ بھی نہیں کر سکتا کہ جو چیز شعائر میں داخل ہو اسے شعائر کی فہرست سے خارج کر دے۔

لفظ "مقدسہ" کی قرآنی تعریف و توضیح

مقدس یا مقدسہ کا لفظ اردو زبان میں عام مستعمل ہے۔ اس کا مادہ ق۔ د۔ س ہے۔ جس کے معنی تطہیر الٰہی کے ہیں۔ اور یہ لفظ قرآن مجید میں ایک بار سورۃ المائدہ میں وارد ہوا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

---

[۱] الجزائری، ابی بکر جابر، تفسیر ایسر التفاسیر، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، 2002ء، ص: 76۔

[۲] السعدی، عبد الرحمٰن بن ناصر، تفسیر تیسیر الکریم الرحمٰن، دار احیا التراث العربی، بیروت، 2001ء، ص:81۔

[۳] الزمخشری، محمود بن عمر، تفسیر الکشاف، دار احیا التراث العربی، بیروت، س۔ن، 636/1.

[۴] ابن کثیر، عماد الدین، الحافظ، تفسیر القرآن العظیم، دار الحدیث قاہرہ، 2005، 10/3.

toobaafoundation.com

﴿یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾[۱]

یہاں بالاتفاق الارض المقدسہ سے مراد فلسطین کی سرزمین ہے اور یہ وہ پاک اور بابرکت سرزمین ہے جو انبیاء کی نسبت سے بابرکت ہوگئی ہے اور اُن کی تبلیغ کی وجہ سے شرک کی آلائشوں سے پاک رہی ہے۔[۲]

شعائر مقدسہ کی تعریف – یہودیت اور عیسائیت کا نقطۂ نظر

یہودیت میں مقدس کے لیے عبرانی لفظ قدش استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بنیادی معانی علیحدہ کرنے یعنی کسی شخص کو خدا یا معبود کے لیے مخصوص کرنے کے ہیں۔ اس اعتبار سے فرشتوں کو مقدس کہا گیا ہے کیونکہ وہ علیحدہ اور پاک فوق الفطرت ہستیاں ہیں۔[۳]

خدا کے لیے خاص جگہ بھی مقدس ہو سکتی ہے۔[۴]

اسی طرح خدا سے متعلقہ تہوار اور اجتماعات بھی مقدس کہلاتے ہیں۔[۵]

مزید وہ اشیاء جو خدا کی عبادت میں استعمال ہوں مقدس بن جاتی ہیں۔[۶]

عیسائیت میں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا قدوس کہا گیا ہے۔[۷]

نیز خدا کے چنے ہوئے لوگ بھی مقدس ہوتے ہیں۔ ان کے لیے عبرانی لفظ خاسید استعمال ہوتا ہے۔[۸] اور چونکہ خدا سے تعلق اشیاء و شخصیات کو مقدس بنا دیتا ہے لہٰذا خدا سب سے بڑا قدوس ہے۔[۹]

یوں یہودیت اور عیسائیت میں کوئی شخص یا چیز اسی صورت میں شعائر مقدسہ کے زمرے میں داخل ہو سکتی ہے اگر وہ خدا کے حکم سے خدا کے لیے الگ یا مخصوص ہو۔ شخصیات، اشیا حتی کہ مقامات کا تعلق بھی خدا سے ہو تب ہی وہ مقدس شعائر کی صف میں جگہ پا سکتے ہیں۔[۱۰]

---

[۱] المائدۃ : 21/5.

[۲] کیلانی، عبدالرحمٰن، مولانا، مترادفات القرآن، مکتبۃ السلام، لاہور، 2005ء، ص:263.

[۳] زبور 89:5-7

[۴] کتاب خروج 3:2-5

[۵] کتاب احبار 23:37

[۶] سلاطین 8:4

[۷] انجیل مرقس 1:24

[۸] کرنتھیوں 1:2

[۹] یسعیاہ 1:4

[۱۰] کتاب خروج 3:5 نیز زبور 9:99

toobaafoundation.com

شعائر مقدسہ کی تعریف – ہندومت، بدھ مت اور سکھ مت کا تناظر

اگرچہ ویدوں میں ایک اعلیٰ معبود کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ہندومت میں شعائر مقدسہ کی تعریف کا ایک رجحان تو اس نظریے سے عبارت ہے کہ ہر وہ شے شعائر مقدسہ میں داخل ہے جس سے انسانی ذہن پر ہیبت طاری ہو جائے یا جس سے خوف اور امید کے جذبات وابستہ ہوں۔ یوں مظاہر فطرت کے شعائر مقدسہ بننے کا سفر شروع ہوا۔

تعریف کے دوسرے رجحان کا سرا تجسم یعنی نظریۂ اوتار سے ملتا ہے۔[۱] اس نظریے کے تحت شخصی دیوتاؤں کا عقیدہ رائج ہوا۔ توسل اور تزلف کا درمیانی مقام پیدا ہوا جس کے تحت براہ راست خدا کے آستانے تک پہنچنے کی بجائے ایسے شعائر کا واسطہ ڈالنا چاہیے جن میں تدبیر اور تصرف کی صلاحیتیں موجود ہیں یوں ویدانت، ہمہ اوست اور ارواح پرستی کے امتزاج نے شعائر مقدسہ کی فہرست کو دراز کر دیا اور کروڑوں شعائر مقدس رداء اوڑھ کر ہندومت میں رائج ہو گئے۔

بدھ مت میں اولاً تو خدا کا کوئی تصور موجود نہ تھا۔ زندگی کی سعادت اور نجات کا مسئلہ اس کا بنیادی سوال تھا۔ اصنامی خدا پرستی کے شعائر کی نفی کرتے ہوئے بدھ نے اصل توجہ معبودوں کی پرستش کی بجائے علم حق اور عمل حق پر دی اور یوں برہمنی خدا پرستی کے شعائر مقدسہ کا راستہ روکنا چاہا۔ لیکن بدھ کے پیروؤں نے خدا کے تصور کی خالی مسند بھرتے ہوئے خود بدھ کو سب سے مقدس شعیرہ بنا کر اس خالی مسند پر فائز کر دیا۔ اس نئے معبود کو دائرے کا مرکز بناتے ہوئے اُن تمام مقامات و اشیاء و باقیات کو مقدس شعائر کا درجہ دے دیا گیا جو کسی نہ کسی حوالے سے بدھ سے متعلق تھے۔ یوں آثار و تبرکات بدھ کے عنوان سے بدھ مت کے شعائر مقدسہ وجود میں آ گئے۔

سکھ مت کے شعائر مقدسہ گرو کے تصور کے گرد گھومتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ست گرو ہے لیکن انسانی گرو ہی وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعے پیغام الٰہی بندوں تک پہنچتا ہے۔ لہٰذا گرو کی شخصیت کو مقدس شعیرہ ماننے کا رواج گرو امر داس کے دور میں شروع ہوا۔ اس شعیرہ کی تخلیق نے ہندوؤں سے سکھوں کو ممتاز کیا اور رفتہ رفتہ گروؤں کے حوالے سے مقامات، اشیاء اور الفاظ کے مقدس بننے کا سفر شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ سکھ مت جو ابتدا میں زیارات کا سخت مخالف تھا[۲] زیارات و مقامات کے حوالے سے نئے شعائر کی پیدائش کا ذریعہ بن گیا۔ مقدس شعائر کی قلب ماہیت کا سفر جاری رہا یہاں تک کہ گرو گوبند سنگھ کے ہاتھوں پانچ کیش اور گرو گرنتھ صاحب جیسے شعائر سکھ مت کی پیشانی پر ہمیشہ کے لیے ثبت ہو گئے۔

شعائر مقدسہ کی تعریف – شنتو مت، زرتشت مت اور جین مت کا تناظر

شنتو مت تجسم اور آباؤ اجداد کی پرستش سے آراستہ ہے۔ ارواح پرستی پر مبنی نظریہ لاتعداد شعائر کو جنم دیتا ہے۔ کامی کی اصطلاح ایک چھپی ہوئی طاقت کا اشارہ دیتی ہے۔ مظاہر فطرت اور روحوں میں یہ طاقت چھپی ہوئی ہے۔ اس لیے ہر وہ شے شعائر

---

[۱] بھگود گیتا 4:7-8 نیز بھگوت مہاپران 9.24.56

[۲] گرو گرنتھ ص 455

toobaafoundation.com

مقدسہ میں شامل ہے جو مافوق الفطرت ہے۔ رہنماؤں اور بزرگوں کی ارواح سے فیض رسانی کے نظریے نے بادشاہوں کو بھی ایک مقدس شعیرہ کا درجہ دیتے ہوئے اُن کا تعلق سورج دیوتا سے جوڑ دیا اور یوں لاتعداد شعائر وجود میں آ گئے۔ یوں فطرت اور مناظر کی پوجا سے شنتومت کے شعائر جڑے ہوئے ہیں۔ عظیم جاپان بذات خود ایک شعیرہ ہے کیوں کہ یہاں سورج کی دیوی نے اپنا دائمی اقتدار بادشاہوں کے حوالے کیا۔

زرتشت مت کی بنیاد ثنویت کے عقیدے پر ہے۔ عبادت کی بنیاد سورج اور آگ کی پرستش پر رکھی گئی ہے کیونکہ آگ یزدانی صفات کی سب سے بڑی مظہر ہے۔ یوں زرتشت مت کے شعائر مقدسہ کا بنیادی نقطہ آگ ہے۔ یہی اہور مزدا کا نمائندہ سمجھی جاتی ہے۔ یہ آگ مزید برآں پاکیزگی اور طہارت کی علامت بھی ہے۔ نیز آگ ہی وہ مرکزی شعیرہ ہے جو ارادے کو ترغیب دیتے ہوئے اُسے کاملیت کے مقام پر پہنچاتا ہے۔[۱]

نیز زرتشت کے اپنے الفاظ کے مطابق آگ خدا کی تخلیقی قوتوں کا نشان بھی ہے۔[۲] یہ بیان گاتھا میں آٹھ مقامات پر موجود ہے۔

بعد ازاں مذہبی طبقوں کی تعبیر و تاویل کی وجہ سے زرتشت مت میں بھی کثرت پرستی، قدیم طرز پرستش اور قدیم دیوتاؤں کے دخول کی وجہ سے کئی اقسام کے شعائر رواج پا گئے جن کا زرتشت کی تعلیمات میں کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔

جین مت کا بنیادی شعیرہ عدم تشدد یعنی اہمسا کے تصور سے آراستہ ہے۔ برہمنوں کے خلاف احتجاجی تحریک کے طور پر اُبھرنے والا یہ مذہب اگرچہ ہندو تری مورتی کے شعائر کا منکر ہے مگر ہندو اثر و نفوذ سے مکمل آزاد نہیں۔ اس لیے اس میں بت پرستی کو جائز سمجھتے ہوئے کئی شعائر کو تقدیس کی قباء پہنائی گئی۔ نفس کشی پر استقامت کے لیے تعذیب کے شعائر جلوہ گر ہوئے۔ جانداروں کو قتل سے بچانے کے لیے کئی اشیاء مثلاً جھاڑو، چھلنی وغیرہ بھی بطور شعائر متعارف کروائی گئیں۔ اور کئی اقسام کے پیشوں سے اجتناب کو بھی مقدس شعیرہ سمجھا گیا جن میں جانداروں کا قتل کیا جاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[۱] یاسنا (اوستا) 17:11

[۲] یاسنا 31:3 نیز 31:19

toobaafoundation.com

الفصل الثانی:

شعائر مقدسہ کا ارتقائی سفر ـــــ مختصر تاریخ

شعائر مقدسہ کی تعظیم کے ذریعے انسان اُس ان دیکھے خدا تک پہنچنا چاہتا ہے جو اُس کے حلقۂ فکر اور اشہب خیال سے ماوراء ہے۔ چونکہ عقل انسانی کا ادراک محسوسات کے دائرے میں محدود ہے اس لیے اُس کا تصور اس دائرے سے باہر قدم نہیں نکال سکتا۔ وہ جب کبھی کسی ان دیکھی شے کا تصور کرے گی تو تصور میں وہی صفات آئیں گی جنہیں وہ دیکھتی اور سنتی ہے اور جو اُس کے حاسۂ ذوق و لمس کی دسترس سے باہر نہیں ہیں۔ پھر اُس کے ذہن و تفکر کی جتنی بھی رسائی ہے بیک وقت ظہور میں نہیں آئی بلکہ ایک طول طویل عرصہ کے نشو و ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ ابتدا میں اُس کا ذہن عہد طفولیت میں تھا۔ پھر جیسے جیسے اُس کے ماحول میں ترقی آتی گئی اُس کا ذہن بھی ترقی کرتا گیا۔ تصورات مزید شائستہ اور پختہ ہوتے چلے گئے۔ نفع اور نقصان نے انسانی سوچ کا یوں گھیراؤ کیا کہ ہر وہ چیز جو نفع دینے والی تھی اس لیے مقدس قرار پائی کہ اُس سے نفع اور منفعت کا حصول ہوتا ہے۔ جبکہ ہر وہ چیز جو نقصان دینے والی تھی اس لیے تقدیس کے عظیم مقام پر پہنچادی گئی کیونکہ وہ زندگی کی جولانیوں اور تمتماہٹ کو بکھیر دینے والی تھی۔ یوں نفع و نقصان وہ دو بنیادی عوامل ہیں جو رسومات و عبادات کی تشکیل کی وجہ بنے۔ ارتکاز ذہنی کو مہمیز دینے کے لیے حسی اشیاء اور مادی ہیولے تراشے گئے۔ اکثر اوقات ان اشیاء اور ہیولوں کے ساتھ دیومالائی کہانیاں منسلک کی گئیں۔ نیز ان اشیاء اور ہیولوں کو جو بعد میں مرور ایام کے ساتھ ساتھ دیوی دیوتاؤں کا روپ دھار گئے چند مخصوص مقامات پر ایستادہ کیا گیا اور یوں شعائر مقدسہ کی ایک طویل فہرست وجود میں آئی۔ جن میں اکثریت تو خود ساختہ ہی تھی۔ جبکہ اگر کوئی شعیرہ یا رسم الٰہی قوانین پر مبنی تھی تو وہ بھی انسانوں کی دست برد سے محفوظ نہ رہی اور کچھ سے کچھ بنادی گئی۔ ☆

ارتقائی تصورات کی رو سے انسان کی ابتدا گمراہی اور لاعلمی سے ہوئی۔ یہی گمراہی اور لاعلمی خود ساختہ شعائر کی تشکیل اور اُن کے تقدس کا باعث بنی۔ چنانچہ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

> ”کچھ کا خیال ہے کہ اس کی ابتدا آباؤ اجداد کی محبت سے ہوئی اور کچھ دوسرے مذہب کی ابتدا مظاہر فطرت مثلاً رعد و برق کے خوف سے کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ انسان نے ابتدا میں اپنی جہالت کی وجہ سے مظاہر فطرت کی پرستش شروع کر دی اس لیے کہ اُس کی زندگی اور موت کا دارومدار بہت حد تک ان پر تھا۔ مثلاً

☆ یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ تمام مذاہب میں صرف اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے شعائر مقدسہ خالق کائنات کی ضمانت کے ساتھ اور اُس کے حکم سے اپنا وجود رکھتے ہیں اور ان تمام شعائر میں اصل توحید الٰہی کا وہ عظیم الشان تصور ہے جسے شرک کی نجاست نے آلودہ کر دیا اور بعد میں قرآن مجید کو ان اباطیل و اکاذیب کی نشاندہی کرنا پڑی جو تقدس کے نام پر سامی مذاہب مثلاً یہودیت و عیسائیت میں رواج دے دیے گئے تھے۔

toobaafoundation.com

زلزلے، طوفان، سیلاب، آتش فشانیاں وغیرہ۔"[1]

لیکن مذہبی مفکرین کی اکثریت اس بات کی قائل رہی ہے کہ خدا نے جب انسان کو اس دنیا میں بھیجا تو ساتھ ہی جسمانی ضروریات کے ساتھ ساتھ اُس کی روحانی ضرورت یعنی ہدایت کا انتظام بھی کیا۔ پہلا شخص خدا کا ایک ہدایت یافتہ پیغمبر تھا۔ اس کے بعد بھی گمراہی کا سدباب کرنے کے لیے خدا نے پیغمبر بھیجے جن کے ذریعے راہ ہدایت کا تعین ہوتا رہا۔ ساتھ ساتھ اُن شعائر کا تعین خالق حقیقی خود کرتا رہا جن کے ذریعے قرب الٰہی کا حصول ممکن تھا۔

علامات و شعائر کی تشکیل

ایک امر بہر حال واضح ہے کہ قدیم انسان کے سامنے نیچر کی قوتوں، آسمانوں کے ستاروں، زمین کے جانوروں، دریاؤں اور دوسری اشیاء کی ماہیت کو سمجھنے اور اپنی ہستی کی بقاء کے لیے فائدے حاصل کرنے کے مسائل تھے۔ جن کو انسان نے اپنے خیال اور فکر کی رسائی کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی۔ موت کا مسئلہ بھی اہم تھا۔ نفع اور نقصان کا فطری داعیہ بھی ایک بنیادی کلام تھا۔ ان تمام عناصر و عوامل نے علامات و شعائر کی ایک لمبی فہرست مرتب کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔

قدیم اقوام میں مردوں کو آگ میں جلانے کا دستور چلا۔ مذہبی رسمیں ادا کرنے والے گروہوں کو اس خیال سے ضیافتیں کھلائی گئیں کہ وہ کھانا آباء و اجداد کی روحوں کو پہنچتا ہے۔ روح کے اس عقیدہ نے قدیم انسانوں میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ کائنات کی تمام اشیاء میں روحیں موجود ہیں۔ اس عقیدے کے تحت کہ یہ روحیں فائدہ اور نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتی ہیں مظاہر قدرت مثلاً آسمان، سورج، چاند، ستاروں، بادلوں، بجلیوں، آگ، پانی، سمندر، پہاڑ، دریا، اشجار، حیوانات کی پرستش شروع ہوئی۔ ابتدا میں محض مخفی روحوں کی موجودگی کا تصور دماغ میں جاں گزیں رہا۔ بعد ازاں حسی طور پر بھی مخفی صورتوں کو ایک معین صورت دے کر مجسمہ سازی اور مورتی سازی کا رواج شروع ہوا جو آہستہ آہستہ زور پکڑتا چلا گیا اور یوں شعائر وجود میں آتے چلے گئے۔ ہر دیوتا کے لیے مورتیاں بننے لگیں۔ ان کو دیکھنے اور اُن سے فیض حاصل کرنے کے لیے مخصوص مقامات پر اُن کو ایستادہ کیا گیا۔ اُن مقامات کو مقدس قرار دیا گیا۔ جانور، دودھ، گھی، مکھن، شہد، شراب وغیرہ کی قربانیاں رواج پائیں۔ زیارت، یاترا اور تیرتھ کے نظریات مقبول ہوئے۔

نیز اوہام پرستی اور شگون کے نظریات نے جنتر منتر، جادو، ٹوٹکے اور تعویذ کے کاروبار کو جلا بخشی۔ زمانہ کی گردش کا نظریہ فروغ پانے لگا۔ منجموں، ستارہ شناسوں، جوتشیوں، جادوگروں، ٹونے ٹوٹکے کرنے والوں، پیش گوئیاں کرنے والوں، غیب کی خبریں دینے والوں، رشیوں، منیوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ ہر دور کے نیک انسانوں کی وفات کے بعد ان کی عظمت میں غلو اور مبالغہ آمیزی کے تصورات نے مقابر پرستی کے شعائر مقبول کروائے اور یوں شعائر و رسومات کی ایک فوج ظفر موج تیار ہوئی۔ جو اپنے ارتقائی سفر سے گزرتی رہی۔ دیومالائی کہانیاں (اساطیر) اور محسوسات پر مبنی علامات تیار کی گئیں اور انسانوں کو اُن کے آگے

[1] اسلامی نظریۂ حیات، خورشید احمد، کراچی یونیورسٹی، کراچی، 1996ء، صفحہ 51۔

toobaafoundation.com

جھکنے پر مجبور کیا جاتا رہا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

پنڈت امولیہ رنجن مہاپتر لکھتے ہیں:

"مذہب کی زبان علامات، اساطیر، استعاروں، تشبیہات کے ایک مجموعے پر مشتمل ہے جو اہل مذہب کو اپنی ورائے سخن بصیرتیں اور تجربات بانٹنے اور بیان کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مختلف رسومات کی انجام دہی اور شعائر کے ذریعے بھی یہی کام لیا جاتا ہے۔"[1]

بہر حال چند شعائر تو انسانی ذہن کی اختراع تھے اور انسانی عقل کو اُن کی تشکیل پر ناز بھی تھا لیکن اس کے بالمقابل کچھ شعائر ایسے تھے جو خالق کائنات کی طرف سے منتخب کیے گئے تھے۔ بالخصوص آسمانی مذاہب جن کا تعلق وحی الٰہی سے ہے اُن شعائر کو حقیقتاً خالق حقیقی کی یاد دہانی کا ایک ذریعہ متصور کرتے تھے۔ یہ شعائر یہودیت و عیسائیت میں موجود ضرور تھے لیکن احبار و رہبان کی تحریف و تعطیل نے اُن کی حقیقت اس طرح بنا رکھی تھی کہ شعیرہ الٰہ کے درجے پر بھی فائز ہو جاتا تھا۔

☆.....☆.....☆

[1] مہاپتر، امولیہ رنجن، فلسفۂ مذاہب (مترجم یاسر جواد)، فکشن ہاؤس، لاہور، 2017ء، ص:40.

toobaafoundation.com

باب دوم:

ہندومت، بدھ مت، سکھ مت ـــــ شعائر مقدسہ

الفصل الاوّل:

ہندومت کے شعائر مقدسہ ـــــ فکری معنویت اور احکام

الفصل الثانی:

بدھ مت کے شعائر مقدسہ ـــــ فکری معنویت اور احکام

الفصل الثالث:

سکھ مت کے شعائر مقدسہ ـــــ فکری معنویت اور احکام

toobaafoundation.com

باب دوم:

ہندومت، بدھ مت، سکھ مت —شعائر مقدسہ

الفصل الاوّل:

ہندومت کے شعائر مقدسہ—فکری معنویت اور احکام

ہندومت—ایک مختصر تعارف

ہندومت دنیا کا قدیم ترین اور پیچیدہ ترین مذہب ہے۔ اس کو برھمامت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مذہب 15 صدی قبل مسیح سے لے کر عصر حاضر تک طویل زمانے کے دوران تشکیل پانے والے عقائد، عادات اور رسم و رواج کا مجموعہ ہے۔ مگر اس میں کسی واحد عقیدہ، مذہبی قانون یا رسوم و شعائر کی یکسانیت نہیں ملتی۔ عقائد کی گوناگونی نیز طریقۂ عبادت کے اختلافات اور معبودوں کی کثرت کے باعث یہ مذہب ایک گنجان جنگل دکھائی دیتا ہے جس میں ہزاروں راستے تو موجود ہیں لیکن سیدھا شاید ایک بھی نہیں۔ ہندومت میں مختلف امور انجام دینے والے دیوتا پائے جاتے ہیں۔ ہر علاقے کا ایک دیوتا ہوتا ہے۔

ہندومت کی تشکیل میں لاتعداد اشخاص کا حصہ ہے اس کا کوئی ایک بانی نہیں۔ زرتشت، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کوئی ایسی شخصیت نہیں ملتی جس کو ہندومت کا بانی کہا جاسکے۔ اگرچہ بعض ممتاز شخصیات منظر عام پر ضرور آئیں لیکن ہندو مذہب کے ابتدائی مدارج کسی منفرد شخصیت کے تذکرہ اور وجود سے خالی نظر آتے ہیں۔

15 ویں صدی قبل مسیح میں ہندوستان پر حملہ آور ہونے والے آرین ہی ہندومت کے اولین بانی مانے جاتے ہیں۔ نئے فاتحین کا مذہب جو کہ ویدوں کے دیوتاؤں کے پرستش کا مذہب تھا۔ ہندوستان میں پہلے سے موجود مذہب کی رسموں اور عقائد میں گھل مل گیا۔ دونوں ایک دوسرے سے متاثر ہوئے۔ اور یوں پیچیدہ اصطلاحات، نہ سمجھ آنے والی عبادات و رسوم، گنجلک شعائر اور لامتناہی مذہبی علامات اور مورتیوں کا ایک ایسا نظام تشکیل پا گیا جس میں ہر ایک کو اپنا حصہ بقدر ضرورت مل جاتا ہے۔ اس لیے ہندومت میں کوئی ایسا بنیادی عقیدہ نہیں۔ مختلف طبقات اور گروہ، ذاتیں، برادریاں، قبائل، گروہ، علاقے جن کے عقائد، دیوی دیوتا عبادات اور فلسفہ جدا ہیں ہندومت سے وابستہ کہلاتے ہیں اور ان سب کو ہندو دھرم کا پیروکار مانا جاتا ہے۔

toobaafoundation.com

8ویں صدی قبل مسیح میں ہندومت کو برہمنوں نے جدید خطوط پر استوار کیا اور پھر تیسری صدی قبل مسیح میں ہندومت کو منوشاستر کے قوانین نے ایک نئی شکل عطا کر دی۔

ہندومت کی مقدس کتابیں

ہندومت کی کتابوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اُن کی زبان بھی عجیب و غریب ہے۔ اس لیے ہندومت کی کتابوں کی تشریح اور تلخیص کے لیے مزید کئی کتابیں تصنیف کی گئیں۔ ہندومت کی مقدس تحریروں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

- شروتی سے مراد وہ تحریریں جو بھیجی گئی ہیں یا نازل کی گئی ہیں اور یہی ہندو مذہب کی مقدس ترین تحریریں ہیں۔ مزید شروتی کی تقسیم درج ذیل ہے:

(الف)وید مقدس (ب)اپنشد

ان دونوں کو ہندو الوہی قرار دیتے ہیں۔

- دوسری قسم کی تحریریں سمرتی کہلاتی ہیں۔ جو مقدس اور الوہی تو نہیں لیکن پھر بھی انہیں بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

وید— مختصر تعارف

ہندومت کا بنیادی مقدس صحیفہ وید ہیں۔ وید کا لفظ ودیا سے نکلا ہے جس کے معنی سیکھنے اور جاننے کے ہیں۔ یہ 1500 تا 400 قبل مسیح کے دوران معرض وجود میں آئے۔

رگ وید سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس میں بار بار اگنی کا تذکرہ ملتا ہے۔ یجر وید رسومات کے علم پر مشتمل ہے۔ اور زیادہ تر رگ وید ہی سے ماخوذ ہے اس کے منتر قربانی کے دوران پڑھے جاتے ہیں۔

سام وید امن و شانتی اور راحت کے حوالے سے علم موسیقی پر مشتمل ہے۔ اس وید میں راگ اور گیت ملتے ہیں۔

اتھر وید آریہ اور قدیم ہندو باشندوں کی باہمی مصالحت کا آئینہ دار ہے جو کشمکش کے بعد وجود میں آئی۔ اس میں شیاطین کا مقابلہ کرنے کے منتر موجود ہیں۔

ویدوں کے چار حصوں سمتھا، برہما، آرنیک اور اپنشد میں سے اپنشد کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ اپنشد کی تعلیمات کو ویدانت یعنی وید کا اختتام کہا جاتا ہے۔

ویدوں کی معنویت—اسرار و رموز و احکام

ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق وید ایشور کا کلام ہیں۔ وید کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں بیان کردہ سچائیاں ابدی حقائق ہیں جو اپنا ایک لازوال وجود رکھتے ہیں۔ قدیم رشیوں یعنی روحانی شخصیات نے ان سچائیوں کو ایشور سے سنا اور الفاظ کا جامہ پہنا دیا۔ اس لیے اس سارے ویدک ادب کو شرتی (سنا ہوا) مانا گیا ہے۔

یہ خدا اور انسان میں کسی کا بھی تصنیف کردہ نہیں ہے۔ بلکہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوا ہے۔

toobaafoundation.com

پال گوائن تحریر کرتے ہیں:

"They are divine not human words."[1]

ویدوں کے مذہبی اشعار کا لب ولہجہ انبساط اور امید کے جذبات کا آئینہ دار ہے۔ بڑے بڑے دیوتا اپنے پرستاروں کے دوست اور مددگار ہیں۔ اور دنیا بھر کی برائیوں اور خباثتوں سے نبرد آزما رہتے ہیں۔

ویدوں میں ایرانی تہذیب، ارواح پرستی اور تجسم کے معانی

ویدوں میں ایرانی تہذیب کے مذہبی عقائد کے ساتھ گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔ اوستا اور رگ وید کے مذہبی صنمیاتی افسانے اور پرستش کے طریقے ملتے جلتے ہیں۔ ایرانیوں کی سورج پوجا برہمنوں کے دل کو بھائی۔ انہوں نے اُس کو اپنی مذہبی روایات میں مدغم کر لیا اور یوں ہندوستان میں سورج اور آگ کی پوجا کا آغاز ہوا۔

ویدوں میں ارواح پرستی کا تصور ملتا ہے کہ کائنات میں بہت ساری طاقتیں کار فرما ہیں۔ اور اُن میں خیر کی بجائے شر کا عنصر غالب ہے۔ لہٰذا اُن کی رضا میں ہی نسل انسانی کی بقا ہے۔ اسی سے شخصی دیوتاؤں، تجسم اور تراشنے کا عمل وقوع پذیر ہوا۔ ایشور کی تصویر کشی کے نظریات نے کئی ماتحت دیوتاؤں کو جنم دیا۔[۲] ہر دیوتا ایشور کا مظہر ہے۔[۳]

وید اور توحید کے عقیدے کی معنویت

وید کا مطالعہ بہر حال اس امر کو اجاگر کرتا ہے کہ اس کی تعلیمات توحید کے تصور سے خالی نہیں بلکہ اُس تصور کو اُجاگر کرنے والی ہیں۔ توحید کی معنویت کی شعاعیں وید سے جابجا پھوٹتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

رگ وید کے مطابق رشی ایک خدا کو کئی ناموں سے پکارتے ہیں۔[۴]

رگ وید ہی میں خدائے عظیم کی کئی صفات بیان کی گئی ہیں۔[۵]

یجر وید کے مطابق خدا کا کوئی مثل اور نظیر نہیں۔[۶]

یجر وید کے مطابق قدرتی مظاہر کی عبادت کرنے والے اندھیرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔[۷]

اتھر وید کے مطابق خدا سے سب بڑا ہے۔[۸]

---

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.46.

[۲] رگ وید 10.52.6

[۳] رگ وید 10.91.11

[۴] رگ وید 1.164.46

[۵] رگ وید 2.1.3

[۶] یجر وید 32.3 نیز 40.8

[۷] یجر وید 40.9

[۸] اتھر وید 20.58.3

toobaafoundation.com

خلاصۂ کلام کے طور پر رگ وید خدا کے سوا کسی دوسرے کی عبادت سے منع کرتی ہے۔[۱]

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ ہندومت کے اولین مقدس متون توحید کی روشنی سے سرشار تھے لیکن بعد میں غیر مذاہب کے ساتھ ادغام نے اس فطری توحید میں اصنام کو جگہ دی اور توحید کا اصل سبق پس پشت ڈال دیا گیا۔

سمرتی ادب اور اُس کی معنویت

عام رشیوں کی باتوں کو ہندومت میں سمرتی کہا جاتا ہے۔ سمرتی کتب کی فہرست میں پران، مہابھارت، بھگود گیتا، رامائن، یوگ واششٹھ، ویدانت اور دھرم شاستر شامل ہیں۔

پران کا عقیدۂ اوتار اور معنویت

پران میں اگرچہ تخلیق، پیدائش، دیوتاؤں کا شجرۂ نسب اور بادشاہوں کے احوال ملتے ہیں لیکن اس کی معنویت کا اصل مرکز عقیدۂ اوتار ہی ہے جب کبھی دنیا زوال کا شکار ہوتی ہے قادر مطلق اوتار لیتا ہے اور مختلف قسم کے جسم اختیار کر کے لوگوں کے مصائب کے لیے اندمال کا کام کرتا ہے۔ اوتار کے عقیدہ کو وشنو سے منسوب کیا جاتا ہے۔

پرانوں کا رنگ اور فلسفہ—ویدوں کا استحکام

پرانوں کی اساطیری روایات کے ذریعے نئی ہندو دینیات کو مستحکم بنیاد فراہم کی گئی۔

پران ہندو مذہب کی بنیاد ویدوں کو مستحکم بناتے ہیں۔ پرانوں کے ذریعے ہی مذہب میں دلآویزی اور دلچسپی کا عنصر پیدا ہوا۔ خشک گرم کانڈ بھگتی اس سے لبریز ہوا۔ پرانوں کے ذریعے بدھ، جین اور دوسرے فلسفیانہ فرقوں کے عوام پر پڑے اثرات زائل کرنے میں مدد ملی۔ پرانوں میں لکھا گیا کہ بدھوں نے ساری باتیں اور فلسفہ وید سے مستعار لیا ہے۔ مہاتما بدھ کو بھی وشنو کا اوتار مان لیا گیا اور بدھ مت کی بعض منفرد خصوصیات ہندو مذہب میں داخل کر دی گئیں۔

مذہب کے فلسفہ کے ماہر امولیہ رنجن پتر اپنی کتاب ''فلسفۂ مذاہب'' میں تحریر کرتے ہیں:

> ''پران بھی اتہاسوں کی طرح ہیں۔ اُنہیں ویدوں کی مذہبی تعلیمات کو مقبول بنانے کی غرض سے تحریر کیا گیا ہے..... یہ مذہب کو ٹھوس شکل میں پیش کرتے ہیں۔''[۲]

مہابھارت کی معنویت—بدھ مت اور جین مت کا مقابلہ

مہابھارت ایک طویل رزمیہ ہے۔ جس کے معنی عظیم ہندوستان کے ہیں۔ اس رزمیہ داستان کا بنیادی مضمون کوروؤں اور پانڈوؤں کے درمیان جنگ ہے۔

یہ ہندومت کی بااثر ترین نظم ہے۔ اس رزمیہ نظم میں وشنو اوتار بن کر کرشن کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے اور اپنی تعلیمات

---

[۱] رگ وید 8.1.1

[۲] رنجن پتر، امولیہ، فلسفۂ مذاہب (مترجم یاسر جواد) فکشن ہاؤس لاہور، 2017ء، ص:160۔

toobaafoundation.com

کو بھگود گیتا کی شکل میں بیان کرتا ہے۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں آریہ وشنومت، شیومت اور دیوی مت میں بٹ گئے۔ چھوت چھات اور ذات پات کے ظالمانہ نظام کے مقابل بدھ مت اور جین مت کا ظہور ہوا۔ جس کا شدید خطرہ آریائی تہذیب کو لاحق ہوا اس خطرے سے نمٹنے کے لیے آریوں کے علماء نے مہابھارت لکھ کر تینوں فرقوں کے عقائد کو ایک ساتھ سمونے کی کوشش کی۔

اگرچہ ابتدا میں یہ غیر جانبدار تصنیف تھی۔ لیکن بتدریج اضافوں نے اس جنگی داستان کو مذہبی رنگ دیتے ہوئے اسے ایک دیومالائی مذہبی کتھا میں ڈھالنے کا کردار ادا کیا اور چابکدستی سے مخصوص وشنو عقائد کو اس میں شامل کیا گیا اور یوں اس کے ذریعے وشنومت کے ارتقاء میں ایک کلیدی کردار ادا کیا گیا۔ اس رزمیہ داستان کے ذریعے وشنو کو بتدریج عظیم ترین دیوتا کا درجہ حاصل ہوا۔ سری کرشن کو وشنو کے اوتار کے طور پر پیش کیا گیا۔ اور یوں وشنو کو ایک ایسے مقدس الوہی مقام پر فائز کر دیا گیا جہاں وہ پہلے کے ویدک ادب میں موجود نہ تھا۔

جمود کی بجائے حرکت کا رجحان

مہابھارت کی کہانی رنگا رنگ، ابلتی ہوئی متحرک زندگی کا سرچشمہ ہے۔ اس کا ترک دنیا سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ سچائی، ضبط نفس، ترک لذات، کشادہ دلی، حسن عمل اور استقلال کو کامیابی کے ذرائع منوایا گیا ہے۔ واضح کیا گیا ہے کہ ذات پات یا خاندان کامیابی کا ذریعہ نہیں بلکہ حسن عمل سے کامیابی میسر آتی ہے۔ غم حقیقی مسرت کا پیش خیمہ ہے۔ دولت کمانے والوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ ریشم کا کیڑا اپنی دولت کے ہاتھوں ہی مر جاتا ہے۔

بھگود گیتا کے رجحانات اور احکام

بھگود گیتا مہابھارت ہی کا ایک حصہ ہے۔ یہ وہ فلسفیانہ وعظ ہے جو سری کرشن نے ارجن کی ہمت بندھانے کے لیے میدان جنگ میں کیا تھا۔ ارجن کی ہمت جواب دے جانے کے بعد کرشن نے ارجن کو زندگی کی حقیقت سے روشناس کرواتے ہوئے بے غرض عمل اور فرض کی ادائیگی کی عظیم ذمہ داریاں ادا کرنے کی ترغیب دی۔

گیتا زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتی ہے۔ جسم کے فانی اور روح کے لافانی ہونے کا نظریہ پیش کرتی ہے۔ حق پر ڈٹ جانے اور باطل کے خلاف ڈٹ جانے کا حوصلہ دیتی ہے۔ عمل کی اہمیت اور بے عملی کی شناعت اور قباحت کو واضح کر دیتی ہے۔

بھگود گیتا کے مطابق مصائب کا سرچشمہ فریب نظر یعنی مایا ہے اور یہ مایا ایک اہم فکری مغالطہ ہے۔ یہ انسان کو عالم ناپائیدار کا عادی اور عالم جاودانی یعنی برزخ سے بے خبر رکھتا ہے۔ مراقبہ، یوگا، عشق الٰہی اور ادائے قرض بلا عرض اس مایا کا علاج ہیں۔

کرشن کی زبان سے ہمہ اوستی اور وحدانیت کی آمیزش کے نظریات کا اظہار کیا گیا ہے۔ کرشن ایک شخصی خدا ہے اور انسانی لباس میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ کبھی وہ خدائے واحد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور کبھی ویدانت کے عقیدۂ برہمن ومایا کا ذکر کرتا ہے۔ بھگود گیتا کا خدا دوفطرتی ہے اور جب دنیا ناانصافی سے معمور ہو تو وہ ایک نئی شکل میں ظہور کرتا ہے تب نیکی اور بھلائی غالب آجاتی ہیں۔

toobaafoundation.com

بھگود گیتا کے مطابق نجات کے دو راستے ہیں۔ ترک حیات اگرچہ مسترد نہیں لیکن زیادہ بہتر یہی ہے کہ انسان آرائش ہستی کے لیے حلقۂ فکر سے میدان عمل میں آئے اور ادنیٰ خواہشات کو ترک کر دے۔

رامائن کا نظریہ—علامات و تماثیل

ہندوؤں کا عظیم ثقافتی سرمایہ اور عظمت رفتہ کی ایک نادر تصویر رامائن ہے۔ اس کتاب کے ایک بڑے حصے کی تصنیف والمیکی سے منسوب ہے۔

امولیہ رنجن مہاپتر کے مطابق رامائن نے ہندوستانی تہذیب کو زندگی دی اور قوت حیات کو حصول صداقت کی طرف متعین کیا۔

رام ہر اچھی اور نیکی چیز کی تجسیم ہے۔ ساری دنیا کی نیکی کا مظہر ہے۔ لکشمن اور بھرت مثالی بھائی، سیتا باوفا بیوی، دسرتھ نسوانی حسن کے سامنے مغلوب ہونے والا، راون بدی کا نمائندہ ہونے کی علامات ہیں اور رام راج مثالی حکومت کا استعارہ ہے۔

یہ نظم قارئین کے سامنے حق اور باطل کی کشمکش کے ازلی ہونے کو ظاہر کرتی ہے اور آخر کار حق غالب آکر رہتا ہے۔

جان باؤکر اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں:

"It has been suggested that Ravana symbolizes ambition and lustful greed which resulted in upsetting the cosmic order and sanctity of women and family."[1]

منو سمرتی اور برہمنی تفوق کا نفوذ

منو سمرتی ہندوؤں کا دھرم شاستر ہے۔ یہ بدھ مت کی مقبولیت کے آگے بند باندھنے، برہمنوں کی بالادستی کو قائم کرنے، سماج کو نظم وضبط کا پابند بنانے اور شودر کو نسل در نسل شودر رکھنے کے لیے وجود میں لائی گئی۔

اس کے بارہ ابواب ہندو زندگی کے معاشرتی اور سماجی گوشوں کے بارے میں احکامات پر مشتمل ہیں۔

منو سمرتی کے مطابق احترام برہمن دھرم کا اہم جزو ہے۔ جو شخص برہمن کی بے عزتی کرے یا اُسے دکھ پہنچائے دوزخ کی سزا کا مستحق ہے۔

منو سمرتی ورن دھرم آشرم کی علمبردار ہے۔ ورن دھرم رنگ کی بنیاد پر آریائی اور غیر آریائی کی تقسیم کا نظام ہے۔ لہٰذا ورن کے تصور پر ذات پات کی دیواریں کھڑی کی گئیں۔ یہاں تک کہ ذاتوں کا باہمی اختلاط قصہ پارینہ اور دیوانے کا خواب بن گیا۔ اعلیٰ ذاتوں برہمن، کھشتری اور ویش کو دو پیدائش والا تصور کیا گیا۔ یعنی ایک وہ پیدائش جو جسمانی ہے اور ایک وہ جو استعاراتی ہے اور سن بلوغ کو پہنچ کر اپانیانار سم کے ذریعے گرو کی شاگردی اور مقدس دھاگا جینؤ پہن لینے سے وجود میں آتی ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Bowker, John, World Religions, The Great Faiths Explored and Explained, DK Publishers, 2006, P.32.

toobaafoundation.com

ہندو دیوتا اور تری مورتی کا معنوی فلسفہ

ہندومت کے سب سے بڑے دیوتا تین ہیں: برہما خالق، وشنو پالنہار اور محافظ جبکہ شیوا فنا کرنے والا ہے۔

چونکہ ہندوؤں کا ایک گروہ برہما، دوسرا وشنو اور تیسرا شیوا کا پرستار تھا لہٰذا باہمی مذہبی تصادم سے بچنے کے لیے پنڈتوں نے اس کا ایک مصالحتی حل یوں نکالا کہ ایک ایسی مورتی بنائی گئی جس میں جسم ایک جبکہ سر تین تھے۔ اس میں تینوں دیوتاؤں کی صورتیں موجود تھیں اور اس کو تری مورتی کا نام دے دیا گیا۔

اس فلسفہ کی تشکیل سے ایک تو پنڈتوں کو مذہبی اتحاد و یگانگت کی فضا قائم کرنے میں مدد ملی جبکہ دوسری طرف ہر گروہ تری مورتی کی پوجا میں تسکین حاصل کرنے لگا۔

تری مورتی کے دیوتا اور لاتعداد ماتحت دیوتاؤں کا فلسفہ اور معنویت کا صعود

تری مورتی کے عقیدے کے تحت ان تین بڑے دیوتاؤں کے ماتحت کئی بلکہ لاتعداد دیویاں اور دیوتا براجمان کر دیے گئے۔ برہما کے بارے میں نظریہ بنایا گیا کہ وہ فقط کائنات کا نقطہ آغاز ہے۔ لیکن نظام عالم کے جنبش میں آجانے کے بعد کائنات سے اُس کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ اصل معبود وشنو اور شیوا ہیں۔

وشنو کو تصاویر اور مجسّموں میں اس طرح کا مرقع دکھایا گیا کہ گویا وہ ابدی راحت اور سکون میں گم ہے۔ کیونکہ الوہیت حرکت کی بجائے سکون کی مظہر ہے۔ وشنو کو دعاؤں، عبادتوں اور منتوں کے ذریعے حرکت میں لایا جاسکتا ہے۔ اور زندگی کے نازک موقعوں پر اُسے عالم بالا سے عالم اسفل کی طرف نزول پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ نزول حلول کی صورت میں ہوتا ہے اور یہ معبود کسی بڑے انسان کی شکل میں نمودار ہو کر معجزانہ کام سرانجام دے سکتا ہے۔[۱] یوں نظریۂ تجسم سے نظریۂ اوتار کی طرف سفر شروع ہو گیا۔[۲]

کائنات کے توازن کا زاویہ اور تعمیر نو کی معنویت

رفتہ رفتہ ان تین بڑے دیوتاؤں پر مشتمل ترام ویر پر مبنی حکمران مجلس ابھری جو بقا، نظم و نسق اور کائنات کی تباہی جیسے امور کی ذمہ دار ہے۔ یہ تری مورتی ہے۔ برہما خالق کائنات ہے۔ وشنو محافظ اور شیوا تباہی کا دیوتا ہے۔ یہ دیوتا تخلیق اور تباہی کی قوتوں کے درمیان توازن رکھتا ہے اور یوں کائنات ایک متوازن شبیہ اختیار کر جاتی ہے۔

شیوا کو ہی لے لیجیے۔ یہ رقص کا بادشاہ ہے۔ اس کا رقص شعلوں کے حلقوں میں سے ہوتا ہوا دکھایا جاتا ہے۔ اس کے چار بازو

---

[۱] شریمد بھگود گیتا 4.8

[۲] بھگوت مہاپران 9.24.56

toobaafoundation.com

ہیں۔ بالائی ہاتھ میں ڈھول ہے۔ اس کی تال تخلیق لاتی ہے۔ بائیں بالائی ہاتھ میں تباہی کا شعلہ ہے۔ زیریں بازو تخلیق اور تباہی کے درمیان توازن لانے کا ذریعہ ہیں۔ دایاں پاؤں رقص میں جبکہ بایاں ایک عفریت پر ہے جو جہالت کی علامت ہے۔ اس پس منظر کے ساتھ کہ وقت گردشی ہے۔ شیوا کی جانب سے کائنات کی تباہی دراصل اس کائنات کی تعمیر نو ہے کیونکہ اس سے مفید تبدیلی پر مبنی تخلیق کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔

برہما سے جڑی معنویت کے اسرار—عروج و تنزل کے زاویے

برہما جو اخیر دور کے ویدک ادب میں اکثر حقیقت اعلیٰ کے مترادف ایک واحد اور سب سے عظیم دیوتا کی صورت میں پیش کیا گیا تھا۔ رزمیہ داستانوں مہابھارت اور رامائن تک پہنچتے پہنچتے صرف کائنات کی تخلیق کا ذمہ دار رہ گیا۔ مزید یہ کہ ربوبیتی تثلیث کے دوسرے خداؤں وشنو اور شیوا کے سامنے اپنا وزن کھوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ تری مورتی کے تصور میں محض گنتی کے طور پر اُس کا نام باقی رہ گیا اور وشنو اور شیوا عوام کی عقیدت اور مذہبی عظمت کے حقیقی حق دار بن کر زندہ و تابندہ ہوگئے۔ پورے ہندوستان میں برہما کے فقط دو معبد ہیں۔ اس کی ملکہ سرسوتی دانش کی دیوی سمجھی جاتی ہے۔

جان باؤکر برہما کے سراپا کو بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> "In his eight hands he holds the four Vedas, a sceptre, spoon, string of beads, bowl of holy water which is a symbol of fertility and a lotus flower, a symbol of creation."[1]

وشنو کی معنویت—محبت اور شفقت کا تناظر طاقت کے صعود تک

وشنو زندگی دینے والا، محبت شفقت اور درگزر کا دیوتا ہے۔ اس کی مرکزی حیثیت انسانیت سے اس کا خصوصی تعلق ہے۔ اسطورہ کے مطابق وشنو نو بار زمین پر ظاہر ہو چکا ہے اور دسویں بار ظہور کر کے دنیا کو گناہوں اور جرائم سے پاک کرے گا۔[۲]

وشنو کے بارے میں اسطورہ بتاتی ہے کہ وہ شیش ناگ پر لیٹا پانی میں تیرتا رہتا ہے۔ اس کی زوجہ کا نام لکشمی ہے جو مال و دولت کی دیوی ہے۔ رام اور کرشن وشنو کے اوتار ہیں۔

وشنو اگرچہ ویدک ادب میں مذکور ہے لیکن ایک مدہم ستارے کی طرح ہے۔ بتدریج رزمیہ داستانوں کے ابتدائی حصوں میں اس کی اہمیت کو بڑھتا ہوا دیکھا جا سکتا ہے۔ رزمیہ داستانوں کی موجودہ ترتیب کا عظیم ترین دیوتا وشنو ہی ہے۔ کائنات کی بقا اور پرورش کا رکھوالا ہے اور جمال کے پہلو سے متصف ہے۔

برہمنی روایت میں وشنو کی اہمیت اور وقار کو مزید تقویت اس رجحان سے حاصل ہوئی جب 500 ق م سے پہلے ہی وشنو اور ویدک عہد کے ایک دوسرے اہم دیوتا نارائن کی شخصیات کو مدغم کر دیا گیا۔ پھر اس وشنو نارائن کو کرشن واسودیو کی شخصیت سے

---

[1] Bowker, John, World Religions, The Great Faiths Explored and Explained, DK Publishers, 2006, P. 22.

[۲] بھگوت مہاپران 9.24.56

toobaafoundation.com

ملادیا گیا۔

برہمنی مت کو چونکہ عوام میں رسوخ حاصل کرنا تھا لہٰذا کرشن واسودیو کو وشنو کے اوتار کی صورت میں اپنا کر عوام اور غیر آریہ عناصر کو برہمنی حلقۂ اثر میں شامل کر لیا گیا۔ اس فکر سے اعلیٰ ترین روحانی مدارج صرف طبقات بالا تک محدود نہ رہے بلکہ عوام الناس یہاں تک کہ عورتوں، غلاموں، شودروں اور اچھوتوں تک کے لیے ممکن الحصول بنا دیے گئے۔ اور یوں وشنو کی عبادت کو پذیرائی ملتی چلی گئی۔

شیوا کی معنویت

ہندو مذہب کی مثلث کا تیسرا دیوتا شیوا ہلاک کرنے والا کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ یہ بھی محسوس کیا جاتا ہے کہ آریوں کا دیوتا رودر اور شیوا ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔[1] ارتقاء کے سفر میں مہابھارت میں شیوا پہلی بار منفرد خصوصیات کے ساتھ مکمل شخصی دیوتا کے روپ میں نظر آتا ہے۔

مہابھارت اور پرانوں کے تذکرہ سے شیوا کی جو تصویر ابھرتی ہے وہ تضادات کا مجموعہ ہے۔ ایک طرف وہ کائنات کی فنا اور بربادی کی علامت ہے جبکہ دوسری طرف اُس کی پاکیزگی اور حسن و جمال بھی زبان زد عام ہیں اور وہ اتنا نرم مزاج ہے کہ محض تلسی کے پتوں کا نذرانہ اُس کو خوش کر دینے کے لیے کافی ہے۔

شیوا کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اسے مستقل طور پر ایستادہ لنگ اور ہمہ وقت جنسی طور پر ہوشیار بیان کیا جاتا ہے اور یہ تصور پروان چڑھتا دکھائی دیتا ہے کہ یہ تولید اور جنسیت کا بھی دیوتا ہے اور لنگ اور یونی اس کی علامات ہیں جو جنسی اعضا کے نمائندہ ہیں اور لنگ کی پوجا اصل میں شیوا کی پوجا ہے۔ لہٰذا زرخیزی کے خواہش مندوں کے لیے شیوا مثالی دیوتا بن گیا۔

کئی روایات کے ادغام کا سنگم

ہندومت میں شیوا کی آٹھ صورتیں مستند مانی جاتی ہیں۔ یہ مختلف صورتیں سرو، بھاو، پشتوپتی، ایشنا، بھیم، ردر، مہادیو، ارگا اور متنوع تصورات واضح کر دیتے ہیں کہ شیوا کی شخصیت میں آریہ، غیر آریہ، قبائلی، مقامی اور مزید کئی روایات کے دیوتاؤں کی صفات ضم ہو گئی ہیں اور یوں مختلف الجہات شخصیت ہونے کی بنیاد پر شیوا مختلف نسلوں اور قوموں کے اختلافی اذہان کی تسکین کرتا رہا اور اُن سے ایک رشتۂ وحدت پیدا کرتا رہا۔ اس سے ہندومت کا روادارانہ رجحان ابھرا جس نے بعد ازاں ہندومت کو ایک زبردست تحریک بنا کر مختلف نسل اور نوع کے باشندوں کا مقبول مسلک بنا دیا۔

فنون لطیفہ کی دیوی—سرسوتی کی معنویت

سرسوتی کے بارے میں ہندو اساطیر میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ پہلے پہل وہ دریائے سرسوتی کی دیوی تھی لیکن آہستہ آہستہ وہ موسیقی اور فنون لطیفہ کی دیوی بن گئی۔ اسے کرشن کی پانچ قوتوں میں سے ایک بھی شمار کیا جاتا ہے۔ عموماً اسے ہاتھ میں ایک آلہ

[1] رگ وید 7.59.12

toobaafoundation.com

موسیقی، مالا، پانی کا کٹورا اور کتاب پکڑے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔ سفید راج ہنس اُس کی سواری ہے۔ سمرتی شکتی، جنان شکتی، کلپان شکتی، پرتبھا، اور وید گربھ سے منسوب کی جاتی ہے۔ اس کی پوجا کا طریقہ بھی مخصوص ہے۔[۱]

لکشمی کی معنویت اور مال و دولت کا نظریہ

لکشمی وشنو کی زوجہ ہے۔ سمندروں کو بلویا گیا تو لکشمی سمندر سے ہاتھ میں کنول کا پھول لیے ہوئے نکلی۔ رام چندر کے دور میں سیتا اور کرشن کے دور میں رکمنی کا قالب اختیار کرنے والی لکشمی کو مال و دولت کی دیوی سمجھ کر اس کے سامنے پرارتھنا کی جاتی ہے۔

لکشمی کو محبت، پیار اور مال و دولت کی دیوی سمجھا جاتا ہے۔ جب ہندو معاشرے میں کوئی شخص مالدار اور خوشحال ہوتا ہے تو محاورتاً کہا جاتا ہے کہ لکشمی اس پر مہربان ہے۔ جبکہ بدحالی کے شکار شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ لکشمی اس سے روٹھ گئی ہے۔

لکشمی کے ایک نام شری کو نمایاں کرنے کا مطلب خوش قسمتی تلاش کرنا ہے۔

لکشمی کا خاص تہوار دیوالی ہے۔ اس روز عام چراغاں کیا جاتا ہے۔ صحت و تندرستی کے لیے لکشمی کی پوجا کی جاتی ہے اور ہندو لوگ اسی روز سے نئے سال کا آغاز کرتے ہیں۔

ہندو روایت کے مطابق شادی بیاہ کی رسم کے دوران دلہا اور دلہن کا نمایاں اور خوبصورت نظر آنا بہت ضروری ہے کیونکہ دلہا وشنو جبکہ دلہن لکشمی کی نمائندگی کر رہی ہوتی ہے۔

کالی دیوی—معنویت کے زاویے

شیو کی زوجہ کا نام کالی ہے۔ اس کے مختلف نام ہیں۔ مثلاً اُما، درگا، بھوانی، دیوی۔ اس کے چار ہاتھوں میں ایک تلوار ہے۔ ایک میں کٹا ہوا سر۔ اس کے مختلف انداز کے لیے مختلف نام رکھے گئے ہیں۔

مہربانی کی حالت میں یہ مادر دنیا ہے۔ درخشاں، شادماں، متوالی آنکھوں والی سمجھی جاتی ہے۔ حالت غضب میں درگا ہے۔ یعنی خوفناک لال دامن والی ہے۔ غصے کی حالت میں اس کا رنگ سیاہ پڑ جاتا ہے اور یہ خون کی پیاسی بن جاتی ہے۔ آج بھی کلکتہ کے کالی گھاٹ میں اس کے بت کے سامنے خون خشک نہیں ہوتا۔ اس کی طاقت کے باعث اسے پوجنے والوں کا ایک علیحدہ مسلک بن گیا جسے شکتی پوجا کہتے ہیں۔ کرشن بھی لڑائی سے پہلے ارجن کو درگا کی پوجا کا کہتا ہے۔[۲]

اسی کالی کی شکتی پوجا سے تنتر ادب نے جنم لیا۔ اس ادب کے عقیدے کے مطابق مردانہ شیوا طاقت زنانہ قوت کے بغیر کچھ بھی نہیں۔

کالی کی تلوار تباہی کی علامت ہے جبکہ اُس کے ماتھے کی تیسری آنکھ اُس کے زیادہ بیدار ہونے کا نشان ہے۔ اُس کے گلے میں کھوپڑیوں کا ہار عقیدۂ تناسخ یعنی آواگون کا مظہر ہے اور روح کے نئے جسم میں داخل ہو جانے کی علامت ہے۔

---

[۱] دیوی بھگوت پران 9.4

[۲] مہابھارت باب 23

toobaafoundation.com

اسی روایت نے ہندو مذہب میں دیوی مت کے رجحان کو تقویت دی اور دیوی کو تری مورتی کے دیوتاؤں کی صلاحیتوں کا عطر مانا گیا۔ یعنی کالی کی صورت میں دیوی شیوا کی پوشیدہ طاقت ہے جو برے لوگوں کی تباہی کے لیے ظاہر ہوئی ہے۔ یوں کالی دیوی ایک منفرد حیثیت کی حامل ہے اور دیوی ماں کے مظہر کی حیثیت سے پاروتی اور اما کی نسبت زیادہ پوجے جانے والی دیوی ہے۔ نیز خوف اور کشش کی متضاد صفات اس کی سریت اور ماورائیت میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔

گنیش — معنویت اور آغاز پوجا

گنیش شیوا اور پاروتی کا بیٹا اور ہندو دیوتاؤں کی فہرست کا ایک اہم ترین دیوتا ہے۔

گن کے معنی دیوتاؤں کے اکٹھ جبکہ ایش کا معنی رہنا ہے۔ گویا یہ دیوتا تمام دیوتاؤں کا منتظم ہے۔ تصاویر اور مجسّموں میں اسے ہاتھی کے سر والا دکھایا جاتا ہے۔

اساطیر بیان کرتی ہیں کہ گنیش کے باپ شیوا نے غلطی سے گنیش کا سر قلم کر دیا جبکہ وہ اپنی ماں پاروتی کو بچا رہا تھا۔ بعد میں شیوا نے وعدہ کے مطابق کہ جو بھی مخلوق پہلے نظر آئے گی اُس کا سر گنیش کو لگا دیا جائے گا اسے ہاتھی کا سر لگا دیا۔ بعد ازاں گنیش مشکلات حل کرنے کے لیے مشہور ہو گیا۔ یجروید کے بعض منتر اس سے متعلق مانے جاتے ہیں۔[1]

گنیش کے ہاتھ میں موجود ترشول اُس کے شیوا کا بیٹا ہونے کی علامت ہے۔ جبکہ چوہے کی سواری اس بات کی علامت ہے کہ جیسے چوہا ہر شے اپنے تیز دانتوں سے چبا جاتا ہے۔ اسی طرح گنیش ہر مشکل دور کرتا ہے۔ گنیش کی کٹی ہوئی سونڈ اس امر کی یادگار ہے کہ اُس نے مہابھارت کو لکھنے میں اپنی سونڈ توڑ ڈالی تھی۔ اُس کا بڑا پیٹ حکمت اور دانائی سے لبریز ہونے کی علامت ہے۔

پرکاش بھاشا – گنیش کی پوجا سے افتتاح کی معنویت

ہندو اساطیر کے مطابق کوئی کوشش گنیش کی رضامندی کے بغیر بارآور نہیں ہو سکتی۔ اس فلسفہ کا پس منظر یہ ہے کہ انسانی خیالات الفاظ کے ذریعے سے ادا ہوتے ہیں۔ جبکہ دیوتا صرف روشنی اور نور کی بھاشا سمجھتے ہیں جو پرکاش بھاشا کہلاتی ہے۔ گنیش کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ عوامی بھاشا کو پرکاش بھاشا میں تبدیل کرتا ہے تاکہ لوگوں کی دعائیں آسمانی دیوتاؤں تک پہنچ سکیں۔ اسی لیے ہندو عبادت کا آغاز گنیش کی پوجا سے ہوتا ہے۔

چونکہ گنیش زمین کا حکمران ہے اور سرخ رنگ حکمرانی کی علامت ہے۔ لہٰذا گنیش کی پوجا کے دوران اُسے سرخ پھول، سرخ کپڑے، سرخ صندل کی لکڑی پیش کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ اُس کے مزاج کے مطابق اور اسے راضی کرنے والے ہیں۔

کے۔ وی۔ سنگھ تحریر کرتے ہیں:

> "When red flowers, red cloth, red sandal wood or durva grass are offered to Lord Ganesha these enliven his idol, picture or image."[2]

---

[1] یجروید 10.1.5 نیز یجروید 10.10.15

[2] Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015, P.7.

toobaafoundation.com

کارتکیا اور رام —معنویت کا مطالعہ

شیو اور پاروتی کا دوسرا بیٹا کارتکیا Boy-God کے نام سے معروف ہے۔ اسے سکنڈا، کمار اور سبرامینم بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے رام کی ملاقات کا تذکرہ رامائن میں موجود ہے۔[۱]

کارتکیا کو ایک مور کے ساتھ تصاویر و تماثیل میں دکھایا جاتا ہے۔ مور ہندومت میں ایک مقدس پرندہ ہے اور سانپوں کا دشمن ہے۔

کارتکیا کے ایک ہاتھ میں نیزہ دکھایا جاتا ہے جو اُس کے جنگ جو ہونے کی علامت ہے۔

رام کو وشنو دیوتا کا ساتواں اوتار مانا جاتا ہے۔ ہندومت میں رام کو اچھائی اور نیکی کی علامت سمجھا جاتا ہے اور اسی بناء پر ہندومت میں رام کی پوجا کی جاتی ہے۔

ہندوؤں میں رام کی بہت عزت ہے۔ ہر ہندو کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُس کی زبان سے جو آخری لفظ نکلے وہ رام ہو۔

رام نام ست ہے کی آوازوں سے مردہ کو شمشان گھاٹ لے جایا جاتا ہے۔

رام حق اور صداقت کی نشانی ہے جبکہ راون باطل کا نمائندہ اور سرکردہ رہنما ہے۔ سیتا وفا پرستی کی علامت ہے۔ بن باس مصائب اور پریشانیوں کو صبر سے گزارنے کا استعارہ ہے اور بالآخر حکومت کا مل جانا اُس صبر کا پھل ہے۔

اسی یدھ کی یاد میں دسہرے کا تہوار منایا جاتا ہے۔ راون کے پتلے جلائے جاتے ہیں اور اُس سے نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

کرشن مہاراج—معنویت اور رومانوی فکر

کرشن وشنو کا آٹھواں اوتار اور ہندو صنمیات کا ایک انتہائی اہم رکن ہے۔ اسی سے بھگود گیتا منسوب ہے جو کرشن کی انجیل اور بھگوان کا کلام سمجھی جاتی ہے۔

رومان کو کرشن کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نوجوان لڑکیوں (گوپیوں) کے ساتھ کھیلتا رہتا تھا۔ اس لیے اُس کی تصاویر میں درجنوں گوپیوں کے درمیان اُسے بانسری بجاتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔ اُس کی سب سے محبوب گوپی رادھا کو سمجھا جاتا ہے اور کرشن، رادھا کے قصہ کہانی انڈیا میں بڑے شوق سے سنے اور پڑھے جاتے ہیں۔ بانسری کرشن کا خاص آلۂ موسیقی ہے۔

کرشن کی کھال نیلگوں ہے جو سمندر اور آسمانوں کی نمائندگی کرتی ہے اور کرشن کی وسعت قلب و ذہن کی آئینہ دار ہے۔ جبکہ اُس کو نرگس کے پھول پر کھڑا دکھایا جاتا ہے جو برائی کے درمیان بھی اپنی پاکیزگی، عفت اور شائستگی کو بچانے کی اہم ترین علامت سمجھا جاتا ہے۔ اسے راضی کرنے کے لیے ہندو نیلے رنگ کا کنول کا پھول تین کی تعداد میں پیش کرتے ہیں۔

---

[۱] رامائن 12.17.21

toobaafoundation.com

ہنومان—معنویت اور علامات

ہنومان کو بندر دیوتا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ رامائن کے ہیرو رام کا وفادار ساتھی تھا۔ اگرچہ ابتدا میں یہ فقط سری لنکا میں مقدس گردانا جاتا تھا لیکن بعد ازاں پورے ہندوستان میں تقدیس کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گیا۔ اسے لافانی حیات کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔

ہنومان کے سر پر پانچ سر والا ناگ ہے جو وشنومت کی اہم علامات میں سے ہے۔ ہنومان کے گلے کا ہار جنوبی ہندوستانی انداز کا ہے۔ جہاں ہنومان کی سب سے زیادہ پوجا ہوتی ہے۔ ہنومان کے ہاتھ میں موجود خنجر برائی کے خلاف جہاد کی علامت ہے۔ جبکہ اُس کے پاس موجود جادوئی پودا ہر زخم کے لیے اکسیر کی علامت ہے۔ ہنومان کے لکڑی کی کھڑاویں اُس کے مجرد رہنے اور ساری عمر شادی نہ کرنے کی علامت کا استعارہ ہیں۔ ہنومان دھرم کا پیکر اور برائی پر نیکی کی فتح کا نشان ہے۔[1]

ہنومان کو بندروں کا سردار اور حکمت سے بھرپور سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندہ بندر اُس کے نمائندے سمجھے جاتے ہیں۔ اور اکثر مندر اُن سے بھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اُن کو کھانا کھلانا نیکی اور نقصان پہنچانا پاپ سمجھا جاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Krishna, Nanditha, Sacred Animals of India, Penguin, 2010, P.177.

toobaafoundation.com

ہندو مذہب کے مقدس تہوار—معنویت

ہندو تہوار کئی تہذیبوں کے مختلف عقائد کا امتزاج ہیں اور جب ذات پات کی تعریف بڑھی تو مذہبی تہوار بھی علاقائی پن اور برادری وذات کے لحاظ سے انفرادی رنگ اختیار کر گئے۔

نیز یہ کہ ہندو تہواروں میں سے کوئی بھی ویدوں سے ثابت نہیں ہے۔ زیادہ تر تہواروں کی بنیادیں پرانوں نے فراہم کی ہیں۔

دیوالی —روشنی اور نور کے زاویے

دیوالی سنسکرت میں چراغوں کی قطار کو کہتے ہیں۔ آشون مہینہ کی تیرھویں تاریخ کو یہ تہوار شروع ہوتا ہے۔ اس پانچ روزہ تہوار میں مزید آٹھ چھوٹے تیوہار ہیں۔ یہ وشنومت کا سب سے بڑا تہوار ہے۔ دیوالی کی خاص علامت اور معنویت روشنی اور چراغاں ہے۔ اسی لیے اسے چراغاں کا تہوار کہا جاتا ہے۔ بنگال میں کھمبے کھڑے کر کے اُن کے اوپر مشعلیں جلائی جاتی ہیں اور یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ دیوالی کی رات پاک روحیں اترتی ہیں۔ دیوالی کو رام کے ہاتھوں سیتا کی بازیابی کی یادگار بھی سمجھا جاتا ہے۔

لکشمی اور دیوالی کے بندھن سے روپ چودس تک

دیوالی کی معنویت کا دوسرا اہم عنصر یہ ہے کہ اس رات ہندو اساطیر کے مطابق وشنو کی بیوی لکشمی زمین پر اترتی ہے اور برکات ورحمت کے نزول کا باعث بنتی ہے۔ نیز دولت ملنے کا اہم سبب ہے۔

روپ چودس مکانوں کی صفائی کا پہلا دن کہلاتا ہے۔ مکانوں کی صفائی کرنے سے ایک تو وبائی اثرات اور بیماریاں دور ہونے کا عقیدہ رکھا جاتا ہے اور دوسرے لکشمی کی عبادت کرنے اور تندرستی کے ساتھ دولت پیدا کرنے کے مواقع کے لیے خصوصی دعائیں اور پرارتھنا کی جاتی ہے۔ یہ عقیدہ بھی رکھا جاتا ہے کہ دیوالی کے دن وشنو بھگوان نے لکشمی جی کو کمل کی قید سے آزاد کیا تھا۔

لکشمی جی کا تہوار ہونے کے ناتے اہم کاروباری کام، منصوبہ جات اور کھاتے وغیرہ اسی تہوار سے شروع کیے جاتے ہیں۔ اس کو معیشت کی بہتری کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ جان باؤکر لکھتے ہیں:

> "Thus linking Diwali with traders and marking the start of the financial year. Puja is performed to bring prosperity, gifts are exchanged."[1]

ہولی—رنگوں کی قوس

ہولی کا تہوار فروری مارچ "پھاگن" میں پورے چاند کے دوران دو دن منایا جاتا ہے۔

[1] Bowker, John, World Religions, The Great Faiths Explored and Explained, DK Publishers, 2006, P.40.

toobaafoundation.com

پہلے دن آگ جلائی جاتی ہے۔ دوسرے دن گلال اور رنگ دار پانی کے ساتھ ہولی کھیلی جاتی ہے۔ تمام کدورتیں اور نفرتیں بالائے طاق رکھ دی جاتی ہیں۔

ہولی منانے کے اسباب اور معنویت

پہلا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کام دیو جو ہولی کا علامتی دیوتا ہے شیوا کے ہاتھوں موت کا شکار ہوا اور پھر شیوا کی زوجہ پاروتی کی سفارش پر زندہ ہو گیا۔ تب سے موسم بہار میں یہ تہوار راگ و رنگ کی صورت میں منایا جاتا ہے۔

دوسرا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وشنو نے راجہ ہرناکشیپ کے مقابلے میں اپنے چیلے پرھلاد کی حفاظت کی۔ یہ بھگوت پران کا اسطورہ ہے۔

پروفیسر جان باؤکر کے نزدیک ہولی زرخیزی کا تہوار ہے اور یہ موسم بہار کی آمد کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔

اسے شودروں کا تہوار سمجھا جاتا ہے اور دراوڑی تہذیب کی یادگار ہے۔ اس کا تعلق ایرانیوں کے تہوار نوروز سے بھی جوڑا جاتا ہے۔

کے۔وی۔ سنگھ کے مطابق ابتداءً ہولی ماحول کو صاف ستھرا بنانے کی ایک رسم تھی جس میں بعد ازاں تفریحی عناصر شامل کر لیے گئے۔ موسم کی تبدیلی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے خاتمہ کے لیے اس کو رواج دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جو رنگ پھینکے جاتے تھے وہ نیم، کم کم، ہلدی، اپار جیتا، صندل، انار کی سرخی سے تیار کیے جاتے تاکہ جسم پر صحت افزا اثرات مرتب ہو سکیں۔

ہولی کے احکامات، رموز اور مساوات انسانی

ہولی کا اہم ترین سر اور رمز یہ ہے کہ اس تہوار کے دوران ہندو معاشرے کے مضبوط ترین اصول لچکدار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بیویاں اپنے خاوند سے اختلاف کر سکتی ہیں۔ نیز نیچی ذات کے لوگ اونچی ذات کے لوگوں سے مذاق کر سکتے ہیں اور ہندو دھرم کی سخت ترین پابندیاں اگر ختم نہ ہو سکیں تو کم از کم نرم ضرور ہو جاتی ہیں۔ رنگ پھینکنے کا فکری تناظر یہ ہے کہ تمام نچلے اور اونچے ایک ہی رنگ میں نظر آتے ہیں جو عموماً گلابی یا قرمزی ہوتا ہے۔ یوں مساوات انسانی کو فروغ دیا جاتا ہے۔

اسی لیے پال گوائن کے مطابق:

> "For one day in the year the colour of one's class (varna) is irrelevant suggesting a fundamental equality.... That is why Holi is one of the most loved festivals expecially among the lower classes."[1]

☆.....☆.....☆

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.248.

toobaafoundation.com

مہاشیوراتری کے اسرار واحکام

ماگھ کی چودھویں رات کا تہوار ہے اور شیوا کی عظمت کا نشان ہے۔ اسے "Great Night of Shiva" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

عقیدت مند شیوا کی رضامندی اور خوشی حاصل کرنے کے لیے برت (روزہ) رکھتے ہیں۔ یہ رات لطف اندوز ہونے کی بجائے سادگی اور سنجیدگی کا مظہر دکھائی دیتی ہے۔

شیولنگ کی پوجا کی جاتی ہے۔ اُسے گنگا جل سے غسل دیا جاتا ہے اور اُس پر پھول پتے چڑھائے جاتے ہیں۔ عقیدت مند شیوا مندروں میں منتر پڑھتے ہوئے رات گزارتے ہیں اور شیوا کے مجسّموں کو گھی، شہد، شکر، دودھ اور دہی سے غسل دیا جاتا ہے۔

شیولنگ کا گنگا جل، گھی، شہد، دودھ، دہی سے غسل دینا ابھیشکا کہلاتا ہے اور یہ غسل شیوا کو سب سے زیادہ مرغوب ہے۔ اس طریقے سے عقیدت مند کو راحت ملتی ہے۔ شیوا کی رحمتیں نازل ہوتی اور پجاریوں کی تسکین کا باعث بنتی ہیں۔

ایک زاویہ یہ ہے کہ اس رات شیوا کے رقص نے کائنات کو تخلیق کیا اور اسی تناظر میں شیوا کو بدلتی دنیا کے دائرے میں رقص کرتا ہوا دکھایا جاتا ہے اور اس روپ میں اُسے نٹ راج کا نام دیا جاتا ہے۔

دوسرا زاویہ پاروتی کی گھر گرہستی میں مہارت اور شیوا کے ایک مثالی خاوند ہونے کا بھی ابھرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ رات ہندو عورتوں میں نہایت مقدس سمجھی جاتی ہے۔

چنانچہ پال گوائن لکھتے ہیں:

> "Young unmarried girls petition the god for a future groom, while wives pray for the well being of their husbands."[1]

یوں یہ رات کنواری اور شادی شدہ عورتوں کے لیے برابر کی اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.247.

toobaafoundation.com

نوراتری اور دسہرے کی معنویت اور احکامات

نو مقدس راتوں کا تہوار نوراتری کہلاتا ہے اور یہ سال میں دوبار موسم کے تبدیل ہونے کے دوران منایا جاتا ہے۔ اس تہوار کا دسواں دن دسہرہ کہلاتا ہے۔

نوراتری کے نوراتوں کے تین تین علیحدہ دنوں میں دیوی ماں کے مختلف روپوں کی پوجا کا نظریہ عام ہے۔ علم و دانائی کی دیوی سرسوتی، دولت کی دیوی لکشمی اور طاقت و تباہی کی دیوی درگا کی پوجا کی جاتی ہے۔ یہ راتیں کالے جادو کے لیے بھی بہت اہم سمجھی جاتی ہیں۔ یہ نوراتیں یہ نظریہ بھی پیش کرتی ہیں کہ موسم کی تبدیلی جسم کے کیمیائی نظام پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لہٰذا ہندو روزے کی عبادت میں مصروف رہ کر جسم میں پیدا شدہ نقصان دہ مواد کو ختم کر لیتے ہیں۔ دوسرا نظریہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ دن کی روشنی میں انسانی خیالات سورج کی گرمی کی بنا پر اتنی تیزی سے اوپر بھگوان تک سفر نہیں کر سکتے جتنا وہ رات کی تاریکی میں کرتے ہیں۔

چنانچہ کے۔ وی۔ سنگھ لکھتے ہیں:

> "Our prayers and sadhnas reach astral regions faster and without being distorted."[1]

انڈیا کے بعض علاقوں میں درگا دیوی کا مجسمہ دریا برد کرنے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ برے مقدر سے جان چھوٹ گئی ہے۔

نوراتری کے دوران بھی نئے کام کرنے کی ابتدا ہوتی ہے اور لوگ اپنے کاروباری سامان رحمت حاصل کرنے کے لیے لے کر آتے ہیں۔

مرکنڈا پران میں موجود درگا کی شان کے سات سو منتر پڑھے جاتے ہیں۔ ہلدی کے ہار پر درگا کی برکات حاصل کرنے کے لیے ان منتروں کی تلاوت ہوتی ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق درگا تینوں زمانوں اور دنیاؤں کی دیوی ہے اور اپنی زنانہ طاقت سے ساری دنیا کو جنم دیتی ہے۔ نیز وہ تمام گنوں سے متصف ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015, P.83.

toobaafoundation.com

دسہرہ—حق و باطل کی کشمکش کا نقطۂ کمال

نوراتری کی نوراتیں دسویں دن کو جنم دیتی ہیں جو دسہرہ کہلاتا ہے۔ اس کے معنی ہر تکلیف رفع کر دینے والا کے ہیں۔

اس دن کو وجیا دشمی بھی کہتے ہیں اور اصولاً یہ رام کی راون کے مقابلہ میں جیت کی خوشی میں منایا جاتا ہے اور اس سے پہلے کی نوراتیں اس لیے درگا پوجا میں گزاری جاتی ہیں کہ جنگ میں درگا نے رام کی مدد کی تھی۔

دسہرہ حق اور باطل کی کشمکش، وفا کی جیت، سچ کی فتح اور برائی کے خاتمہ کے فکری معانی لے کر اُسے نقطۂ کمال تک پہنچاتا ہے۔ رام لیلا کے ذریعے داستان رامائن سنائی جاتی ہے اور آخر میں راون کے مجسّمے کو جلا کر یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ برائی کا خاتمہ ہو چکا ہے اور حق فتح یاب ہو چکا ہے۔

راون کے مجسّمے جلانے کی فکری منطق یہ ہے کہ:

"It symbolizes the destruction of evil."[1]

یوں راون کے مجسموں کا جلایا جانا دراصل برائی کی تباہی کا نشان ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.246.

toobaafoundation.com

رکھشا بندھن—اسرار اور معنویت

بہن بھائی کے باہمی محبت، رکھ رکھاؤ کی علامت کا تہوار ہے۔ بہنیں اپنے بھائی کو راکھی (دھاگا) باندھتی ہیں اور اُن کی سلامتی کے لیے پرارتھنا کرتی ہیں۔ دوسرا تناظر یہ ہے کہ بدلے میں وہ بھائی اپنی بہن کی سلامتی، عزت اور آبرو کا رکھوالا بن جائے۔

عام طور پر ریشم کا رنگدار سجا ہوا دھاگا بھائی کی کلائی کی زینت بنتا ہے۔ ایک تھالی پر چراغ، پانی، چاول، مٹھائی اور سرخ پاؤڈر کے درمیان رکھا جاتا ہے۔ راکھی کے بندھتے ہی بہن کے ماتھے پر بندیا کا تاج سجایا جاتا ہے اور مٹھائی کھائی جاتی ہے۔

پال گوائن لکھتے ہیں:

"Raksha Bandhan is also the occasion on which high caste Hindus replace their sacred thread."[1]

جنم اشٹمی—معنویت

کرشن کے جنم کا تہوار ہے۔ کرشن کے آدھی رات کو پیدا ہونے کی وجہ سے ہندو ساری رات جاگتے ہیں۔ آدھی رات کے وقت عموماً ایسی مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں جو مائیں اپنے بچوں کو پیدائش کے وقت دیتی ہیں۔ کرشن کے اپنی ساتھی گوپیوں کے ساتھ کیے گئے رقص راس لیلا کی نقل کی جاتی ہے اور اُن کے مکھن چرانے کی رسم کی یاد میں نوجوان ایک دوسرے کے کندھوں پر چڑھتے ہیں اور اونچائی پر رسی سے لٹکی ہوئی ہانڈی سے دہی، مکھن حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بسنت اور معنوی روایات

کھیتوں کی سبزی زردی میں تبدیل ہونے پر سرسوتی دیوی کا تہوار بسنت منایا جاتا ہے۔ عموماً یہ ماگھ کی پانچویں کو منایا جاتا ہے۔ گانے بجانے کی آوازوں کے بین رنگ برنگی پتنگیں اُڑائی جاتی ہیں۔ عورتیں سرسوں کے پھولوں کے رنگ کا لباس پہنتی ہیں جسے بسنتی لباس اور چولا کہا جاتا ہے۔ بسنت سے پہلے لوھری کا تہوار ہوتا ہے جسے بسنت کی ریہرسل کہتے ہیں۔

وشنو بھگوان کی پوجا ہوتی ہے۔ آم کا بور بھی پوجا جاتا ہے اور کھایا جاتا ہے۔ عام خیال یہی ہے کہ اس بور سے انسان حشرات الارض کے زہر سے محفوظ رہتا ہے۔

رام نومی کی برکھا اور احکامات

کھیت کٹنے کے وقت کا تہوار ہے اور جب اناج کٹ کر آتا ہے تو اس خوشی کے موقع پر سری رام چندر جی مہاراج کے اوتار کا دن منایا جاتا ہے تاکہ وہ ان ایام راحت میں دولت مندی کی آفات سے حفاظت کریں جس طرح مصیبت کے وقت کرشن مہاراج

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.245.

toobaafoundation.com

رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ تہوار بالخصوص اجودھیا میں زور و شور سے منایا جاتا ہے کیونکہ اجودھیا رام جنم بھومی ہے۔

رامائن کی تلاوت ہوتی ہے اور رام کے مجسّموں کے سامنے عبادت کے منتر پڑھے جاتے ہیں۔ وشنو کے برائی کے خلاف اترنے کو یاد کیا جاتا ہے۔

ہندو اس دن برت رکھتے ہیں اور روزمرہ کی سبزیوں، اناج اور نمک سے پرہیز کرتے ہیں۔

رام کے ساتھ سیتا، لکشمن اور ہنومان کی کوششوں اور بدی کے خلاف جہاد کی خدمات کو سراہا جاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

گنیش چترتھی کی معنویت اور روایات واحکامات

گنیش کے جنم دن کا تہوار اگست ستمبر میں پڑتا ہے۔ ہندو اساطیر کے مطابق ہاتھی کے سر والے گنیش کو شیوا نے خصوصی عظمت دی۔ اس لیے گنیش کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہے اور ہندو ہر اہم کام کا آغاز گنیش کی پوجا سے کرتے ہیں۔ اسے گن پتی بھی کہتے ہیں خصوصاً مہاراشٹر کا تہوار ہے۔

چاند کی گستاخی پر گنیش نے اُسے شراپ دیا تھا۔ اس لیے اس دن چاند کا دیکھنا منحوس سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص غلطی سے چاند دیکھ لے تو خود کو برا بھلا کہے یا پڑوسیوں سے لعنت ملامت کروائے۔ فصل کی برکت کے لیے گنیش کی مورتی کی مٹی گھروں میں لاکر کھلیانوں میں پھینکی جاتی ہے۔ محلوں میں گنیش کی مورتی کا مہورت ہوتا ہے۔ بھجن اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور پھر جلوس کی شکل میں مورتی کو دریابرد کیا جاتا ہے۔

روشن دلال کے مطابق:

"Prosperity, wisdom and freedom from obstacles are said to be achieved."[1]

سنکرانت کے شمسی نظریات، زاویے اور احکام

ماگھ کے مہینے کا تہوار ہے اور اُس وقت منایا جاتا ہے جبکہ سورج خط جدی پر پہنچتا ہے اور پھر ہندوستان کی طرف واپس ہوتا ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق سورج دیوتا کی واپسی خاص فرحت کا باعث ہے۔ اس لیے یہ تہوار منایا جاتا ہے۔

میش سنکرانت نئے شمسی سال کا نقطہ آغاز ہے اور ہندو لڑکے لڑکیوں کی شادی کی تیاریوں کا وقت ہے۔ مکر سنکرانت کا تعلق سورج کی واپسی اور دنوں کے لمبا ہونے سے جوڑا جاتا ہے۔ اس تہوار میں چاول، دال کی کھچڑی تل کے لڈو کے ساتھ خیرات کی جاتی ہے۔ لوگ گنگا میں نہاتے ہیں اور سری گنیش کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔

☆.....☆.....☆

[1] Dalal, Roshan, The Religions of India, Penguin Books, 2010, P.122.

toobaafoundation.com

ہندومت کے مقدس مقامات اور زیارات—معنویت اور اسرار

ہندومت کے بے شمار مقدس مقامات ہیں۔ لیکن ان میں سے سر فہرست وہ چار مقدس قیام گاہیں ہیں جنہیں نویں صدی کے عظیم مصلح شنکر نے تعمیر کیا تھا۔ یہ قیام گاہیں شنکر کے اُس تاریخی سفر کی یادگار ہیں جو شنکر نے انڈیا کے ارد گرد کیا۔ انہیں ہندومت کی گدیاں بھی کہا جاسکتا ہے۔

ہندوؤں کے مقدس مقامات کی طرف سفر کو اصطلاحاً تیرتھ یاترا کہا جاتا ہے۔ ان اسفار کو مہابھارت سے ثابت کیا جاتا ہے۔[۱] نیز ان کا تذکرہ اتھروید میں بھی ہے۔[۲]

مخصوص دائروی تیرتھ یاترا کا نقطۂ آغاز—پوری

یہ زیارت پوری سے شروع ہوتی ہے۔ جو اُڑیسہ کا ساحلی شہر ہے۔ اس کے بڑے مندر میں جگ ناتھ (کرشن)، اُس کے بھائی بلرام اور بہن سبھدرا کے مجسّمے ہیں۔ ہر سال جون-جولائی میں ایک بڑے جلوس میں رتھ پر ان مجسّموں کی نقاب کشائی ہوتی ہے اور سینکڑوں لوگ دھکم پیل سے زخمی ہوتے ہیں۔

سوئیوں کی طرح حرکت—رامیشورم کی طرف

کلاک وائز سمت میں سفر جاری رہتا ہے اور دوسرے مسکن رامیشورم کی جانب رخت سفر باندھا جاتا ہے۔ اس جگہ ہندو اسطورہ کے مطابق رام نے راون کو ہلاک کرنے سے پہلے روحانی ترقی کے مدارج طے کیے تھے اور فتح مند واپسی کے بعد یہیں ایک خانقاہ بھی تعمیر کی تھی۔

اس خانقاہی مندر میں شیوا کے دولنگ بھی موجود ہیں جو شیوا کی حیات بخش صلاحیتوں کا استعارہ ہیں۔

رامیشورم سے دوارکا— فکر نجات

بحیرۂ عرب کے بالمقابل دوارکا کا تاریخی شہر ہے۔ جو سات تاریخی شہروں میں بھی شمار ہوتا ہے۔

ہندو اساطیر کے مطابق کرشن نے یہ شہر آباد کیا اور اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک یہاں قیام کیا۔

اس شہر میں مرنا مبارک سمجھا جاتا ہے اور ذریعہ نجات ہے۔

---

[۱] مہابھارت، باب 157-80

[۲] اتھروید 28.4.7

toobaafoundation.com

بدری ناتھ –بلندئ ہمالہ کے اسرار

مقدس سفر کا چوتھا مقام ہمالیہ کی برف پوش چوٹی پر واقع بدری ناتھ کا مندر ہے۔ اسے وشنو سے جوڑا جاتا ہے۔[1]

ایک روایت کے مطابق لکشمی نے بدری کے درخت میں تبدیل ہو کر وشنو کی حفاظت کی تھی اس لیے اس جگہ کا نام بدری ناتھ پڑ گیا۔ مہابھارت کی دوسری روایت کے مطابق بدری ناتھ وہ مقام ہے جس پر چل کر مقدس گنگا دریا آسمانی جنتوں سے زمین پر ظاہر ہوا۔ یہاں گرم پانی کے دو چشموں کے بارے میں معروف ہے کہ اُن کا پانی شفا بخش صلاحیت سے مالا مال ہے۔

چار دھم کے دائروی چکر کے بارے میں پال گوائن کا کہنا ہے:

"The Chardham follows a clock-wise direction, imitiating the normal circumabulation of a sacred image."[2]

ہر ہندو زندگی میں ایک بار ان چاروں مقامات کی یا کم از کم ان میں سے ایک کی زیارت ضرور کرتا یا کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ یوں شنکر کی اتباع ہو سکے اور نجات کے دروازے وا ہو سکیں۔

بنارس – معنویت اور احکام

ہندو مذہب کا مقدس ترین شہر بنارس ہے۔ ایک اسطورہ کے مطابق اسے پاروتی سے شادی کے بعد شیوا نے رہنے کے لیے چنا۔ چنانچہ اسے شیوا کا شہر بھی کہتے ہیں۔ اسے کاشی اور ورانسی بھی کہتے ہیں۔ ہندو پنڈتوں کے مطابق اسے مہاشمشان بھی کہتے ہیں۔ یعنی کاشی میں کہیں بھی مردہ جلایا جا سکتا ہے۔

اسے 2500 سال قدیم شہر سمجھا جاتا ہے۔ بدھا، مہاویر اور شنکر انے یہاں قیام کیا۔ یہاں کا وشوانا تھ مندر مقدس ترین سمجھا جاتا ہے۔ جان باؤکر کے مطابق اس پورے شہر کو شیو لنگ سمجھا جاتا ہے۔

روایتی طور پر اس پورے شہر کا طواف کرنا ہندو مذہبی مشاعل میں شامل ہے۔ 35 میل کا یہ فاصلہ عموماً پیدل چل کر طے کیا جاتا ہے۔

بنارس اور گنگا کا ملن اچھوتا اور انوکھا ہے۔ مقدس کا مقدس سے ملنا مذہبی نشوں کو دو آتشہ بناتا ہے۔ اس لیے ہر ہندو کی خواہش ہوتی ہے کہ اُس کا آخری وقت بنارس میں ہو اور وہاں اُس کی راکھ شمشان گھاٹ سے اتار کر گنگا میں ڈال دی جائے تاکہ ہمیشہ کی موکشا اور رہائی نصیب ہو جائے۔

یوں بنارس ہندومت کا مقدس ترین شہر ہے اور ہندومت کا مترادف ہے۔ پال گوائن کا یہ جملہ ملاحظہ ہو:

"A place whose image is virtually synonymous with being Hindu."[3]

---

[1] بھگوت پران، تیسرا کھانڈ، چوتھا ادھیائے اشلوک 22

[2] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.296.

[3] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.298.

toobaafoundation.com

متھرا –شترو گھن اور کرشن سے جڑی معنویت

اترپردیش کا یہ شہر رام کے بھائی شترو گھن کی یادگار ہے اور کرشن مہاراج کی زندگی کے ساتھ منسلک ہے۔

متھرا جین مذہب اور بدھ مذہب کی یادگاریں بھی سمیٹے ہوئے ہے اور یہاں کا آرٹ خاص طور پر معروف و مشہور ہے۔ راون اس مقام پر روحانی طاقت حاصل کرنے کے لیے سرگرداں رہا۔ مہابلی کی قربانی کے لیے بھی یہ شہر یادگار ہے۔ اس شہر میں موجود گیتا مندر کرشن کے جانور چرانے کی یادگار کے طور پر باقی ہے۔

ہردوار – کمبھ میلے کا فکری نقطہ

ہندومت میں نجات حاصل کرنے کا ذریعہ یہ شہر اُس جگہ پر ہے جہاں گنگا میدانوں کا رخ کرتا ہے۔ اسے شیوا اور وشنو دونوں سے منسوب کیا جاتا ہے اور ہری دوار کہنے کا مطلب اس کا وشنو سے تعلق جوڑنا ہے۔ یہاں کا غسل گنگا ہندو روایات کے مطابق سارے پاپ دھو ڈالتا ہے۔ ہردوار ہندوؤں کے سب سے بڑے کمبھ میلے کا مرکز بھی ہے۔ روایت مشہور ہے کہ یہاں امرت کا ایک قطرہ ٹپکا تھا جس نے اس جگہ کو لافانی اور امر بنا دیا۔

یہاں پر موجود وشنو کے پاؤں کے نشان کے درشن کیے جاتے ہیں۔ نیز مردہ رشتہ داروں کو یہاں آخری رسومات کے لیے لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اجین، کانچی اور ایودھیا–معنویت

ہندومت کے سات مقدس ترین شہروں میں سے ایک ''اجین'' شپرا کے دریا کے قریب مدھیہ پردیش میں ہے۔ یہاں بھی بارہ سال میں ایک بار کمبھ میلہ منعقد ہوتا ہے۔ ہندو روایات کے مطابق یہاں شیوا نے راکھشس تری پراکا قتل کیا تھا۔

تامل ناڈو کا شہر کانچی پورم شروع ہی سے ہندو زیارات کا مرکز رہا ہے۔ شہر کا شمال شیو مندروں اور جنوب وشنو مندروں کی آماجگاہ ہے۔ یہاں کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں شنکر نے سادھوؤں کے لیے خانقاہ بنوائی تھی۔ کیلاش ناتھ کا شیو مندر اور ویکنا تھ کا وشنو مندر اہم زیارات ہیں۔

رام کی جنم بھومی ہونے کی وجہ سے ایودھیا ہندومت کے سات مقدس ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ اس کا ذکر جین کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ یہاں رام نومی کا تہوار مذہبی جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔

کمبھ میلہ –روایات و افکار و معانی

روایت ہنود کے مطابق ایک بار دیوتا کمبھ (مٹی کے گھڑے) کے لیے لڑ پڑے جس میں سوم رس (آب حیات تھا)۔ وشنو گھڑے کو لے اُڑا لیکن اس دوران اُس گھڑے سے چار قطرے الہ آباد، ہردوار، ناسک اور اجین شہر میں گرے اور یہ شہر مقدس بن گئے۔[1]

چونکہ اُن دیوتاؤں کی زندگی کا ایک دن دنیاوی سالوں کے لحاظ سے بارہ سال کے برابر ہے۔ لہٰذا تین تین سال کے بعد چاروں

[1] اتھروید 4:34.7 نیز 29:53.3

toobaafoundation.com

مقدس شہروں میں کمبھ میلے کا انعقاد ہوتا ہے جبکہ بارہ سال کے بعد سب سے بڑا میلہ لگتا ہے۔

ان چاروں مقدس شہروں میں الہ آباد کو خصوصی طور اہمیت حاصل ہے اور جب زیارت کرنے والوں کا ہجوم الہ آباد پہنچتا ہے تو وہاں ایک سے دو کروڑ ہندو اکٹھے ہوتے ہیں۔

الہ آباد ہندو مذہب کے تین مقدس ترین دریاؤں کا سنگم ہے۔ یہاں گنگا، جمنا اور سرسوتی آکر ملتے ہیں۔ لہٰذا ہر ہندو کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ان دریاؤں کے ملن کی جگہ پر اشنان لے اور اپنا پاپ معاف کروالے۔

کمبھ میلے کی معنویت کے بارے میں کے۔وی۔ سنگھ لکھتے ہیں:

> "Kumbh: the redeemer of sins.... removes obstacles in man's progress towards supreme achievements in life."[1]

امرناتھ یاترا کی معنویت

یہ زیارت جولائی اگست کے دنوں میں ہوتی ہے۔ امرناتھ کے غار کے بارے میں ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ یہاں شیوا کا مسکن ہے۔ نیز ہمالیہ کے سلسلہ میں واقع ہونے کی وجہ سے کشمیر کا یہ سفر مقدس سمجھا جاتا ہے۔

سنسکرت زبان کے اس لفظ کا مطلب ہے ہمیشہ کی زندگی دینے کا مالک۔ یہ شیولنگا کو کہا جاتا ہے اور امرناتھ کے مقام پر اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ یعنی جو زائر بھی زیارت کرے گا لنگا جی کی زیارت سے وہ امر ہو جائے گا۔

امرناتھ کے شیولنگ کو قدرتی سمجھا جاتا ہے۔ نیز اس سے متعلق فاختاؤں کی کتھا بھی زبان زد عام ہے جن کو ہمیشہ زندگی حاصل کرنے کا راز شیوا سے معلوم ہوا تھا۔

جیوتری لنگا

لنگا جو شیوا کا خاص نشان ہے ہندو مذہب کا نہایت مقدس جز ہے۔ وہ لنگا جو بارہ مقامات پر موجود ہیں جیوتری لنگا (یعنی روشنی کا لنگا) کہلاتے ہیں۔ ان کی زیارت بھی ہندوؤں کے ہاں اہم درجہ رکھتی ہے۔

- سومناتھ
- کیدرناتھ
- کاشی وشوانتا
- مہاکالیشور
- مالکرجانہ
- اومکارایشور
- باج ناتھ
- گش میشور
- بھیم شنکر
- ترمبک ایشور
- ناگیشور
- رامیشورم

یہ لنگا زرخیزی کا نشان ہیں۔ اُن کی ابتدا اور انتہا نامعلوم ہے۔ اس لیے ہندو ان جیوتری لنگاؤں کی زیارت کرکے اپنی زندگی کو زرخیز اور روحانی مدارج کو لاانتہا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

---

[1] Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015, P.81.

toobaafoundation.com

گنگا—مقدس فسانے اور اساطیر

گنگا ہندومت کا مقدس ترین دریا ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس کا ذکر رگ وید میں ہے۔[۱]

ایک اسطورہ کے مطابق گنگا سفید تاج پہنے ایک خوبصورت عورت ہے جس کے ایک ہاتھ میں پانی کا برتن ہے اور وہ اپنے پالتو مگرمچھ پر سوار ہے۔ ایک اسطورہ کے مطابق یہ وشنو کے پسینہ سے پیدا ہوا۔ ایک کہانی کے مطابق گنگا پاروتی کی بہن ہے۔ ایک دیومالائی کہانی کے مطابق اسے رادھا نے آسمان سے زمین پر بھیجا۔

ہندو گنگا جل کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ اسے پوتر ترین پانی سمجھا جاتا ہے اور یہ عقیدہ عام ہے کہ اگر گنگا جل میں ارتھی کی راکھ ڈال دی جائے تو سارے پاپ دھل جاتے ہیں۔ اگرچہ گنگا ہردوار، کانپور، الہ آباد، ورانسی، غازی پور، پٹنہ اور کلکتہ سے گزرتا ہے لیکن گنگا کا جو تعلق ورانسی (بنارس) سے ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں۔ ورانسی کے شمشان گھاٹ سب سے مقدس سمجھے جاتے ہیں اور بوڑھے ہندو آخری وقت یہ خواہش رکھتے ہیں کہ انہیں ورانسی میں گنگا جل میں مرنے کے بعد راکھ کی صورت میں ڈوبنا نصیب ہو۔

جمنا اور سرسوتی کے فکری سوتے

جمنا کو بھی دیوی دریا سمجھا جاتا ہے۔[۲] کہا جاتا ہے کہ یہ سورج دیوتا کی بیٹی اور یم دیوتا کی بہن ہے۔ اسے بھی خوبصورت عورت کے روپ میں دکھایا جاتا ہے۔ ہندو اساطیر کے مطابق اس کا تہوار بھائی دوج ہے اور اس کا تعلق کرشن مہاراج سے ہے۔

سرسوتی رگ وید کا دریا ہے اور گنگا سے بھی قدیم ہے۔[۳] ویدک ادب کے مطابق یہ بعد میں ریت میں پوشیدہ ہو گیا۔ بعد کے ہندو مذہبی ادب کے مطابق سرسوتی دریا موقع فراہم ہونے پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور پریاگ کے مقام پر گنگا اور جمنا سے آملتا ہے۔ یہیں ان تینوں دریاؤں کے سنگم پر ہندوؤں کا کمبھ میلہ منعقد کیا جاتا ہے۔

ہمالیہ کی بلندیٔ افکار

ہمالیہ کو ہندومت کے مقدس ترین مقامات کو اپنے اندر سمونے کا شرف حاصل ہے۔ یہ دنیا کا بلند ترین پہاڑی سلسلہ ہے اور اس کی برف پوش چوٹیاں ابدی زندگی کے استعارے ہیں۔

سکندر اپران کے مطابق اگر انسان اپنے کرما کو بہترین شکل دینا چاہتا ہے تو وہ ہمالیہ کی چوٹیوں کا نظارہ کرے۔

بلند ترین پہاڑ پر موجود ہندو مندر، خانقاہوں اور مقدس مقامات پر پہنچنے کے دوران کے مشکل مراحل یاتری کو نہ صرف آلائش دنیا سے پاک کرتے ہیں بلکہ اُس کی بلندیٔ کردار کا بھی باعث بنتے ہیں۔ یوں ہمالیہ کی بلندی اصل میں بلندیٔ انسانیت کا نشان اور اخلاق عالیہ کا مقدس استعارہ ہے۔

ہندومت میں میرو کے خیالی پہاڑ کو بھی بڑی اہمیت دی جاتی ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ فرضی دیومالائی پہاڑ برہما کا مسکن اور مزید کئی دیوتاؤں کی قرارگاہ ہے۔

---

[۱] رگ وید 10:75

[۲] رگ وید، سوکت 10:75

[۳] رگ وید، سوکت 10:75

toobaafoundation.com

ہندومت کے مقدس جانور اور اُن کی معنویت

ہندومت میں جانوروں کو کئی وجوہات کی بناء پر درجۂ تقدیس حاصل ہے اور کئی ہندو اساطیر اور دیومالائی کہانیاں اُن سے منسلک ہیں۔

گائے سے گاؤماتا کا تقدیسی نظریہ

گائے ہندو دھرم کا خاص نشان، شعار اور پہچان ہے۔ یہ ماں اور دھرتی دونوں کا نشان ہے۔ ماں اس لیے کہ یہ ماں کے دودھ کا بچے کے لیے پہلا نعم البدل ہے اور زمین اس لیے کہ یہ زرخیزی کا نشان اور استعارہ ہے۔[۱]

رگ وید کے منتر III.55.1 کے مطابق اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ یہ بھی عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ سورگ میں انعام کے طور پر گائے ملے گی۔ نیز یہ دیوتاؤں کا روپ کہلاتی ہے۔[۲] اس سے ممتا کا تصور بھی برآمد ہوتا ہے۔[۳]

پنچا گاؤ کا طلسم

گائے کی پانچ اشیاء متبرک ہیں۔

- دودھ
- دہی
- گھی
- گوبر
- پیشاب

ان تمام کے مرکب کو پنچا گاؤ کہا جاتا ہے۔ اس کو پاپی کے پاپ دھونے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس مرکب کو مختلف تہواروں کے موقع پر دیوتاؤں کے سامنے پوجا کرتے ہوئے پیش کیا جاتا ہے۔

ہندو پوجا میں گائے کا گھی ایک ناگزیر عنصر ہے جس کے بغیر عبادت کا تصور ہی نہیں۔ گائے کا گوبر فرش لیپنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

گرودا، راج ہنس، ناگ — معنویت کے راز

گرودا چیل کے خاندان سے ہے اور اسے برہمنی چیل کہا جاتا اور مقدس سمجھا جاتا ہے۔ معروف ہے کہ گرودا کو دیوتاؤں نے سانپ خوراک کے طور پر دیے۔ لیکن بعد کی دیومالائی کہانیوں نے گرودا کو سانپوں کے شکاری کی بجائے سانپوں کے رکھوالے کا درجہ دے دیا۔

گرودا اُس چیل کو بھی کہا جاتا ہے جس پر وشنو اور لکشمی نے سواری کی۔ گرودا آسمان اور سورج کا نشان ہے اور اُس کے پنجوں

---

[۱] رگ وید 4:1.6

[۲] رگ وید 7:69.9

[۳] اتھروید 1:22.1

toobaafoundation.com

میں پکڑا ہوا سانپ پانی کی علامت ہے۔ گرودا کا سفید چہرہ، لال پر اور سنہرا بدن ہے۔

راج ہنس سنسکرت مذہبی کتابوں کا مقدس ترین پرندہ اور جھیل مانسرور کا رہائشی بتلایا جاتا ہے۔ فکری اسطورہ کے مطابق یہ ہندو دیوتاؤں سرسوتی اور برہما کی شاہی سواری ہے۔ کہا جاتا ہے کہ برہما کا سارا علم ہنس کے پاس ہے۔ اسے ہمسا بھی کہا جاتا ہے اور یہ کہ اُس کی اڑان پیدائش، موت اور نئے جنم کو ظاہر کرتی ہے۔

ہندومت میں اعلیٰ روحانی مقام پر فائز لوگوں کو پرم ہمسا یعنی Supreme Swan کہا جاتا ہے۔[۱]

نندتا کرشنا لکھتی ہیں:

"A symbol and a decorative element of Indian Religion."[2]

ہندو اساطیر کے مطابق خزانوں کا محافظ اور زیر زمین نیز زیر آب طلسماتی اور ہوشربا دنیاؤں کا رکھوالا ناگ دیوتا بیک وقت خوف، دہشت، پسندیدگی اور عزت کی علامت ہے۔[۳] شیش ناگ وشنو کی سواری سمجھا جاتا ہے۔ اس کے ایک ہزار پھن ہیں۔ اسے آنند ناگ بھی کہا جاتا ہے جو اس کے لافانی ہونے کی علامت ہے۔

ایک روایت کے مطابق یہ دنیا شیش ناگ کے پھن پر کھڑی ہے۔ مہابھارت کی روایت کے مطابق ارجن نے ناگ قبیلہ کی ایک عورت سے بیاہ کیا تھا۔ نیز ناگ منتر پڑھنے سے مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔

ناگ کی کنڈلی یوگا میں اُس توانائی کی علامت ہے جو انسانی ریڑھ کی ہڈی میں چھپی ہے اور یوگا کی ریاضتوں اور آسنوں سے وہ حرکت میں آکر دماغ تک پہنچتی ہے اور روحانی طور پر انسان کو سربلندیوں سے نوازتی ہے۔

بندر اور مور کی معنویت

اگرچہ بندر ایک شرارتی جانور سمجھا جاتا ہے لیکن ہنومان کی عقلمندی اور سچائی کی مدد کرنے کی داستان نے بندروں کو تقدیس کا وہ رتبہ دیا کہ اب نہ صرف اُن کی حفاظت ہوتی ہے بلکہ اُن کو ایک خاص عزت و مقام سے بھی نوازا جاتا ہے۔

ہنومان اپنے مالک کی عزت اور مدد کرنے کی بنا پر عظیم بنا اور اس بات کی علامت بھی کہ اُس نے اپنے جیسوں میں رہ کر شائستگی اور وقار حاصل کیا۔ اب ہندوستان میں بندروں کو وہ تقدیس حاصل ہے کہ اگر کوئی بندر پھل چرا لے یا فصل تباہ کرے تب بھی اُسے مارا نہیں جاتا بلکہ پکڑ کر دوسری جگہ پہنچا دیا جاتا ہے۔

مور ہندوؤں کے ہاں نہایت مقدس ہے اور اسی بناء پر یہ ہندوستان کا قومی پرندہ ہے۔ اس کے متعلق کئی اساطیر مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ مور آسمانی دیوتا اندرا کا حیوانی روپ ہے۔ اندرا کی حفاظت کے صلے میں مور کو خوبصورت پر عطا ہوئے۔ اسی لیے جب آسمانی دیوتا بارش برساتا ہے مور خوشی سے ناچنا شروع کر دیتا ہے۔

---

[۱] پرہم ہمسا اپنشد 4:4

[2] Krishna, Nanditha, Sacred Animals of India, Penguin, 2010, P.232.

[۳] شریمد بھگوت پران 5:24.31

toobaafoundation.com

یہ بھی ایک فکری اسطورہ ہے کہ مور کرتی کیا کی سواری ہے۔ کبھی اسے سرسوتی کی سواری بھی بیان کیا جاتا ہے۔

ہندو ادب میں مور کو خوبصورتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ مندر کی پوجا میں مور کے پیروں سے پنکھے تیار کیے جاتے ہیں اور ان کے ذریعے دیوتا پر پنکھا کیا جاتا ہے جسے محاورتاً مور چھل کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مور کے پر بری نظر کا خاتمہ کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ اگر کوئی مور کے پر پہن لے تو ہر قسم کے ڈر خوف سے بے نیاز ہو جائے گا۔

نندی اور ہاتھی—معنویت و احکام

سفید بیل نندی شیوا کی سواری اور ہر شیو مندر کے لیے لازمی عنصر ہے۔ ہر شیو مندر میں نندی کا مجسمہ مندر کی طرف رخ کیا ہوا موجود ہوتا ہے۔ نندی اپنی بھرپور طاقت کے ساتھ ساتھ عاجزی اور انکساری کی علامت اور اپنے دیوتاؤں کا خدمت گزار ہے۔

بیل کے طور پر نندی کی کئی فکری علامات ہیں۔ وہ فصلوں میں ہل چلانے میں معاون ہے۔ گاڑی کو کھینچتا ہے اور معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ نندی جنسی طاقت اور قوت کی خاص علامت ہے۔

ہندو دیوتا گنیش کے حوالے سے ہاتھی کو بھی ایک خاص درجہ حاصل ہے اور اس سے جڑے ہوئے زاویے بہت اہم ہیں۔

- اس کی سونڈ 'اوم' کا نشان ہے۔
- اس کا سر خاص دانائی کی علامت ہے۔
- اس کا وجود مشکلات اور رکاوٹوں کو دور کرنے والا ہے۔
- یہ سچائی کی طاقت اور برتری کا نشان ہے۔
- اس کا بڑا پیٹ کائنات کے دکھوں کی تدفین کی جگہ ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

ہندومت کے مقدس پھول اور درخت—معنویت اور احکامات

ہندومت میں کئی پھولوں اور درختوں کو اہم داخلی اور خارجی شہادتوں کی بناء پر درجۂ تقدیس حاصل ہے۔ اُن میں سے قابل ذکر کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

نرگس کا پھول—عفت اور پاکیزگی کی علامت

نرگس کا پھول ہندومت کی روح اور اساس شمار کیا جاتا ہے۔[۱] ہندو دیومالا کے تمام دیوتا اپنے ہاتھ میں یا تو اسے پکڑے ہوئے نظر آتے ہیں یا اس کے تخت پر براجمان رہتے ہیں۔ رگ وید میں نیلے رنگ کا نرگسی پھول بھی مذکور ہے۔[۲]

یہ پھول خوبصورتی اور عفت و پاکیزگی کا مظہر ہے۔ کیچڑ میں پیدا ہونے کے باوجود کیچڑ سے لت پت نہیں ہوتا۔ تناظر یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہنے کے باوجود دنیا کی آلائشوں سے کنارہ کش رہے اور نرگس کے پھول کی طرح پاک صاف نظر آئے۔

یہ پھول آگہی کا نشان بھی ہے۔ وہ اس طرح کہ انسان اپنے ماحول کی برائیوں سے آگاہ رہے اور اُس کی کشش سے بچتا رہے۔ یہ طلوع شمس کے ساتھ کھلتا ہے اور غروب شمس کے وقت بند ہو جاتا ہے۔ پانی کے ساتھ اس کا تعلق جاوداں زندگی کی علامت ہے۔

ہندو یوگا میں یوگی مراقبے کی ریاضتوں میں جس آسن کو استعمال کرتے ہیں وہ پدم آسن یعنی Lotus Posture کہلاتا ہے۔ اس آسن کے ذریعے انسانی دماغ کا مرکز متحرک ہوتا ہے اور وہ اچھائی کی صلاحیتوں سے مالا مال ہونے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

تلسی—معنویت اور مذہبی روایات

تلسی کا پودا ہندو دھرم میں محترم اور مقدس سمجھا جاتا ہے۔ ہندو روایات کے مطابق تلسی نامی ایک عورت نے وشنو کی بیوی بننے کے لیے ریاضتیں کیں لیکن لکشمی نے ناراض ہو کر اُس عورت کو اُسی کے نام والے پودے میں تبدیل کر دیا۔[۳]

تلسی کے پتے ہندو عبادت کا لازمی جزو ہیں۔ وشنو کے پرستار اس کے سوکھے ہوئے پتوں کی مالا کا استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ تلسی لکشمی کی نمائندگی کرتی ہے لہٰذا اچھی زندگی اور گھر گرہستی کے لیے تلسی کی پوجا ہوتی ہے اور اسے گھر کے بیچوں بیچ اُگایا جاتا ہے۔

پیپل اور تری مورتی کی مستطیل

ہندو دیومالائی کہانیوں کے مطابق دیوتا زمین پر آکر مختلف درختوں اور پھولوں کا روپ دھار سکتے ہیں۔[۴] اسی روایت کے پیش

---

[۱] اتھروید 8:7.12 اور 10:8.34

[۲] رگ وید 6:16.13 اور 7:33.11

[۳] عبدالحق، مہر، ڈاکٹر، ہندو صنمیات، بیکن بکس، ملتان، 1993، ص:422۔

[۴] شریمد بھگود گیتا 4:8

toobaafoundation.com

نظر پیپل کا درخت ہندو مذہب کا مقدس ترین درخت ہے اور تمام درختوں کا بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔

ہندو روایات کے مطابق پیپل کے درخت کی جڑیں برہما (خالق کائنات) تناوشنو (منظم کائنات) اور شاخیں شیوا (تخریب کائنات کے دیوتا) کو ظاہر کرتی ہیں۔ تری مورتی کے یہ دیوتا اسی درخت کے نیچے اپنی مجالس منعقد کرتے تھے۔ وشنو سے گہرا تعلق ہونے کی وجہ وشنو کا ایک بار پیپل کے درخت میں چھپ جانا بیان کیا جاتا ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کرشن کی موت اسی درخت کے نیچے ہوئی اور اُس کے بعد کالی یگ کا آغاز ہو گیا۔

پیپل کی جڑیں عموماً نیچے سے اوپر کی طرف بڑھتی ہیں اور اس سے یہ نظریہ جنم لیتا ہے کہ یہ درخت انسان کو فانی دنیا کی پستیوں سے اُٹھا کر لافانی حیات کی بلندیوں پر لے جاتا ہے۔

اگر وشنو کے مندر جانا ممکن نہ ہو اور عبادت کی اچانک ضرورت پیش آجائے تو پیپل کے درخت کے سامنے کی جاسکتی ہے کیونکہ پیپل وشنو ہی کا عکس اور نمائندہ ہے۔ اگر کسی کے ہاں بیٹا نہ ہو تو وہ پیپل کو اپنا بیٹا مان لے۔ جب تک پیپل کا وہ درخت باقی رہے گا۔ اُس خاندان کا نام چلتا رہے گا۔

پان—سپاری کا زاویۂ اتحاد

ہندو عبادت میں مستقل استعمال ہونے والی اشیاء میں پان سپاری کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ دونوں مقدس ہیں اسی لیے ہر پوجا میں ان کا استعمال ناگزیر ہے۔ پان کو سنسکرت میں ناگ ولی کہتے ہیں کیونکہ یہ ناگ کے پھن کے مشابہ ہے۔ دیوتاؤں کے امرت رس کا پیالہ زمین پر آیا اور اُس سے پان کے پودے نے جنم لیا۔

اگر کوئی خاتون ماہواری کے ایام میں اس کے پاس سے گزرے تو مشہور ہے کہ اس خاتون کے جسم کی بدبو سے پان کا پودا مرجھا جاتا ہے۔ اس کی یہ نزاکت آسمانی اور زمینی حرکات کو محسوس کرتی ہے۔ اس کا تنا انٹینا کا کام کرتا ہے اور اسی لیے پوجا میں بھینٹ کے وقت اس کے تنے کو دیوتا کی طرف کیا جاتا ہے تاکہ یہ دیوتا کے عکس سے نکلنے والی برکت کی شعاعوں کو جذب کر سکے۔

سپاری کا سخت ہونا انسانی انا "Ego" کی علامت ہے اور ضروری ہے کہ وہ ان دیوتاؤں کے حضور قربان کر دی جائے۔ پوجا کے دوران بیضوی شکل کی سپاری استعمال کرنا ضروری ہے۔ حالانکہ یہ گول شکل میں بھی ہوتی ہے۔ سمجھا جاتا ہے بیضوی سپاری دیوتا کے ارتعاش کو زیادہ بہتر فعال کرنے والی ہے۔

پان سپاری کے متعلق کے۔ وی۔ سنگھ لکھتے ہیں:

> "Both are sacred and sanctified by nature. That is why they form an integral part of any ritual."[1]

[1] Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015, P.105.

toobaafoundation.com

ہندو پوجا پاٹ — معنویت اور احکام کا تنوع و تقسیم

وید مقدس کی تعلیمات کے مطابق عبادت یعنی پوجا ضروری اور ناگزیر ہے۔[۱] ہندو پوجا پاٹ کا بنیادی مقصد دیوتاؤں کو راضی کرنا ہے اور موجودہ ہندو پوجا کا بنیادی مآخذ پرانوں کی تعلیمات ہیں۔ عبادت سے دیوتاؤں کو خوش رکھنا اور ذات کی پاکی قائم رکھنا کو ہندوؤں کا اخلاقی قانون کہا جاسکتا ہے۔ منو کے دھرم شاستر کے مطابق معمولی سی مذہبی رسم کی سزا سخت اور چوری یا قتل کی سزا خفیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اخلاق کی ہندومت میں اتنی اہمیت نہیں جتنی پوجا کی ہے۔ کیونکہ ہندو عقیدہ ہے کہ پوجا میں غفلت سے دیوتا ناراض ہو جائیں گے۔ یہ پوجا انفرادی بھی ہو سکتی ہے اور اجتماعی بھی۔

مورتی، منتر اور ینتر — معنویت کی مثلث

اگرچہ اپنشد کے مطابق خدا کی تجسیم ممکن نہیں[۲] پھر بھی ہندو عبادت مورتی کے بغیر ممکن نہیں۔ صرف آریہ سماج کے لوگ اس کے قائل نہیں۔ چاہے پوجا انفرادی ہو یا اجتماعی مورتی کا ہونا ناگزیر ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق مورتی لامحدود کو محدود کے تابع نہیں کرتی بلکہ محدود کو شفاف خیال کرتی ہے اور پجاری کو لامحدود دیکھنے میں مدد کرتی ہے۔

مجرد خدا کی عبادت کے لیے ضروری ہے کہ مجسم انداز میں اس کی شبیہ بنائی جائے۔ اس شبیہ کے ذریعے مجرد خدا کو نہ صرف محسوس کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کی برکات سے لطف اندوز بھی ہوا جاسکتا ہے۔

ہندو پوجا کا دوسرا اہم عنصر منتر ہے۔ جسے سنسکرت میں افکار کا آلہ کہا جاتا ہے۔ منتر پڑھنے کا اصل مقصد دیوی یا دیوتا میں ارتعاش پیدا کرنا اور اس کے برکت و رحمت کا حصول ہے۔ بعض منتر صرف گرو کی اجازت سے پڑھے جاتے ہیں۔ منتر دعاؤں سے چھوٹے ہوتے ہیں اور انہیں دہرائی اور ارتکاز سے ادا کرنا ضروری ہے۔ دیوی یا دیوتا کو متوجہ کرنے کے ساتھ ان منتروں کو آرام، سکون، پریشانی سے نجات اور خون کے دباؤ کو اعتدال میں لانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

اوم — کائنات کا نقطہ آغاز

اوم ہندو عبادت کا سب سے بڑا منتر اور مقدس آواز ہے۔ اس کی ادائیگی نجات کی ضامن ہے۔[۳] نیز یہ کرشن دیوتا کا استعارہ ہے۔[۴]

---

[۱] رگ وید 8:69.8 نیز اتھر وید 20:92

[۲] سویتاسوترا اپنشد 20:4

[۳] شریمد بھگود گیتا 8:13

[۴] شریمد بھگود گیتا 9:17

toobaafoundation.com

اوم کا فکری تناظر یہ ہے کہ خدا نے پہلے آواز کو پیدا کیا اور پھر کائنات اس آواز کے ذریعے وجود میں آئی۔ لہٰذا اوم کائنات کی بنیاد اور ہر چیز کا نقطۂ آغاز ہے۔

اوم ہندوازم کے تمام مقدس عناصر اور نشانات و علامات کی روح اور اساس ہے۔ ہندو پوجا کا نقطۂ آغاز ہے۔ اوم کو رشیوں کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنے سے جسم کی تمام تر توانائی کے مراکز فعال ہو جاتے ہیں۔

گائتری منتر کا معنوی حسن

ویدوں دور کا سب سے مقدس منتر گائتری ہندومت کے چار گاف میں سے ایک اور پوجا پاٹ کا بنیادی عنصر ہے۔[1] کے۔ وی۔ سنگھ کے مطابق یہ کائنات کا سب سے طاقت ور منتر ہے اور جب یہ منتر پڑھا جاتا ہے تو 10,000 ترنگ پیدا ہوتی ہیں اور دماغ کی تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور اگر اس کو 3000 ہزار بار پڑھ لیا جائے تو پڑھنے والا گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔ گائتری منتر اس نظریے سے بھی پڑھا جاتا ہے کہ جیسے دیوتاؤں کو مصیبت کے وقت وشنو کی ضرورت پڑتی ہے جو تری مورتی کا عقل مند ترین دیوتا ہے تو گائتری منتر بھی یہی کام کرتا ہے اور انسان کو وہ صحیح فہم عطا کرتا ہے جو اسے مشکلات سے نکالنے میں کام آسکے۔

آگ اور آرتی کا بندھن

ہندو پوجا کا ایک اور اہم عنصر آگ کی موجودگی ہے اور عموماً پوجا کی ابتدا آگ جلانے سے ہوتی ہے۔ یہ اگنی دیوتا کا مظہر ہے جو رگ وید کا دوسرا بڑا دیوتا ہے۔ وہ اپنی عبادت کرنے والوں کو بچانے والا ہے اور جہاں بھی آگ یا روشنی ہو وہاں موجود ہوتا ہے۔ نیز تمام مذاہب میں روشنی دانائی کا مظہر ہے اور اندھیرے کو ختم کر دینے والی ہے۔ لہٰذا ہندو عبادت میں آگ سلگا کر روح کے اندھیرے ختم ہونے کا نظریہ رکھا جاتا ہے اور پھر اس آگ میں گائے کا گھی بھینٹ کیا جاتا ہے تاکہ تقدس کی تپش میں مزید اضافہ ہو اور پجاریوں کی زندگی کے اندھیرے روشنیوں میں تبدیل ہو جائیں۔

ہندو مذہب میں آرتی عبادت کے اختتام پر سرانجام پاتی ہے۔ اس کے ساتھ گھنٹی کی آواز ہوتی ہے اور یہ کافور اور گھی کے چراغ کے ذریعے عمل میں آتی ہے۔ جب کافور جلتا ہے تو مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ انسانی انا کا خاتمہ ہو چکا ہے اور انسان اپنے دیوتا کا مکمل طور پر مطیع اور فرمانبردار ہے۔ نیز کافور کی پھیلی ہوئی خوشبو اس بات کی علامت ہے کہ پجاری محبت اور پیار کو بھی اسی طرح پھیلا دیں جیسے پوجا میں کافور کی خوشبو پھیلی ہے۔ نیز آرتی کے بعد آرتی کے شعلے پر ہاتھ رکھ کر سر اور آنکھوں پر ملنے کا معنی یہ ہے کہ اب دیوتا سوچ اور فکر کو بھی نیک اور پاکیزہ بنا دے۔

آرتی اور عناصر خمسہ کا باہمی تعلق

آرتی کے دوران جو علامات و نشانات استعمال ہوتے ہیں ان کا مقصد عناصر خمسہ کی طرف پجاری کی توجہ دلانا ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق عناصر خمسہ سے یہ پوری کائنات مرکب ہوئی ہے۔ یہ عناصر آگ، پانی، ہوا، زمین اور آسمان ہیں۔

---

[1] رگ وید 3:62.10

toobaafoundation.com

لہٰذا آرتی میں جو تھال استعمال ہوتا ہے اس پر پانچ قسم کی روشنیاں بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ زمین کی نمائندگی کرنے والے عناصر پھول اور خوشبو ہیں۔ پنکھا ہوا کا نمائندہ ہے۔ سیپ Conch Cell آسمان کی علامت ہے۔ اس سیپ میں موجود پانی چوتھا عنصر جبکہ آگ ساری آرتی کا مرکزی مہمان ہے۔

یہ آرتی دیوتا کے حضور جاتی ہے اور دیوتا کے مجسّمے پر سرخ نشان لگایا جاتا ہے اور اُسی پیسٹ سے ہر پجاری کے ماتھے پر سرخ نشان چسپاں کیا جاتا ہے جس سے یہ معنی مراد ہوتا ہے کہ اب دیوتا کی برکت سمیٹی جا چکی ہے۔

پرساد کی معنویت—مساوات طبقات

آرتی کے بعد پرساد تقسیم ہوتا ہے جو عموماً خشک میوہ جات، بادام کی گریوں اور چینی کی ڈلیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ پرساد ہر خاص و عام کو دیا جاتا ہے اور یہ معنویت اجاگر کی جاتی ہے کہ طبقات انسانی مساوی ہیں اور ان میں کوئی تفریق نہیں۔

لہٰذا پال گوائن لکھتے ہیں:

"Prasad reflects the fundamental equality of all Hindus."[1]

یہ عقیدہ و فکر بھی پرساد سے مترشح ہوتی ہے کہ پرساد کے دو حصے ہیں۔ اُس کی مخفی روح اور غذا دیوتا نے قبول کر لی ہے جبکہ ظاہری بچا کچھا حصہ اب فقط بچا کھچا نہیں رہا بلکہ اسے دیوتا نے قبول کر کے عظمت و تقدیس عطا کر دی ہے۔ پرساد کا یہ کھانا اسی لیے ہندوؤں میں مقبول عام ہے اور بعض اوقات وہ رقم خرچ کر کے پرساد حاصل کرتے ہیں۔

پرساد کا تیسرا معنی پجاری کا دیوتا کے ماتحت ہونے کا بھی ہے۔ یعنی جیسے ہندو گھرانے میں بیوی خاوند اور اولاد کو کھانا کھلانے کے بعد خود کھاتی ہے بالکل ایسے ہی پجاری پرساد کے کھانے کو تبھی چکھتا ہے جب اسے دیوتا نے قبول کر لیا ہو اور یوں پرساد انسان اور دیوتا کے درمیان اتحاد اور ارتباط کا نام ہے۔

چندن کا تلک —شیوا اور شکتی

ہندو پوجا میں دیوتا اور پجاریوں کے ماتھے پر جس پیسٹ سے تلک کا نشان لگایا جاتا ہے وہ چندن (صندل کی لکڑی) کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ جب یہ تلک پیشانی پر لگایا جاتا ہے تو دماغ کا دایاں سیدھا حصہ جاگ پڑتا اور متحرک ہو جاتا ہے اور دیوتا یا دیوی کی برکات کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

یہ چندن پیسٹ دونوں ہاتھوں سے ہی تیار کرنا ضروری ہے تاکہ شیوا اور شکتی کے دونوں بنیادی عناصر فعال ہو جائیں جو ناک کے دونوں نتھنوں میں ہیں۔ یہ کامیابی کے لیے ضروری ہے۔ چندن کا تلک اجنا چکر یعنی تیسری آنکھ کو بھی فعال کر دیتا ہے جو انسانی سوچوں، جنس اور دانش کا مرکز ہے۔ یہی تیسری آنکھ انسان کے روحانی مراحل میں اُڑان اور ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔

---

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.191.

toobaafoundation.com

مندر اور اُس سے لپٹی ردائے معنوی

ہندو عبادت گاہ کو مندر کہا جاتا ہے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں ہندو لوگ اکٹھے ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ مندر اپنی عمارت سے لے کر اپنے اندرونی ماحول تک کئی فکری پرتیں اور راز اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے۔

روایتی طور پر مندر کو دیوتا کا گھر سمجھا جاتا ہے اور مندر کے لوازمات میں دیوتا کا مجسمہ، چھت اور ایک برہمن شامل ہیں اور اگرچہ ہندومت میں اجتماعی عبادت لازم نہیں لیکن مندر اس فکر سے تعمیر کیا جاتا ہے کہ عقیدت مند دیوتا کی زیادہ طاقت ور اور متحرک ہیئت سے بار آور ہو سکے۔ مندر کی جگہ خریدنے سے پہلے انکرا۔ ارپانا رسم بجالائی جاتی ہے اور عموماً جگہ پر ایک بیج بو کر جگہ کے زرخیز ہونے کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ مندر کے نقشہ کے لیے وستو پرش منڈل بطور نمونہ استعمال ہوتا ہے۔

وستو پرش منڈل —مندر کی بنیاد

اس نقشہ کے مطابق دیوتا کا سر شمال مشرق، پاؤں جنوب مغرب، جبکہ کہنیاں اور پنڈلیاں مخالف سمت میں رکھی جاتی ہیں۔ مرکزی نقطہ کو مجسّمے کی ناف پر رکھا جاتا ہے جو ہندو مذہب کے مطابق تخلیق کا نشان اور زرخیزی کی علامت ہے۔ پھر اس عمارت کو دو مربعی حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ یوں ایک مقدس سانچہ وجود میں آنے لگتا ہے۔

مندر اور رحم مادر میں مماثلت

اندر کا سب سے متبرک حصہ گربھ گریہہ کہلاتا ہے جو رحم مادر کے مشابہ ہوتا ہے اور مندر کے بالکل درمیان میں تعمیر کیا جاتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں دیوتا کا مجسمہ ایستادہ کیا جاتا ہے۔ یہاں کی تاریکی عین غار اور رحم مادر کی تاریکی کے مشابہ ہوتی ہے۔ جیسے رحم مادر سے زندگی جنم لیتی ہے اور غار کی خاموشی اور تنہائی عظمت کی بلندیوں کی طرف لے جاتی ہے بالکل یہی فکر مندر کا بنیادی حصہ پیش کرتا ہے۔ اسی لیے اس حصے میں کوئی کھڑکی نہیں رکھی جاتی تاکہ ایسا منظر جنم لے سکے کہ انسان دنیاوی روشنیوں سے واپس رحم مادر کی تاریکیوں میں آگیا ہے جہاں وہ گناہوں سے پاک اور معصوم تھا۔

مندر کے چار دروازے—چار سمتوں کی نشاندہی

مندر کے چار دروازے کائنات کی چار سمتوں کی ترجمانی کرتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ نظریہ رکھا جاتا ہے کہ وہ جہانوں میں آنے اور جانے کے کام آتے ہیں۔ عموماً یہ دروازے محفوظ رکھنے کے لیے ان کے باہر دیوتاؤں کی سواریوں کے مجسّمے رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً نندی وغیرہ نیز داخلے سے پہلے ضروری ہے کہ عزت و احترام و تقدیس کے پیش نظر عقیدت مند اپنے جوتے اتار کر مندر میں داخل ہوں۔ اکثر ہندو مندر کے باہر گنیش کا مجسمہ رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ دیوتاؤں میں سے سب سے پہلے اس کی پوجا اس لیے کی جاتی ہے کہ اسے عقیدت مندوں اور دیوتا کے درمیان ترجمان اور وسیلہ سمجھا جاتا ہے۔

مندر کے مرکزی دروازے کے قریب وشنو کے اوتاروں کے مجسّمے اس امر کا غماز ہیں کہ مصیبتوں اور پریشانیوں میں دیوتا مدد کو اترتا ہے اور رنج کو خوشی میں تبدیل کرتا ہے۔

toobaafoundation.com

درشن، مندر اور پانی کا سنگم

مندر کا مجسمہ عموماً بڑی بڑی آنکھوں والا ہوتا ہے اور یہ آنکھیں کسی سلائی کے ساتھ کھولی جاتی ہیں۔ یہ بڑی آنکھیں دراصل درشن کی اہم مذہبی پوجا کی فعالیت کا کام کرتی ہیں۔ کیونکہ درشن میں دیوتا کو دیکھنا اور اس کو محسوس کرنا مقصود ہوتا ہے لہٰذا یہ آنکھیں باقی جسم کی نسبت بڑی ہوتی ہیں۔

مندر میں یا تو پانی اور مقدس تالاب کا ہونا ضروری ہے یا پھر اکثر مندر دریاؤں کے کنارے بنائے جاتے ہیں۔ دیوتا کو خوش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عقیدت مند پاک صاف ہو کر مندر میں داخل ہو۔ یہ اس بات کا استعارہ بھی ہے کہ جسم کو پاک صاف کرنے والا اپنی روح کی میل کچیل کو بھی پاک صاف کرنے کا ارادہ رکھے۔

مندر اور پہاڑ کا تعلق—سہ گانہ نقشہ گری

ہندو مذہب کئی دوسرے مذاہب کی طرح یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ پہاڑوں کی چوٹیاں خدا کو محسوس کرنے میں زیادہ کار آمد ہیں اور وہاں خدا کو زیادہ بہتر طریقے سے محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے ہندو ادب میں میرو کی پہاڑی دیوتاؤں کے مسکن اور قیام گاہ کے طور پر مشہور ہے۔ چنانچہ مندر کی عمارت افقی طور پر پہاڑ کی مانند بنائی جاتی ہے اور یہ بلندی اعلیٰ روحانی درجات کے حصول کے لیے روحانی قوت کو بڑھاتی ہے اور اس حقیقت تک پہنچنے کے لیے پل کا کام کرتی ہے جو آسمانوں کی بلندیوں سے ساری کائنات کی نگرانی کر رہی ہے۔

یوں ہندو مندر جسم، غار، پہاڑ کی تین کونی نقشہ گری کا نمونہ ہے۔ عقیدت مند مقدس منڈل پر کھڑا ہوتا ہے جو خدائی تجسیم کا فن پارہ ہے۔ اس کے بعد وہ چشم دید نظارے کے ساتھ اُس مورتی کو محسوس کرتا ہے جو رحم مادر کے غار کی گہرائیوں میں رکھی ہوئی ہے۔ پھر وہ نگاہیں اٹھا کر اسی نظر سے مندر کی پہاڑ جیسی اونچائی کو دیکھتا ہے تاکہ ہمیشہ کی نجات اور موکشا حاصل کر سکے۔

مورتی کے طواف کی معنوی زینت

مورتی کے طواف کا تناظر یہ ہے کہ مورتی کی الوہی شعاعیں چاروں طرف پھیلتی اور منتشر ہوتی ہیں اور اپنے آپ کو دنیا کے مسائل اور دشواریوں کا سامنا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ چاروں طرف سے آنے والے مسائل کو مورتی کے چاروں طرف پھیرے لگانے سے حل کیا جاسکے۔

اس طواف میں مورتی کو اپنی دائیں طرف رکھتے ہوئے گھڑی کی سوئیوں کی طرح پھیرے لگانا اس لیے ضروری ہے کہ ہندومت میں دایاں تقدس کی علامت ہے نیز زمین بائیں سے دائیں گردش کرتی ہے۔ مزید یہ کہ زمانہ حال بھی بائیں سے دائیں مستقبل کی طرف سفر کرتا ہے۔ نیز مورتی کے طواف کے ساتھ ساتھ والدین اور اساتذہ کے گرد پھیرے لینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی دیوتا ہیں جن سے بہت سے فائدے اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

ہندومت میں پیدائش کی مقدس رسومات وشعائر —معنویت

ہندوؤں میں پیدائش سے موت تک کی کل چالیس رسمیں ہیں جن کو سمسکار کہا جاتا ہے لیکن زیادہ تر سولہ سمسکار ادا کیے جاتے ہیں۔ ان سولہ میں سے نو رسومات وشعائر کا تعلق خالص پیدائش سے ہے جبکہ باقی بلوغت، شادی اور موت سے متعلق ہیں۔

قبل از ولادت کی رسوم وشعائر اور اُن کا وجدان

قبل از ولادت کی پہلی رسم گربھ دھن ہے۔ ہندومت میں حمل ٹھہرنا ایک مقدس عمل ہے۔☆ اس کا ایک فکری تناظر زیادہ بچوں کی صورت میں معاشی خوشحالی کا بھی ہے۔ اس رسم میں ایسے منتر پڑھ کر دیوتاؤں کو نذر نیاز دی جاتی ہے جو منتر اس شکتی کے متعلق ہیں جو لنگ اور یونی کے باہمی ملاپ سے وجود میں آتی ہے۔[۱]

پم سوان نام کا دوسرا شعیرہ اولاد نرینہ کے لیے پرارتھنا اور دعا کا ہے۔ حمل کے دوسرے اور چوتھے ماہ کے درمیان ادا کی جانے والی یہ رسم بچے کی ماں کے پیٹ میں حرکت ہونے سے پہلے ادا کی جاتی ہے۔

قبل از پیدائش کی تیسری اور آخری رسم کے دوران خاوند بیوی کے بالوں کو الگ الگ کرتا ہے۔ ایک خاص کنگھے کے ساتھ یہ عمل پانچویں اور آٹھویں ماہ کے درمیان تین بار دہرایا جاتا ہے۔ اس رسم کا تناظر یہ ہے کہ بچہ سلجھا ہوا اور اُس کا دماغ تیز اور روشن ہو۔

پیدائش اور نام کرن کے رموز

جت کرما کے نام سے پیدائش ہوتے ہی باپ ہندو مذہب کے مقدس ترین شعیرہ اوم کو بچے کی زبان یا ہونٹوں پر ایک ایسے چمچ کے ساتھ لکھتا ہے جو شہد، گھی اور دہی میں ڈوبا ہوتا ہے۔[۲] یوں تقدیس کے ہالوں میں لپٹے ہوئے ہندو شعائر بچے کے نیک بخت ہونے کا سامان کرتے ہیں۔

دس سے بارہ دن کے بعد بچے کا نام رکھنے کی رسم منعقد کی جاتی ہے۔ صاف ستھرے لباس میں نہایا ہوا بچہ اپنے باپ کے ہمراہ مقدس اگنی کے سامنے بیٹھتا ہے۔ بچے کا سر شمال کی طرف رخ کیے ہوئے ہوتا ہے کیونکہ بچہ حیات کی علامت ہے اور جنوب کی سمت ہندومت میں مردے کے لیے مخصوص ہے۔ گھی کی نذر مقدس آگ کو کرتے ہوئے مناسب اشلوک اور منتروں کے پڑھنے کے درمیان مناسب نام بچے کے کانوں میں سرگوشی کی صورت میں سنایا جاتا ہے۔ اکثر یہ نام دیوتاؤں کے نام پر رکھے جاتے ہیں تاکہ

☆ پیدائش کے مسائل کے لیے ملاحظہ ہو گربھ اپنشد

[۱] رگ وید 10:85 نیز چندوگیہ اپنشد 1:6

[۲] منوسمرتی 30.II

toobaafoundation.com

بچے کو بار بار پکارنے کی صورت میں برکت خود بخود برقرار رہے اور مستقل جاری رہے۔ نام رکھنے میں تناسب کا خیال کرتے ہوئے جوتشی زائچہ ترتیب دیتا ہے اور اس زائچے میں سعد اور منحوس اوقات کے لحاظ سے بچے کا مناسب نام رکھا جاتا ہے۔

نس کرمانا، ان پرسن اور بال منڈوائی کے اسرار

نس کرمانا رسم کے ذریعے تین سے چار ماہ کے بچے کا سامنا سورج اور چاند سے کروایا جاتا ہے۔ یہ بچے کی سورج اور چاند سے پہلی ملاقات ہے۔ مقدس آگ کی موجودگی میں بچے کو پاکیزہ لباس پہنا کر سورج کے سامنے شمال کی سمت میں کھڑا کیا جاتا ہے اور اُسی دن یہی عمل شام کو چاند کے سامنے دہرایا جاتا ہے۔ اس رسم کا زاویہ بچے کو سورج اور چاند کے مختلف خواص، ان کے اثرات، ان کے سمندروں پر مدوجزر کے تاثرات اور گرہن کی صورت میں ہونے والی تبدیلیوں سے روشناس کرانا ہے۔

چھٹے ماہ میں دودھ چھڑانے کی رسم ادا کی جاتی ہے جو ان پرسن کہلاتی ہے۔ یہ بچے کے اناج کو پہلی بار کھانے کو ظاہر کرتی ہے۔ ان پرسن کا ایک فکری تناظر بچے کو زندگی کی سختیوں کا عادی بنانا ہے تاکہ وہ مصائب اور شدائد کو سہہ لینے کا مزاج پیدا کرے۔ ایسے منتر جاپے جاتے ہیں جو اچھی قوت ہاضمہ، صحت مندی اور فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے کام آتے ہیں۔

ایک اور تین سال کے درمیان بچے کا سر پہلی بار مونڈا جاتا ہے۔ اس کا فکری تناظر بچے کو برائی اور آلائش سے پاک کرنا ہے۔ منڈا ہوا سر روحانی صفائی، پاکیزگی اور نظافت کا مظہر ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق سر منڈوانے سے پچھلے جنم کے گناہ محو ہو جاتے ہیں۔

اس رسم کے ساتھ بچے کے کان چھدوانے کی رسم سرانجام پاتی ہے۔ عموماً لڑکے کا دایاں اور لڑکی کا بایاں کان چھیدا جاتا ہے۔ اس رسم کو کرن ودھا کہتے ہیں۔ اس کے پس منظر میں ایک نظریہ خوبصورت نظر آنے کا ہے اور دوسرا تناظر یہ ہے کہ بچے کے کان روحانی سچائیاں سننے کے لیے کھل جائیں اور ابدی، لافانی حقائق کو ذہن میں جذب کر لیں۔ پھر یر مبھا کی رسم ہوتی ہے اور یہ سمجھ کر کہ اب بچہ حقائق سمجھنے کے قابل ہو گیا ہے اسے مدرسہ بھیج دیا جاتا ہے۔

اپنائنا—مقدس دھاگے کا طلسم اور دوہری پیدائش

اپنائنا رسم بلوغت کی اہم ترین رسم ہے۔ یہ عموماً سات سے چودہ سال کے درمیان انجام پاتی ہے۔ اس کا مقصد بچے کو بڑوں کے ساتھ ذمہ داریاں نبھانے کا عادی بنانا ہے۔ مقدس دھاگا پہنانے کی یہ رسم اس بات کی علامت بھی ہوتی ہے کہ بچہ روحانی تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہو چکا ہے۔

اس تقریب میں پنڈت گائتری منتر کی تلاوت کرتا ہے اور بچے کو مقدس دھاگا جینو پہنایا جاتا ہے۔ اس دھاگے کے تین تار ہوتے ہیں جو وشنو، برہما اور شیوا کی نمائندگی کرتے ہیں۔ نیز حال، مستقبل اور ماضی کا آئینہ دار ہیں۔

کے۔وی۔ سنگھ ایک اور تناظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "The three strands stand for ida, pingala and sushumna nadis through which hidden energy operates in a human body."[1]

[1] Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015, P.148.

toobaafoundation.com

یہ دھاگا بائیں کندھے پر باندھا جاتا ہے۔ شادی شدہ کے لیے چھ اور کنوارے برہمچاری کے لیے تین دھاگے ہیں۔

مقدس دھاگا ایک بہت بڑی حقیقت کی یادگار ہے۔ یہ حقیقت دوہری پیدائش کا نظریہ ہے۔ یعنی ایک پیدائش جو جسمانی ہے اور دوسری پیدائش فکری ہے کہ اب بچہ زندگی کے مسائل اور گرو کی رہنمائی لینے کے قابل ہو چکا ہے اور یہ دھاگا مستقل اس کو اس کی یاددہانی کرواتا رہتا ہے۔ دھاگا پہن کر بچہ وید پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے اور تمام مذہبی رسوم بجالاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

ہندو شادی کے شعائر —پس منظر اور معنویت

ہندومت میں شادی خاندان کے عروج کا نشان ہے۔[۱] نیز یہ پیار اور محبت کا مظہر ہے۔[۲]

برہمن اور جوتشی جنم کنڈلیوں کے ذریعے زائچہ بنا کر سعد تاریخ کا انتخاب کرتا ہے تاکہ دلہا دلہن بد اثرات اور سیاروں سے منسلک نحوست کے تاثرات سے محفوظ رہیں۔

زرخیزی کے عناصر اور دلہن کی تیاری

دلہن کو تیار کرتے ہوئے زرخیزی کے زاویے بالخصوص ملحوظ خاطر رکھے جاتے ہیں۔ دلہن پانی کے ذریعے غسل کرتی ہے اور اس کے جسم پر ہلدی، صندل (چندن) کا پیسٹ اور تیل ملا جاتا ہے۔ یہ تمام اشیا ہندومت میں تقدیس کی علامت ہیں۔ دلہن کی تیاری کی ایک اور بات حنا یا مہندی سے دلہن کے ہاتھ پاؤں رنگنا اور اس پر نقش و نگار بنانا ہیں۔

دلہن کا لباس عموماً سرخ یا گلابی ہوتا ہے جو زندگی، زرخیزی اور شادابی کی برکات کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت بھی ہے کہ دلہن کو سرخ اور سرسبز و شاداب زندگی میسر آئے۔

دلہن کئی اقسام کے زیورات زیب تن کرتی ہے اور اس کا تناظر لکشمی سے جڑا ہوا ہے۔ کیونکہ ہندو دلہن لکشمی کی نمائندہ کہلاتی ہے اور لکشمی دولت اور خوش قسمتی کی دیوی ہے۔ لہٰذا دلہن کو ویسے ہی زیورات سے لادا جاتا ہے جیسے پوجا میں لکشمی کو تاکہ دلہن دلہا کے گھر جا کر خوش قسمتی اور مسعود زندگی کی علامت بن جائے۔

منڈپ، پھیروں، گرہوں اور اگنی کا باہمی تعلق

ہندو شادی عموماً ایک پنڈال کے نیچے انجام دی جاتی ہے جو منڈپ کہلاتا ہے۔ بارہ برج کا تصور اس امر کا داعیہ بنتا ہے کہ یہ پنڈال بارہ چوبوں پر کھڑا ہو۔ ان چوبوں پر سرخ اور سفید رنگ کیا جاتا ہے یہ دیوتاؤں کی طرف سے ہونے والی حفاظت کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

پنڈال پر لکڑی کے طوطے نصب کیے جاتے ہیں کیونکہ طوطا کام دیو یا عشق کے دیوتا کی سواری اور ہندومت میں پریم کی علامت ہے اور طوطے کی موجودگی دلہا دلہن کے باہمی پریم کا اہم شعار بن جاتی ہے۔

شادی کی بنیادی رسوم آگ کے سامنے ادا کی جاتی ہیں جو دیوتاؤں کی موجودگی کی علامت ہے۔ آگ کے سامنے سنسکرت میں شادی کے اشلوک برہمن ادا کرتا ہے۔ آگ کو چاول یا کسی اور خوراک کی بھینٹ دی جاتی ہے اور دلہا دلہن آگ کے گرد سات

---

[۱] رگ وید 2:35.4

[۲] اتھروید 7:36.1

toobaafoundation.com

پھیرے لیتے ہیں۔ یہ سات پھیرے سات سیاروں کی علامت ہیں۔

یہ پھیرے اس طرح لیے جاتے ہیں کہ ان سے پہلے دلہا دلہن کے کپڑوں کو اپنے کپڑوں کے ساتھ گرہ لگاتا ہے۔ یہ گرہ باہمی بندھن کی علامت ہے۔ ساتویں پھیرے کے بعد قانونی طور پر شادی منعقد ہو جاتی ہے۔ ہندومت کے مطابق گرہوں اور آگ کے سامنے کیا گیا نکاح اٹوٹ ہوتا ہے۔

کنیادان، آشیر باد اور قطب ستارہ—ایک اور مثلث

تمام رسمیں ادا ہو جانے کے بعد لڑکی کا باپ لڑکی کو دلہا کے حوالے کر دیتا ہے۔ اسے کنیادان اور سپت پدی بھی کہتے ہیں۔ والدین سے دعائیں لی جاتی ہیں اور اس اشیر باد میں دیوی دیوتاؤں کی ازدواجی تعلقات پر مبنی حالات کے حوالے سے تذکرے ہوتے ہیں۔ نصیحت کی جاتی ہے کہ تم رام، سیتا یا وشنو، لکشمی کی طرح زندگی گزارنا۔

بعد ازاں دلہا دلہن کی نگاہیں قطب ستارے کی طرف کروائی جاتی ہیں۔ یہ ستارہ بالکل ساکن ہونے کی وجہ سے وفا اور استقلال مزاج کی علامت ہے۔ ہندو اصطلاح میں اسے اروندھتی ستارا کہتے ہیں۔ اس ستارے کو گواہ بنا کر وفا اور ہمیشہ مستقل مزاجی کے ساتھ بیاہ نبھانے کا عہد کیا جاتا ہے۔

مستقل مزاجی کا عہد پتھر پر پاؤں رکھ کر بھی کیا جاتا ہے۔ کیونکہ پتھر بھی سختی اور استقلال کی علامت ہے۔ اس میں دلہن کی ماں یا بھائی ہاتھ پکڑ کر دلہن کو پتھر کی سل پر کھڑا کرتا ہے اور دلہن کو پتھر کی مانند مستقل مزاج بننے کی نصیحت کرتا ہے۔

خاوند کی اپنی بیوی کو شادی کے موقع پر گردن میں ہار پہنانے کی رسم منگل دھرنم بھی دلہا دلہن کے باہمی بندھن کو پختہ کرنے کی فکری کوشش ہے۔ منگل سوتر دونوں کے اٹوٹ بندھن کی علامت ہے۔ دلہا دلہن کا یہ ملاپ دراصل اُن کی روحوں کی ترقی کا باعث بن جاتا ہے۔[1]

☆.....☆.....☆

[1] اتھروید 20:92.5

toobaafoundation.com

ہندومت میں انتم سمسکار (موت) سے جڑے شعائر — معنویت اور اسرار

ویدوں میں مرنے کے بعد تین مراحل کا نظریہ ملتا ہے۔[1] تناسخ (آواگون) ایک مقبول ہندو نظریہ ہے کہ روح مرنے کے بعد اپنے کرموں کے مطابق بار بار جنم لیتی ہے۔ اگر اچھے کام کیے ہیں تو انسان کی جون میں اور اگر برے کام کیے ہیں تو روح اپنے سے کم ذات مخلوقات کی صورت میں جنم لیتی رہتی ہے۔ لہٰذا انفسانی خواہشات کو مارنے میں کامیابی آواگون سے نجات دلا دیتی ہے۔ اسے مکتی کہتے ہیں۔ اس مکتی اور نجات کے تصور کی بنیاد پر ہی ہندومت میں مردوں کو جلانے کا رواج ہے۔

مقبول ہندو عقیدے کے مطابق آگ مردے کی آلائشوں اور گناہوں کے اثرات کو ختم کر دیتی ہے۔ اسی وجہ سے چھوٹے بچوں کو معصوم سمجھ کر جلایا نہیں جاتا بلکہ دفن کیا جاتا ہے یا دریا برد کر دیا جاتا ہے۔ دنیا تیاگ دینے والے سنیاسی بھی جلنے سے مستثنیٰ ہیں۔

چتا کی آگ – شعلوں کا گھیراؤ

چتا کی آگ میں جسم کا مکمل طور پر جلنا اس لیے ضروری ہے کہ جب تک مادی جسم کا ایک ذرہ بھی باقی رہے گا مردے کی روح مکتی پانے کی بجائے بھٹکتی رہے گی۔

میت کے منہ میں گنگا جل ٹپکایا جاتا ہے اور مخصوص منتر پڑھے جاتے ہیں۔ زمین پر پاکیزگی کی غرض سے گائے کا گوبر لیپا جاتا ہے جو بیکٹیریا اور نجاست کو ختم کرنے میں تیر بہدف ہے۔ سینے پر تلسی کے پتے اور منہ میں سونے کے ذرے رکھے جاتے ہیں۔ ماتھے پر گنگا کے کنارے کی مٹی کا تلک لگایا جاتا ہے اور دم دینے سے پہلے اس امر کا التزام کیا جاتا ہے کہ مردہ گائے ماتا کے درشن کر لے جو دھرتی کی علامت اور زرخیزی کا نشان ہے۔

مردے کو دریا کے کنارے جلانے کے لیے لے جایا جاتا ہے۔ ”رام نام ست ہے“ کا ورد کیا جاتا ہے۔ ورانسی میں مردے جلانے کی خواہش اس لیے زیادہ ہوتی ہے کہ یہ ہندومت کا مقدس ترین مقام ہے اور جو شخص یہاں مرے یا اس کی نعش کو یہاں جلا کر گنگا کے سپرد کر دیا جائے وہ یقیناً نجات پالیتا ہے اور آواگون سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔

بڑے بیٹے کی ذمہ داری – گھڑی کی مخالف حرکت

عموماً بڑا بیٹا مقدس شعلے سے چنی ہوئی لکڑی سلگاتا ہے اور میت کی طرف بڑھتا ہے۔ میت کے پاؤں جنوب کی طرف یم دیوتا کے مقابل کیے جاتے ہیں جو موت کا دیوتا ہے۔ بڑا بیٹا گھڑی کی مخالف سوئیوں کی حرکت جو Anticlock wise کہلاتی ہے کے لحاظ سے میت کو آگ لگانے کی تیاری کرتا ہے۔ یہ طواف اس طواف کے بالکل الٹ ہے جو ہندو اپنے دیوتاؤں کے سامنے کرتے ہیں اور

[1] رگ وید 1:164.20 نیز 10:9.20 نیز 10:8.43 ملاحظہ ہو۔

toobaafoundation.com

اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ جسم کا بایاں ناخالص حصہ دوسری طرف رہے۔

میت کو جلانے والے کا جینو (مقدس دھاگا) اس کے بائیں کندھے کی بجائے دائیں کندھے پر ہوتا ہے۔ دھاگا مخالف سمت رکھنے کا فکری تناظر یہ ہے کہ موت دراصل زندگی کا الٹ ہے اور زندگی موت کی آپسیں ترتیب ترتیب معکوس ہے۔ چتا جلائی جاتی ہے۔ اس میں چندن اور اگر کی لکڑیاں چنی ہوئی ہوتی ہیں۔ پانی چونکہ پیاس بجھانے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے جلتی ہوئی لاش پر وقفے وقفے سے چھڑکا جاتا ہے تاکہ مرنے والے کی اذیت کم ہو سکے۔[۱] یہ عمل جاری رہتا ہے یہاں تک کہ پورا جسم راکھ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جو عموماً مٹی کے ایک برتن میں اکٹھی کر لی جاتی ہے تاکہ مقدس گنگا میں بہائی جا سکے۔

آخر میں ایک بانس کی مدد سے جلی ہوئی کھوپڑی کو کھول دیا جاتا ہے تاکہ باقی ماندہ زندگی بھی مردے کے دماغ سے برآمد ہو جائے اور ان پانچ بنیادی اشیا میں پورا بدن تبدیل ہو جائے جو ہندومت میں کائنات کے بنیادی عناصر ہیں۔[۲]

بعد از مرگ معمولات کی معنویت

موت کا ایک معنوی اثر تو مردے پر ہے مگر ہندو عقیدے کے مطابق یہ روحانی طور پر مردے کے لواحقین کو بھی آلودہ کرتی ہے۔ اسی لیے مردے کے اکثر رشتہ دار سر کے بالوں اور داڑھی مونچھوں کا صفایا کروا دیتے ہیں۔ اس رسم کو بھدرا کہتے ہیں۔

گھر سے مقدس مورتیاں اٹھا دی جاتی ہیں اور وید کی تلاوت موقوف ہو جاتی ہے۔ لواحقین فرش پر سوتے ہیں۔ علیحدہ علیحدہ آگ پر کھانا پکاتے ہیں اور یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ جب تک مردے کو مکمل نجات نہیں مل جاتی ہم خود بھی مردہ کے حکم میں ہیں۔

شرادھ کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ مردے کو بھوکا عفریت سمجھا جاتا ہے۔ چاول کے بنے ہوئے مخصوص لڈو دس دنوں کے عرصے میں دان کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے چھ لڈو مخصوص جگہ پر رکھے جاتے ہیں۔[۳]

چاول کے یہ لڈو پنڈا کہلاتے ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ ان کو دان کرنے سے مردے کا نیا جسم تیار ہوتا ہے۔[۴] ہندو عقیدے کے مطابق پہلے دن سر، دوسرے دن کان، ناک اور آنکھیں، تیسرے دن گردن، کندھے، بازو اور سینہ تیار ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ دس دن میں پورا نیا جسم تیار ہو جاتا ہے۔ دسویں دن میت کا بڑا لڑکا بال منڈواتا ہے۔ غسل کرتا ہے اور نیا مقدس دھاگا پہن لیتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[۱] گرودا پران اتر کھنڈ 24:12

[۲] گرودا پران سرودھرا 1:33

[۳] گرودا پران سرودھرا 12:57

[۴] گرودا پران سرودھرا 1:50-4

toobaafoundation.com

معاشرت اور عادات واطوار سے متعلق شعائر ہنود—معنویت

معاشرت، عادت و اطوار اور انفرادی پوجا پاٹ، کھانے، لباس کے مخصوص شعائر ہیں جو ہندوؤں کے ہاں معروف ہیں اور علیحدہ علیحدہ معنویت رکھتے ہیں۔

نمسکار کا خیر مقدمی چلن—مظہر خاتمہ انا

ہندو لوگ نمستے (نمسکار) کہہ کر ایک دوسرے کا سواگت کرتے ہیں۔ سر کو خفیف سا جھکا کر دونوں ہتھیلیاں سینے کے سامنے رکھ لی جاتی ہیں۔ اس سلام کی معنویت ذاتی انا کے خاتمے سے جڑی ہوئی ہے۔ سنسکرت میں 'نامے' کا مطلب میں نہیں کے ہیں۔ یعنی اس سلام کے ذریعے ہندو ملنے والے کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ میں کچھ بھی نہیں نہ انا پرست ہوں۔ رگ وید میں نمس کرتا کی اصطلاح عزت افزائی کی علامت ہے۔[1]

اس کا ایک اور روحانی پہلو یہ بھی ہے کہ جو خدا نمسکار کہنے والے کے اندر ہے وہی خدا سامنے والے میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اصولاً ہندو سر جھکا کر اور ہتھیلیاں جوڑے دراصل اس پرماتما کو خیر مقدم کہتا ہے جو لافانی اور مقدس ترین ہے۔

کے۔وی۔ سنگھ لکھتے ہیں:

"Thus "Namaste" if sincerely said spreads universal love."[2]

چرن چھونے کا تعظیمی انداز—پرنام

ہندو لوگ اپنے بڑوں مثلاً والدین، اساتذہ اور رشیوں کے جھک کر پیر چھوتے ہیں جسے پرنام کہا جاتا ہے۔ یہ عموماً روزانہ صبح کی ملاقات میں، سالگرہ پر، تہواروں پر، پوجا کے بعد اور نیا کام شروع کرتے وقت کیا جاتا ہے۔

اس کا تناظر یہ ہے کہ انسان کا برہما تالو اس کے سر کے اوپر ہوتا ہے۔ لہٰذا جھک کر پرنام کرنے سے بڑوں کے ہاتھوں کی برکت اور شفقت اس تالو کو چھوتی ہے اور توانائی کا ایک طاقت اور چکر قائم ہو جاتا ہے۔ پرنام کرتے ہوئے ہندو زمین کو بھی چھوتے ہیں اور یہ یوگا کی ایک قابل ذکر مشق بھی ہے جس سے سر کا دوران خون دماغ کے لیے ٹانک کا کام دیتا ہے۔

بندی اور تلک کا زاویۂ معنویت

ہندو عورتوں کا ایک اہم شعیرہ ان کی بندیا ہے جو پیشانی پر سجائی جاتی ہے۔ یہ ایک گول نشان ہوتا ہے جو کم کم سے تیار کیا جاتا ہے اور اس میں عموماً ہلدی، صندل اور سندور استعمال ہوتے ہیں۔ ہلدی کا فکری معنی اس کا زمین سے اخراج ہے جو اصلاً دھرتی ماتا ہے

---

[1] رگ وید 10:85.22

[2] Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015, P.187.

toobaafoundation.com

اور دھرتی ماتا کے شانتی والے جذبات ہلدی میں موجود ہوتے ہیں۔ اس میں جب چونے کا پانی یا لیموں پانی ملایا جائے تو یہ سرخ ہو جاتی ہے جو عمل اور قوت عمل کا نشان ہے۔

دوسرا تناظر دماغ کے اجنا چکر کو فعال کرنے کا ہے اور یہ کام اس وقت بھی کیا جاتا ہے جب خاوند شادی کے موقع پر بیوی کے بالوں کے درمیان سیندور بھرتا ہے اور دراصل یہ عورت کی ذمہ داریاں بڑھ جانے کا اعلان ہے۔ نیز یہ زنانہ طاقت کا مظہر ہے اور اس کو تیسری آنکھ سمجھ کر عبادت میں ارتکاز کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ سہاگن ہونے کی علامت ہے۔

تلک ہندو مردوں کے ماتھے کا جھومر ہے۔ یہ عموماً بھوؤں کے درمیان سجایا جاتا ہے۔ یہ جگہ ہندو علوم کے مطابق اجنا چکرا کہلاتی ہے۔ یہ حصہ انسانی سوچ اور گزشتہ واقعات کا خزانہ کہلاتا ہے۔ نیز یہی جگہ روح کے اخراج کی جگہ ہے۔

تلک لگانے کے پس منظر میں کئی نظریات ہیں۔ اس کا رنگ کئی اقسام کی معنویت سے متعلق ہے۔

- سفید صندل کا تلک پاکیزگی کا نشان ہے۔ اسے برہمن استعمال کرتا ہے۔
- لال کم کم بہادری کی علامت ہے۔ یہ کھشتریوں کے استعمال میں ہے۔
- صندل اور ہلدی کا تلک عقل مندی کا آئینہ دار ہے۔ اسے ویش استعمال کرتے ہیں۔
- کالک راکھ اور کوئلہ کا تلک چاکری کی نشانی ہے۔ یہ شودر کے استعمال میں ہے۔ نیز تلک اس دیوتا کی نمائندگی کا مظہر بھی ہے جس سے عقیدت مندی جڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ وشنو کے پجاری اپنے ماتھے پر عمودی تلک لگاتے ہیں اور شیو بھگتوں کا تلک افقی ہوتا ہے۔

کے وی سنگھ تلک کی ایک اور توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "It serves as a guard against negative forces and reflects that "I remember the almighty."[1]

ترشول کے تکونیاتی نظریات

شیوا دیوتا کا بنیادی نشان اور درگا کا ہتھیار ترشول ہندومت کے اہم ترین مقدس نشانات میں شمار ہوتا ہے۔[۲] اکثر ہندو جوگی اور سادھو اس کو زیر استعمال رکھتے ہیں۔ اس سے جڑے اسرار کی ایک لمبی فہرست مختصراً درج ذیل ہے جو اس کی تین نوکوں کی وضاحت کرتی ہے:

- اس کے تین نوکیلے پھل برہما، وشنو اور شیوا کے نمائندہ ہیں۔
- یہ تین نوکیلے پھل تری دیوی (سرسوتی، لکشمی، کالی) کو ظاہر کرتے ہیں۔
- یہ تین گن (راجاس، تماس، ستوا) اور تین لوک (سورگ، بھو اور پاتال) کی علامت ہیں۔

---

[1] Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015, P.142.

[۲] وشنو پران 3.2

toobaafoundation.com

- یہ انسانی مادی، ذہنی اور روحانی حالتوں کا آئینہ دار ہیں۔ ترشول انا کو تباہ کرنے والا، لافانیت کو پھیلانے والا اور شکتی کو روح میں بھرنے والا ہے۔
- یہ شیوا کی تباہی کی صفت، نئی دنیا بسانے کا وصف اور امن قائم کرنے کی صلاحیت کا نشان ہیں۔

ہندو ناچ اور ہاتھوں کے زاویے

ہندو دیوتا شیوا کا ناچ تباہی و تخریب کا نشان بھی ہے اور تعمیر و رعنائی نو کی علامت بھی شمار ہوتا ہے۔ دیوتا سے منسوب ہونے کی بناء پر ہندو عبادت کا ایک جز ناچ اور ہاتھوں کے مخصوص زاویے ہیں۔

ہاتھوں کے زاویے مدرا کہلاتے ہیں اور اصولاً یہ باتوں اور خیالات کو چپکے سے آگے منتقل کرنے کا اسلوب ہیں۔ ہاتھوں اور انگلیوں پر مبنی اشارے دہرائے جاتے ہیں اور ان کی بار بار دہرائی دیکھنے والے کے دماغ پر انمٹ نقوش چھوڑتی جاتی ہے۔ انسانی جذبات کو بیان کرنے کا کام ان سے لیا جاتا ہے۔ دونوں ہتھیلیوں کو جوڑنے کا نام انجلی ہے اور اس کا معنی مخاطب کے اندر موجود خدا کے آگے جھکنا ہے۔

ہتھیلیاں دعائیہ شکل میں کھلنا دیوتا کو نذر دینے کا اشارہ کہلاتی ہیں۔ نیز ہاتھوں کے مختلف زاویے ہندومت کے مقدس پھول نرگس کے بند ہونے، نیم کھلنے اور مکمل کھلے ہونے کا مظہر کہلاتے ہیں۔ مکلا کا مطلب نرگس کا پھول بند، پدم کوشا کا مطلب نیم باز نرگس اور ال پدم کا مطلب نرگس کا پھول مکمل کھلا ہوا کے ہیں۔

ہندو مالا اور 108 کی معنویت

عبادت اور پوجا کا ایک خاص نشان ہندوؤں کی مالا ہے جو ہندو بھگوان کا نام جپنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ سب سے اوپر والا منکا میرو کہلاتا ہے اور گنتی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اس مالا میں 108 منکے ہوتے ہیں جن کے بے شمار اسرار ہیں۔

ہندو رشیوں کے بقول مقدس ویدی زبان سنسکرت کے 54 حروف تہجی ہیں اور ہر حرف کی دو جہات ہیں۔ ایک جہت شیوا اور دوسری جہت شکتی کی نمائندہ ہے۔ اسی لیے مالا میں 108 منکے رکھے جاتے ہیں تاکہ تمام ظاہری اور مخفی جہات کا احاطہ کیا جاسکے۔ دوسرا تناظر یہ ہے کہ جسم میں تقریباً 84,000 رگیں ہوتی ہیں۔ جو 54 اہم مقامات پر ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔ ہر مقام اتصال شیوا اور شکتی کے ملن کا نقطہ ہے۔ یوں کل تعداد 108 بن جاتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ جسم کے تمام مقامات اتصال کو فعال کرنے کے لیے 108 بار بھگوان کا نام جپا جائے۔

تیسرا تناظر کائنات کے 108 عناصر کا ہے۔ سورج کا چکر 360 درجے کا ہے جسے جب منٹ میں تبدیل کیا جائے تو جواب 21,600 آتا ہے۔ سورج آدھا سال شمال کی طرف اور آدھا سال جنوب کی طرف رہتا ہے۔ لہٰذا 21,600 کا آدھا 10,800 ہے۔ آخری دو صفر گنتی کی آسانی کے لیے ختم کر دیے جائیں تو 108 جواب آتا ہے اور یہی مالا کے منکوں کی تعداد کی وجہ ہے۔

چوتھا تناظر گھاٹی، پل اور وی پل کا ہے ایک دن کی ساٹھ گھاٹیاں، ان ساٹھ گھاٹیوں میں مزید ساٹھ پل اور ان ساٹھ پل میں

toobaafoundation.com

مزید ساٹھ وی پل ہوتے ہیں۔ لہٰذا کل تعداد (60 × 60 × 60) 216,000 کے برابر ہے۔ دن کے 108,000 اور رات کے 108,000 وی پل بنتے ہیں۔ آخری تین صفر ختم کرنے سے 108 کا ہندسہ برآمد ہوتا ہے۔

سیپ (صدف) کی گہرائی فکر

ہندو مذہب میں صدف Conch Shell کو خاص تقدس حاصل ہے۔ سادھو، جوگی اور سنیاسی لوگوں کے استعمال میں رہنے والا یہ نشان کئی زاویوں سے جڑا ہوا ہے۔ پران کے مطابق یہ پانچ بنیادی عناصر کی علامت ہے۔[۱]

سیپ کو سنسکرت میں شنکھا کہتے ہیں۔ اس کا ایک فکری تعلق وشنو سے ہے کہ راکھششوں کو ختم کرنے کے دوران راکھ زمین پر گری اور اس سے سیپ پیدا ہوئی۔ بعض کے مطابق یہ لکشمی دیوی کی قرار گاہ ہے۔ وشنو کے اکثر اوتار اس کے ساتھ دکھائی دیتے ہیں اور کیونکہ سیپ کا تعلق پانی سے ہے لہٰذا اکثر ناگ دیوتاؤں کے نام کے ساتھ اس کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

شنکھا کو آرتی اور دیوتاؤں کے غسل کے دوران استعمال کیا جاتا ہے۔ نیز اسے غسل کے بعد دیوتاؤں کے دھوون والا پانی تقسیم کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ صدف کو زنانہ زیورات میں اس لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ یہ زرخیزی کی ایک اہم علامت ہے۔ قدیم یونان میں شنکھا اور موتیوں کو جنسی پیار، شادی اور زنانہ شکتی کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ پوجا کے پانی کو صدف میں رکھنے سے اس پانی میں صدف کی فاسفورس، کیلشیم اور پوٹاشیم مل جاتی ہیں۔ یوں یہ پانی جراثیم کش اثرات کو عقیدت مندوں کے جسم میں منتقل کر دیتا ہے۔

کے۔ وی۔ سنگھ اوم سے صدف کا تعلق جوڑتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The sound of the Shanka symbolizes the divine sound of Aum."[2]

ورت (روزہ) کی معنویت

ہندو پوجا اور رسم و رواج کا ایک اہم شعیرہ ورت (روزہ) ہے۔ جس کا مقصد فانی جسم کو کمزور اور لافانی روح کو طاقت دینا ہے۔[۳] یہ دماغ اور گفتگو کی پاکیزگی کا اہم ذریعہ ہے۔☆

وت ساوتری کے روزے میں شادی شدہ عورتیں بڑ کے درخت کی پوجا کرتی ہیں۔ وہ بڑ کے درخت کے گرد مقدس دھاگا باندھتی ہیں جو اُن کے خاوند کی لمبی زندگی کی ضمانت و علامت ہے۔ راجستھانی عورتیں گنگور ورت رکھتی ہیں اور شیوا کی بیوی گوری کو راضی کرنے کا ارادہ باندھتی ہیں۔ کرواچوتھ کا روزہ شیوا اور چاند کی پوجا کی یادگار ہے۔ خاندان اور خاوند کی حفاظت کے لیے رکھا جاتا ہے اور چاند کو دیکھتے ہی افطار کر دیا جاتا ہے۔ افطاری کے ساتھ ہی خاوند کا خیر مقدم ہوتا ہے۔ ہر تیالیکا کا روزہ 24 گھنٹوں کا ہے اور

---

[۱] پدما پران 4.79.22

[2] Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015, P.152.

[۳] رگ وید 9.112.1

☆ رگ وید میں ورت کے کم و بیش 200 حوالے ہیں۔

toobaafoundation.com

عورتیں یہ روزہ پاروتی (شیوا کی بیوی) کی پوجا کے طور پر رکھتی ہیں۔

شیوراتری کے موقع پر ساری رات اشلوک پڑھے جاتے ہیں۔ شیوا کی پوجا ہوتی ہے اور مرد و عورت روزہ رکھتے ہیں۔ نوراتری کے نو دن روزے کے لیے مخصوص ہیں۔ یہ سال میں دو بار درگا پوجا کی یاد میں رکھے جاتے ہیں۔ کرشن جنم اسٹھمی کے روزے کرشن مہاراج کی پیدائش کی خوشی میں رکھے جاتے ہیں۔ جبکہ رام نومی کا روزہ رام کی پیدائش کا لمحہ مسرت ہے۔ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو بھی روزہ رکھنا عام معمول ہے۔ یہ روزہ ایک داشی کہلاتا ہے۔ تمام قسم کے روزوں کا مقصد مخصوص دیوتاؤں کی خاص برکات کا حصول بیان کیا جاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

الفصل الثانی:

بدھ مت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام

بدھ مت کا مختصر تعارف

بدھ مت چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندو مت کے خلاف احتجاجی تحریک کے طور پر شروع ہوا۔ اس کا بانی گوتم بدھ کپل وستو کے راجہ کا بیٹا تھا اور وہ برہمنوں کے تفوق اور ہندو قربانیوں کے مذہبی نظام سے بے زار تھا۔ چنانچہ عوام کی رسمی عبادات کو تو نہ چھیڑا گیا لیکن بدھ نے قربانیوں کے نظام کو یکسر مسترد کر دیا اور یہ تعلیمات پیش کیں کہ انسان اپنا نجات دہندہ خود ہے۔ مصلح، حاکم اور ملجا وماویٰ ہے۔ ریاضتوں کا درس، ترک آسائش، رواداری کا فروغ اور پیار محبت کا اظہار بدھ مت کے بنیادی تعلیمی عناصر ہیں۔

اس لیے بدھ مت کو اکثر مفکرین مذہب کی بجائے ایک اخلاقی نظام اور فکری مسلک سمجھتے ہیں۔ یہ آسمانی وحی کا فیضان نہیں بلکہ افکار وعقائد کے مجموعے کا نام ہے۔

چند بدھ افکار—طائرانہ نظر

بدھ مت مافوق الفطری موجودات کا منکر ہے اور روحانی نجات انسان کی ذاتی جدوجہد کو قرار دیتا ہے۔ بدھ مت تخلیق عالم کی کوئی توجیہہ نہیں کرتا اور موت اور گناہ کے سلسلہ کی شروعات کے بارے میں خاموش ہے۔ اُس کے نزدیک گناہوں کی معافی نہیں مگر اُن کی تلافی ضرور ہو سکتی ہے۔ بدھ مت کے نزدیک انسانی روح کی کوئی حقیقت نہیں اور اخلاقیات کی کوئی تعلیم کار آمد نہیں جب تک انسان روح کے غلط عقیدے میں الجھا ہوا ہے۔ خواہشات کامیابی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں لہٰذا خواہشات کو کچل دینے سے ہی نروان حاصل ہوتا ہے۔ جسے عموماً فنائے کامل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کرم انسان پر مسلط ہے۔ انسان جنسی خواہش کے ہاتھوں کا کھلونا ہے۔ موت کے ساتھ سب کچھ فنا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نیک کام وہ ہے جس سے خواہش کو کچلنے میں مدد ملے اور برا کام وہ ہے جس سے خواہش کو تقویت حاصل ہو۔ انفرادی نجات ضروری ہے اور اجتماعی فلاح و بہبود پر فائق ہے۔

بدھ مت کے فرقے

- وہ روایت پسند لوگ جو گوتم بدھ کی تعلیمات پر ہو بہو عمل کرتے ہیں اور اپنی زندگی نروان کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ بھکشو اور اُن کی جماعت سنگھ کے نام سے جانی جاتی ہے۔
- وہ آزاد خیال لوگ جو گوتم بدھ کی تعلیمات کو قبول کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا کے دھندوں میں مشغول رہ کر مکمل نروان

toobaafoundation.com

حاصل نہیں کر پاتے۔ یہ لوگ اپاسک کہلاتے ہیں۔

- شمالی بدھ مت جو چین اور جاپان میں ہے گوتم بدھ کو معبود سمجھتا ہے اور اُس کی پوجا کی تحریک چلاتا ہے۔ یہ مہایان بدھ مت ہے۔

جنوبی بدھ مت بدھ کی اصل تعلیمات کا پاسدار ہے اور اُسے اپنا عظیم رہنما اور گرو مانتا ہے۔ یہ ھنایان بدھ مت ہے۔

موجودہ بدھ مت

موجودہ ادوار میں سرمایہ دارانہ نظام، کمیونزم اور عیسائیت سے ٹکراؤ ہونے پر بدھ مت میں کئی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں بلکہ ہر دور میں اس کی رسومات و شعائر تغیر پذیر رہے۔ لہٰذا چین کا بدھ مت اور ہے۔ ہندوستان کا اور ہے، جاپان کا اور ہے۔ بلکہ بدھ مت جہاں پر بھی نفوذ پذیر ہوا وہاں کے باشندوں کی عمومی رسومات سے اس نے کوئی تعرض نہیں کیا۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

مہاتما بدھ—بانیٔ مذہب

افکار اور معنویت

بدھ مذہب کا تمام تر دارومدار اُس کے بانی مہاتما بدھ کی شخصیت پر ہے جن کا اصلی نام سدھارتھ اور لقب سکیامونی تھا۔ اگرچہ سولہ برس کی عمر میں بدھ کی شادی ہوگئی لیکن دنیاوی حقائق اور فکری تصورات نے محل کی زندگی سے بدھ کا جی بیزار کر دیا۔

بدھ کے راتوں کے اسفار، بوڑھے، بیمار اور جنازے کے مشاہدے نے زندگی کی بے ثباتی اور غیر اطمینان بخشی کی وضاحت کر دی۔ اسی عالم میں پیپل کے درخت کے نیچے جسے بودھی پیڑ بھی کہا جاتا ہے تمام حقائق بدھ پر منکشف ہوگئے اور یوں فنائے کامل کی یہ حالت نروان بن کر بدھ کو مہاتما کے مقام پر فائز کر گئی۔

گوتم بدھ اور اُن کے متعلق جڑے افکار و حقائق

بعض پیروکار بدھ کو ابن اللہ خیال کرتے ہیں اور یہ کہ وہ دنیا میں دوبارہ آئیں گے اور انسانوں کو آلام و مصائب سے نجات دلائیں گے۔

کچھ کے نزدیک کنواری مایہ میں روح القدس کے حلول کر جانے کی وجہ سے بدھ مجسم شکل میں ظاہر ہوئے۔

گوتم بدھ کی پیدائش کی خبر آسمان پر روشن ہونے والے ستارے نے دی جو بدھ ستارہ کہلاتا ہے۔ آسمان کے فوجیوں نے خوشی کا اظہار کیا اور خوشی کے گیت گائے۔ روشنی کے ھالے کو گوتم بدھ کے ساتھ منسوب کیا گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب گوتم نے مندر میں قدم رکھا تو تمام بت اُس کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے اور شیطان بھی اُن کو ورغلانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

گوتم بدھ سے جڑے شعائر مقدسہ

بدھ کو اتنی شہرت اور تقدیس ملی کہ جہاں جہاں گوتم بدھ نے سفر کیا وہ سفر اور مقامات بدھ لوگوں کے لیے مقدس بن گئے۔ پیپل کا درخت اس لیے مقدس مانا گیا کہ اُسے بدھ کا لمس حاصل ہوا ہے۔ نرگس کے پھول کو اس لیے بابرکت تسلیم کیا گیا کہ وہ بدھ کے پاؤں سے ظاہر ہوا۔ اور بدھ کے پاؤں کے مجسّمے بنائے گئے اور ان سے کئی قسم کی اساطیر اور روایات منسوب کر دی گئیں۔ بدھ کی آنکھوں کو تقدیس کا مقام حاصل ہوا اور یوں بدھ سے منسلک اشیاء مرور زمانہ اور گردش ایام سے بدھ مت کے شعائر مقدسہ میں ڈھلتی چلی گئیں۔

مزید یہ کہ بودھ عقیدت مندوں نے گوتم بدھ کے سوانح میں ایسے واقعات کا اضافہ بھی کر دیا جو عقل و نقل سے ثابت نہیں ہیں۔

toobaafoundation.com

بدھ کا مجسمہ اور اُس سے جڑے اسرار و رموز

بدھ کے مجسمہ تک کے مادی سفر نے کئی منازل طے کیں۔ پال گوائن لکھتے ہیں:

"What is striking in this earliest period is the absence of any human representations of the founder."[1]

اوّل بدھ کو مجرد علامات سے پہچانا جاتا تھا۔ مثلاً دھرم چکر جسے "Wheel of Law" کہتے ہیں۔ وہ بودھی درخت جس کے نیچے بدھ نے نروان حاصل کیا۔ وہ شیر جس کا تعلق اشوک اعظم سے تھا۔ نرگس کا پھول جو نظافت اور پاکیزگی کی علامت تھا اور پاؤں کا نشان جو بدھ کے روحانی سفروں کی یادگار تھا۔ یہاں تک کہ ایک خالی تخت بھی بدھ مت کے اوّلین شعاروں میں سے تھا جو بدھ کی عدم موجودگی کا مظہر تھا۔

روایات کے مطابق گوتم بدھ خود اپنے مجسّمے اور مادی ہیولے کے خلاف تھا لیکن ہندومت کے دائرہ اثر کی نفوذ پذیری نے اس ابتدائی رجحان کو خود کشی پر مجبور کر دیا اور یوں بدھ کی عبادت گاہیں اور سٹوپا بدھ کے مجسّمے بلکہ اُس کی باقیات سے سج گئے اور مجسمہ پرستی کا وہی رجحان بدھ مت میں برہمنی تفوق سے داخل کر دیا گیا جس کے خلاف کبھی بدھ نے آواز اُٹھائی تھی۔

بدھ کے مجسّمے سے جڑی تصاویر اور اُن کی معنویت

بدھ کا مجسمہ عموماً آلتی پالتی مارے ہوئے کی حالت میں ہوتا ہے اور اُس کے مراقبے کی کیفیات کو ظاہر کرتا ہے۔ طائرانہ نظر سے تمام مجسّمے ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں لیکن گہری نظر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بدھ کے ہاتھوں کے انداز ہر مجسّمے میں مختلف ہیں جو گیان دھیان کی مختلف حالات و کیفیات کے آئینہ دار ہیں۔ یہ بدھ کے مدرا کہلاتے ہیں اور ہر کیفیت ایک علیحدہ روحانی جمال و حسن کی آئینہ دار ہے۔

اگر ہاتھ گود میں رکھے ہوں تو یہ مراقبے کی علامت ہیں۔ اگر ہاتھوں میں بھیک والا پیالا ہو تو یہ خیرات کا آئینہ دار ہیں۔ اگر ہاتھ زمین کو چھو رہے ہوں تو اس کا مطلب حرص و ہوس کو روکنا ہے اور اگر ہاتھ سینے کے سامنے ہوں تو یہ تعلیم و تعلم کا نشان ہیں۔

بدھ روایات کے مطابق اعلیٰ ہستی ہونے کے بدھ میں 32 بڑے اور 80 چھوٹے نشانات ہیں۔ اُس کے ماتھے کا اُبھار روحانی طاقت اور شکتی کا مظہر ہے۔ اسے اُبھار کو اوشنشا کہتے ہیں۔

بدھ کے ماتھے کے بالکل درمیان ارنا ہے۔ جو تیسری آنکھ کی علامت اور دانائی کا مظہر ہے۔ بدھ کے پاؤں کے تلوؤں کے پاس آٹھ اروّں (ڈنڈوں) پر مشتمل پہیہ اُن اصول ہشت گانہ کی علامت ہے جن پر عمل کے ذریعے مکتی (نجات) کا تصور ممکن ہے۔ یہ ہشت پہلو پہیہ بعض اوقات بدھ کے ہاتھوں میں بھی دکھائی دیتا ہے۔

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.34.

toobaafoundation.com

پیپل کا درخت—بودھی کا نشان اور نرگس کا پھول

پیپل کا درخت جس کے نیچے بدھ نے نروان حاصل کیا ایک مقدس درخت کی حیثیت اختیار کر گیا۔ یہ درخت سرناتھ میں واقع ہے اور روایات کے مطابق نیک روحوں دیوا کی موجودگی میں بدھ اس مقام پر پہنچا اور یہ درخت دانائی اور حکمت کے لیے بدھ مت میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا۔

بدھ کو نرگس کے پھول کے تخت پر بیٹھا ہوا دکھایا جاتا ہے۔ یہ پھول ہندومت میں بھی پاکیزگی اور عفت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس کی جڑیں کیچڑ میں ہوتی ہیں لیکن یہ کھلی فضا میں کھلتا ہے اور اپنے آپ کو کیچڑ سے آلودہ نہیں ہونے دیتا۔ یہ پھول بدھ مت میں نروان کا استعارہ اور نشان ہے۔

بدھ روایات کے مطابق بدھ جب پیدا ہوئے تو اُنہوں نے سات قدم چہل قدمی کی اور ہر قدم پر ایک نرگس کا پھول کھل کر لہرانے لگا۔

بدھ کے تلوے اور ہتھیلیاں—سرخ حنا کا رنگ

بدھ کے تلوے اور ہتھیلیوں کا سرخ رنگ سرخ حنا سے وابستہ ہے جو ہندوستان اور تبت کے ممالک میں خوبصورتی کی علامت سمجھا جاتا ہے اور اس کا عمومی تعلق ایسے مواقع سے ہے جو خوشی اور شادمانی کے مظاہر سمجھے جاتے ہیں۔ نیز اس کا سرخ رنگ زندگی کی علامت ہے اور نروان کی کیفیات کا آئینہ دار ہے کہ دکھ شانتی میں اور اضطراب و قلق سکون و چین میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

مہاتما بدھ کے نرگسی تخت کے نیچے ایک گلدستہ براجمان ہے جو خواہشات کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہر قسم کی دنیاوی اور جنسی خواہش کو دفن کر کے ہی انسان راستی کے اوپر گامزن رہ سکتا اور نروان حاصل کر سکتا ہے۔

دانائی کا نورانی ہالہ اور اُس کی کرنیں

بدھ روایات کے مطابق برائی کے نقیب مارا کو شکست دینے اور نروان حاصل کرنے کے بعد مہاتما بدھ کے دمکتے بدن سے روشنی کا ایک نورانی ہالہ برآمد ہوا جس کا قطر 20 فٹ تھا اور اُس سے چھ رنگ امڈ رہے تھے۔ یہی ہالہ بدھ کے مجسّمے کا امتیازی نشان اور علامت ہے۔

تبت کے بدھ مت نے پانچ دھیانی بدھوں کا فلسفہ پیش کیا۔ ہر بدھ کا اپنا رنگ، پہچان، انداز اور سواری ہے۔ یہ پانچ بدھ مشرق، مغرب، شمالی، جنوب اور مرکز کے اہم مقامات پر متمکن ہیں۔ ان میں سے سب سے اہم ایتابھ بدھ ہے اور تبت کا لامہ اسی بدھ کا اوتار ہے۔ اور ایتابھ کا نظریہ اتنا مقبول ہوا کہ مہاتما بدھ اور ایتابھ ایک دوسرے کے مقابل کھڑے کر دیے گئے۔

یہ نظریہ بھی رواج پایا کہ ہر دھیانی بدھ کے ہمراہی بدھستوا ہوتے ہیں جو نروان حاصل تو کر سکتے تھے لیکن یہ اسی دنیا میں رہتے ہیں تاکہ دوسروں کی نجات میں مدد کر سکیں۔ مہایانہ فرقے کے اس نظریے نے بدھ مت میں کافی انقلابی تبدیلیاں پیدا کر دیں۔

toobaafoundation.com

رشید احمد لکھتے ہیں:

"بدھستوا معبود بن گئے، راہب پروھتوں کے عہدے پر فائز ہو گئے۔ خانقاہیں مندر بن گئے۔"[1] ☆

یوں عوامی خواہشات کا خیال رکھا گیا۔ عوام کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہوئے بدھ مت میں ردّوبدل کیا گیا اور دیگر مذاہب کے عناصر کے اتصال نے اسے بھی رسوم و رواج کا ایک پلندہ بنا دیا۔

بدھ کے مجسّمے کے تین ھیولے—معنویت کا تناظر

بدھ کے مجسّمے کے بارے میں تین اجسام کا نظریہ بھی معروف ہے۔

- مادی جسم تو وہ ہے جو بدھ کا اصل جسم تھا اور جسے آخر کار نذر آتش کر دیا گیا۔
- بدھ کا دوسرا جسم نشاط سے منسلک ہے۔ یہ وہ جسم ہے جو مجسّموں میں ڈھالا گیا اور یوں بدھ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اس سے نشاط و کیف حاصل کرنے کی کوشش کی گئیں۔
- تیسرا جسم مخصوص، مجرد اور تخیلاتی ہے اور دراصل وہ اصول ہے جس کو بدھ کی سچائی یا دھرم کا نام دیا جاتا ہے یوں بدھ مت کے ماننے والے دراصل مجسّموں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ ان مجسّموں میں اُس دھرم کو تلاش کرتے ہیں۔ اُس سچ کی کھوج میں رہتے ہیں جس کا ادراک گوتم بدھ کو نروان کے ذریعے ہوا تھا۔

پال گوائن بدھ کے مجسّموں کی معنویت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"They are powerful sacramental representations of a higher principle."[2]

بدھ کا پاؤں—دانائی کے جھروکے اور قدم

مجسّموں کی مکمل صورت گری سے پہلے بدھ کا پاؤں ہی بدھ کا نشان تھا جس سے اُس کی موجودگی محسوس کی جاتی تھی۔ یہ تصور تھا کہ گوتم بدھ کے پاؤں کے نشان پر 108 مقدس ترین نشانیاں کندہ ہیں۔ حالانکہ یہ 108 نشانیاں مکمل طور پر پائی نہیں جاتیں۔

بدھ کے لمبے اور سیدھے ناخن اس بات کی علامت ہیں کہ وہ ایک مافوق الفطرت ہستی تھے۔

پاؤں کے نشان کے مرکز میں وہ چرخ حیات ہے جو بدھ مت کا عالمی نشان اور بدھ کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔

اس نشان کے نیچے تین کونوں والا نشان ہے۔ ایک کونہ بدھ کی علامت ہے ایک کونہ بدھ کے دھرم کا نشان ہے جبکہ ایک کونہ بھکشوؤں کی جماعت سنگھ کی نشانی ہے جسے بدھ نے تشکیل دیا تھا۔ اس تین کونی علامت کے ساتھ ہی نرگس کا پھول ایستادہ ہے۔ یہ پھول بدھ مت کے نظریات کی بنیادی علامت ہے۔ نیز اس جگہ نرگس کے پھول کو کھلتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

---

[1] رشید احمد، تاریخ مذاہب، قلات پبلشرز، 2010، ص:296.

☆ نیز یہ بدھستوا ہستیاں اکثر خوف انگیز ہوتی ہیں۔ سب سے معروف بدھستوا اولوک تیسور کو رحم دل سمجھا جاتا ہے اور تبت کے بدھ مت کے ماننے والوں کے مطابق تبت کا روحانی پیشوا دلائی لامہ اسی کا انسانی روپ ہوتا ہے۔ تبت کے مقبول ترین منتر Om Mani Pad me Hum میں اسی کو مخاطب کیا جاتا ہے۔

[2] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.37.

toobaafoundation.com

چرخ حیات –بدھ مت کا عالمی نشان

جس طرح صلیب عیسائیوں کا، سواستکا آریوں کا اور ہلال مسلمانوں کا نشان ہے۔ اسی طرح چرخ حیات بودھوں کا نشان ہے۔

چرخ حیات کو بدھ کے اس جملے کی وجہ سے مرکزی حیثیت حاصل ہوئی کہ میں اعلیٰ ترین قانون کا پہیہ چلانے جارہا ہوں۔

چرخ حیات کے تجریدی استعارے اور مرکز

اس چرخ حیات کو موت کے دیوتا یم نے تھاما ہوا ہے۔ یہ منظر زندگی کی حدود اور ناپائیداری کا استعارہ ہے۔

دو نوجوان لوگ جو آپس میں محبت کرتے دکھائے گئے ہیں اُس شدید طلب کو ظاہر کرتے ہیں جو ہڑک بن کر انسانی زندگی کی دشمن بن جاتی ہے۔

انسانیت کی تین بڑی کمزوریاں جانوروں کی شکل میں چرخ حیات کے بیچوں بیچ ظاہر کی گئی ہیں۔

- سؤر لالچ اور طمع کی علامت ہے۔
- سانپ نفرت کی نشانی ہے۔
- مرغ شدید مغالطے کا نشان ہے۔

مزید علامات اور اُن کی معنویت

اودھیا (جہل و جہالت) کی نشاندہی ایک اندھے شخص سے کی گئی ہے جو راستہ دریافت کرتے ہوئے جارہا ہے۔ قوت اور رجحان (سنکھارا) کو کمھار، اُس کے چاک اور بنے ہوئے برتنوں کی صورت میں دکھایا گیا ہے۔

وناما (ہوش) کو ظاہر کرنے کے لیے ایک بندر دکھایا گیا ہے جو ایک درخت سے دوسرے درخت پر چھلانگیں لگاتا ہے اور اس امر کی علامت ہے کہ ہوش پر جوش غالب ہے۔ دوسرا فکری عنصر یہ ہے کہ انسان کی عقل بھی بندر کی طرح ارتقاء پذیر ہے۔

ایک کشتی کو دریا سے پار ہوتا ہوا دکھایا گیا ہے اور یہ مادی خصوصیات روپ کا مظہر ہے۔

چھ طاق والا مکان دکھایا گیا ہے جو بدھ مت کے حواس ستہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ حواس ستہ باصرہ، شامہ، ذائقہ، سامعہ، لامسہ اور من ہیں۔

جذبات کی نمائندگی تیر سے کی گئی ہے جو ایک آدمی کی آنکھ میں چبھا ہوا دکھایا گیا ہے۔ اسے پہیاسو (اتصال) کہتے ہیں۔

عاشق و معشوق کو گلے ملتے ہوئے دکھایا گیا ہے تاکہ ودانا (احساسات) کی ترجمانی ہو سکے۔

ایک آدمی کو پانی پیتے دکھایا گیا ہے۔ یہ تشنگی کا نشان ہے۔

پھول چنتا ہوا آدمی گرفت کی علامت ہے۔

حاملہ عورت میلان و رجحان کا نشان ہے۔

زچہ بچہ کی تصویر جاتی پیدائش کی علامت ہے۔

toobaafoundation.com

بڑھاپے، نقاہت اور موت کی تصویریں مرت کا رخ پیش کرتی ہیں۔ ایک بدھا دانائی کے راز کا حامل دکھایا گیا ہے جبکہ ایک بدھا کے ہاتھ میں شعلہ ہے جسے اُمید کا شعلہ کہتے ہیں۔

چرخ حیات کے بارے میں "Symbols of Tibetan Buddhism" کی مصنف کلاڈیا لیونسن تحریر کرتی ہیں۔

"The wheel of life reminds all sentient beings that the supreme aim is ever and always enlightenment."[1]

مختصراً چرخ حیات کا تصور یہ ہے کہ انسان چاروں طرف سے مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے اور لا محدود خواہش کے ہاتھوں ناکامی و نامرادی سے دوچار رہتا ہے اور ایک دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا یہ بدھی آواگون برہمنی آواگون سے مختلف نظریہ ہے جو چرخ حیات سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ برہمن کے مطابق روحیں ہر جنم میں جسم بدلتی ہیں جبکہ بدھ مت میں پہلے وجود اور دوسرے وجود میں صرف علت و معلول کا تعلق ہے۔ مختلف جنم کڑیوں کے ذریعے جڑے ہوتے ہیں۔

گوتم بدھ سے دھیانی بدھوں اور بدھستوا تک نئے شعائر، نئے قالب

مرور زمانہ سے بدھ تعلیمات اور فلسفہ اپنی اصل سے ہٹنے لگا اور خصوصاً مہایانہ فرقہ برہمن اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ناگ ارجن نے اس فرقہ کی بنیاد رکھی اور ہندو عقیدہ اوتار کی بازگشت بدھ مت کے ایوانوں میں بھی سنائی دینے لگی۔

ہندو دیو مالا کے قصے اور توہمات کے شامل ہونے سے نئے شعائر وجود میں آئے۔ پہلے تو بدھ کو وشنو کا اوتار مانا گیا۔ لفظ بت بدھ کی ہی بدلی ہوئی صورت ہے۔ یوں مزید کئی اقسام کے بدھوں کا تصور پیدا ہوا۔ جس نے بدھ مت کی ابتدائی حالت کو ایک نئی ترقی یافتہ شکل میں تبدیل کر دیا۔

تصور الہ کے فقدان کا خاتمہ

یہ دعویٰ کیا گیا کہ وہ بدھ جو زمین میں نمودار ہوا تھا غیر مرئی اور ابدی شکل کا بھی مالک ہے۔ جو بدھی یا علم کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ بدھی کی تین صورتوں میں سے ایک بدھی کے ظہور کی دھرم کایا ہے۔ جس کو دنیا کے عارضی نمو کے پیچھے کی دائمی شے سمجھا جاتا ہے۔ یہ دھرم کایا جب خود کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو بدھی کے ظہور کی دوسری صورت نمودار ہوتی ہے۔ جو دامے الزمان کایا کہلاتی ہے۔ جبکہ تیسری صورت سمبھوک کایا ہے جس کے معنی مجسم رحمت کے ہیں۔ یہ تینوں صورتیں کایا استری کایا کے نام سے مشہور ہوئیں اور بدھ مت میں ویسی ہی تثلیث بن گئی جیسی ہندومت میں تری مورتی یا بعد ازاں عیسائیوں میں اقانیم ثلاثہ کی شکل میں موجود تھی۔

دانا بدھ سے بدھستوا تک کا نظریاتی سفر

اس نظریہ نے پانچ دانا بدھوں کا تصور دیا اور یہ کہ ہر دانا بدھ کے ہمراہی چند بدھستوا ہوتے ہیں۔ یہ نروان حاصل کرنے کے قریب ہوتے ہیں لیکن اس لیے نروان حاصل نہیں کرتے تاکہ دنیا کے لوگوں کو آفات و مصائب سے نجات دلا سکیں۔

---

[1] Levenson, Claude, B., Symbols of Tibetan Buddhism, Assouline, 2004, P.16.

toobaafoundation.com

یہ بدھستوا ہمدردی اوراعانت کرتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو موہ لیتے ہیں۔ میٹریا بدھستوا کا ھیولہ تراشا گیا اور اُس کی مورتی تیار کی گئی اور وہ ایک موٹے تازے شخص کو ظاہر کرتی ہے جو آنے والوں کو خوش آمدید کہہ رہا ہے۔ اُس کے ہاتھوں میں ایک گلدستہ ہے جس کا ہر پھول ایک ہزار سال کو ظاہر کرتا ہے۔

منجوسری بدھستوا کو حیرت انگیز اور مبارک بنادیا گیا۔ یہ عقل و خرد کا مجسمہ ہے۔ اس کی پیشانی کے پانچ بل عقول خمسہ کو ظاہر کرتے ہیں۔

اولوک تیسور سے لامہ تک تخیلات کی ترتیب صعودی

اولوک تیسور رحم اور مہربانی کا مجسمہ ہے۔ اس کی پرستش ہندو پاک میں تیسری سے بارھویں صدی عیسوی تک زوروں پر رہی۔ جب اس کا اثر تبت کے بدھ مت پر پڑا تو اسے لامہ کا نام دے دیا گیا اور تقدس کے نورانی ہالے اس کی شخصیت کے گرد حائل کر دیے گئے۔ چین میں اسے نسوانی شکل و صورت عطا ہوئی اور یہ کوان ین کے نام سے جانا گیا جبکہ جاپان میں اس کا ایک اور نام معروف ہوا اور اسے ان کو نون کہا جانے لگا۔ اس کی 108 شکلیں معروف ہو گئیں۔ پال گوائن لکھتے ہیں:

"In Buddhist art, he/she is usually portrayed in Hindu style with thousands of arms capable of reaching all in need."[1]

نسوانی اور چینی زاویوں کی معنویت

ہندومت کے زیر اثر بدھ مت میں نسوانی ہیولے بھی مجسم ہوئے اور سفید تارا کا ہیولہ تراشا گیا جسے تمام بدھوں کی ماں اور رحمدلی کی دیوی کہا جاتا ہے۔

بدھ روایات کے مطابق یہ دیوی اولوک تیسور کے آنسوؤں سے مجسم ہوئی اور اس کے ماننے والے یقین رکھتے ہیں کہ یہ بے خوف و بے فکر زندگی عطا کرنے والی ہے۔

عموماً اس کے مجسّمے میں ماتھے کے درمیان بنی ہوئی آنکھ اور ہتھیلیوں کے درمیان بنی ہوئی آنکھ اس کے ہر طرف دیکھنے کا استعارہ ہیں۔ سفید تارا تبت کی معروف ترین دیوی شمار کی جاتی ہے۔

چین میں بدھ مت کے دیوتاؤں کو نئے نام دیے گئے اور چینی روایات کو ملا کر ایک نیا ضابطہ تیار کیا گیا۔

اولوک تیسور کو کوان شی ین کا نام دیا گیا اور یہ نظریہ پروان چڑھا کہ یہ دیوی رحم کی دیوی ہے۔ مصیبت میں گھرنے والا اور سفر پر جانے والا اگر دیوی کو پکارے تو اس کی دستگیری ہو جائے گی۔

چینی بدھ عبادت گاہوں میں گایا جانے والا نرگس سوترا کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"If there be countless myriads of millions of beings, suffering pain and torment who hear the name of Kuan Shih Yen Bodhisattava and single mindedly recite the

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.36.

toobaafoundation.com

name, Kuan Shih Yen will hear their cries and all shall be delivered."[1]

قلب ماہیت اور بدھ مت کے دیوتاؤں کا دیگر سے انضمام

یوں عوام کی تالیف قلب کے لیے یہ شعائر رواج دیے گئے اور باور کرایا گیا کہ ان کی حیثیت رمز و کنایات سے زیادہ کی نہیں ہے۔ ہر بدھستوا بدھ کا مظہر ہے اور بدھ اعلیٰ حقیقی شے ہے جو دوسری دنیا سے تعلق رکھتی ہے وہ دھیانی بدھ ہے جس سے پانچ دھیانی بدھستوا پیدا ہوئے ہیں۔ ہر درمیانی بدھ اور بدھستوا کے مقابلے میں ایک نسوانی ہستی کا بھی عقیدہ قائم ہوا اور دعویٰ کیا گیا کہ ہر بدھستوا کے لیے اس دنیا میں ایک انسانی بدھ موجود ہے۔ اس طرح ہر بدھستوا دھیانی بدھ کے درمیان کڑی کی حیثیت رکھتا ہے جس سے مل کر وہ ایک متحد حقیقت بن جاتا ہے۔

بدھ، دھیانی بدھ، بدھستوا، تارا—ہندو عقائد سے انجذاب

بہر حال یہ امر طے ہے کہ بدھ مت برہمن مت سے شدید متاثر ہوا اور اس نے دیوتاؤں، نسوانی دیویوں، نر اور مادہ کی شکتی کے نظریوں، محسوسات کی دلفریبیوں، مظاہر کی دلآویزیوں اور عوام الناس کی معقولیت کے بجائے محسوسات پر اندھا دھند اعتماد کی رسومات سے متاثر ہو کر بدھ کی تعلیمات کی قلب ماہیت کی اور یوں ایک ایسی راہ اختیار کر لی جو بظاہر نئی لیکن اندرونی طور پر اُسی عقیدہ انحصاری پر اُستوار تھی جس کی رُو سے لامحدود کی عبادت محدود کے آگے ماتھا ٹیکنے کے بغیر انجام نہیں پا سکتی۔

اسی غرض سے بدھ کے جسم کی باقیات اور دوسرے بدھ راہبوں کے آثار کو متبرک حیثیت سے سٹوپا میں آویزاں کیا گیا۔ عبادات کا طریقہ رائج ہوا اور یوں احبار پرستی اور رھبان پرستی کی ایک نئی شکل معرض وجود میں آ گئی۔

تبت کے مہایان نے پروھت اعلیٰ کو لاما کی سند دی اور کہا کہ گوتم کی روح ان لاماؤں میں حلول کر گئی ہے پھر تبتی بدھوں نے کئی ہندو دیوتاؤں کو اپنا لیا۔ نو آموز راہب Getsul سے مکمل راہب Gelong پھر سند یافتہ راہب Gesne کے اعزازات مقرر ہوئے۔ پھر سند یافتہ راہب کا صدر Khanpo کہلایا جسے لاما کہا جاتا ہے۔

دوزخ کا خوف، ایتابھ کی جنت میں پیدا ہونے کی تمنا، عقیدۂ تناسخ، ارواح خبیثہ کا خوف، جادو، ٹونے، ٹوٹکے، تعویذوں پر اعتقاد بدھ مت کے ترقی یافتہ عناصر بن گئے اور یوں آہستہ آہستہ بدھ عوام راہب اور لامہ کے ہاتھوں بے بس زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔

یوں گوتم بدھ، دھیانی بدھ، بدھستوا کی شکلوں میں Three Bodies کا فکری نظریہ قائم ہوا۔ ارتکاز توجہ کو حاصل کرنے کے لیے جنت و دوزخ کا تفصیلی مرقع آراستہ ہوا۔ تصاویر اور بتوں کا استعمال عام ہوا۔ مہاتما بدھ کی لاادریت بت پرستانہ مراسم کے دائروں کی دبیز رواؤں میں کھو کر رہ گئی اور بعض مقامات پر رحم کی دیوی کو وہی مرتبہ مل گیا جو مریم عذرا کو عیسائیت میں حاصل ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Bowker, John, World Religions, The Great Faiths Explored and Explained, DK Publishers, 2006, P.76.

toobaafoundation.com

بدھ مت کا مقدس اَدب

فکری رجحانات—قنوطیت ولا ادریت

بدھ مت کی اساسی مقدس کتابیں تین طرح کی ہیں۔

- سوترا جن میں فلسفیانہ ابحاث ہیں۔
- ونایا جو خانقاہی نظم وضبط سے متعلق ہیں۔
- ابھی دھرم جو تشریحی متون پر مشتمل ہیں۔

یہ بدھ کے چیلوں خصوصاً آنند اور اپالی کی اُن یادداشتوں کا مجموعہ ہیں جو دوران رفاقت اُنہیں مہاتما بدھ سے نصائح و فرامین کی صورت میں حاصل ہوئیں۔

زبانی تشریحات کے اس اَدب کو 30 ق م میں تحریری طور پر مدوّن کیا گیا۔ چونکہ یہ سری لنکا میں مدوّن ہوئیں جہاں کی زبان پالی تھی۔ اس لیے انہیں پالی قوانین کا نام دیا گیا۔ جو بعد ازاں ان کی سہ جہاتی ہونے کی وجہ سے تی پتاکا میں تبدیل ہو گیا۔

ان کتابوں کی عبارات بدھوں کے تفرقہ وانتشار کے باعث مختلف ہو گئیں۔ چنانچہ مہایانہ فرقے کی کتابیں اساطیر و توھمات کا مجموعہ بن گئیں اور ھنایانہ فرقے کی کتابیں اساطیری روایات سے کافی حد تک پاک رہیں۔

تی پتاکا—اسرار ورموز

پہلی ٹوکری ونایا پتاکا 'Basket of Discipline' تینوں میں سے سب سے کم حجم کی ہے۔ اس میں راھبانہ اور خانقاہی زندگی کے اصول وضوابط بیان کیے گئے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق بدھ کی ظاہری وفات کے بعد منعقد ہونے والی پہلی بدھ کونسل کے اجلاس میں اسے اپالی نے پڑھا۔

اس میں مرد بدھ بھکشوؤں کے لیے 227 اصول اور زنانہ بھکشوؤں کے لیے 311 اصول متعین کیے گئے ہیں۔

یہ اصول اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ دنیا کو تیاگ دینے والے بدھ پیروکار تجرد کی زندگی گزاریں، سادگی پر زور دیں اور دوسروں کو نقصان پہنچانے سے بچیں۔

ستاپتاکا کی فکری پرتیں

ستاکا پالی لفظ سنسکرت میں سوترا کہلاتا ہے جس کے معنی دھاگے کے ہیں۔ جس طرح دھاگا مختلف چیزوں کو جوڑنے کے کام آتا ہے۔ ایسے ہی بدھ مت کی تعلیمات کا یہ مجموعہ انسانی زندگی کے باہم بے ربط زاویوں اور نظریات کو آپس میں دھاگے کی طرح جوڑنے کا کام دیتا ہے۔

toobaafoundation.com

ستاپتاکا لمبے، درمیانے اور چھوٹے وعظوں پر مشتمل ہے۔

پال گوائن لکھتے ہیں:

"The Suta Pitaka constitutes the heart of the Pali Canon."[1]

اس کے مندرجات بدھ کے اپنے اقوال اور تشریحات سمجھے جاتے ہیں اور عموماً ہر نصیحت سے پہلے بدھ کے خاص چیلے آنند کا یہ جملہ پڑھنے کو ملتا ہے۔

"اسی طرح میں نے سنا۔"

دھم پد اور جاتک کہانیوں کا اخلاقی اثاثہ

ستاپتاکا کے دو حصے انتہائی اہم ہیں؛ دھم پد اور جاتک کہانی۔

دھم پد کے معنی نیکی کی راہ کے ہیں۔

یہ کم و بیش چار سو عاقلانہ اور پر مغز اقوال کا مجموعہ ہے جن کا انتساب گوتم بدھ سے کیا جاتا ہے اور اس کا مقام بدھ مت میں ایسا ہی ہے جیسا ہندوؤں میں بھگوت گیتا کا ہے۔

دھم پد کے بنیادی مضامین اندرونی سکون، برداشت اور اہمسا کے اصولوں کا احاطہ کرتے ہیں اور یوں اس کتاب میں بدھ بھکشوؤں کے لیے زندگی گزارنے کے سنہرے اصول متعین کیے گئے ہیں۔

دھم پد کے بعض عاقلانہ اقوال ملاحظہ ہوں:

- وہ بے وقوف جسے اپنی حماقت کا احساس ہو وہ کم از کم اس معاملہ میں عقل مند ہے اور جو احمق خود کو عاقل سمجھتا ہے یقیناً وہ بہت بڑا بے وقوف ہے۔
- بدی کرنا اور لوگوں کو تکلیف پہنچانا آسان ہے لیکن نیکی کرنا اور لوگوں کو آرام پہنچانا مشکل ہے۔
- قول و عمل میں تضاد کا حامل شخص بغیر خوشبو کے پھول کی مانند ہے۔

جاتک کہانیوں میں گوتم بدھ کی زندگی کے مفصل حالات درج ہیں۔

اس کے مطابق گوتم نے کل 535 جنم لیے۔ 24 مرتبہ دیوتا کا روپ دھارا۔ 58 بار وہ بادشاہ بنے۔ 24 بار شہزادوں کی شکل میں نمودار ہوئے۔ 22 مرتبہ علماء کی طرح رہے۔ چودہ مرتبہ غلام جب کہ ایک بار جواری کی شکل میں پیدا ہوئے۔ لیکن ہر جنم میں عاقل رہے اور حقائق سے آگاہی پا جانے کے بعد نروان میں داخل ہو گئے۔

یہی جاتک کہانیاں کلیلہ ودمنہ اور الف لیلہ میں شامل ہوئیں اور مرور زمانہ سے مغرب کے اَدب میں بھی شامل ہو گئیں۔ ان جاتک کہانیوں میں یوگا کی طاقت، جنس اور قالب کو بدلنے کے قصے، عورتوں کی نزاکت اور بے وفائی کے قصے ملتے ہیں۔ بعض جاتک کہانیاں معاشرے کے اخلاقی اور معاشرتی تنزل کی آئینہ دار ہیں۔

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.53.

toobaafoundation.com

جاتک کہانیوں کے بارے میں آسانی سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کہانیاں گزشتہ معاشروں سے موجود رہی ہوں گی لیکن اُن کو بدھ کی تعلیمات کا رنگ دے دیا گیا اور اب بدھ سٹوپا اور دھرم شالوں میں دیواروں پر ان کہانیوں کو تصویری انداز میں پیش کیا جاتا ہے اور بدھ مت کے ارتقاء کی تصویر اُبھاری جاتی ہے۔

ابھی دھما کا نظریاتی معنی

تیسری کتاب "Basket of Higher Teaching" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب کے مندرجات میں مختلف دنیاؤں میں زندگی کا بیان کیا گیا ہے۔ ایک ہزار بحث طلب مسائل زیر بحث لائے گئے ہیں اور ذاتی خصوصیات کی تشریح کی گئی ہے۔ عناصر کی ماہیت کے بارے میں افکار پیش کیے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ ظاہری اضداد کیا ہیں اور حیات کے اسباب کون کون سے ہیں۔

اس کتاب کے مندرجات دقیق اور مشکل ہونے کی بناء پر عامۃ الناس کے اندر مقبول نہیں بلکہ صرف ان لوگوں کی فکر تک محدود ہیں جو بدھ مت کو گہرائی میں جا کر سمجھنا چاہتے ہیں۔

نیز بدھ مت کی اپنی روایات تسلیم کرتی ہیں کہ ابھی دھما کا فکری علم وہ نہیں جو بدھ کے اپنے منہ سے برآمد ہوا۔ بلکہ یہ وہ الوہی الفاظ ہیں جو گوتم بدھ کی ظاہری موت کے بعد نازل ہوئے اور بدھ فکر و فلسفہ کی جدید شکل اختیار کر گئے۔

تری پتاکا—معنویت واحکام

حافظے کی کمزوری اور ترجمہ کے ہیر پھیر کے بعد تری پتاکا کے مندرجات کا گوتم بدھ سے انتساب اتنا مشکل امر ہے کہ جس کا اعتراف مؤرخین کے ساتھ ساتھ بدھ مت کے پیروکار بھی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے مندرجات ایک بانیٔ مذہب کی بجائے ایک مصلح اخلاق اور فلسفی کی طرف اشارہ کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کتابوں کا سارا فلسفہ زندگی اور اُس کے اخلاقی نتائج پر مبنی ہے۔

عالم میں جتنی چیزیں ہیں وہ اسباب و علل کے ماتحت آئی ہیں اور ہر چیز قانون تغیر و تبدل اور علیت کی تابع ہے۔ جنت اور جہنم کی بجائے ایسی دنیائیں ہیں جہاں دیوتا آباد ہیں۔ انقلابات مسلسل ہیں نیز ترکیب و تحلیل کا قانون عام ہے۔ ذی حس وجود کی تحلیل ہو کر رہنی ہے۔ انسان خواہشوں کا غلام بنتا ہے اور ایسی چیزیں پاتا ہے جن کا حصول نئی خواہشات کا سبب بن جاتا ہے اور یوں نتیجہ ایک افسردگی و رنج کی کیفیت ہے۔

انسان مادی خصوصیات، احساسات، تصورات مجرد و منتزع، رجحانات، خیال و شعور سے مرکب ہے۔ نیز روح جسم سے الگ کوئی چیز نہیں۔ بلکہ کرم کا نظریہ ہے جس کے تحت نئی زندگی اُسی حد تک خوشگوار یا ناخوشگوار ہوتی ہے جیسے کرم۔ ترشنا یا اپاوان اس نئی زندگی کا باعث ہیں۔ یہ فکر نئے فرد کو وجود میں لاتی ہے اور اس نئے فرد کا ماحول، فطرت، مستقبل وہی کرم طے کرتا ہے جو اس کے پہلے جنم کا پھل ہے۔

یوں روح نہیں رہتی مگر کرم رہتا ہے۔ یہی کرم مردہ اجزا کو اکٹھا کر کے نیکیاں اور بدیاں نئے فرد کو دے جاتا ہے۔ لہٰذا اس

toobaafoundation.com

راستے پر چلا جائے جو درمیانی راستہ ہے اور نروان کی طرف لے جانے والا ہے اور چونکہ کرم کا نتیجہ ملنا ضروری ہے۔ اس لیے انسان نیکو کار بنے اور اعمال صالح بجالائے۔

نسل انسانی کی وحدت و تسلسل کا پہلو

یوں موجودہ انسان ایک ایسی زنجیر کی کڑیاں ہیں جو عارضی اور آنی و فانی ہیں۔ اس زنجیر کی کوئی کڑی قائم بالذات نہیں اور نہ دوسری کڑیوں کے بغیر ایک لمحہ بھی باقی رہ سکتی ہے۔ ہر کڑی پچھلی کڑیوں سے مل کر بنی ہے اور اگلی کڑیوں سے مربوط ہے۔ انسان کی موجودہ زندگی اور آئندہ حیات کے درمیان ایک غیر منفصل علاقہ ہے جو علت و معلول کے لامتناہی اور ناقابل شکست سلسلے پر مبنی ہے۔ انسان ایک لامتناہی عرصے سے موجود تھا اور جو اسباب ماضی میں اُس کے ظہور کا باعث بنے تھے مستقبل میں بھی اسے باقی رکھیں گے۔ اگرچہ شکل وصورت اور جسم ودماغ میں فرق آجائے گا۔

مقدس کتابوں میں اضافے کا رجحان اور مہایانہ دبستان بدعات و تشریحات

مہایانہ مکتب فکر نے گوتم بدھ کی تعلیمات کو اضافے اور ترمیم کے ساتھ پیش کیا اور تشریحات کے ذریعے کئی ایسے سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کی جو تری پتاکا میں موجود نہ تھے۔ نیز ان اضافوں میں کچھ نئے عقائد اور روایات سمونے کی کوشش کی گئی جو بدھستوا اور نجات کے اُن جدید فکری نظریات و تصورات کو ثابت کر سکیں جو مہایانہ مکتب فکر کی بنیادی خصوصیت تھا اور جس کی وجہ سے ہنایانہ فرقے سے اُس کا اختلاف واقع ہوا۔

چنانچہ تکمیل دانش کے نام سے تشریحات کا دبستان کھلا اور سوترا کے نام سے کئی کتابیں وجود میں آئیں جن میں سدھرم پنڈاریکا سوترا قابل ذکر ہے جو "Lotus Sutra" کے نام سے معروف ہے۔ ان تمام سوترا کتابوں کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہ گوتم بدھ کے ان خطبات و نصائح کا مجموعہ ہیں جن میں گوتم بدھ نے بدھستواؤں اور ملکوتی صفات کے اشخاص کو مخاطب کیا اور یہ بعد میں بدھستواؤں کے ذریعے ہم تک پہنچ گئیں۔ ان سوترا کتابوں کے ذریعے بڑی کشادہ دلی کے ساتھ بیرونی روایات و اعتقادات کو بدھ نظام میں جگہ مل گئی۔ ان کتابوں کے مندرجات نے بدھ مذہب کی معنویت کو نئے پہلوؤں سے روشناس کروادیا۔

حقیقت اعلیٰ کے تصورات، عرفان کامل کا اختیاری پہلو، حیات جاودانی کی خواہش، جنت و دوزخ کا مرقع، تصاویر اور بتوں کا استعمال جیسے نئے پہلو نفوذ پذیر ہوئے اور یوں ایک نیا صنم کدہ کائنات کے ماتھے کا نشان بنادیا گیا۔

زین بدھ مت کا کتاب گریز رجحان

بارھویں، تیرھویں صدی عیسوی میں زین بدھ مت کا رجحان شروع ہوا۔ اسے زین سے موسوم کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ روایات اور صحیفوں سے قطع نظر دھیان میں بیٹھنے والوں کو براہِ راست شعور کی بیداری میسر کرتا ہے۔ زین کی جستجو روشن خیالی اور آگاہی کا فطری انداز واقع ہے۔ ایسا مقدس تحریروں اور رسوم کے بغیر کیا جاتا ہے اور زین کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ وہ روایت ہے جس کا تعلق گوتم بدھ کی تعلیمات کے ابتدائی دنوں سے ہے۔ یوں لفظوں کے بغیر بصیرت منتقل کی جاسکتی ہے۔

toobaafoundation.com

اس اعتبار سے زین فرقہ بدھ مت کے اُس ابتدائی دور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جب بدھا اور بدھستوا کی مورتیاں وجود میں نہیں آئی تھیں۔ مذہبی معمولات اور مقدس صحیفے نیز اُن کی تشریحات و توضیحات موجود نہ تھیں۔ یوں زین ایک ایسی تفہیم پیش کرتا ہے جو مذہبی شکنجے کے بغیر ہے اور یوں ھنایانہ اور مہایانہ کی ذیلی شاخ بننے کی بجائے خود مختاری کے ساتھ پروان چڑھتا ہے۔ پال گوائن لکھتے ہیں:

"It stresses inner meditation and the gaining of insight outside the scriptures."[1]

☆.....☆.....☆

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.341.

toobaafoundation.com

بدھ مت کے مقدس مقامات وزیارات—معنویت واحکام

بدھ مت کی بنیادی مقدس جگہیں وہ چار مقامات ہیں جن کی صراحت خود بدھ کی زبانی مہاپرنی باناستا میں ملتی ہے۔ جہاں گوتم بدھ اپنے چیلوں کو تاکید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ "میرے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد چار جگہوں پر میرے ماننے والے جائیں اور یاد کریں۔"

ایک جگہ لمبینی ہے جہاں گوتم پیدا ہوئے۔

بودھی گیا جہاں گوتم کو نروان حاصل ہوا۔

سارناتھ جہاں چرخ حیات پیش کیا گیا اور بدھ تعلیمات منظر عام پر آئیں۔

کشینگر جہاں گوتم بدھ فوت ہوئے۔ تی پتاکا کے اقتباسات بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ احکام گوتم بدھ نے اپنے پیروکاروں کو دیے کہ وہ ان جگہوں پر جائیں۔ وہاں کا طواف اور زیارت کریں اور اعلیٰ درجے کی روحانی کیفیات کو اپنے اندر سمونے کی کوشش کریں۔

اس سے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ بدھ مت کے بنیادی مقدس مقامات کا تعلق صرف گوتم بدھ کی شخصیت سے ہے اور گوتم بدھ ہی وہ کلید اکبر ہیں جو ان چار مقامات کے تقدس کی وجہ ہے۔

چار مقدس مقامات اور بدھ کے باقیات

بدھ کے باقیات پیروکاروں کو تحریک دینے والے اور عمل انگیز کا کام کرنے والے ہیں۔ یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اگرچہ گوتم بدھ خود تو دنیا میں موجود نہیں رہے لیکن جن مقامات کو اُن کا لمس حاصل ہوا وہاں تقدیس و تبرک کی خاص فضا متمکن ہے اور نورانیت کے ہالے ان مقامات کے رکھوالے اور محافظ ہیں۔ نیز یہ چاروں مقامات بدھ کی زندگی کے مخصوص اور اہم ترین واقعات کے عینی شاہد ہیں اور ان سے گوتم بدھ کی پیدائش، نروان، تعلیمات اور وفات کے اہم ترین مباحث جڑے ہوئے ہیں۔

لمبینی — گوتم بدھ کی پیدائش کا مرکزی نقطہ

لمبینی گوتم بدھ کی جائے پیدائش ہے۔ یہ جگہ ہندوستان کی سرحد کے قریب نیپال کے روپاندھی ضلع میں واقع ہے۔ بدھ روایات کے مطابق سفر کرتے ہوئے گوتم بدھ کی والدہ کو یہاں دردزہ ہوا اور شاہی سواری سے اُتر کر ایک درخت کے نیچے انہوں نے گوتم بدھ کو جنم دیا۔

پال گوائن لکھتے ہیں:

"The new shrine contains a bas-relief depicting the birth scene and a pond where the mother bathed."[1]

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.305.

toobaafoundation.com

یوں لمبینی سے بدھ کی پیدائش کا شرف عظیم جڑا ہوا ہے۔ یہ وہ پیدائش ہے جس نے لمبینی کو ایک مقدس مقام کی حیثیت عطا کر دی۔ یہاں کی زیارت دراصل اس پاکیزگی اور تقدس کو چھونے کی ایک تجریدی کوشش ہے جس سے گوتم بدھ کو بوقت پیدائش ہی مالا مال سمجھا جاتا ہے۔

لمبینی اور بیت اللحم کی مماثلت اور مسابقت

لمبینی بدھ کی پیدائش کے وقت پورے چاند کی روشنی میں ڈوبا ہوا تھا اور اشارہ دے رہا تھا کہ کوئی عظیم شخصیت عدم سے وجود میں آنے والی ہے۔

یوں لمبینی اور بیت اللحم میں کئی فکری مماثلتیں قائم ہوئیں۔ دونوں مقامات پر پیدا ہونے والے بچے معجزانہ طور پر پیدا ہوئے۔ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو بدھ کی والدہ نے شادی کے باوجود مجرد رہنے کی نذر مانی ہوئی تھی۔ یوں ایک طرف کنواری ماں کا تصور تھا اور دوسری طرف ایک ایسی منکوحہ ماں کا جو شادی کے باوجود اپنی بکارت کو زائل نہ کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

نیز لمبینی میں پیدا ہونے والا بچہ بھی گھر سے باہر درختوں کے جھنڈ میں ویسے ہی پیدا ہوا جیسے یسوع مسیح کی ولادت گھر سے باہر گھوڑوں کے اصطبل میں ہوئی تھی۔

دونوں پیدائشوں کی خبر نہ صرف فرشتوں نے دی بلکہ آسمان دنیا پر محیر العقول روشنی نے بھی خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

ان امور نے لمبینی کو ایک خاص ردائے تقدس عطا کر دی۔ یہ جگہ عقیدت مندوں کے لیے ایک ایسی جائے رحمت بن گئی جیسے ماں کی گود ہوا کرتی ہے۔ اس جگہ کے لمس کے بارے میں یہ کہا جانے لگا کہ یہاں پہنچتے ہی انسان گناہوں سے یوں پاک صاف ہو جائے گا جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے برآمد ہوتے وقت تھا۔

بودھی گیا—نروان کی قرار گاہ اور کیفیات روشن خیالی

بدھ مت کا سب سے مقدس مقام بودھی گیا ہے جس کو مؤرخین بدھ مت کا مکہ قرار دیتے ہیں۔ ہندومت کے مقدس ترین شہر ورانسی سے 120 میل مشرق کی طرف واقع یہ شہر بدھ مذہب کے ماننے والوں کا متبرک ترین مقام زیارت ہے اور یہ وہ نورانی جگہ تصور کی جاتی ہے جہاں گوتم بدھ کو نروان کی کیفیت حاصل ہوئی تھی۔

بدھ روایات کے مطابق گوتم نے بے تپسیا اور جسم آزادی کے ذریعے گوہر مراد نہ پایا اور اطمینان قلب حاصل نہ کر سکے۔ نیز شاگردوں کی بے وفائی نے دماغی انتشار کو دو آتشہ بنا دیا۔ زندگی کا راز ایک معمہ ہی رہا۔ مسلسل فاقہ کشی بھی چنتا کو کم نہ کر سکی تو بالآخر بدھ نے معتدل زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا اور ایک پیپل کے درخت کے نیچے آسن بنا کر مراقبہ میں محو ہو گئے اور ابدی مسرت کے راز کو پانے کے لیے سرگرداں ہو گئے۔ آدھی رات کے قریب اُن پر چار بنیادی حقائق کا انکشاف ہوا۔ سلسلہ علت و معلول نے زندگی کی حقیقت کو عیاں کر دیا۔ ہر خلش دور ہو گئی اور ابدی مسرت پانے کی یہ کیفیت نروان بن کر گوتم بدھ کی عظمت کا تاج اور ماتھے کا جھومر بن گئی۔

toobaafoundation.com

اسی نروان کی کیفیت پانے کے عظیم الشان واقعہ نے نہ صرف بودھی گیا کے قصبہ کو تقدیس کا لبادہ اوڑھا دیا بلکہ پیپل کا وہ درخت بھی لافانی تقدیس کا حامل قرار پایا جس کے نیچے بدھ کو نروان حاصل ہوا تھا۔ امولیہ رنجن پتر لکھتے ہیں:

"سات سال بعد گیا کے مقام پر بصیرت حاصل کی۔ تب ہی سے اُسے بدھ یا تتھاگت کہا جانے لگا۔ یعنی ایسا شخص جس نے صداقت پالی ہو۔"[1]

لہٰذا بودھی گیا کا مقام امر ہو گیا۔ اسے بدھ مت کی چار سچائیوں کا مرکز اور اصول ہشت گانہ کا محور مان کر ساری بدھ عقیدت مندی کا رخ اس شہر کی طرف موڑ دیا گیا اور یوں یہ قصبہ نروان کا استعارہ اور نجات کی تلمیح بن گیا۔

بودھی کا درخت— شجر تقدیس کی رعنائی

بدھ مت کے دو مقدس ترین شعائر میں سے ایک پیپل کا وہ درخت ہے جس نے سدھارتھ کو شہزادے سے اصل بدھ بنا دیا تھا۔ یہی وہ عظیم درخت ہے جو بدھ کے عرفان کا گواہ اور شاہد ہے۔ اسی درخت سے نروان کی صداقتیں وابستہ ہیں۔ دنیا آلام و مصائب کا گھر ہے۔ انسان آواگون کی غلام گردش میں ہے اور نفس کشی خواہش کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے۔ مکتی خدا پر ایمان لانے سے نہیں بلکہ خواہشات پر قدم رکھنے سے بر آمد ہوتی ہے۔

اس درخت کی شاخیں دکھ، دکھ سمو آیا، دکھ نرودھ اور دکھ نرودھ مارگ کے نام سے مقبول ہوئیں۔ انہی شاخوں سے بدھ مت کے آٹھ اصول پھل کی طرح نمودار ہوئے۔ صحیح نظریہ، صحیح مقصد، صحیح الفاظ، صحیح کردار، صحیح طریقہ معاش، صحیح کوشش، صحیح احتیاط اور صحیح فکر و سکون کے ثمرات اسی درخت کی جڑوں سے بر آمد ہوئے اور یوں یہ درخت بدھ پیروکاروں کی روح کا سامان بن گیا۔

پال گوائن لکھتے ہیں:

"No other place on earth could support the weight of the dharma."[2]

بودھی درخت سے وجرانسا—درخت سے تخت تک

اس مقدس درخت کے سامنے سنگ سیاہ کا ایک تخت عین اُس جگہ پر ایستادہ ہے جہاں بدھ نے نروان حاصل کیا تھا۔ اسے سرخ سنگ مرمر کی سل سے نمایاں کیا گیا ہے۔ یہ مقام بدھ مت کا مرکزی نقطہ اور اہم ترین مقدس تخت ہے۔ اس تخت کو اشوک سے منسوب کیا جاتا ہے جو بدھ مت کی اشاعت کی اہم ترین شخصیت تھا۔

اسی مقام پر موجود مہابودھی ٹمپل میں گوتم بدھ کے پاؤں کا نشان بھی بدھوں کے نزدیک متبرک اور مقدس ہے۔ اس نشان کو نروان کا نشان سمجھ کر اس پر رنگ رنگ کے پھولوں اور خوشبو کی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے اور اسے قابل پرستش سمجھا جاتا ہے۔ یہ نشان دراصل سیدھے راستے کا رہبر ہے۔ خواہشات ختم کرنے کے سفر کا اختتامیہ ہے اور بدھ پیروکاروں کے ماتھوں کی سجدہ گاہ ہے۔

---

[1] رنجن پتر، امولیہ، فلسفۂ مذاہب (مترجم یاسر جواد)، فکشن ہاؤس لاہور، 2017، ص:170.

[2] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.306.

toobaafoundation.com

سارناتھ –چرخ حیات سے جڑا تناظر اور معنویت

سارناتھ کو چرخ حیات نے مقدس بنادیا اور بدھ کے متبرک ترین مقامات میں سے ایک کر دیا۔ ہندوؤں کے مقدس ترین شہر ورانسی کے باہر سارناتھ کا قصبہ اُن اصولوں کی خوشبو سے مہک رہا ہے جو بدھ کے نروان کے بعد چرخ حیات کے ظہور کا باعث بنے تھے۔ یہیں بدھ مت کی چار سچائیوں کا مظاہرہ ہوا اور یہیں بدھ نے اپنا پہلا فلسفیانہ وعظ کیا جس کی روح سے کئی دور دراز کے علاقے بھی زمانہ استقبال میں سرشار ہو گئے۔

سارناتھ –رنگارنگ کرنیں

اس مقام کو گوتم بدھ کے قدموں نے نروان کے دوماہ بعد چوما۔ یہاں ایک دشت غزالاں تھا جہاں گوتم بدھ کے بے وفا چیلے موجود تھے۔ یہیں گوتم بدھ کے فلسفیانہ وعظ نے چیلوں کی ساری پریشانی ہوا کر دی۔ یہ وعظ گہرا اور عمیق تھا۔ اس کے تلاطم کی لہریں بظاہر سکون آور لیکن دراصل بے قرار اور بے چین تھیں۔

اس وعظ کے مطابق انسان فانی ہے۔ غم، کمزوری، بیماری اور موت فنا کے مدارج ہیں۔ جسم کو تکلیف پہنچا کر خواہش کو قطع کرنا خطرناک ہے۔ کیونکہ یوں اضطراری موت کی صورت میں آواگون سے نجات نہ ملے گی۔

عدم وجود کی خواہش بھی اتنی ہی خطرناک ہے جتنی وجود کی۔ لہٰذا اصول ہشت گانہ کے ذریعے نروان حاصل کیا جائے تاکہ تمام قوائے بدنیہ بے حس ہو جائیں اور زندگی موت کی مرادف بن جائے۔

دل کی بیداری سے ناپاک خواہش کے ترک کا سفر ضروری ہے۔ تیسرا زینہ اخلاقی برائیوں کا خاتمہ اور لوح دل کی صفائی کا ہے اور پھر آخر میں عشق و محبت کا سینہ بے کینہ پر نقش کرنا ہے نہ قربانی کی ضرورت ہے نہ برہمنوں کی۔ انسان کی نجات اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

سارناتھ –بدھ سنگھ کا نقطہ وجود

یہی وعظ پانچ دن جاری رہا۔ شکوک رفع ہوئے تو چیلوں نے گوتم کو اپنا مرشد مان لیا اور حلقۂ عقیدت میں باقاعدہ شرکت کی خواہش کی۔

یہیں سنگھ کی ابتداء ہوئی اور یہیں بدھ تثلیث کے تینوں فکری عناصر کا باہم ارتباط ہوا۔ بدھ، دھرم اور سنگھ کی پناہ بدھ پیروکاروں کی زندگی کا لازمی امر بن گئی۔

سارناتھ کو مہاراجہ اشوک کی نظر کرم نے امر بنا دیا۔ گوتم بدھ کے وعظ کی جگہ پر ایک خوبصورت ستون نصب کروایا گیا تاکہ معقولیت کی بجائے محسوسیت کا رجحان عوام الناس کی عقیدتوں کو ایک طاقت ور مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچ سکے۔

اشوک کا بنایا ہوا سٹوپا یادگار بن گیا اور ستون پر آگے پیچھے چار شیروں کا نشان اتنا مقبول ہوا کہ آج یہ نشان ہندوستان کا قومی نشان ہے۔

toobaafoundation.com

کشی نگر –بدھ کے آخری لمحات کا ترجمان

اُتر پردیش کا قصبہ کشی نگر گوتم بدھ کے آخری لمحات کا شاہد بن کر بدھ مت کا چوتھا مقدس ترین مقام بنا۔

اس مقام پر چندا سنار کے آم کا باغ گوتم بدھ کے جسمانی وجود کا میزبان ٹھہرا۔ بدھ نے یہاں ایک سنت نگر کا افتتاح کیا اور پر اثر وعظ دیا۔ چندا کے گھر کا کھانا کھا کر بدھ بیمار پڑے۔ قریب کو کشاندی کا پانی پی کر اشنان کیا لیکن حالت بہتر نہ ہوئی۔ اس دوران اپنے عزیز چیلے آنندا کو ضروری ہدایات دیں اور دوسرے چیلوں پر آنندا کی فضیلت ظاہر کی۔ حالت نزع میں ایک برہمن سوبھدرا کے سوالات کا جواب دے کر اُسے بودھ بنایا۔

کشی نگر –بدھ کی وصیت اور باقیات کا امین

اسی قصبے کو بدھ کی وصیت سننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ بدھ نے آنندا سے کہا:

> ”تم سمجھتے ہو کہ بدھ مذہب اس لیے ختم ہو جائے گا کہ اُس کا معلم انتقال کر گیا۔ مگر میرے مرنے کے بعد طریقت، مذہب اور سنگھ کے اصول ہی معلم ہوں گے۔ میں تم سے پوری قوت سے کہتا ہوں کہ ہر مرکب چیز میں زوال ہے۔ اس لیے اپنی نجات کے بارے میں ہر وقت کوشاں رہو۔“

بدھ کی وفات کے بعد لاش مکتابندھن کے مندر لے جائی گئی اور چکرورتی راجاؤں کی طرح جلائی گئی۔ چتا کیوڑے اور گلاب سے بجھائی گئی۔ یوں کشی نگر کو بدھ کی باقیات کے لمس کا شرف عظیم حاصل ہوا۔ کشی نگر کی راکھ بدھ کے جسم کی باقیات کے ساتھ مل گئی۔ وہ مقدس باقیات کے ساتھ راجگان پاوا اور کشی نگر کو تقسیم کی گئی اور یوں کشی نگر کا فیض تقریباً تمام بدھ عبادت گاہوں میں جاری وساری ہو گیا۔ بدھ مت کے پیروکاروں کے لیے مکتابندھن کا ستوپا مقدس حیثیت اختیار کر گیا جہاں بدھ کی ارتھی جلائی گئی تھی۔

بدھ مقدس مقامات کی زیارت کی معنویت کا حسن یہ ہے کہ اس کے چاروں مقدس مقامات اس کے بانی گوتم بدھ کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور یوں یہ اُس کی زندگی، فلسفہ، تعلیمات، سیرت اور آخری وقت کے گواہان ہیں۔

پال گوائن لکھتے ہیں:

> “The pilgrim who visits the place of the Buddha's birth, Enlightenment, First sermon or Death is ultimately seeking the Buddha himself.”[1]

☆.....☆.....☆

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.307.

toobaafoundation.com

بدھ مت کے مقدس تہوار—معنویت اور احکام

ماہرین دینیات کے اغلب قول کے مطابق بدھ مت مذہب سے زیادہ ایک ضابطہ اخلاق ہے جو الٰہیات سے تعرض کیے بغیر خواہشات کے ترک سے نروان حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔ اس لیے اس میں تہواروں کا اپنا کوئی سلسلہ نہیں بلکہ بدھ مت جہاں کہیں گیا وہاں کے رواج، رسوم اور تہواروں کو اپنے اندر سموتا چلا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ بدھ مت کے تہواروں میں ایک عظیم تنوع پایا جاتا ہے۔ ان تہواروں میں بدھ مت سے قبل کی روایات کو گوتم بدھ کی زندگی کے اہم واقعات سے جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ بدھ مت کے بانی کی انفرادیت ان تہواروں کو ایک نیا رنگ دینے میں کامیاب ہو سکے۔

بدھ مت کے بنیادی تہواروں کی تثلیث کا بدھ، دھرم، سنگھ کی تثلیث سے رابطہ

بدھ مت کے تین اہم ترین تہوار بانیٔ مذہب کی زندگی سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بدھ مت کے تین بنیادی جواہر بدھ، دھرم اور سنگھ سے بھی ان کا گہرا فکری ربط ہے۔

ویساک کا تہوار— یوم بدھ کا نوری نظریہ

پہلا اہم ترین تہوار بیساکھ (اپریل۔ مئی) میں منایا جاتا ہے۔ اسے ویسا یا بدھ کا دن بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پورے چاند کی تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ یہ دن سب سے زیادہ اہم اس لیے سمجھا جاتا ہے کہ اس کی معنویت کے سوتے گوتم بدھ کی حیات کے تین اہم ترین اور سنجیدہ ترین واقعات سے پھوٹتے نظر آتے ہیں۔

یہ واقعات آپس میں گہرا معنوی اور نوری ربط رکھتے ہیں۔ معنوی مماثلت حیرت انگیز ہے کہ گوتم بدھ کی پیدائش، نروان اور موت کے واقعات بیساکھ کے مہینے میں ایک ایسے وقت ہوئے جب چاند اپنے مکمل جوبن اور تابانی پر تھا۔

ویساک منانے کا نمونہ

ویساک کے دن عام لوگ سٹوپا کا رخ کرتے ہیں اور بدھ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے منتر جاپے جاتے ہیں۔ خیرات دی جاتی ہے۔ مراقبہ سے دل کو حاضر کیا جاتا ہے اور بدھ کے مجسّموں کو پانی سے دھو کر خوشبو لگائی جاتی ہے۔ مجسّمے کے گرد تین بار طواف کرنے کی رسم بدھ، دھرم اور سنگھ کی تثلیث کی علامت ہے اور اس تقدیس کو برقرار رکھنے کے لیے کی جاتی ہے۔

نیز چھوٹی مخلوقات کو نقصان پہنچانے والے اقدامات سے بچا جاتا ہے اور مقید پرندوں کو آزاد کیا جاتا ہے جو پریشانی اور اضطراب کی کیفیت کو خوشی اور مسرت میں تبدیل کر دینے والا عمل ہے۔

toobaafoundation.com

جنسی خواہشات کو بڑھنے سے بچانے کے لیے گوشت سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ نیز بدھ کے مجسّمے کو روشن کیا جاتا ہے تا کہ نروان کی نوری کیفیات قلب و ذہن کو منور کر سکیں۔ پروفیسر جان ایسپوزیٹو لکھتے ہیں۔

"Celebrations of the Buddha's birth, enlightenment and nirvana are universal."[1]

یوں معلوم ہو جاتا ہے کہ بدھ مذہب اپنے بانی کی زندگی کے تمام اہم واقعات کو ایک عالمگیریت عطا کرنے کے لیے کوشاں ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Esposito, John.L, World Religions Today, OUP, 2009, P.436.

toobaafoundation.com

اسالا پوجا تہوار—بدھ کے پہلے وعظ کی یاد گار

یہ تہوار جون۔ جولائی میں منایا جاتا ہے۔ اس کا سوتا اُس فلسفیانہ وعظ سے جڑا ہوا ہے جو گوتم بدھ نے سارناتھ کے مقام پر اپنے پانچ چیلوں کو کیا تھا۔

یہ وعظ ایک لافانی سچائی کا دلفریب آغاز تھا۔ اس تہوار کو دھرم دن بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس دن شکوک و شبہات کا ازالہ ہوا۔ بدھ دھرم کی ردا بے یقینی کی کثافت سے الگ ہوئی اور بدھ دھرم کے ساری کائنات میں پہنچنے کا آغاز ہوا۔

تبت میں اس دن بدھ کی مذہبی کتابیں اور ملفوظات بڑے بڑے لکڑی کے تختوں پر گھمائی جاتی ہیں جو اس بات کا اشارہ دے رہی ہوتی ہیں کہ یہ مذہب گردونواح میں پھیلتا جارہا ہے۔

ماگھ پوجا—چہار معجزہ اور سنگھ سے ارتباط کا عالم نزع اور معنویت

جنوری۔ فروری میں پورے چاند کا یہ تہوار یوم سنگھ بھی کہلاتا ہے کیونکہ اس دِن بدھ کی وفات سے کچھ دیر پیشتر بھکشوؤں کا اجتماع ہوا اور گوتم بدھ نے اُنہیں خانقاہی اصولوں کی تعلیم سے نوازا۔ اس دن کا ایک اور نام یوم اجتماع چہار گانہ ہے کیونکہ اس دن چار معجزوں کا ظہور ہوا۔

اول۔ تمام بدھ راہب خود بخود اکٹھے ہوئے۔

دوم۔ یہ تمام راھب ارھت تھے۔

سوم۔ یہ پورے چاند کی روشنی میں منعقد ہونے والا اجتماع تھا۔

چہارم۔ یہ تمام ارھت گوتم بدھ کے اپنے فائز کردہ تھے۔

ان معجزاتی امور نے اس دن کو بدھ مت کا ایک اہم ترین مقدس دن بنادیا اور بدھ کی زبان سے نکلنے والے الوداعی الفاظ نصیحت کا روپ دھار کر بدھ مت کی عظمت ورعنائی کو ایک لافانی ملکوتی حسن عطا کر گئے۔

یوم ابھی دھما—گوتم بدھ کی معراج

یہ دن بدھ روایات کے مطابق گوتم بدھ کی اُس معراج کا آئینہ دار ہے جب گوتم بدھ توا تمسا کی جنت کی سیر کر کے آئے۔ یہ حصول کمال کا چھٹا سال تھا۔ جب راج گڑھ کی سیر کے دوران کرامتیں دکھانا ممنوع قرار دیا تھا۔ لیکن جب لوگوں نے طعنے دیے تو گوتم بدھ اُڑ کر جنت میں چلے گئے اور وہاں جا کر اپنی فوت شدہ ماں کو چار سچائیوں کی تلقین کی اور مذہب کی دعوت دی۔ وہ آپ کی پیدائش کے ساتویں دن فوت ہو گئی تھیں اور مذہب کی نعمت سے محروم تھیں۔

toobaafoundation.com

نئے سال کا تہوار—مختلف روایات کا مرکب

نیا سال اس بات کی علامت ہے کہ انسان اپنے کرم کا جائزہ لے۔ روح کی تطہیر کرے اور نیک خواہشات دِل میں بسا کر ایک نئ شروعات کی ابتدا کرے۔

عموماً نئے سال کا تہوار اپریل کے مہینے میں پورے چاند کی تاریخ کو ہوتا ہے۔

نئے سال کے وقت کے تعین کی معنویت خشک موسم کا ختم ہونا اور مرطوب، خوشگوار موسم کی شروعات ہے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اب زندگی کا ایک نیا دور شروع ہو گا جو تازہ اور پہلے سے بہتر ہو گا۔ اس دن عام لوگ اور بدھ راہب اکٹھے ہو کر اپنے مردوں کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔ بدھ کے مجسّموں کو دھویا جاتا ہے اور انہیں خوشبو سے بسایا جاتا ہے۔ یہ پانی دراصل نظافت اور پاکیزگی کا عالمی نشان ہے۔ لہٰذا صرف بدھ کے مجسّموں کو دھونا ہی اصل مقصود نہیں ہوتا بلکہ پانی کی فکری معنویت یہ ہے کہ اب زرخیزی کا دور شروع ہو جائے گا۔ خوشحالی کا دور دورہ ہو گا اور مردوں کی ارواح سکون و اطمینان محسوس کریں گی۔

تھائی لینڈ، لاؤس اور کمبوڈیا کے بعض مقامات پر ریت کے سٹوپا تعمیر کئے جاتے ہیں۔ ریت کے ذرے بدی کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ جبکہ اناج کے دانوں کو سٹوپا میں رکھنے یا دریا کے پانی سے دھونے سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ اب پیروکار کے گناہ بھی ویسے ہی دھل گئے ہیں جس طرح اناج کے دانوں کو پانی نے صاف کر دیا ہے۔

پاورنا تہوار—خاتمہ واس کے زاویے اور معنویت

بدھ مت کا سال برسات سے شروع ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ گوتم بدھ سال میں آٹھ ماہ تبلیغی دورے کرتے تھے اور برسات کے چار ماہ آرام کرتے تھے۔ برسات کو پالی زبان میں واس کہتے ہیں جو سنسکرت لفظ ورشا کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ ان چار ماہ میں بدھ اور سنگھ کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر پڑھائی اور مراقبے میں مصروف ہو جایا کرتے تھے۔ لہٰذا پاورنا تہوار کو غور و خوض اور مراقبہ کی معنویت سے جوڑ دیا گیا۔ ان دنوں بدھ راہبوں کے ساتھ ساتھ عام لوگ بھی خانقاہوں کا رُخ کرتے ہیں اور عام وقت سے زیادہ عبادت، مراقبے اور پڑھائی میں گزارتے ہیں۔

کے تھینا—ملبوسات کی عید

برسات کے موسم کے ایک ماہ بعد کے تھینا کا تہوار ملبوسات کو زیب تن کرنے کی معنویت کا استعارہ ہے۔ اس دن عام لوگ بدھ راھبوں کو اُن کا مخصوص لباس دان کرتے ہیں۔ کے تھینا کا لفظ کپڑے سینے والے ایک اوزار سے ماخوذ ہے۔

کپڑا دینے کی اس رسم میں ایک معنویت اجتماعیت کی ہے کہ اکثر پورا گاؤں یا حلقہ اس کا اہتمام کرتا ہے۔

لوگ خوش و خرم ماحول میں اسٹوپا کا رخ کرتے ہیں اور راہبوں کو اُن کے مخصوص لباس کے لیے کپڑا پیش کرتے ہیں۔

اس مرحلے کے دوران بدھ راھب بدھ مت کے پانچ ممنوعہ کاموں کا ذکر کرتا ہے اور اس ہدیہ کے بہترین ثواب سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے۔

toobaafoundation.com

اولم بانا کا مہایانہ تہوار—بھوکے عفریتوں سے بچاؤ کے زاویے اور معنویت

بھوکے عفریتوں اور بھوتوں کے بارے میں بدھ مت کے مہایانہ فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سال میں پندرہ دن کے لیے رہائی پاتے ہیں اور خوراک کی بھینٹ کو تلاش کرتے ہیں۔ بدھ چرخ حیات کے مطابق ایک عالم عالم ارواح بھی ہے اور مردہ رشتہ دار اُن کی شکل میں دوبارہ جنم لے سکتے ہیں۔

لہٰذا اس تہوار کے دوران قبرستان اور سٹوپا کا رخ کیا جاتا ہے اور ہندو روایات کی طرح کھانے پینے کی اشیاء بھینٹ کی جاتی ہیں۔ جاپان میں اہم قبرستانوں اور مقامات پر کاغذ کی شمعیں اور لالٹینیں روشن کی جاتی ہیں تاکہ بھوت پریت اپنے کھانے کی اشیاء کو آسانی سے تلاش کر سکیں۔ نیز ان شمعوں کو دریابرد بھی کر دیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے روح اپنے حسب حال اور مناسب مقام پر پہنچ جائے گی۔

پال گوائن اس کی ایک اور معنویت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"It reflects a fundamental belief in Buddhism that the actions of the living can, in some way, benefit the dead."[1]

اعتدال لیل ونہار کا تہوار ہگان —بے ثباتی وناپائیداری کا علمبردار

یہ تہوار بدھ مت والے سال میں تین بار مناتے ہیں اور ہر موقع پر اُس وقت یہ تہوار منایا جاتا ہے جب رات اور دن کی طوالت برابر ہوتی ہے۔

یہ زندگی کی بے ثباتی اور دوسرے کنارے جانے کی یاددھانی کروانے والا تہوار ہے۔ اس دوران ابلے چاول پکا کر کھیتوں میں رکھے جاتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ مردہ لوگوں کی روحیں کھیتوں کے اچھے حالات دیکھ کر خوش وخرم ہوں گی۔

اُبلے ہوئے چاول اس لیے مردوں کو پیش کیے جاتے ہیں کہ یہ چاول دوبارہ اُگنے والے نہیں ہیں۔ اس لیے ان کو مردہ چاول کہتے ہیں اور یہی مردوں کو ایصال ثواب کے لیے موزوں ترین ہیں۔ کیونکہ بدھ مت میں کچے چاول زندگی اور زرخیزی کا نشان ہیں۔

ایام پویا—پنج شیلا کی یاددھانی اور معنویت

ہر نئے چاند، پورے چاند اور چوتھائی چاند کے ایام بدھ مت میں احتساب نفس کے دن کہلاتے ہیں۔ بدھ راھب اور عام لوگوں کو حکم ہے کہ وہ ایک ماہ میں کم از کم چار بار احتساب نفس کرے اور دیکھے اُس نے کہاں کہاں بدھ مت کے بنیادی اخلاقی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے۔ اسے روزے کا دن بھی کہا جاتا ہے۔ نیز یہ پنج شیلا کی یاددہانی کے دن ہیں۔

☆.....☆.....☆

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.243.

toobaafoundation.com

بدھ مت میں پیدائش سے جڑے شعائر مقدسہ — معنویت اور احکام

ہندومت کے برخلاف بدھ مت پیدائش اور زندگی کے دیگر مراحل کی رسومات سے تقریباً خالی ہے۔ اس ضمن میں گوتم بدھ کے اقوال اور بنیادی مذہبی کتابوں سے کوئی روایت نہیں ملتی۔ کیونکہ بدھ مت کا اکثریتی رجحان روشن خیالی اور نروان کا پانا ہے۔ اخلاقی طاقت اور ناجائز خواہشات سے گریز کے رجحانات اس مذہب کا خاصہ ہیں۔ یوں پیدائش کے مرحلے کے حوالے سے بدھ مت میں کوئی ایسا شعار موجود نہیں جسے عالمگیر یا آفاقی قرار دیا جاسکے۔

دوسری دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ بدھ مت میں پیدائش کو آواگون یعنی ایک بدقسمت یاد دہانی سمجھا جاتا ہے اور یہ باور کیا جاتا ہے کہ ابھی مکمل نجات کا مرحلہ مکمل نہیں ہوا اور زندگی کے کڑے امتحانات سے گزرنا باقی ہے۔ یوں زمانہ حمل اور پیدائش کے مراحل اُن کڑیوں سے جڑے ہوئے ہیں جن کا ایک دوسرے پر انحصار ہے اور وہ ایک دوسرے کو جنم دیتے رہتے ہیں اور یوں علت و معلول کا نظریہ معرض وجود میں آتا ہے۔ اس لیے بدھ مت میں پیدائش دراصل پیدائش نو کہلاتی ہے جو اگلی پریشانیوں یا مصائب کا سبب بن جاتی ہے۔

پیدائش—رسوم کا تنوع اور زاویے

بہرحال ایسا بھی نہیں کہ بدھ مت کے ماننے والے پیدائش کا خیر مقدم نہ کرتے ہوں لیکن پیدائش منانے کے بدھ طریقوں کا تنوع اور اختلاف تعجب انگیز ہے۔ خصوصاً ایشیا کے بدھ مت میں نومولود کی اکثر رسمیں ہندومت سے مستعار لی گئی ہیں۔

سری لنکا کے بدھ نومولود کے حوالے سے اُنہی رسومات پر عمل کرتے ہیں جن کو ہندومت میں سنسکار کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مثلاً بچے کے ہونٹوں پر دودھ رکھنا، ٹھوس غذا کھلانا، پہلی بار باہر کی راہ دکھانا، بال کاٹنا اور کانوں کو چھدوانا

رسوماتِ ولادت کے افکار دور دراز

تبت میں دوران حمل عورت کے لیے بدھ منتر پڑھے جاتے ہیں۔ نیز عورت بدھ کے مجسّمے کا طواف کرتی ہے اور اُس مجسّمے کے سامنے سر تسلیم خم کرتی ہے۔

ولادت کے فوراً بعد مقدس منتر دھیہ (dhih) پڑھا جاتا ہے یہ منجوسری بدھستوا کا فکری ترجمان ہے۔ یہ منتر زعفرانی رنگ میں بچے کی زبان پر نقش کیا جاتا ہے اور یہ نقش بچے کے ذہین ہونے کی معنویت کا نشان ہے۔ اس کے بعد بچے کو بدھ خانقاہ میں لے جایا جاتا ہے۔ جہاں لامہ نذر و نیاز کو قبول کر کے اپنے ہاتھوں کو بند کر کے مقدس منتر پڑھتا ہے۔ یہ مٹھی حفاظت کا استعارہ ہے۔ ایک ماہ کے بعد بچے کو پہلی بار باہر لے جایا جاتا ہے اور اُس کی ناک پر کالی راکھ ملی جاتی ہے تاکہ وہ بری نظر اور بدروحوں سے محفوظ رہے۔ تھائی لینڈ میں بچے کا سر بھی مونڈا جاتا ہے۔ یہ بھی برے اثرات اور برے کرم ختم ہونے کا نشان ہے۔

toobaafoundation.com

پانی چھڑکنے کا نادر زاویہ

بدھ رسم ولادت کی ایک خاص بات یہ ہے کہ نومولود پر بدھ راہب پانی چھڑکتا ہے۔ اگرچہ دوسرے مذاہب میں عموماً اور عیسائیت کے بپتسمہ میں بالخصوص پانی گناہوں کے دھوڈالنے کی علامت ہے لیکن بدھ مت میں پانی چھڑکنے کی معنویت یہ ہے کہ بدھ راہب کے چھڑکے ہوئے پانی سے اُس راہب کے مقدس اور پاک کرم اُس بچے کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جس پر پانی چھڑکا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تمام انواع واقسام کی بدھ رسوم ولادت میں بدھ راھبوں اور لاماؤں کی موجودگی ایک لازمی عنصر سمجھی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے مقدس کرم نومولود میں منتقل کر سکیں۔

بدھ مت میں طفولیت اور راھبانہ زندگی کا تعارف —دلچسپ معانی اور اساطیر

کٹڑ بدھ خاندانوں میں جب بچہ چار سال کا ہو جائے تو اُسے کچھ عرصہ کے لیے راھب بنایا جاتا ہے۔

اس تقریب کے آغاز میں پہلے بچے کو ایک بیش قیمت شاہانہ لباس پہنایا جاتا ہے۔ یہ لباس گوتم بدھ کی ابتدائی زندگی کی شان و شوکت اور تزئین و حسن کا نشان ہے۔ اس کے فوراً بعد بچے کے بڑے اُسے زندگی کی بے ثباتی، تغیر اور ناپائیداری کا وعظ کرتے ہیں اور جلد ہی اُس کے سر کو مونڈ دیا جاتا ہے۔ سر کا منڈوانا دنیاوی سازوسامان اور آرائشوں سے لاتعلقی کا نشان ہے۔

اس کے فوراً بعد شاھانہ لباس اُتار کر اُسے فقیرانہ، راھبانہ کپڑے پہنا دیے جاتے ہیں جو بدھ راھبوں کا اہم شعار ہیں۔ یہ لباس گوتم بدھ کے تیاگ دنیا کے فلسفہ کو علامتی رنگ عطا کرتے ہوئے اُن تمام اسفار مقدسہ اور مشکلات کا ترجمان ہے جو نروان کی تلاش میں گوتم بدھ کو پیش آئے۔ بچے کے ہاتھ میں بھیک کا پیالہ تھمایا جاتا ہے جو نفس کشی اور تعذیب نفس کی ایک سخت ترین نشانی ہے۔

اس کے بعد بدھ راھب بچے کو بدھ تثلیث بدھ۔ دھرم۔ سنگھ کی پناہ میں آنے کا کہتا ہے اور بچہ ایک رات بدھ خانقاہ میں گزارتا ہے۔

یوں اس رسم کو ہندومت کی رسم بلوغت سے متماثل قرار دیا جا سکتا ہے جس میں مقدس دھاگا پہن کر، گائتری منتر پڑھ کر بچہ ہندومت کا باقاعدہ رکن بنتا ہے اور وید پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ رسم بدھ مت میں انسان کی دوہری پیدائش سمجھی جا سکتی ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

بدھ مت میں نکاح کے شعائر مقدسہ — معنویت کے اسرار

نکاح کے حوالے سے بدھ مت میں گہری معنویت کے انتہائی دبیز اسرار ہیں اور یہ ردائے لطیف کئی معنوی پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ گوتم بدھ کی شادی سولہ سال کی عمر میں یشودھرا سے ہوئی جس سے اُن کا ایک بیٹا راہول بھی تھا۔

لیکن ایک دن ایسا آیا جب سب کچھ تبدیل ہو گیا۔ جستجو اور بے چینی نے گوتم بدھ کو اُن چار مناظر سے روشناس کیا جو اُن کی جبین ذہن پر نقش ہو کر رہ گئے۔ محلاتی زندگی سے چھڑوا کر وہ بے چینی اور بے قراری گوتم بدھ کو بودھی گیا کے پیپل کے درخت کے نیچے لے آئی۔ جہاں روشن خیالی اور نروان کی کیفیات نے سدھارتھ کو ایک عظیم بدھ بنا دیا۔

محل کی زندگی سے بدھ کی دستبرداری ایک کانٹے کا موڑ تھا اور آج بھی اس ترک تیاگ کے عمل کو بدھ راہب اپنے سر کو منڈوا کر عملی شکل عطا کرتے ہیں اور تجرد کی زندگی گزارنا اپنا امتیازی نشان سمجھتے ہیں۔

پال گوائن کے مطابق:

"It is a sign of complete detachment from ordinary married life."[1]

یوں تجرد کی زندگی بدھ راھبوں کی ایک خاص علامت ہے۔ گوتم بدھ ایک لحاظ سے محمد رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہیں کہ گوتم بدھ نے نکاح بھی کیا اور باپ بھی بنے اور ایک لحاظ سے اس زندگی میں مسیح علیہ السلام کی مشابہت بھی پائی جاتی ہے کہ نروان کے بعد بدھ نے یہ زندگی اور اس کی آسائش ترک کر دی۔

پس منظر سے پیش منظر تک — نکاح، کیوں اور کیسے

یہ پس منظر کافی پیچیدہ ہے اور سلجھاؤ کا طلب گار ہے کہ بدھ مت میں اب شادی کی حیثیت کیا ہے؟ آیا یہ اثباتی ہے یا سلبی؟ لیکن بہر حال بدھ مت کے پیروکار شادیاں کرتے ہیں۔ پنج شیلا کے قوانین اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ بدھ پیروکار ہر صورت زنا سے اجتناب کرے۔

اب آخر شادی کی معنویت ہے کیا؟ کیونکہ بدھ مت میں شادی کوئی اہم مذہبی فرض نہیں۔ نہ ہی بدھ مت میں اس قسم کی ہدایات ملتی ہیں کہ بین المذاہب نکاح، کثرت ازدواج، طلاق اور نکاح ثانی کے احکامات کیا ہوں گے۔

آکسٹوبی اور سیگل کے مذاہب انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے:

"There are no specifically Buddhist wedding or childhood rituals."[2]

---

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.167.

[2] Oxtoby and Segal, A Concise Introduction to World Religions, Oxford University Press, 2007, P.417.

toobaafoundation.com

بدھ نکاح میں بدھ راہب کی عدم شمولیت کی وجوہات

بدھ مت کے اصول بدھ راہب کے نکاح میں شامل ہونے کو درست خیال نہیں کرتے حالانکہ بدھ راہب ہر اہم مجلس اور موقع پر موجود ہوتے ہیں۔ اس کا فکری تناظر و نایاپتاکا کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ عبارت ہر بدھ راہب کو ایسی نقل و حرکت سے منع کرتی ہے جو کسی رومانوی تعلق یا نکاح پر منتج ہو جائے۔ چونکہ بدھ راہب تجرد اور عورتوں سے لاتعلقی کے حلف کا پابند ہوتا ہے لہٰذا شادی اور نکاح کے موقع پر اُس کی موجودگی بانجھ پن کی علامت بن جاتی ہے۔ جس کا کوئی بھی تعلق نکاح سے جوڑنا ناموزوں ہے۔ حالانکہ نکاح کے بعد بدھ راہبوں سے نہ صرف ملاقات کی جاتی ہے بلکہ اُن کی دعائیں بھی لی جاتی ہیں۔ لیکن بدھ مت کی شادی خالصتاً خاندان کا اپنا معاملہ ہے اور اس کی رسومات اکثر اسی تہذیب و ثقافت کی آئینہ دار ہوتی ہیں جہاں بدھ پیروکار رہ رہے ہوتے ہیں۔ یوں بدھ نکاح بانیٔ مذہب کی ہدایات سے بالاتر ایک نجی معاملہ ہے۔

بدھ روایات نکاح کا مخلوطہ اور فوقیت تجرد

چین میں بدھ شادی کنفیوشس مت کی رسومات کے ماتحت ہے اور جاپان میں یہ شنتو معبد میں ادا پاتی ہے۔ لیکن عموماً بدھ شادی میں گھر کے افراد شامل ہوتے ہیں۔ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کا بیٹھنا بدشگونی سمجھ جاتا ہے۔ سخوان کی رسم ادا کی جاتی ہے جس میں بڑی عمر کی سہاگن شادی شدہ عورتیں شامل ہوتی ہیں۔ دلہا، دلہن سمیت ایک حلقہ بنایا جاتا ہے۔ سب کے ہاتھوں میں ایک دھاگا تھما دیا جاتا ہے اور پھر کوئی بڑا مقدس منتر پڑھتا ہے اور بودھ دیوتاؤں سے امید لگاتا ہے کہ وہ دلہا دلہن کے بدن میں داخل ہو کر رحمت و برکات کا نزول شروع کر دیں۔ پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ والدین، بڑوں اور دیوتاؤں نے یہ نکاح منظور کر لیا ہے۔ خوشبو آلود پانی دلہا دلہن پر انڈیلا جاتا ہے اور انہیں پاکیزہ زندگی گزارنے کی ہدایت دی جاتی ہے۔

مہمانوں کو کھانا پیش کیا جاتا ہے اور دلہا دلہن کی کلائیوں پر ہر مہمان کی طرف سے سفید دھاگے باندھے جاتے ہیں جو اضافی امن کی علامت شمار ہوتے ہیں۔ لیکن نکاح کی روایات بدھ مت میں کبھی بھی اتنی پسندیدہ نہیں رہیں جتنی حیات تجرد ہے۔ چرخ حیات کے عالمی بدھ نشان پر اکثر ایسی علامات وضع کی جاتی ہیں جو شادی شدہ زندگی کو نروان کی راہ میں رکاوٹ سمجھنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ ہر قسم کی جنسی خواہشات سے قطع تعلقی ہی انسان کو ارھت کے مقام پر فائز کر سکتی ہے اور معراج انسانیت تک پہنچنے کا راستہ خواب گاہ نہیں بلکہ عبادت گاہ ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

موت سے جڑے بدھ مت کے شعائر مقدسہ –معنویت

موت کا بدھ تناظر چرخ حیات کو تھامے ہوئے اُس خوفناک عفریت کا ایک ترجمان ہے جسے موت کی نمائندگی کرنے والا عفریت کہا جاتا ہے۔ اُس چرخ حیات کی چھ اقالیم انسانوں، حیوانوں، دیوتاؤں، بھوکے بھوتوں، آسوروں اور جہنم کی ترجمانی کرتی ہیں اور ایک اقلیم سے دوسرے اقلیم میں داخلہ ممکن ہے۔ یہ انسانوں کی اقلیم ہے اور مہاتما بدھ کی تعلیمات پر عمل سے زیادہ خوش کن اقلیم میں داخلہ عین ممکن ہے۔ دیوتاؤں کی اقلیم سب سے ممتاز ہے اور جہنم کی اقلیم پست ترین ہے۔ سؤر، مرغ اور سانپ کا درمیانی دائرہ جہالت، لالچ اور نفرت کے استعاروں سے بھرپور ہے اور دائیں بائیں کے سفید اور کالے راستے روحوں کے اقلیم سے دوسرے اقلیم میں سفر کو ظاہر کرتے ہیں۔ نیز بدھ مت میں فنائے ذات اور استیصال ہوس آخری مقصد حیات ہے۔

یوں علت و معلول کا تعلق پہلے اور دوسرے وجود کے درمیان ہے اور پانچ عناصر سے وجود انسانی تیار ہوتا ہے۔

- مادی صفات (تجسیم)
- احساسات
- شعور
- رجحانات
- افکار

ان میں ابتری کی حالت موت ہے اور بچنے والے اعمال نئے عناصر کو پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یوں ایک نئی وہمی شخصیت وجود میں آجاتی ہے اور اس لیے بدھ جنازوں کی رسوم اُس سفر کو آسان کرنے کے عمل سے جڑی ہوئی ہیں جو علت و معلول میں پھنسے وجود کو درپیش ہے۔

بدھ راہب کی موجودگی کا ناگزیر پہلو اور موت کی کیفیات

پیدائش کے برعکس موت کے وقت ضروری ہے کہ بدھ راہب مرنے والے کے پاس ہوں اور اُسے زندگی اور موت کے درمیانی پل سے گزرنے میں مدد دیں۔ اُس کی وجہ اُن راہبوں کے نیک کرم ہیں۔ اس لیے بدھ مت میں راہبوں کے بغیر جنازے کا کوئی تصور نہیں۔ پروفیسر جان ایسپوزیٹو "World Religions Today" میں لکھتے ہیں۔

"Death rituals performed by Buddhist monks are universal."[1]

یہ اس لیے کیا جاتا ہے کہ مرنے والا موت کے بعد بھوت پریت کی اقلیم میں نہ داخل ہو جائے۔

جنازے کا پس منظر اور بارڈو دعائیں

راہب مرنے والے پر دعائیں اور منتر پڑھتے ہیں جن کو بارڈو کہا جاتا ہے۔ ان بارڈو دعاؤں میں ملکوتی بدھستواؤں کی مدد طلب

[1] Esposito, John.L, World Religions Today, OUP, 2009, P.438.

toobaafoundation.com

کی جاتی ہے اور مردے کا نام لے کر یہ فریاد کی جاتی ہے کہ وہ اس کی مدد کریں اور اس کو زیادہ بری حالت میں جانے سے بچالیں۔

تبت کے مشہور صحیفے مردے کی کتاب کے مطابق موت کے اگلے جنم کے درمیان کی دنیا بارڈو کہلاتی ہے۔ بارڈو کے سات حصے اور ہر حصے کے مزید سات حصے ہوتے ہیں۔ روح اُنچاس دن بارڈو میں رہتی ہے اور پھر نیا جنم پانے کے لیے راستہ ڈھونڈتی ہے۔ ان دعاؤں کے ذریعے مردے کی ثابت قدمی اور دوسری بہتر اقلیم میں جانے کی خواہش رکھی جاتی ہے۔

نذر آتش کا ہندو پس منظر اور بدھ روایات کا سنگم

میت کو نہلایا اور لباس پہنایا جاتا ہے۔ بدھ راہب جنازے کے ساتھ چلتے ہیں۔ نہلانا میت کے گناہوں کی معافی اور تعظیم کا نشان ہے۔ میت کے منہ میں سکہ اور ہاتھوں میں پھول، شمعیں اور کاغذی نوٹ رکھے جاتے ہیں۔ سکہ اور کاغذی نوٹ کی شکل میں رقم جنت میں جانے کا عوض ہوتی ہے جبکہ پھول اور شمعیں بدھ کی عبادت اور تعظیم کے لیے ہیں۔ جنازے کے ساتھ ساتھ راہب چلتے ہوئے ایک دھاگا کفن کے ساتھ باندھے رکھتے ہیں تاکہ اچھے کرموں کا انتقال مردے کی طرف کیا جاسکے۔

عموماً بدھ مت میں مردوں کو جلایا جاتا ہے۔ یہ روایت گوتم بدھ کے آخری سنسکار سے لی گئی ہے۔ اگرچہ بعض اوقات تدفین کا استثناء بھی موجود ہے۔ تدفین تب کی جاتی ہے جب جلانے کے لیے لکڑی موجود نہ ہو۔ جبکہ تبت میں میت کی آسمانی تدفین ایسے کی جاتی ہے کہ اُسے مختلف ٹکڑوں میں بانٹ کر کھلے آسمان تلے گدھوں کی خوراک کے لیے رکھ دیا جاتا ہے۔

جنازے کے ساتھ خوراک کی ٹوکری، پانی کا پیالہ اور مردے کے ذاتی استعمال کی کئی اشیا اس معنویت کا لحاظ کرتے ہوئے رکھی جاتی ہیں کہ وہ انہیں بہتر دنیا میں استعمال کر سکے گا۔ اس موقع پر راہب گوتم بدھ کے مقدس الفاظ کی تلاوت اس لیے کرتا ہے کہ یہ جسم اور روح کے انفصال کا مرحلہ ہے۔ لہٰذا ان الفاظ کی روشنی سے میت کو اُس کے ٹھکانے کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے۔ گھاٹ پر پہنچ کر میت کے کفن کو تین بار جمع کی ہوئی لکڑیوں کے ارد گرد گھمایا جاتا ہے۔ اس کی معنویت کی تین پرتیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ میت دوبارہ بطور انسان پیدا ہو گی۔ دوسرا یہ کہ اس کی بیوی اور بچے بھی ہوں گے اور تیسرا یہ کہ یہ آئندہ اچھی اور بہتر زندگی گزارے گا۔ اس کے بعد میت پر ناریل کا جوس اور خوشبودار پانی انڈیل کر میت کو نذر آتش کیا جاتا ہے۔ نذر آتش کا تناظر ہندوانہ ہی ہے وہ یہ کہ آگ گناہوں کو ختم کرنے والی ہے۔

بعد از مرگ شعائر بدھ مت کے زاویے

میت کے نذر آتش ہو جانے کے بعد اُس کا نیا جنم کب ہو گا؟ اس کے بارے میں بدھ مت کے فرقے مختلف الخیال ہیں لیکن بہر حال یہ درمیانی عرصہ انتہائی اہم سمجھا جاتا ہے۔ چتا جلنے کے بعد گھروں کی اور اپنے اجسام کی صفائی کی جاتی ہے۔ بدھ کے مجسّمے سے دھاگا باندھ کر پانی کے ایک برتن سے فوت شدہ کی اشیاء کو اس عقیدے سے دھویا جاتا ہے کہ وہ پاک صاف ہو جائیں۔ تیسرے دن بدھ اور راہب مردے کی بچی ہوئی ہڈیوں کو دھو کر ایک برتن میں رکھتے ہیں۔ برتن کو بند کر کے اس پہ مقدس منتر پڑھا جاتا ہے اور پھر برتن کا منہ کھول کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اب روح پرواز کر چکی ہے اور برتن کو دفنا دیا جاتا ہے۔ اگر مرنے والا عالی رتبہ ہو تو

toobaafoundation.com

اُس کی راکھ اور باقیات پر سٹوپا تعمیر کر دیا جاتا ہے۔ علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں:

"بودھ اپنے سوامیوں کے تبرکات، دانتوں، بالوں اور ناخنوں کو دفن کر کے اُن پر چھتریاں تعمیر کرتے ہیں۔"[1]

ساتویں دن رسم دانا ادا کی جاتی ہے۔ اس روز بدھ دھرم کی تعلیمات کا درس ہوتا ہے۔ بدھ راہبوں کو مال و متاع سے نوازا جاتا ہے۔ مردے کا یہ ایصال ثواب تین ماہ کے بعد اور ایک سال کے بعد بھی کیا جاتا ہے اور ان رسوم کے ذریعے بدھ مت اپنے ماننے والوں کے دلوں میں موت کی حقیقت کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] جلالپوری، علی عباس، رسوم اقوام، تخلیقات لاہور، 2013ص59۔

toobaafoundation.com

بدھ مت میں عبادت کے شعائر مقدسہ —اسٹوپا سے پگوڈا کا ارتقائی سفر

چونکہ بدھ مت میں اعلیٰ ہستی کا تصور معدوم و مفقود ہے اس لیے اس میں عبادت کا تصور بھی معدوم ہے۔ دنیا کے کاروبار لگے بندھے قوانین کے تابع ہیں جن میں عبادت کے ذریعے ادنیٰ سا تغیر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے دیوتاؤں کی عبادت کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ نیز بدھ مت کے غیر مادی نظریات اور فلسفہ کے ادق خیالات نے اس کو مزید مبہم اور مشکل بنا دیا ہے۔ تنظیم و تزکیہ نفس، غور و فکر اور مراقبہ ایسے دشوار راستے میں جن پر گامزن ہونا خواص کے لیے مشکل ہے عوام کا تو ذکر ہی کیا۔ اس لیے بدھ مت میں عبادت و ریاضت کے حوالے سے دو گروہ منفرد ہو جاتے ہیں۔ ایک تارک الدنیا اور بھکشو جو راہبانہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیاوی لذات کو خیر باد کہہ دیں اور اُن شعائر کی شدت سے پابندی کریں جن کی پابندی اُنہیں ارھت کے مقام پر فائز کر دیتی ہے۔ دوسرا گروہ اُن لوگوں کا ہے جو دنیاوی پیشوں کے ساتھ ساتھ اس مذہب کی تعلیمات پر بھی عمل کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کے لیے اصولوں میں رعایت کا ضابطہ وضع کیا گیا ہے اور اُن پر پابندی لگائی گئی ہے کہ وہ تارک الدنیا راہبوں کو تحفے اور ضروریات زندگی کی اشیاء سے نوازتے رہیں۔

عبادت کا واحد شعیرہ —اوپاوستھا

بدھ مت میں یہی واحد طریقہ ہے جسے کسی نہ کسی طریقے سے عبادت کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس کی معنویت صرف یہی ہے کہ بدھ عقیدت مند پنج شیلا کی یاد دہانی کرے۔ اپنے گناہوں کا اقرار کرے اور آئندہ زندگی میں گناہوں سے بچنے کا عزم کرے۔ لیکن بدھ مت میں اوپاوستھا کسی مادی فائدے کو جنم نہیں دیتا بلکہ ایک ایسی کیفیت کا موجد ہے جو نروان کے قریب تر کرنے والی ہے۔ یہ ایک داخلی سکون اور اطمینان کا آئینہ دار ہے۔

بدھ عبادت گاہ —سٹوپا اور اس سے جڑے معنویت کے اسرار

بدھ عبادت گاہوں کی تعمیر کا مقصد اوّلین باقیات اور تبرکات کو محفوظ کرنا تھا۔ بعد میں رفتہ رفتہ ان عبادت گاہوں کو اجتماعی فوائد، ارتکاز اور ہم آہنگی کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔ اس عبادت گاہ کو سٹوپا کہتے ہیں۔ سٹوپا کا اصل مقصد گوتم بدھ کی باقیات کی تبریک ہے۔ اس لیے بعض اوقات سٹوپا کو گوتم بدھ کے برابر مقام دے کر اُس کی اتنی ہی عزت کی جاتی ہے۔

سٹوپا کی پانچ پرتوں کی معنویت

عموماً سٹوپا کی پانچ پرتیں ہوتی ہیں اور ہر پرت دنیا کی تخلیق کے عناصر خمسہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ پورا ڈھانچہ چہار کونی مربع شکل پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ یہ زمین کا علامتی نشان ہے۔ اس مربع کے اوپر گھنٹی نما گنبد تراشا جاتا ہے جو پانی کا علامتی نشان ہے اور یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں پر باقیات بدھ یا تبرکات رکھے جاتے ہیں۔ اس گنبد کے عین اوپر زینہ نما ہرام آگ کی نشاندہی کرتا ہے۔

toobaafoundation.com

اس گنبد کے عین اوپر ایک نشان ہلال استوار کیا جاتا ہے۔ یہ ہلال Parasol ہوا کا علامتی نشان ہے اور سٹوپا کی بلند ترین چوٹی پر ایک نوکدار کلس خلا کا نمائندہ ہے۔ جیسے جیسے زاویوں کی تبدیلی ہوئی سٹوپا مزید اہرام نما شکل اختیار کرتا چلا گیا اور اس کا نام پگوڈا میں ڈھل گیا۔ سنسکرت زبان کے لفظ دھت گربھ سے مشتق یہ لفظ پگوڈا اس بات کی علامت بن گیا کہ یہ کوئی ایسا محفوظ مقام ہے جہاں کوئی بیش قیمت خزانہ یا شے رکھی گئی ہے۔ اسے ماں کے پیٹ سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے کیونکہ وہ بھی حیات انسانی کے اوّلین لمحات کا شاہد اور گواہ ہی نہیں ہوتا بلکہ اس زندگی کا محافظ اور رکھوالا بھی ہوتا ہے اور یہی معنویت پگوڈا کے ساتھ منسلک ہے۔

سٹوپا کی تعمیر کے انداز سے چھلکتا ہوا تخیل

ہندو مندر کے وستو پرش منڈل کے انداز کی طرح بدھ سٹوپا گیان میں مصروف گوتم بدھ کا آئینہ دار سمجھا جاتا ہے۔ اس کی غلام گردشوں میں سفر اندھیرے سے روشنی کا سفر سمجھا جاتا ہے۔ نیز ان گردشوں کے دائیں بائیں جاتک کہانیوں کے مناظر، خیالی جانوروں کے مجسّمے اور شبیہیں بدھ کے روشن خیالی کے سفر کے مختلف مراحل کے صورت گر ہیں۔ اس میں بدھستواؤں اور دھیانی بدھوں کے مجسّموں سے بدھ مت کی تمام فکری روایات پھوٹتی نظر آتی ہیں جنہوں نے لمحہ بہ لمحہ کئی روایات قدیم وجدید کو اپنے اندر سمویا۔

بدھ سٹوپا کی مرکزی نشست خانقاہ میں ایستادہ بدھ کے مجسّموں کی کاریگری یونانی روایات کی جھلک کی آئینہ دار ہیں۔ ان مجسّموں پر اپالو یازیوس کے مجسّموں کا شبہ ہوتا ہے۔ نیز گوتم سے منسوب اشیاء سونے کے پترے، انگوٹھیاں، مورتیاں، تسبیح کے دانے اور چراغ اور مزید متبرک یادگاروں میں وہ دانت جو گوتم کا کہلاتا ہے اس خانقاہ کے مرکزی نقطہ میں سب سے زیادہ کشش کا سامان رکھتے ہیں۔ خانقاہوں پر لگا بدھ مت کا پرچم ہوا کے ذریعے جب پھڑ پھڑاتا ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ عبادت کے مقدس منتر ملکوتی بدھوں اور بدھستواؤں تک پہنچ رہے ہیں۔

سٹوپا کی معنویت کا اصولی تعلق فقط بدھ کی باقیات و تبرکات سے ہے۔ علامہ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں۔

"یہ گویا بدھ کے آثار جسم کی پرستش ہے۔"[1]

کلاڈیا لیونسن لکھتی ہیں:

"Stupas always imply the presence of the Buddha."[2]

نیز اسٹوپا سنگھ کی فکری علامت سمجھا جاتا ہے۔ یعنی یہ سنگھ کے اُس وعدہ کا نشان عظیم بھی ہے کہ سنگھ ہر بدھ عقیدت مند کو ایک محفوظ جگہ فراہم کرے گا جہاں وہ حصول نروان کی تمام تر رعنائیاں محسوس کر سکے گا اور روشن خیال ہو جائے گا۔

☆.....☆.....☆

[1] فتح پوری، نیاز، علامہ، خدا اور تصور خدا، فکشن ہاؤس لاہور، 2013، ص 134۔

[2] Levenson, Claude, B., Symbols of Tibetan Buddhism, Assouline, 2004 P.28.

toobaafoundation.com

عادات واطوار سے جڑے بدھ مت کے شعائر مقدسہ۔ معنویت

بدھ راہبوں کے لباس کی تراش خراش اور معنویت

عام بدھ پیروکاروں کے لیے کوئی خاص شعیرۂ لباس تو متعین نہیں لیکن بدھ راہب کے لیے لباس کی ایک خاص وضع قطع ہے جو اُس کے ترک دنیا اور ترک آسائش کا علامتی شعار ہے۔

ونایا پتاکا کے مطابق گوتم بدھ کے زمانے میں ہی بدھ راہبوں کے لباس کی زیبائش وتعداد کا تعین کر دیا گیا تھا۔ بدھ راہبوں کا یہ گیروا لباس تین پارچہ جات پر مشتمل ہوتا ہے اور تری کوارا کہلاتا ہے۔

پہلا حصہ لنگوٹ، دوسرا تہبند اور تیسرا ایک لمبی چادر ہے جو پاؤں سے لپیٹ کر بائیں کندھے پر اس طرح ڈالی جاتی ہے کہ دایاں کندھا ننگا رہے۔ یہ صورت بدھ کے مجسّموں کے ساتھ ایک فکری ربط رکھتی ہے جس میں اکثر بدھ کو اسی صورت کے لباس میں دکھایا جاتا ہے۔ بدھ راہب کا یہ گیروا لباس بنیادی طور پر سادگی کا اہم استعارہ ہے اور اگرچہ کے تھینا رسم کے مطابق عام بدھ لوگ یہ لباس راہب کو پیش کرتے ہیں لیکن یہ لباس چیتھروں اور قبرستان میں پڑے ہوئے پھٹے پرانے کپڑوں کو پیوند لگا کر بھی تیار کیا جاتا ہے۔ یہ پیوند لگا کپڑا راہب کی دنیا سے لاتعلقی کا نشان ہے۔

زعفرانی لباس کی معنویت

عموماً اگرچہ زعفرانی رنگ امارت اور رئیسانہ پن کا نشان ہے لیکن بدھ راہب کے لباس میں یہ معنویت معکوس شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس رنگ کا ایک اہم پہلو ہے کہ تمام کپڑوں کے رنگوں کی یکسانیت ذات پات کے فرق کو ختم کر کے ہندو برہمنی تفوق کے نظریے کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ یہ زعفرانی لباس بعض اوقات سادہ کپڑوں کو ہلدی اور گیروسے رنگ دے کر تیار کیا جاتا ہے۔

نیز بدھ راہبوں کا لباس ملکی ثقافت کا آئینہ دار بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا تبت میں گہرا سرخ رنگ سستا ہونے کی وجہ سے مستعمل ہے جب کہ مشرق وسطی میں لباس کا رنگ نیلا اور کالا بھی ہوتا ہے۔ اسی لیے اگر کوئی شخص عام جماعت سے بدھ راہبوں کی جماعت میں آنا چاہتا ہو تو اُسے اپنا معمول کا لباس چھوڑ کر یہ خاص لباس زیب تن کرنا پڑتا ہے۔ یہ لباس تقدس اور نظم وضبط کی علامت ہے۔ نیز بدھ راہب گوتم بدھ کی یاد میں اپنے سر کے بالوں اور ابروؤں کا صفایا کر دیتا ہے اور یہ تاثر دیتا ہے کہ میں دنیاوی آلائشوں سے کنارہ کش ہوتا ہوں۔

پال گوائن تحریر کرتے ہیں:

> "The most powerful message conveyed by the tricivara is detachment from the material world."[1]

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.227.

toobaafoundation.com

ان تینوں کپڑوں کے ساتھ ساتھ راہب کو صرف پانچ اشیا مزید رکھنے کی اجازت ہے۔ ایک کمر بند، بھیک کا پیالا، اُسترا، سوئی اور ایک چھنا۔ یہ تمام اشیا دنیا سے لاتعلقی کا نشان اور پرہیز گاری کی علامات سمجھی جاتی ہیں۔

بھیک کا پیالا ذاتی انا کے خاتمہ کا نشان ہے۔ اُستر امادی دنیا کی آلائشوں کو صاف کر دینے کی علامت ہے۔ سوئی اُسی لباس کو جو پیوند لگا ہے دوبارہ سی کر ایک مستقل لاتعلقی کا استعارہ بنتی ہے۔ جبکہ چھنا انسانوں کو اذیت نہ دینے کا استعارہ ہے۔

عبادت کا پہیہ —معنویت

یہ پہیہ بیلن نما ہوتا اور دھات سے تیار شدہ ہوتا ہے۔ اس پر مقدس منتر کھدے ہوئے ہوتے ہیں۔ زیادہ تر تبت کے ڈرامائی بدھ مت میں دوران عبادت استعمال کیا جاتا ہے۔

عموماً یہ گوتم بدھ کے اُس اعلان کا ایک نشان ہے جب گوتم بدھ نے کہا تھا کہ میں دھرم کا پہیہ گھمانے کے لیے نکلا ہوں۔ چنانچہ اسی یاد میں بدھ پیروکار عبادت کے اس پہیہ کو گھماتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ جب یہ پہیہ چار اطراف میں حرکت کرتا ہے تو بدھ تعلیمات اور دعائیں بھی چاروں کونوں میں پہنچ جاتی ہیں۔

عبادت کا پرچم —معنویت خاص

بدھ مت کے پیروکار اپنے گھروں کی چھتوں پر عبادت کا پرچم استعمال کرتے ہیں۔ یہ پانچ بنیادی رنگوں پیلا، سفید، سرخ، سبز اور نیلا سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ پانچ رنگ تخلیق کائنات کے عناصر خمسہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی (مٹی، پانی، آگ، ہوا اور خلا) ان کا تعلق حواس خمسہ سے بھی جڑتا ہے اور یہ پانچ دانائیوں کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔

ان کے پھڑ پھڑانے سے یہ عقیدہ منسلک ہے کہ برکت چاروں طرف پھیلتی ہے اور بری نظر، آفات و مشکلات رفع ہو جاتی ہیں۔ نیز یہ فتح کا نشان بھی سمجھے جاتے ہیں اور جہاں پر یہ پرچم لگا ہوا ہو اُس جگہ کو بدھستواؤں اور دیوتاؤں کا مسکن سمجھا جاتا ہے۔

یہ جانوروں پر بھی ایستادہ کیے جاتے ہیں اور اس بات کا اشارہ ہوتے ہیں کہ اس جانور کو قربانی کے لیے ذبح نہیں کیا جائے گا۔ اس پرچم پر مقدس منتر لکھے ہوتے ہیں اور اس کے کونوں پر عموماً شیر، چیتے، اژدھے اور اساطیری ہندو پرندے گرودا کی تصویریں ہوتی ہیں جو طاقت، شکتی اور قوت کا نشان ہیں۔ یہ نشانات بدھ مت کے ہندومت سے حد درجہ متاثر ہونے کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

بدھ مالا، 108 کا مقدس عدد اور مدرا میں چھپے راز☆

ہندومت کی طرح بدھ مت میں مالا اور ۱۰۸ کا عدد اہم اور مقدس معنویت رکھتے ہیں۔ مالا کے دانوں اور منتر کا عمومی تعلق اس بدھستوا سے ہوتا ہے جس کا وہ بدھ عقیدت مند حد درجہ طلب گار ہے۔ مالا کا خاتمہ تین بڑے منکوں پر ہوتا ہے اور یہ تین منکے بدھ، دھرم اور سنگھ کی فکری ترجمانی کرتے ہیں اور اُس تہری حفاظت کا آئینہ دار ہیں جو بدھ عقیدت مند کو ان تینوں کی پناہ میں آنے کی صورت میں ملتی ہے۔

تانترک بدھ مت کی مالا کھوپڑیوں کی شکل میں ہوتی ہے جو اس امر کی علامت ہے کہ یہ عقیدت مند موت کے خوف پر قابو پانے کا مرحلہ شروع کر چکا ہے۔

کلاڈیا لیونسن لکھتی ہیں:

"The mala is also the distinctive sign of famous teachers and of certain divine manifestations."[1]

مدرا—ہاتھوں کی زبان کے تخیلاتی حروف تہجی سے سجے معنی خیز پیغامات

غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ گوتم بدھ کے مجسّموں میں ہاتھوں کے انداز یکساں نہیں ہیں۔ کبھی دو بازو سینے کے ساتھ بندھے ہوتے ہیں۔ یہ رحم دلی کے مظہر ہیں جو بدھ کے دل سے نکل کر کائنات بھر میں انڈیلی جا رہی ہے۔ کبھی کھلے ہاتھ سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ یہ فیاضی کا فکری پیغام ہے۔ دائیں ہاتھ کا آشیر واد کے انداز میں اُٹھنا بے خوفی کو ظاہر کرتا ہے اور عزیمت کا نشان ہے۔

بدھ پیروکار گوتم بدھ کے مجسّموں کے سامنے ہاتھوں کے مختلف انداز اپنا کر اپنے آپ کو بدھ کی طرح تصور کرتے ہیں۔ یہ امور جذباتی وابستگی کی آگ کو بھڑکاتے ہیں اور آتش شوق کو سرد نہیں ہونے دیتے۔ نیز یہ دراصل بدھ یا بدھستوا کے مجسّموں کی نقل ہے جو مشابہت پیدا کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔

انجلی مدرا ہاتھوں کی سینے کے سامنے عمودی صورت ہے جس سے خیر مقدم اور عزت افزائی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

دھیان مدرا میں ہاتھوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر گود میں جگہ دی جاتی ہے۔ ہتھیلیاں اوپر کی طرف، انگلیاں پھیلی ہوئیں اور انگوٹھے پوروں کو چھوتے ہوئے ایک فکری مثلث کے راس بن جاتے ہیں۔ یہ مثلث دھرم کے اصول پر دھیان کی مثلث ہے۔ یہ نروان کا نشان اور ماورائیت کے لمحہ کا نقطہ آغاز ہے جب لافانی سچائی کی ابتدا ہو جاتی ہے۔ ہاتھ زمین پر لگنے کا مدرا اور جسم کا

☆ 108 کے عدد کی معنویت کے لیے ملاحظہ ہو۔ ہندومت کے شعائر مقدسہ

[1] Levenson, Claude, B., Symbols of Tibetan Buddhism, Assouline, 2007 P.36.

toobaafoundation.com

نرگس کے پھول کی شکل میں ہونا اس بات کا آئینہ دار ہے کہ زمین بھی اس نروان اور روشن ضمیری کی گواہ بن گئی ہے۔ یہ بھومی پرشامدرا ہے۔

دونوں ہاتھ سینے کے سامنے رکھنا، انگوٹھے اور انگشت شہادت کو ملا کر ایک دائرہ بنانا، دایاں ہاتھ اُوپر کی طرف جبکہ بایاں ہاتھ نیچے کی طرف اُٹھا ہوا ہونا دھرم چکر کا آئینہ دار ہے جو بدھ مت کا امتیازی نشان ہے۔ اس کی فکری روایات میتریا بدھا اور امتیابھ بدھا سے بھی ملتی ہیں۔

اسی طرح وتارکا مدرا تعلیم و تعلم کا نشان ہے۔ ابھایا مدرا حفاظت اور تحفظ کی علامات کا نمائندہ ہے جبکہ وردا مدرا استقبال، خیر مقدم اور سخاوت کا اعلیٰ مظہر ہے۔

کلاڈیالیو نسن کے مطابق:

"These mudras translate words by different means."[1]

جبکہ پال گوائن اپنی تحقیق کے مطابق تحریر کرتے ہیں:

"They carry different meanings: resting in the lap (meditating); holding a bowl (seeking alms); touching the earth (resisting temptation) and raised in front of the chest (teaching)."[2]

بدھ مقدس منتر—پناہ تثلیث سے اوم کی ترقی یافتہ صورت تک کی معنویت

بدھ راہبوں کے اہم مذہبی شعائر میں ایک تین مامن کا اقرار کرنا ہے جسے TRIPLE REFUGE کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدھ، دھرم اور سنگھ میں پناہ مانگی جاتی ہے۔

ان الفاظ کا اقرار سنگھ میں داخلے کی رسم کے وقت ناگزیر ہے۔ اس کے جاپ سے نروان کی طرف پہلا مرحلہ طے کیا جاتا ہے اور دنیا کی لذات اور آسائش ترک کرنے کا پیغام دیا جاتا ہے۔

بدھ عبادت کا ایک اہم شعار ہندو مقدس منتر اوم کی ایک جدید ترقی یافتہ شکل ہے جسے اوم منی پدم ہم کہا جاتا ہے۔ اس منتر کو الوک تیسور بدھ سے منسوب کیا جاتا ہے جو رحم دلی کا دیوتا ہے۔ اوم نروان کے حصول کی علامت سمجھی جاتی ہے جبکہ منی کا لفظ ساری خواہشات کے حصول کا مظہر ہے۔ پدم نرگس کے پھول کا مترادف اور ذہانت و پاکیزگی کا نشان ہے۔ کلاڈیالیو نسن کے مطابق:

"It is the most powerful of all utterances."[3]

☆.....☆.....☆

[1] Levenson, Claude, B., Symbols of Tibetan Buddhism, Assouline, 2007 P.69.

[2] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.34.

[3] Levenson, Claude, B., Symbols of Tibetan Buddhism, Assouline, 2007, P.34.

toobaafoundation.com

مقدس علامات ہشت گانہ کا مختصر معنی اور تناظر

یہ آٹھ علامات ہندو تناظر میں استعمال ہوتے ہوئے بدھ روایات میں داخل ہوئیں اور تقدس کے نئے معانی سے آراستہ ہوئیں اور بدھ اساطیر کے مطابق ملکوتی دیوتاؤں کے گوتم بدھ کو دیے گئے تحفوں کی علامات ہیں۔

اول، ایک چھتری یا آفتاب گیر جسے Parasol کہا جاتا ہے یہ بڑا قدیم شاہانہ نشان بھی ہے اور بری خواہشات سے بچاؤ کی علامت بھی ہے۔

دوم متسیہ (دو مچھلیوں کا نشان) منظم کائنات کا ہندوستانی نشان ہے اور بدھ مت میں روحانی آزادی کی کیفیات کو ظاہر کرتا ہے۔

سوم سیپ (Conch shell) جو ہندو روایات میں بھی مقدس ہے اور بدھ روایات میں اسے سیدھے راستے کی طرف مڑنے کا شعار سمجھا جاتا ہے۔ نیز یہ برائی پر غالب آنے کا نشان بھی ہے۔

چہارم پرچم (The Great Banner) بدھ کی تعلیمات کی طاقت اور قوت کو ظاہر کرنے کے لیے لہرایا جاتا ہے۔

پنجم لامحدود گرہ (The Endless Knot) آواگون اور تناسخ کے لامحدود سلسلہ کا نشان ہے۔

ششم نرگس کا پھول جو پاکیزگی اور روح کی بالیدگی اور ترقی کے زینوں پر چڑھنے کا استعارہ ہے۔

ہفتم گلدان "Vase" اس سوم رس کا نشان ہے جسے روحانی طور پر پی لینے سے انسان لافانی ہو جاتا ہے۔

ہشتم دھرم چکر کا نشان اتفاق و اتحاد کی علامت ہے۔ نروان کا نشان ہے اور بدھ نظریات کی سب سے اہم علامت ہے۔

یہ آٹھ مقدس علامات خوش قسمتی اور خوش بختی کی علامات ہیں۔ اس لیے بدھ مت کے سٹوپا ان سے مزین کیے جاتے ہیں۔ نیز بدھ مت کا مقدس سکارف 'کاتھا' بھی ان کے انداز و غمزہ کو اپنے اوپر ریشم کے تاروں سے سجا کر خوش قسمتی کا امین اور علمبر دار بن جاتا ہے۔

بدھ عبادت کا غیر مستقل منڈالا اور روحانی ترقی کے مدارج

منڈالا بھی ایک اہم بدھ شبیہ ہے جو روحانی ترقی کے لیے تخلیق کی گئی ہے۔ یہ ایک جیومیٹریکل نمونہ ہے جس پر مقدس شکلیں، حروف اور بدھا کی صورتیں منقش ہوتی ہیں۔ یہ تمام ایک پراسرار اور پیچیدہ انداز میں ایک دوسرے سے پیوست ہوتی ہیں۔ یہ منڈالا مہینوں کے بعد جا کر تیار ہوتا ہے۔ منڈالا کے نمونے رنگدار ریت سے تیار کر کے میلوں میں پیش کرنے کے فوراً بعد تلف کیے جاتے ہیں تاکہ عارضی اور ناپائیدار زندگی کے تصور کو تقویت ملتی رہے۔ ان کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا خواہشات کو پالنے کے مترادف سمجھا جاتا ہے اور یہ بدھ مت کے بنیادی نظریے کے خلاف ہے۔ لہٰذا منڈالا بنا کر ضائع کرنے سے خواہشات کا گلا گھونٹنے کا پیغام دھرم کی تجدید نو کی صورت میں برآمد ہوتا ہے اور روشن خیالی کے سفر کا آغاز آسان اور سہل ہو جاتا ہے۔

toobaafoundation.com

الفصل الثالث:

سکھ مت کے شعائر مقدسہ–فکری معنویت اور احکام

سکھ مت۔ایک مختصر تعارف

سکھ مذھب ایک غیر سامی، آریائی مگر غیر ویدک مذھب ہے۔اور محققین کے راجح قول کے مطابق ہندومت سے پھوٹنے والی ایک شاخ ہے جس نے اسلام کے مذہبی نظریات کو بھی ساتھ ملانے کی کوشش کی۔اس کے عقائدوافکار میں بھکتی تحریک کے معروف نظریات واضح نظر آتے ہیں۔ سکھ مذہب کی بنیاد بابا گورونانک نے پندرہویں صدی میں رکھی۔اس کا مسکن پنجاب کی سرزمین ہے۔ گورونانک نے کئی اسفار کیے۔اور اسی دوران روحانی کیفیات سے سرشار ہوتے ہوئے یہ کلام کیا"نہ کوئی ہندو ہے اور نہ کوئی مسلمان"۔

سکھ مت –افکار وعقائد

- سکھ ایک خدا جو ست نام ہے کے قائل ہیں اور انسانی مساوات کے علمبردار ہیں۔ خدا کو تصاویر میں مجسم کرنے کے خلاف ہیں۔ سورج، دریاؤں، درختوں کی پوجا کا انکار کرتے ہیں نیز گنگا اشنان کا عقیدہ بھی نہیں رکھتے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہبی اسفار اور روایات کے مخالف ہیں۔
- ہندوؤں کی طرح آواگون اور تناسخ کے قائل ہیں لیکن یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا اپنی مرضی سے جس کو چاہے آواگون کے بغیر نجات بخش دے۔

سکھ مت کے گرو

سکھ مت میں دس گرو ہیں۔اور یہ گروہی ہے جو حق اور سچائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔
دسویں گرو کے بعد سکھوں کی مقدس کتاب گرنتھ صاحب کو گرو کی حیثیت دی گئی اور اسے آخری مستقل گرو تسلیم کرلیا گیا۔

سکھ مت کے فرقے

- پہلا فرقہ اداسی واسی کہلاتا ہے۔یہ مجرد رہتے ہیں۔بدھ بھکشوؤں کی طرح گیروے کپڑے پہنتے اور اکثر ننگ دھڑنگ رہتے ہیں۔
- دوسرا فرقہ سہج دھاری کہلاتا ہے۔یہ جارحیت پسندی کے مخالف اور داڑھی منڈوانے کو ترجیح دیتے ہیں۔
- تیسرا فرقہ سنگھ گرو گوبند کا تنظیم کردہ ہے۔یہ سنت اور سپاہی کا امتزاج رکھتے ہیں اور پانچ ککے کے امتیازی نشان سے آراستہ ہوتے ہیں۔

toobaafoundation.com

سکھ مت کے شعائر مقدسہ اور گورونانک کی شخصیت — بھکتی کے انجذاب سے نئے مذہب کی آرائش تک

سکھ مت کے بانی کی حیثیت سے گرونانک کی شخصیت سکھ مت کے اہم ترین شعائر میں سے ہے۔ ہندو کھتری خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود نو سال کی عمر میں ہی ہندو برہمنیت کی خاص رسم جینیو سے بغاوت کرنے کے عمل سے گرونانک کی گوشہ نشینی اور سوچ بچار کا آغاز ہوا۔

روحانی تجربے کی مسافتوں کو طے کرتے ہوئے اہم ترین روحانی مقام سے نانک تب روشناس ہوئے جب وہ ندی میں نہانے کے لیے اُترے اور تین دن بعد جب تمام لوگ اُن کے ڈوبنے کا یقین کر چکے تھے ظاہر ہوئے اور مکمل خاموشی کے بعد پہلا جملہ زبان سے نکالا۔

"نہ کوئی ہندو نہ کوئی مسلمان"

بعد ازاں نانک نے اسلام اور ہندو مت کے بہترین اجزا کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔ رواج پرستی اور رسومات کو مسترد کر دیا اور بت پرستی، شجر پرستی اور حجر پرستی کی شدت سے تردید کی۔

اُن کی وفات کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں میں تنازع شروع ہوا۔ دونوں نانک کے دعویدار تھے۔ ہندو چتا میں جلانے کے خواہش مند تھے جبکہ مسلمان اُن کی تدفین کے قائل تھے۔ تنازع کے دوران جب گرونانک صاحب کی لاش سے چادر اُٹھائی گئی تو لاش غائب تھی اور وہاں کچھ پھول پڑے تھے۔ اس واقعہ نے گرونانک کی معنویت کو نئے زاویے عطا کئے اور مستقلاً ایک نیا مذہب وجود میں آگیا۔

گرو کا معنی اور گرونانک کے خصائص

گرونانک کے مطابق کوئی بھی شخص گرو یعنی استاد کامل کے بغیر خدا کو نہیں پاسکتا۔ گرو دل کے غرور اور دنیاوی محبت کو نکال کر اعلیٰ ترین صداقت سے روشناس کرواتا ہے۔ سچا گرو علم کی تلوار کا مالک ہوتا ہے اور دل کے ساتھ لڑتا ہے۔ وہ دس اعضاء کے فعل اور فعل کے راز اور برے جذبات کا گواہ ہوتا ہے۔ الوہی علوم میں کامل اور غرور و خود فریبی سے آزاد ہوتا ہے۔ اپنے متبرک جسم کی حفاظت کرتا ہے۔ بھگتی اور ریاضت میں مستحکم ہوتا ہے۔

چونکہ گرونانک نے خود عرفان الٰہی اپنی جستجو اور طلب کے مطابق توفیق الٰہی کے فیض سے حاصل کیا تھا۔ اس لیے اُن کے کلام میں خدا تعالیٰ کے لیے گرو یا ست گرو کی اصطلاح عام ملتی ہے۔ یعنی بغیر خدا کی رضا اور اُس کے فضل کے کوئی اُس تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن دنیاوی سطح پر بھی گرو کی اہمیت مسلمہ ہے۔ انسانی گرو ہی وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعے پیغام الٰہی بندوں تک پہنچتا ہے۔

toobaafoundation.com

یعنی گرو ہی بیڑا، سیڑھی اور کشتی ہے۔

گناہوں کا دریا پار کرنے کے لیے گرو ہی جہاز ہے۔ وہی زیارت گاہ ہے اور وہی اشنان کے لیے پاک دریا ہے۔

یوں گرونانک نے گرو کے تصور کو سکھ مذہب کی اساس بنا دیا۔ اور یہ تصور بعد ازاں سکھ روایات کی نشو ونما کے لیے ایک اہم عمل انگیز بن گیا۔

مشہور صحافی خشونت سنگھ اپنی معروف کتاب "A History of the Sikhs" میں لکھتے ہیں:

"Without the Guru, said Nanak, there could be no salvation."[1]

مگر ساتھ ہی گرونانک نے واضح کر دیا کہ خدا نرنکار یعنی بے صورت ہے۔ اس لیے گرو کو پوجا نہیں جا سکتا بلکہ صرف رہنمائی حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

گرونانک کی تصویر سے جڑے شعائر اور اُن کا ماضی

لیکن جس طرح عموماً مذاہب میں ہوتا آیا ہے کہ معقول کو محسوس کی شکل دی جاتی ہے تاکہ ارتکاز ذہن رفتار پکڑ سکے۔ رفتہ رفتہ گرونانک کی شبیہ سکھ گھروں اور گردواروں کا حصہ بنتی چلی گئی اور اس تصویر کو ایک اہم شعار کے طور پر استعمال کیا جانے لگا حالانکہ گرونانک کا اپنا جہاد زیارتوں تیرتھ یاتراؤں اور صورت پرستی کے خلاف تھا۔ مگر جنم ساکھیوں کے ادب نے خود نانک کو مجسم شکل عطا کر دی۔

عموماً گرونانک کو ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا دکھایا جاتا ہے۔ یہ درخت عموماً اختیار کی شاہی چھتری سمجھا جاتا ہے۔

گرونانک کا زعفرانی لباس اس امر کا غماز ہے کہ گرونانک روحانی ترقی کے راستوں کے مسافر ہیں۔ وہ آنے والے کے غرور کو عاجزی میں اور ذہنی تیرگی کو خدا کے نور سے منور کرتے ہیں۔ نیز اُن کی ٹانگوں کا انداز اُن کے سنت ہونے کا آئینہ دار ہے۔

گرونانک کو تاج نما پگڑی پہنے ہوئے دکھایا جاتا ہے اور اس پگڑی سے نورانی ہالوں کا برآمد ہونا اس امر کی علامت ہے کہ گرونانک تقدیس کے مقام پر فائز ہو چکے ہیں۔

گرونانک کی لمبی سفید داڑھی ایک قدیم رشی کے تصور کو جنم دیتی نظر آتی ہے جو روحانی ترقی کی منازل کا ان تھک مسافر ہے اور نجات کا خواہش مند ہے۔

نیز گرونانک کے گلے کا ہار اور ہاتھوں میں مالا اس بات کی علامت ہے کہ گرونانک اُس بے صورت خدا کا نام جپنے میں مگن ہیں جو نرنکار ہے، ست گرو ہے اور سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔[۲]

گرونانک کے پاؤں میں ہندو روایات کا امین سورج کی کرنوں کی طرح پھوٹتا ہوا ایک نشان اس بات کی علامت ہے کہ گرونانک کوئی معمولی شخص نہیں بلکہ خاص کمالات کی حامل ہستی ہیں۔

---

[1] Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011, P. 38.

[۲] گرو گرنتھ، مول منتر صفحہ 1

toobaafoundation.com

گرونانک کی آنکھیں نیم وا نظر آتی ہیں۔ یہ خمار گرونانک کی روحانی سرمستی کا آئینہ دار ہے اور محسوس کرواتا ہے کہ گرونانک روحانی دانائیاں سکھانے والے اُستاد اور گرو ہیں۔

گرونانک کی احتجاجی معنویت اور مارٹن لوتھر سے مماثلت

گرونانک کی شخصیت بت پرستی اور ہندو ذات پات کی تفریق کے خلاف ایک تناور پودے کی طرح اُبھری اور بعد ازاں اس نے ایک قوت آمیز درخت بن کر خدا کی وحدانیت اور انسانوں کی برابری کے نظریات کی چھاؤں سے معاشرے کو سکون اور امن عطا کیا۔

یہ تمام واقعات قریب قریب تبھی پیش آئے تھے جب مغرب میں عیسائیت پروٹسٹنٹ ازم سے متعارف ہوئی۔ گرونانک (1538-1469) اور پروٹسنٹ ازم کے بانی مارٹن لوتھر (1546-1483) تقریباً ہم عصر ہیں۔ اور جس طرح مارٹن لوتھر نے رومن کیتھولک ازم کے استبداد کے خلاف احتجاج کیا اسی طرح گرونانک نے ہندومت میں ذات پات کی تفریق اور لاتعداد خداؤں، بتوں اور اوتاروں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ یہی صدا بلند ہوتے ہوتے شدید مزاحمت کی شکل اختیار کر گئی اور گرونانک کی شخصیت کے نورانی ہالوں میں بعد کے گروؤں کو روشنی کی وہ کرنیں میسر آئیں جن کرنوں نے بعد ازاں سکھ دھرم کی جزئیات و تفصیلات کے مرکزی محل کو روشن اور فروزاں کرتے ہوئے نئی معنویات سے روشناس کر دیا۔

گرونانک کے جانشین اور اُن سے جڑے زاویوں کی تاریخ

گرونانک نے اپنے وفادار چیلے لہنا کو انگد کا نام دے کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور اعلانِ جانشینی کرتے ہوئے کہا کہ میری روح اس میں سرایت کر گئی ہے۔ اس لیے اب لہنا ہی کو نانک سمجھا جائے اور انگد کا مطلب ہے میرا نیا جسم۔

گورونانک کے اس بچن نے سکھوں کے مذہب کو ایک نئی معنویت عطا کر دی۔ تجسم کا نظریہ سکھ مت میں نئے زاویوں کے ساتھ جلوہ گر ہو گیا۔ اور وہ یہ کہ اُن کی روح ہر جانشین کو ورثے میں ملتی ہے۔

گروانگد کی معنویت کا پہلو گورمکھی رسم الخط کی ایجاد ہے۔ اس رسم الخط سے گرونانک کی تعلیمات محفوظ ہوئیں اور ہندو دھرم میں مدغم ہونے سے بچ گئیں۔

گرو رام داس سے امرتسر کا تعلق

چوتھے گرورام داس کی شخصیت کی معنویت کا اعلیٰ ترین مظہر اُس تالاب کی بنیاد ہے جو امرتسر کے نام سے سکھ تاریخ کے ماتھے کا مقدس ترین جھومر بن گیا۔ امرت کا معنی آب حیات اور سر کے معنی تالاب کے ہیں۔ یہ زندگی بخش تالاب آباد ہوا اور یہ جگہ گرو کا چک کے نام سے معروف ہو گئی۔

گرو رام داس کی شخصیت کی ایک اہم معنویت اُن کا وہ کلام ہے جو سکھ شادیوں میں خصوصاً پڑھا جاتا ہے اور لاون کے نام سے معروف ہے۔

toobaafoundation.com

گرو ارجن —سکھ مذہبی زاویوں کا نقطۂ صعود

سکھوں کو سیاسی اور مذہبی لحاظ سے ایک مخصوص شناخت عطا کرنے کا معرکہ گرو ارجن کی شخصیت کا سب سے اہم کارنامہ ہے۔اس کارنامے کی کئی اہم پرتیں ہیں۔

اوّل، یہ کہ گرو رام داس کے مقدس تالاب پر سکھوں کی مقدس عبادت گاہ کا قیام سکھ مذہب کے ایک خاص مذہبی رنگ کی پہچان بن گیا۔

یوں میری اور فقیری (سیاست اور مذہب) کے امتزاج کی فکری روایت نے جنم لیا اور یہ جگہ دربار صاحب کے نام سے سکھ مذہبی عقیدت مندی کا مرکزی نقطہ بن گئی۔

گردرشن سنگھ ڈھلوں اپنی کتاب "Researches in Sikh Religion and History" میں لکھتے ہیں:

"The location of Harmandir in the centre of the pool symbolizes the synthesis of Nirgun and Sirgun, the spiritual and temporal realms of human existence."[1]

گرو ارجن کی ذات سے منسلک ایک اور اہم زاویہ گرنتھ صاحب کی تیاری اور تدوین ہے جو بعد ازاں سکھ مذہبی زندگی کا محور قرار پائی۔ دسویں گرو کی رحلت کے بعد اس کتاب کو باضابطہ گرو کا درجہ مل گیا۔ اور یوں گرو کی مادی تجسیم الفاظ کے نئے قالب میں ڈھل کر سکھ مذہب کی مستقل اساس اور اہم ترین متاع بنی۔

یوں گرو ارجن نے گرونانک کے نظریات کو مسلح شکل عطا کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور بعد میں آنے والے گروؤں خصوصاً ہر گوبند اور آخری گرو گوبند سنگھ کو ایسا ڈھانچہ عطا کر دیا جو سکھوں کی ایک مستقل اور علیحدہ انفرادی شناخت بن گیا۔

گرو ارجن کی شہادت —لہو آمیز فکری فضا کی پر اسراریت سے سکھ مت کی مضبوطی تک

گرو ارجن کی شخصیت کے زاویوں کا تنوع ایک اہم رنگ میں تب ڈھل جاتا ہے جب گرو ارجن کی سوچ اور الفاظ کے چناؤ نے سکھ مت کی امن پسندی میں جارحیت کا توانا رنگ بھرا۔ اور گوردرشن سنگھ ڈھلوں کے الفاظ کے مطابق مغل اقتدار کو چیلنج کرنے کے لیے تخت، دربار اور سچا بادشاہ جیسی اصطلاحات کو عام کیا گیا۔ اور جب جہانگیر کے دور میں گورو ارجن کو اذیت کا نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اُتارا گیا تو اس لہو نے سکھ مذہب کے بدن میں ایک نئی توانائی پیدا کر دی جو بعد میں گوبند سنگھ کے ہاتھوں بے قابو ہو جانے کی حدود میں داخل ہو گئی۔

گوربچن سنگھ اپنی اہم کتاب "The Sikhs - Faith, Philosphy and Folk" میں لکھتے ہیں:

"The Sikhs acquired their first martyr."[2]

اسی طرح کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے خشونت سنگھ نے لکھا ہے:

---

[1] Dhillun, Gurdarshan Singh, Researches in Sikh Religion and History, Sumeet, Chandigarh, 1989, P.62.

[2] Singh, Gurbachan, The Sikhs-Faith, Philosphy and Folk, Roli Books, 2000, P.35.

toobaafoundation.com

"Arjun's blood became the seed of the Sikh Church as well as of the Punjabi nation."[1]

نانک امن پسندی سے گوبند سنگھ کے خالصہ تک—میری اور فقیری کے درخشاں زاویے

سکھوں کے آخری گرو گوبند سنگھ کی ذات کی معنویت میں جارحیت اور انتقام کے مضامین سرفہرست ہیں۔ سکھوں کی مذہبی تاریخ اس بات کی عینی گواہ ہے کہ اگر گرونانک کی تعلیمات نے سکھوں کی روحانی زندگی کے اصول فراہم کیے تھے تو دسویں گرو نے سکھ شریعت، سکھ چرچ اور سکھ روایت کے مخصوص کردار کی تشکیل کے دوران اسے وہ نئے زاویے عطا کئے کہ سکھوں کی جمعیت ایک جنگجو مذہبی جماعت میں ڈھل گئی۔ گرو گوبند سنگھ ہی نے مغل حکومت کے خلاف فوجی کارروائیوں کو ایک مذہبی جہاد اور عبادت کا درجہ دے دیا۔

تشکیل خالصہ — معنویت

1699 میں بیساکھی کے موقع پر گوبند سنگھ نے اپنے مقلدین کو نئے فکری زاویوں سے روشناس کروایا۔ باضابطہ ارادت (پاہل) کا ادارہ قائم ہوا۔ پانچ پیاروں کی اصطلاح صفحۂ تاریخ پر جلوہ گر ہوئی۔ امرت چکھنا کے عمل سے گزرنے کے بعد مرید خالصہ کی شکل اختیار کر گئے مردوں کے لیے سنگھ اور عورتوں کے لیے کور کے نام کے لاحقے لازمی قرار پائے اور سکھ خالصہ کے پانچ امتیازی نشانوں کو شرعی حیثیت عطا کی گئی۔ کیس، کنگھا، کڑا، کچھا اور کرپان کے ساتھ کئی معانی منسلک کئے گئے۔ یوں گرونانک کی امن پسندی کو جارحیت کی ردائے لہورنگ تلے ڈھانپ دیا گیا۔ جمہوری روایات کو سکھ مذہب کا خاصہ بنا دیا گیا۔ ذات پات کی تمیز بھی اُٹھا دی گئی اور امرت پاہل کی رسم نے سب کو مساوی حقوق عطا کر دیے۔

گوبند سنگھ اور گرنتھ صاحب کا عمودی تقدیسی سفر

گوبند سنگھ کی ذات کی ایک اور معنویت الفاظ کو گرو کا روپ دینا بھی ہے۔ چنانچہ اعلان کیا گیا کہ گوبند سنگھ کے بعد کوئی گرو نہ آئے گا اور سکھوں کی مقدس کتاب گرنتھ ہی گرو کے مقام پر فائز ہو گی۔ یوں خدا اور انسانی گرو کے ساتھ ساتھ گرو کا ایک تیسرا فکری معنی دبستان سکھ مت میں پوری حشر سامانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ یہ شبدیابانی کا گرو ہونا ہے۔

یوں گوبند سنگھ کی ذات سکھوں کے لیے گرونانک سے بھی زیادہ متبرک ہو گئی کیونکہ گرونانک نے تو فقط روحانیت اور امن پسندی کا درس دیا تھا لیکن گوبند سنگھ نے ایک تاخت و تاراج قوم کو جھپٹنے اور پلٹنے کا ولولہ عطا کیا اور اُنہیں ایک مضبوط اور توانا مذہبی جتھے میں تبدیل کر دیا۔

گوربچن سنگھ لکھتے ہیں:

"He braught to culmination a new religion."[2]

---

[1] Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011, P. 59.

[2] Singh, Gurbachan, The Sikhs-Faith, Philosphy and Folk, Roli Books, 2000, P.54.

toobaafoundation.com

یہ نیا مذہب سنت اور سپاہی کا ملن تھا۔ اس میں تلوار کی کاٹ بھی تھی اور امرت کی روحانیت بھی۔ یوں خالصہ جماعت بھگتی اور شکتی کا امتزاج بن گئی۔ سنت سپاہی کا اہم فریضہ یہ ٹھہرا کہ وہ زندگی خدا کے لیے وقف کر دے اور ضرورت پڑنے پر مذہب کے دفاع اور ناانصافی کو روکنے کے لیے تلوار لے کر میدان میں نکل آئے۔

اس حقیقت کو خشونت سنگھ نے یوں بیان کیا ہے:

"Nanak's God loved His saints, Gobind's God destroyed His enemies."[1]

گوبند سنگھ۔ اتحاد مذاہب کے ازالہ سے ہندومت کی طرف واپسی کا رجحان اور کایا پلٹ

گوبند سنگھ کی شخصیت نے سکھ مت کو ایک نیا معنی سونپا۔ وہ اتحاد مذاہب کا ازالہ اور ہندو اثرات و رسومات کا نمایاں پن تھا۔ مسلمانوں کی توحید پرستی جو گرونانک کی تعلیمات میں نمایاں ترین تھی گوبند سنگھ کے فکری انقلاب کا شکار ہو گئی۔ خدا کی تعمیری قدرت پر اُس کی تخریبی قدرت کو برتر کر دیا گیا۔ موت کو خدائی کا درجہ مل گیا اور لوہا تباہی کی علامت کے طور پر پوجا جانے لگا۔ ہندوؤں کی درگا دیوی کو شکتی کے نسائی پہلو کے طور پر منتخب کیا گیا۔ مہادیو کی شکتی پرستش کا نشان قرار پائی اور خالصہ کا نعرہ یادرگا ہو گیا۔

☆.....☆.....☆

[1] Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011, P. 85.

toobaafoundation.com

تجسیم شبد سے ادی گرنتھ تک—مقدس گرنتھ کی معنویت اور احکام

گرو گوبند سنگھ نے گرو ہونے کی ذمہ داری گرنتھ کو سونپ دی۔ اور یوں گرنتھ گرو گرنتھ صاحب بن کر مقام تقدیس کے اعلیٰ ترین نقطہ پر براجمان ہو گئی۔

چونکہ شبد اور بانی کو بھی گرو قرار دیا جاتا اور الہامی سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا گوبند سنگھ کے لیے یہ مرحلہ آسان ثابت ہوا کہ وہ اپنے بعد انسانی گروؤں کا سلسلہ ختم کر دیں اور یہ طے کر دیا جائے کہ آج سے ادی گرنتھ ہی سکھوں کے لیے تسلیم شدہ گرو ہو گی اور سکھوں کی روحانی رہنمائی کے لیے کافی ہو گی۔

ادی گرنتھ کا سرمایۂ معنویت

گرو ارجن نے ادی گرنتھ کو مرتب کیا۔ اس کو گوبند سنگھ نے گرو کا نام دے کر واضح کر دیا کہ اب یہی اُستاد اور رہنمائی کرنے والی ہے۔ اس میں پہلے پانچ گوروؤں کا کلام اور دوسرے بھگتوں کی بھی بانیاں ہیں۔

ادی گرنتھ کی معنویت کے کئی پہلو ہیں۔ اس کو لکھنے کا رسم الخط بطور خاص مرتب کیا گیا اور اسے گرمکھی کا نام دیا گیا۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ گرنتھ سکھوں کو خود پسند (من سکھ) بنانے کی بجائے گرمکھ یعنی خدا پسند بنائے گی۔

گرنتھ کا اصل پیغام خدا کے ساتھ مدغم ہو جانا ہے اور اسی لیے یہ اپنے اندر اُن لوگوں کے کلام کو بھی سموئے ہوئے ہے جن کا سکھ مت سے تعلق نہیں تھا۔

چنانچہ خشونت سنگھ اپنی مختصر کتاب "The Sikhs Today" میں لکھتے ہیں:

> "Guru Granth is perhaps the only scripture in the world that incorporates and sanctifies the writings of the people who did not subscribe to the faith."[1]

یوں گرنتھ صاحب محبت اور بھائی چارے کے ہمہ گیر پیغام کی تجسیم ہے اور گرو گرنتھ کے مقدس صحائف لوگوں کے لیے الہام کا ایک دائمی ذریعہ ہیں۔ یہ اس امر کی داعی ہے کہ اخلاقیات روحانی بہتری کی بنیادوں کو تشکیل دیتی ہے۔

نیز گرو گرنتھ کے مطابق خدا کا ایک امتیازی نام جگت گرو ہے۔ سچا گرو صداقت اور علم کا سمندر ہوتا ہے۔ اس کا تفویض کردہ علم ہمیشہ درست ہوتا ہے اور علم کا نور ہونے کی وجہ سے اس کے الفاظ مشعل راہ بن جاتے ہیں۔

گرو گرنتھ خدائی رحمت کو کئی معانی عطا کرتی ہے۔ خدا ہمارے کرم کو قابو میں رکھتا ہے۔ لیکن اُس نے ہمیں آزاد ارادے کی فہم دی ہے۔ اور جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے طمانیت پالیتا ہے۔

---

[1] Singh, Khushwant, The Sikhs Today, Orient Longman, 1985, P.19.

toobaafoundation.com

محبت، انکساری، قناعت، خدا کی ہدایت، انسانی بھائی چارے، تزکیۂ نفس، زندہ چیزوں پر رحم، جسم اور ذہن کی پاکیزگی، روحانیت کی تلاش، مرد و عورت کی برابری، دوسروں کی خدمت، کھانے پینے اور رہن سہن میں آزاد خیالی کا پیغام وہ استعارے ہیں جو گرو گرنتھ کے مقدس الفاظ سے برآمد ہوتے ہیں اور یوں یہ بھگتی اور خدا کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دینے کا درس نادر ارشاد کرتی ہے۔

ہندو اور مسلم روایات کے امتزاج کو سموئے ہوئے گرنتھ کا خدا ایک ہے۔ اور ہر مذہب کا علیحدہ علیحدہ خدا نہیں ہے۔ خدا ایک ہے جو نہ رام کی سی صورت رکھتا ہے اور نہ مسلمانوں کی سوچ کی طرح صاحب صفات ہے۔ وہ نا قابل تقسیم، قابل فہم، ھست مطلق، قید زماں سے آزاد اور ہر شے میں سمایا ہوا ہے۔ اُس کی تعریف ناممکن ہے مگر اُسے نام سے موسوم کرنا بھی ضروری ہے۔[۱]

مول منتر کی معنویت

گرو گرنتھ صاحب کا مول منتر سب سے مقدس سمجھا جاتا ہے۔ اس میں ذات خداوندی کا تصور نہایت مختصر مگر جامع شکل میں آگیا ہے۔[۲]

یہ کچھ یوں ہے:

ایک اونکار	خدا ایک ہے
ست نام	سچ ہے
کرتا پرکھ	فاعل مطلق ہے
نربھو	بے خوف ہے
نرویر	اُس کی کسی سے دشمنی نہیں
اکال مورتی	وہ ازلی اور ابدی ہے
سہ بھں	قائم بالذات ہے
گر پرسادی	خود اپنی توفیق و رضا سے حاصل ہوتا ہے۔

پشورا سنگھ اپنی کتاب "The Guru Granth Sahib" میں تحریر کرتے ہیں:

"Mool Mantra with which the Adi Granth opens is the basic theological statement of the Sikh faith."[3]

مول منتر کا مطالعہ واضح کر دیتا ہے کہ گرونانک کا عقیدۂ توحید اسلامی نظریۂ توحید سے مختلف نہ تھا۔ اور یہ کہ اسلام کی

---

[۱] گرو گرنتھ، رام کلی محلہ، صفحہ 97-826

[۲] گرو گرنتھ، مول منتر، صفحہ 1

[3] Singh, Pashaura, Guru Granth Sahib, Oxford, 2001, P.84.

toobaafoundation.com

تعلیمات کا سکھ مت میں کافی اثر رہا ہے اور اس کا اعتراف خشونت سنگھ نے یہ کہہ کر کیا ہے۔

"Sikh religion owes much to Islam."[1]

نیز مول منتر کی حیثیت کو سورۂ فاتحہ سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی حیثیت جیسے قرآن میں ہے ویسی ہی مول منتر کی حیثیت سکھ مت میں ہے۔ اور یہ مماثلت نہ صرف مضامین میں ہے بلکہ احکامات میں بھی ہے۔ چونکہ گرونانک نے مول منتر خدا کی طرف دھیان لگانے کے لیے مرتب کیا تھا اس لیے یہ سکھ عبادت کا ایک اہم اور ناگزیر جز ہے۔ اسی لیے اس کو بھی مکمل طور پر پڑھا جاتا ہے اور جیسے مسلمانوں کی نماز کی عبادت سورۂ فاتحہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتی ویسے ہی سکھوں کی عبادت بھی مول منتر کے بغیر ادھوری اور ناقص رہتی ہے۔

مول منتر کی معنویت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ یہ جنت یا دوزخ کی طلب کی طرف نہیں بلکہ ست گرو کے ساتھ خالص پائیدار رابطے اور انجذاب کا درس دیتا ہے۔ یہ رابطہ خدا کی بے نیازی کو جوش میں لاسکتا ہے اور یوں عقیدت مند کو ہندو تناسخ اور آواگون سے نجات مل سکتی ہے۔

مول منتر کا ایک فکری نکتہ جو "اجونی" کے لفظ میں بیان ہوا ہے اس لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے کہ اس سے ہندوؤں کے نظریۂ اوتار کارد اور اللہ کے تنزیہی پہلو پر اصرار ہے۔ اور یوں اللہ سے راضی برضارہ کر ہی انسان اُس تک پہنچ سکتا ہے۔

جاپ جی کی معنویت

گرو گرنتھ کے افتتاحیہ جاپ جی کو گرونانک کے پہلے الہامی الفاظ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سکھ مت کے مطابق یہ طویل نظم گرونانک کو خدا کی طرف سے تب ودیعت کی گئی جب وہ اُس کے دربار میں حاضر کئے گئے تھے۔

پشوراسنگھ جاپ جی کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"A work which is regarded as the quintessence of the whole Sikh scripture."[2]

جاپ جی میں روحانی ارتقا کی پانچ منزلیں بتائی گئی ہیں—فرائض، بصیرت، استغراق، روحانیت، صداقت اور عرفان سے گزر کر انسان خدا سے مل جاتا ہے۔

جاپ جی بھکتی کے مخصوص مشرب کی آئینہ دار ہے جو گرونانک صاحب کے دور میں آہستہ آہستہ نمودار ہو رہی تھی۔ چنانچہ عشق حقیقی کا گداز، محبوب حقیقی کی تمام کائنات اور خصوصاً قلب انسانی میں جلوہ گری کا تصور، عام انسانی ہمدردی کے تصورات کو گرونانک صاحب نے اپنے مذہبی احساس کی شدت کا جامہ پہنایا اور عشق حقیقی کے ذاتی تجربہ کی بنیاد پر جاپ جی کی صورت میں یہ بھکتی مت ایک نئی رفعت سے روشناس ہو گیا۔

---

[1] Singh, Khushwant, The Sikhs Today, Orient Longman, 1985, P.25.

[2] Singh, Pashaura, Guru Granth Sahib, Oxford, 2001, P.90.

toobaafoundation.com

ایک اونکار – گرنتھ صاحب کا ابتدائیہ اور سکھ مت کا امتیازی شعار

گرو گرنتھ صاحب کا افتتاحیہ ''ایک اونکار'' آج سکھوں کا عظیم ترین مقدس نشان اور شعیرہ ہے جسے عالمی سطح پر سکھوں کے نمائندہ نشان ہونے کا درجہ حاصل ہے۔ یہ سکھوں کے لیے یوں ہی ہے جیسے عیسائیوں کے لیے صلیب۔

ایک اونکار کے مطابق خدا تعالیٰ واحد مطلق وحدہ لاشریک ہے۔ اور یہ اک اونکار سکھ مت کے فلسفے کی اساس ہے۔[1]

معروف صحافی خشونت سنگھ اپنی کتاب "The Sikhs Today" میں لکھتے ہیں:

"Ik Onkar is the statement of oneness in Sikhism."[2]

اک اونکار کا پہلا لفظ اک خدا کی وحدانیت کو ظاہر کرتا ہے جبکہ اونکار اُس صفاتی نام کی ترقی یافتہ شکل ہے جو ہندوؤں میں اوم کے نام سے معروف ہے۔

اک اونکار کی معنویت کے چشمے محسوس ہوتا ہے توحید خالص کے سوتے سے پھوٹ رہے ہیں۔ آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دین اسلام کی اعلیٰ ترین سچائی اور وصف سکھ مت میں اک اونکار کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اونکار سے پہلے اک وہی معنی دے رہا ہے جیسا معنی سورۂ اخلاص کے ''احد'' میں پایا جاتا ہے۔

گرو گرنتھ –احکامات

گرو گرنتھ گردوارے کا سب سے اہم شعیرہ اور مقدس ترین علامت ہے۔ یہ ایک جیتا جاگتا گرو ہے لہٰذا اس کی تعظیم کے لیے حتی الامکان مقدس ترین اور محترم ترین انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ اس انداز کا مختصر خلاصہ یہ ہے۔

سر ڈھکا ہوا ہو، جسمانی نظافت کا اہتمام ہو، نیز جہاں پر اس کو رکھنا مقصود ہو وہاں شامیانہ نصب ہو جو بادشاہت کی علامت ہے۔ اسے ایک تخت پر رکھا جائے اور ریشمی رومالوں سے اس کو ڈھکا جائے حتیٰ کہ اگر اس کو اُٹھانا اور کہیں لے جانا مقصود ہو تو سر پر اُٹھایا جائے جو انتہائی عظمت اور بزرگی کا نشان ہے۔

نیز گرو گرنتھ صاحب کو باقاعدہ مور چھل کیا جاتا ہے۔ یہ مور چھل بھی گرو گرنتھ کی عظمت اور بزرگی کی دلیل ہے۔

ایک اہم حکم یہ بھی ہے کہ جب بھی گرو گرنتھ کے سامنے آنے کا اتفاق ہو تو سکھ عقیدت مند کا سر عقیدت سے جھکا ہوا ہو کیوں کہ وہ ایک کتاب کے سامنے نہیں بلکہ ایک جیتے جاگتے گرو کے سامنے آکر کھڑا ہوا ہے۔

الحاصل گرو گرنتھ صاحب سکھ مت کا امتیازی نشان اور اہم ترین شعیرہ ہے۔ سکھ روزمرہ زندگی کا اہم ترین اثاثہ اور عظیم ترین ادبی و فکری سرمایہ ہے۔ اسے بجا طور پر سکھ مت کی بائبل کہا جاتا ہے۔ پشورا سنگھ لکھتے ہیں:

"The Guru Granth Sahib has functioned as a supernatural source of authority in the Sikh tradition indeed as a sacred symbol."[3]

---

[1] گرو گرنتھ صفحہ نمبر 1

[2] Singh, Khushwant, The Sikhs Today, Orient, Longman, 1985, P.114.

[3] Singh, Pashaura, Guru Granth Sahib, Oxford, 2001, P.280.

toobaafoundation.com

گرو گرنتھ کی معنویت کا خلاصہ اور نچوڑ بیان کرتے ہوئے سکھ مذہب کے اہم صحافی خشونت سنگھ نے خوب کہا ہے:

"Sikhs look upon it as the symbolic representation of the ten gurus."[1]

دسم گرنتھ –امن پسندی کی فاختہ سے جارحیت کے نشتر و کرپان تک

سکھوں کی دوسری اہم مقدس کتاب دسم گرنتھ ہے جسے اس لیے دسویں پادشاہ کا گرنتھ کہا جاتا ہے کہ اسے تدوین و ترتیب کے مراحل میں سے گرو گروبند سنگھ نے گزارا تھا۔

یہ گرنتھ گرو کے جاپ سے شروع ہوتی ہے اور اس کے مندرجات کی معنویت سے اُس عسکریت اور جارحانہ پن کی سوگندھ محسوس ہوتی ہے جو گوبند سنگھ کے خمیر میں ملی ہوئی تھی۔

گربچن سنگھ کی تحریر کے مطابق دسم گرنتھ سے سادگی، سلاست، اصلیت، مساوات، بھائی بندی، اخلاقیات، نیک کاموں کی ترغیب کے ساتھ ساتھ کمزور کی حمایت اور ظلم و ناانصافی کے خلاف ڈٹ جانے کے معانی پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ نیز گورو گوبند سنگھ کا یہ ادب پارہ گوبند سنگھ کو خدا کی بجائے خدا کا خادم قرار دیتا ہے۔

نیز اس کتاب کے مطابق گوبند سنگھ کی تلوار کی عظمت صرف یہ ہے کہ وہ خدا کا نام لے کر ناانصافی کی تاریکی کو انصاف کی روشنی میں تبدیل کر دیتی ہے۔

گربچن سنگھ کے مطابق اکال استت میں خدا کو لوہا قرار دیا گیا ہے اور تلوار جارحیت کی نہیں بلکہ خودی کی حفاظت کا نشان ہے۔ یہی زاویے لوہے کی اہمیت کا باعث بنے اور بعد ازاں کڑا اور کرپان کی صورت میں خالصہ کے اہم ترین نشانوں میں تبدیل ہو گئے۔[۲]

☆.....☆.....☆

[1] Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011, P. 297.

[۲] دسم گرنتھ، جاپ صاحب، بانی 52

toobaafoundation.com

سکھ مت کے مقدس مقامات

گرونانک جی کا رجحان بھکتی کی طرف تھا۔ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی مذہبی یاتراؤں اور مقدس اسفار کے سخت نقاد تھے۔[1] لیکن رفتہ رفتہ سکھ مت میں ایسی روایات کا مبتدعانہ رواج شروع ہوا جو اولین عہد میں موجود نہ تھیں۔ چونکہ نانک جی مذہبی معمار نہ تھے لہٰذا گروانگد کے زمانے سے ہی سکھوں کی علیحدہ شناخت کے لیے علامات و رواج اور رسومات و شعائر کی ڈھال کا کام شروع ہوا۔

گورمکھی رسم الخط کے دخول اور امرتسر کے مقدس تالاب کی تعمیر نے سکھوں کو ایک منفرد وراثت' تہذیب اور تمدن سے روشناس کروانا شروع کیا جس کا اسلامی رنگ گہنا تا جارہا تھا اور ہندوؤانہ رنگ نمایاں ہوتا جارہا تھا۔ گروارجن کے دور کو سکھ مت کی علیحدہ شناخت کا زریں دور کہا جاتا ہے جب امرتسر میں ہرمندر کا قیام عمل میں آیا اور سکھوں کے لیے ایک ایسا مقدس مقام جلوہ گر ہو گیا جہاں وہ اپنی روح کی تسکین تلاش کر سکتے تھے۔ آہستہ آہستہ کئی یاترائیں بن گئیں اور سکھوں کی علیحدہ مذہبی شناخت وجود میں آگئی۔

ہرمندر سے گولڈن ٹمپل —معنویت اور احکام

امرتسر کی معنویت تو یہ تھی کہ وہاں گرونانک صاحب کی زندگی سے وابستہ پانی کا ایک قدرتی چشمہ تھا۔ جسے گرو رام داس نے ایک بڑے تالاب کی شکل دے دی۔ یہ تالاب آب حیات "امرتسر" کے نام سے معروف ہو گیا۔ گروارجن نے امرتسر کے اس تالاب پر سکھوں کے لیے ایک مرکزی عبادت گاہ "ہرمندر" کی تعمیر کروادی جس کا افتتاح مشہور مسلمان صوفی بزرگ میاں میر نے کیا۔

دربار صاحب کے لفظ کے فکری زاویے۔ سیاست اور مذہب کا اکٹھ

اس جگہ نے سکھوں کو جغرافیائی اعتبار سے ایک مذہبی مرکز فراہم کر دیا۔ سکھ گروؤں کی یہاں مستقل رہائش اور اُن کی ذات میں میری اور فقیری یعنی سیاست اور مذہب کے امتزاج کے باعث یہ جگہ سکھوں میں دربار صاحب کے نام سے معروف ہو گئی۔

اس عمارت کا ایک معنی مغل بادشاہوں کے خلاف ایک دھیما اعلان جنگ بھی تھا اور ایک بڑی ریاست کے اندر خود مختار ریاست کے قیام کا اقدام بھی تھا۔ یہ مغل بادشاہ کے سامنے سچے پادشاہ کی ہیبت کی نشانی بھی تھا۔ اور یہ گروارجن کے سوراج کا پہلا مضبوط اشارہ بھی تھا۔

---

[1] گرو گرنتھ ص455 نیز ملاحظہ ہو ص75

toobaafoundation.com

گولڈن ٹمپل کا دوسرا معنی گورونانک کے فقیرانہ لباس کو ترک کرنے اور مادہ پرستی کو اختیار کر لینے کا بھی ہے۔ گرو ارجن کا شاہانہ لباس، اعلیٰ عربی گھوڑے، بہترین ہاتھی اس امر کی علامت تھے کہ گرونانک کا بتایا ہوا دین ایک نئے راستے پر چل نکلا ہے اور اُس نئے راستے کو جس نقش اور منفرد سنگ میل کی ضرورت ہے اُس کے لیے ایک ایسے محفوظ مذہبی مقام سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہو سکتی جسے گرونانک کے قدموں کے لمس کا شرف بھی حاصل ہوا ہو اور گرو رام داس کے امرت کے قطرے بھی اُس کی بلند فصیلوں اور دوراہوں کو روحانی غسل سے سرشار کرتے رہے ہوں۔

گولڈن ٹمپل کے ساتھ دسوندھ کے محصول کی فکری بدعت بھی جڑی ہوئی ہے۔ سکھ برادری کے لیے ضروری قرار دے دیا گیا کہ وہ گولڈن ٹمپل کی رگوں میں تازہ خون بھرنے کے لیے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ گرو کو پیش کرے۔

یہ آمدنی ڈھیروں میں تبدیل ہو گئی۔ سکھوں کا ایک مضبوط فوجی جتھہ تیار ہوا۔ اور یوں گولڈن ٹمپل سکھ ریاست کا صدر مقام بن گیا۔ دربار صاحب کی اصطلاح نمودار ہوئی اور سکھ قوم کی قلب ماہیت کا سفر شروع ہو گیا۔

گولڈن ٹمپل کے معانی میں ایک اور نگینہ گرنتھ صاحب کی تنصیب کا بھی ہے۔ جسے گرو ارجن نے جمع کیا اور اس یقین کے ساتھ سکھوں کے حوالے کیا کہ اس میں جو کچھ ہے خالص ہے۔ جب سب کچھ طے پا گیا تو گولڈن ٹمپل کو ناقابل تسخیر مذہبی قلعہ بنانے کے لیے گرنتھ صاحب کو نہایت دھوم دھام سے گولڈن ٹمپل میں رکھ دیا گیا۔

گولڈن ٹمپل سے جڑے شعائر کی ترتیب مزید

یوں ہرمندر (گولڈن ٹمپل) سکھوں کے لیے مقدس ترین مقام بن گیا۔ نیز گرو ارجن نے اس کے ساتھ گناہوں کی معافی کی روایت کی داغ بیل بھی ڈال دی۔

کیونکہ سکھ گرو جانتے تھے کہ مقدس یاترا کی عادت ہندوستانی لوگوں میں راسخ ہے لہٰذا مناسب سمجھا گیا کہ اس کو ختم کرنے کی بجائے اس کی سمت کو یوں موڑ دیا جائے کہ سکھ مت کو عددی، مالی اور نظریاتی کمک پہنچتی رہے۔

چنانچہ رام داس کے تالاب میں اشنان کرنے سے گناہوں کی معافی کے نظریہ نے سکھوں کو اپنی گنگا فراہم کر دی۔

بزرگوں کے تبرکات کے نظریہ کو سکھ مت میں ڈھالنے اور سکھ قالب عطا کرنے کے لیے یہاں پر وہ بیلچے بھی رکھ دیے گئے جو سکھ روایات کے مطابق گرو رام داس نے مقدس تالاب کو کھودتے وقت استعمال کئے تھے۔ لنگر کے انعقاد کے لیے جگہ مختص کر دی گئی اور یوں گولڈن ٹمپل اُس مذہب کی اہم زیارت گاہ بن گیا جو آغاز میں خود زیارتوں کے سخت خلاف تھا۔

گرو ہرگوبند سنگھ کے زمانے میں گولڈن ٹمپل کے بالمقابل اکال تخت کی تعمیر نے گولڈن ٹمپل کو مزید روحانی حیثیت عطا کر دی۔ اور اگر اکال تخت سکھوں کی عسکری طاقت کا اہم شعار بنا تو گولڈن ٹمپل مذہبی تقدس کے بلند ترین مقام پر فائز ہو گیا۔

گولڈن ٹمپل کے نقشے سے جڑی تعمیراتی مستطیل اور زاویے

گربچن سنگھ کے مطابق گولڈن ٹمپل کا نقشہ بھی انوکھی معنویت کا شاہکار ہے۔

ایک تو اس کے چاروں اطراف میں دروازے کھلے رکھے گئے۔ یہ چار دروازے اس حقیقتِ مستور کا ظاہری نشان تھے کہ ہند

toobaafoundation.com

کے چاروں بڑے مذاہب (ہندومت، اسلام، عیسائیت، بدھ مت) کے لیے سکھ درگاہ کے دروازے کھلے ہیں۔ دوسرا پیغام ہندوؤں کی چاروں ذاتوں کے لیے تھا کہ اب برھمن، ویش، کھشتری اور شودر سکھ مت کے مطابق ایک ہیں اور ذات پات کی تقسیم کا پرانا تصور سکھ روایت کے پاؤں تلے روند دیا گیا ہے۔

عمارت کی تعمیر عام زمین کی سطح سے ذرا نیچے کی گئی جس سے یہ تاثر دینا مقصود تھا کہ ست گرو تک پہنچنے کے لیے انا کی بلندی کو پستی پر لانا پڑے گا اور عاجزی و انکساری کی پستیوں سے گزر کر ہی خدا کی مرضی حاصل ہو سکتی ہے۔

چنانچہ گربچن سنگھ لکھتے ہیں:

"The symbolism of these variations dramatically expressed some beliefs of the emerging faith."[1]

خشونت سنگھ کا بیان بھی ملاحظہ ہو:

"These architectural features were intended to be symbolic of the new faith."[2]

یہ ہے گولڈن ٹمپل کی ساخت جس میں آب حیات کی صورت میں پیاس بجھانے کی سہولت بھی موجود ہے۔ جیتے جاگتے گرو کی صورت میں گرنتھ صاحب کے مقدس اشلوک اور شبد بھی حاضر ہیں۔ ہندوؤں کے پرشاد کا مقابلہ کرنے کے لیے لنگر کا وسیع انتظام بھی ہے۔ اور مزید یہ کہ جارحیت اور احتجاج کا راستہ اختیار کرنے کے لیے اکال تخت کی عمارت بھی بالمقابل قائم ہے۔ یہ تمام جہات سکھ مت کے لیے گولڈن ٹمپل کو مقدس ترین مقام کا درجہ دلوانے میں کامیاب رہی ہیں۔ چنانچہ گوکل چند نارنگ نے ارجن کی اس تعمیر کے بارے میں اپنی انتہائی معروف کتاب "Transformation of Sikhism" میں لکھا ہے:

"Guru Arjun attempted to give a Mecca to the Sikhs."[3]

☆.....☆.....☆

[1] Singh, Gurbachan, The Sikhs-Faith, Philosphy and Folk, Roli Books, 2000, P.32.

[2] Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011, P. 56.

[3] Narang, Gogul Chand, Transformation of Sikhism, New Book Society, Lahore, 1946, P.67.

toobaafoundation.com

پانچ تخت —ترتیب وار اور مرحلہ وار —معنویت اور احکام

سکھ مت کی تقویت کے لیے رسومات و شعائر کی بنیاد کا جو سلسلہ گرو رام داس کے دور سے شروع ہوا وہ گرو ارجن کے دور میں پہنچ کر باقی گروؤں کے لیے قابل تقلید نمونہ اختیار کر گیا۔ اپنی طاقت اور جمعیت کو مجتمع رکھنے کے لیے چند مقامات کو تخت کا نام دے کر ایک تو علیحدہ مذہبی شناخت کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور دوسرا مغل بادشاہت کی ریاست کے اندر اپنی ریاست بنانے کی سکھ روایت نے جنم لیا۔ یوں پنج کے مقدس لفظ کو استعمال کرتے ہوئے پنج تخت کے نام سے عمارتیں وجود میں لائی گئیں اور ان عمارتوں نے گرو نانک کے ہندومت کے خلاف احتجاجی تحریک کو ایک مضبوط اور عسکری سیاسی رنگ عطا کر دیا۔

یہ پانچ مقامات درج ذیل ہیں:

- اکال تخت صاحب
- سری کیش گر تخت صاحب
- سری پٹنہ تخت صاحب
- سری حضور تخت صاحب
- سری دمدمہ تخت صاحب

اکال تخت کے زاویے—ارجن کی بنیاد پر ہر گوبند کی سیاسی تعمیر

گرو ہر گوبند جی نے اکال تخت کی بنیاد رکھی اور ایک چبوترہ بنوا کر اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ یوں ہر مندر کے بالکل سامنے اکال تخت کی عمارت سکھ مذہب کی خود مختاری اور سیاست کا واضح نشان بن کر اُبھری۔

اکال تخت سیاسی امور کے لیے باضابطہ حکومت کے سیکرٹریٹ کے طور پر اُبھرا۔ اکال تخت کے چبوترے کی بارہ فٹ کی اونچائی خود مختاری کے اعلان کا حصہ تھی کیونکہ سرکاری حکم یہ تھا کہ کوئی بھی جماعت دو فٹ سے اونچا چبوترہ نہیں بنوا سکتی۔

اکال تخت کی دوسری معنویت سکھوں کو ایک مسلح جتھے میں تبدیل کرنا ہے۔ یہاں ہر گوبند جی نے دو تلواریں زیب تن کر کے مخالفین کو سخت پیغام دینے کی طرح ڈالی۔ نیز تحائف میں اچھے گھوڑے اور عمدہ ہتھیار دینے کی رسم کی ابتدا کی گئی۔ یوں اکال تخت کے سیاسی مرکز نے سکھوں کو ایک مارشل ریس میں تبدیل کر دیا۔

اس طرح اکال تخت سکھ دھرم میں مذہب اور سیاست کے یکجا ہونے اور اُس کی بنیاد پر مذہبی ریاست بنانے کے اقدامات کا پہلا پتھر بن گیا۔ اکال تخت نے سکھ گورو کے معمولات کو ایک بادشاہ کے معمولات کا شاہانہ پن عطا کیا۔ اسی مرکز نے سکھ فوج اور اُس کی عسکری تربیت کی روایات کو جنم دیا۔ عقیدت و قربانی کے مذہبی احساسات کو جنگ و جنون کا جذبہ اور آب حیات دیا۔ اور یوں عسکری نوعیت کی زندگی سکھ قوم کا شعار اور اہم وطیرہ بن گئی۔ اور یہ نعرہ زبان زد عام ہوا کہ

سر جائے پر سکھی دھرم نہ جائے

toobaafoundation.com

اکال تخت اور ہر گوبند جی کی دو تلواروں کی معنویت بیان کرتے ہوئے خشونت سنگھ لکھتے ہیں:

"One to symbolize spiritual power and the other temporal."[1]

اب اکال تخت سکھوں کی سیاسی آزادی کا نشان ہے۔ یہیں سے حکم نامے جاری ہوتے ہیں اور پوری سکھ برادری کو پہنچتے ہیں۔ اس طرح اکال تخت سکھوں میں پیدا ہونے والے انتشار کو ختم کرنے کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

اس معنویت کا احاطہ کرتے ہوئے گوردرشن سنگھ ڈھلوں بجا طور پر لکھتے ہیں:

"The Akal Takht symbolizes the unique doctrinal position of double soverignty of the Sikhs."[2]

نیز اکال تخت، ہرمندر اور گرنتھ صاحب کی مثلث بھی کمال کا غضب رکھتی ہے۔ کہ ہر رات گرو گرنتھ کو تزک و احتشام کے ساتھ اکال تخت میں آرام کے لیے لے جایا جاتا ہے اور اگلے دن دوبارہ ہرمندر میں اُسی شان و شوکت کے ساتھ واپس رکھا جاتا ہے۔ یہ سکھ مت کی مقدس ترین مثلث ہے جس کے تینوں کونے بابرکت، مقدس اور معظم ہیں۔

تخت سری کیس گڑھ اور خالصہ کا ملن

1699 کی بیساکھی کے دن دنیا کی نظر نے عجیب کرشمہ دیکھا۔ گورو گوبند سنگھ نے آنند پور کے قلعہ کیس گڑھ میں ایک بھاری اجتماع منعقد کیا اور ننگی تلوار نکال کر باری باری پانچ سروں کی بھینٹ طلب کی۔ اور پھر اُن کو کھنڈے کا امرت چکھنے کے لیے للکار کر اُن کی زندگی بدل دی۔

یوں کیس گڑھ کا قلعہ خالصہ پنتھ کے قیام کا اولین گواہ ٹھہرا۔ یہیں سے بپتسمہ کی عیسائی روایت سکھ قالب میں ڈھلی۔ اور یہیں سے پانچ پیاروں کا تصور سکھ مذہب کی روایت اور ریت بنا۔ یہیں سے پانچ کاف کے سکھ شعائر کا سورج طلوع ہوا۔ یہیں سے سنگھ مرد اور کور خاتون کے لاحقوں نے جنم لیا۔ اور یہیں سے سکھ مذہب کے نئے نعرے نے جنم لیا۔

واہے گرو جی کا خالصہ۔ واہے گرو جی کی فتح

یہی وہ جگہ ہے جہاں فوج، اسلحہ، کرنسی، مذہبی و ریاستی پرچم، فوجی بینڈ، نقاروں اور آداب سفارت کے سکھ اداروں نے پرورش پائی۔ یوں آنند پور کا یہ قلعہ بالکل ایسی صورت میں فروزاں ہوا جیسی صورت ایک جدید ریاست کی ہوا کرتی ہے۔

بعد ازاں اس جگہ نے خالصہ راج کے قیام کو ایک مذہبی نصب العین میں تبدیل کر دیا اور آواز بلند ہونے لگی۔

راج کرے گا خالصہ، عاقی رہے نہ کوئی

---

[1] Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011, P. 60.

[2] Singh, Gurdarshan, Researches in Sikh Religion and History, Sumeet Parkashan, Chandigarh,, 1989, P.14.

toobaafoundation.com

تخت سری پٹنہ، دمدمہ اور سری حضور کی معنویت

بہار کے مقام پٹنہ کا یہ تخت اس لیے مقبول ہے کہ یہاں سکھ مت کی طریقت کو شریعت میں تبدیل کرنے والے گرو گوبند سنگھ کی پیدائش ہوئی تھی۔

دمدمہ کے تخت سے دسویں بادشاہ کے گرنتھ کا فکری تناظر جڑا ہوا ہے۔ دمدمہ کا مطلب آرام کی جگہ ہے۔ اپنی فوجی کارروائیوں سے وقفہ لیتے ہوئے گرو گوبند سنگھ نے تلونڈی کے قصبہ میں قیام کیا۔ اور آرام کے ان لمحات میں بھائی مان سنگھ کے ساتھ مل کر دسم گرنتھ کی ترتیب و تدوین کی جو سکھوں کی دوسری مقدس ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔

نیز تخت دمدمہ حکم ناموں کی آماجگاہ بھی بنا۔ مذہبی ادب کی تخلیقات نے دمدمہ صاحب کو تقدس اور آئینی حیثیت عطا کی۔ اور وہ حیثیت خشونت سنگھ کے الفاظ میں کچھ یوں ہے:

"The months of intense literary activity gave Dam Dama title guru ki Kasi (Benares of the Guru)."[1]

سری حضور کا تخت بھی معنوی اعتبار سے گرو گوبند سنگھ سے جڑا ہوا ہے۔ مہاراشٹر کا یہ مقام ۱۷۰۸ میں گرو گوبند سنگھ کے ٹھہرنے کی جگہ بنا۔ اور یہی وہ جگہ ہے جہاں گرو گوبند سنگھ کا قتل ہوا۔

گردوارہ جنم استھان—گرونانک کی جائے پیدائش سے جڑی معنویت

ننکانہ صاحب کا شہر سکھوں کے مقدس ترین شہروں میں سے ایک ہے کیونکہ یہاں سکھ مذہب کے بانی گرونانک نے جنم لیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے 20-1819 میں یہاں گردوارہ کی تعمیر کروائی جو گردوارہ جنم استھان کے نام سے مشہور ہوا اور سکھ لوگوں کے لیے مکہ کی صورت اختیار کر گیا۔ ہر سال ہزاروں سکھ یاتری اس کی یاترا کے لیے پاکستان آتے ہیں۔

گردوارہ جنم استھان میں معنویت کے کئی آثار ہیں۔ یہاں ایک بیری کا درخت ہے جہاں گرونانک بچپن میں کھیلا کرتے تھے۔ یہیں پر گردوارہ مال جی صاحب ہے جو گرونانک کے دھوپ میں تپے چہرے کے حوالے سے مشہور ہے جب کوبرا سانپ نے اس چہرے پر اپنے پھن سے سایہ کیا تھا۔ یہیں وہ وان کا درخت ہے جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

گردوارہ جنم استھان سے ایک کلومیٹر دور گوردوارہ تمبو صاحب ہے۔ یہاں سکھ اساطیر کے مطابق تمبو نما درخت کے نیچے گورونانک صاحب نے آرام کیا تھا جب وہ فاروق آباد (چوہڑکانہ) سے واپس آرہے تھے۔

گرونانک صاحب کی فارسی سیکھنے کی یادگار جگہ گردوارہ پتی صاحب بھی یہیں موجود ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں نانک جی نے رواجی تعلیم سے بیزاری ظاہر کی تھی۔ گردوارہ جنم استھان اپریل میں بیساکھی کے موقع پر، جون میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی برسی پر اور نومبر میں گورونانک دیو جی کے جنم دن کی مناسبت سے زائرین سے کھچا کھچ بھر جاتا ہے۔ گردوارہ جنم استھان میں بابا گورونانک

[1] Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2000, P. 90.

toobaafoundation.com

کی اسلام پسندی کی جھلک بھی ملتی ہے۔ وہ اس طرح کہ گردوارے میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف بابا فرید کی تصویر آویزاں ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا فرید اور گورونانک جی کے شعری خیالات میں کمال کی مماثلت ہے۔

گردوارہ پنجہ صاحب—دست نانک کی طاقت کا مظہر

سکھوں کا تیسرا مقدس ترین مقام گردوارہ پنجہ صاحب حسن ابدال پاکستان میں ہے۔

اس جگہ کو سکھ مت میں اس لیے مقدس حیثیت حاصل ہوئی کہ جب نانک جی اور اُن کا چیلا مردانہ یہاں پہنچے تو پیاس محسوس ہونے پر اُنہوں نے وہاں موجود مسلمان جوگی ولی قندھاری سے پانی کا مطالبہ کیا۔ ولی قندھاری نے طیش میں آکر ایک چٹان گورونانک جی پر پھینکی جسے گرونانک جی نے اپنے دائیں ہاتھ سے روک لیا اور اُن کے دائیں پنجے کا نشان اس چٹان پر ثبت ہو گیا۔

اس مختلف فیہ روایت کے مطابق اس جگہ کو گورونانک جی کی کرامت کے اظہار کا مقام قرار دے دیا گیا۔ پہاڑی سے یہ پتھر جدا کر کے عمارت کے وسط میں رکھ دیا گیا۔ اور یوں یہ جگہ سکھ مذہب کے لیے متبرک اور مقدس حیثیت اختیار کر گئی۔ ☆

کرتارپور — گرونانک کے آخری لمحات سے جڑی معنویت کا امین

سکھ عقائد کے مطابق کرتارپور کا قصبہ گرونانک کی زندگی کے آخری اٹھارہ سال کا امین، شاہد اور گواہ ہونے کی بناء پر ایک مقدس ترین مقام ہے۔

یہی وہ قصبہ ہے جہاں گرونانک نے لہنا کو اپنا انگ قرار دیا اور وہ انگد کے نام سے مشہور ہو گئے اور سکھ مت کے دوسرے گرو بنے۔ کرتارپور سکھ مت کے عالمی اور آفاقی ہونے کی ایک اہم علامت سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ سکھ روایات کے مطابق یہاں گرونانک جی نے آخری سانسیں لیں۔ اور چونکہ وہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں یکساں مقبول تھے۔ لہٰذا آخری رسومات پر دونوں گروہوں کے مابین تنازع کھڑا ہو گیا۔ تنازعہ کے دوران ہلّہ بولا گیا تو گرونانک جی کی لاش غائب تھی اور کچھ پھول پڑے تھے۔ چنانچہ آدھی چادر اور پھول مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور اُنہوں نے وہ باقیات اسلامی طریقے سے دفن کیں جبکہ ہندوؤں نے ہاتھ آئی باقیات کو نذر آتش کر کے وہاں ایک سادھی تعمیر کی۔

اب کرتارپور میں مزار صاحب اور سادھی کی شکل میں قائم دو یادگاریں سکھ مت کے عالمی اور آفاقی ہونے کا نشان ہیں۔

کرتارپور کی حالات حاضرہ کے مطابق اُبھرتی ہوئی معنویت

حالات حاضرہ کے مطابق کرتارپور کا قصبہ تب ایک نئی معنویت اختیار کر گیا جب پاکستان میں موجود سکھوں کی اس مقدس نشانی پر کرتارپور راہداری بنانے کا فیصلہ کیا گیا اور کہا گیا کہ بابا گورونانک کے ۵۵۰ ویں جنم دن پر اس کو کھول دیا جائے گا اور سکھ

☆ اس پنجے کی تاریخ ابتدائی جنم ساکھیوں میں نہیں ملتی۔ روزنامہ پاکستان ٹائمز کی 29 دسمبر 1957 کی اشاعت میں ایک مضمون "پنجہ صاحب" کے نام سے چھپا ہے۔ جس میں خان ولی اللہ خان صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ آثار قدیمہ مغربی پاکستان اس پنجے کو مصنوعی اور غیر فطری قرار دیتے ہیں۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تاریخ حسن ابدال مؤلفہ منظور الحسن صدیقی، ادارہ تحقیقات پاکستان دانش گاہ پنجاب 1977 ص 136۔

toobaafoundation.com

لوگ بغیر ویزہ یہاں کی زیارت کے لیے آسکیں گے۔ یہ معنویت مطالبہ کرتی ہے کہ اس جگہ کو سکھوں کے لیے وہی درجہ دے دیا جائے جو مسلمانوں کے لیے مکہ اور مدینہ کا ہے۔ اگر ایسا ہو تو پھر سکھ اس جگہ پر قبضے کا مطالبہ کریں گے اور اس پر کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ یہاں اُن کے مذہب کے بانی نے آخری ایام بسر کئے تھے۔

اس معنویت کو محسوس کرتے ہوئے شورش کاشمیری نے اپنی کتاب تحریک ختم نبوت میں لکھا تھا:

"پنجاب تنہارہ جائے گا۔ تو عالمی طاقتیں سکھوں کو بھڑکا کر مطالبہ کروادیں گی کہ مغربی پنجاب اُن کے گوروؤں کا مولد، مسکن اور مرگھٹ ہے۔ لہٰذا اُن کا اس علاقہ پر وہی حق ہے جو یہودیوں کا فلسطین (اسرائیل پر تھا)..... اور سکھ اپنے بانی گرونانک کے مولد میں آجائیں گے۔"[1]

اس تناظر میں دیکھا جائے تو کرتارپور راہداری کا قیام ایک گہرے معنی کا سنگ میل ثابت ہو سکتا ہے اور کرتارپور سکھوں کے حرم کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] کاشمیری، عبدالکریم شورش، تحریک ختم نبوت، الفیصل ناشران، لاہور، 2011، ص224۔

toobaafoundation.com

سکھ مت کے مقدس تہواروں سے چھلکتی ہوئی معنویت کا جام رنگین

سکھ مت کے تہوار گروؤں کی زندگی، اہم واقعات اور موت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

ویسے گرو گرنتھ اشلوک (10-1107) کے مطابق بارہ کے بارہ ماہ اور اُن کے تمام پل اُس ایک خدا کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں جس تک انسان کے سب اعمال پہنچتے ہیں۔ مگر چند خاص اوقات ایسے ہیں جب تقدیس کا نشہ دو آتشہ نہیں بلکہ سہ آتشہ ہو کر اُس وقت کو ایک خاص معنویت عطا کر دیتا ہے۔

خشونت سنگھ کے بیان کے مطابق سکھ مت کے اکثر تہوار وہی ہیں جو ہندومت میں پائے جاتے ہیں۔ صرف چھ تہوار ایسے ہیں جن کو سکھ مت میں انفرادیت اور علیحدہ رنگینی حاصل ہے۔[1]

بیساکھی اور تدوین خالصہ کا ملن۔ طریقت سے شریعت تک

بیساکھی کا یہ تہوار سکھ ہر سال 14 اپریل کو عالمی سطح پر مناتے ہیں۔ یہ تہوار خالصہ کے قیام کی یادگار ہے جب 1699ء میں گرو گوبند سنگھ نے گرونانک کی طریقت کو سکھ شریعت میں تبدیل کیا تھا۔

چنانچہ گربچن سنگھ تحریر کرتے ہیں:

"It is thus the birth anniversary of the Khalsa."[2]

چنانچہ اس تہوار میں اُنہی روایات کو دہرانے کی کوشش کی جاتی ہے جن کا تعلق خالصہ سے جڑا ہوا ہے۔ گرو گرنتھ کو ادب اور احترام سے اُٹھایا جانا اُس کے جیتے جاگتے گرو ہونے کی علامت ہے۔

سکھ مت کے پانچ بنیاد پرست اراکین کو پانچ پیارے بنا کر، زرد لباس میں ملبوس دکھا کر اور اُن کو تلواریں پکڑا کر یہ علامت اُجاگر کی جاتی ہے کہ سکھ مت ناانصافی اور ظلم کے خلاف ایک توانا آواز ہے اور خالصہ اس کی مرکزی پہچان ہے۔ اب خالصہ بھی گرو ہے اور گرو بھی خالصہ ہے۔

سکھوں کے پانچ مرکزی ککوں کی نمائش کی جاتی ہے۔ کھانڈا تلوار کے ذریعے ایک خدا کی طاقت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ امرت چکھنے کے مرحلے سے گزر کر نہ صرف خالص بننے کی کوشش کی جاتی ہے بلکہ یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ میٹھا پانی اگر دوستی اور ساتھ نباہنے کی علامت ہے تو چینی کو گھولنے والی تلوار ظلم اور ناانصافی کا سر دھڑ سے جدا کرنے کی نشانی ہے۔ یوں بیساکھی کا تہوار سکھ شریعت و طریقت کے اٹوٹ ملن کی نشانی بن کر صفحۂ ہستی پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ یہ گرو گوبند سنگھ کی مزاحمتی اور عسکری قوت کا نشان ہے۔

---

[1] Singh, Khuswant, The Sikhs Today, Orient, Longman, 1985, P.86.

[2] Singh, Gurbachan, The Sikhs-Faith, Philosphy and Folk, Roli Books, 2000, P.87.

toobaafoundation.com

ھولا محلہ—جنگی مشقوں کے دبدبے سے جڑے راز پنہاں

ہولی کے ہندو تہوار کا سکھ متبادل ھولا محلہ کا تہوار ہے جو آنند پور میں گرو گوبند سنگھ کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

اس کی معنویت کا سب سے اہم پہلو یہی ہے کہ اُبھرتے ہوئے سکھ مذہب کو علیحدہ شناخت دینے کے لیے اور ہندو ہولی کے تہوار سے ہٹا کر ایک نیا تر جیحی اکٹھ وجود میں لانے کے لیے گرو گوبند سنگھ نے اس کا اجرا کیا۔ نیز کرشنا کے تصور کو دھندلانے اور گرو کے تصور کو مضبوط کرنے کا داعیہ بھی اس تہوار کا قوی موجب بنا۔

اوون کول نے اس معنویت کے بارے میں لکھا ہے:

"Another example of the Sikh practice reinterpreting Hindu festivals."[1]

یہ میلہ سکھوں کی بدنی ریاضتوں کا آئینہ دار ہے۔ یہ ریاضتیں معاشرے کے دبے ہوئے اور کمزور طبقات کی ترقی کے لیے مدد و معاون سمجھی جاتی ہیں۔ تلواروں کے کارنامے، گتکا، گھڑ سواری اور دیگر فوجی، جنگی تربیتی مشقیں خالصہ کے قیام کی علامات بھی ہیں اور پسے ہوئے معاشرتی طبقات کی دلجوئی کے نشانات بھی ہیں۔

ھولا محلہ کا لفظ اس کی معنویت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ ھولا کا مطلب حملہ اور محلہ کا مطلب حملہ کی جگہ ہے۔ معروف سکھ محقق گربچن سنگھ بھی اعتراف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

"The purpose was to instruct and drill his followers in the art of warfare."[2]

کٹڑ قسم کے نہنگ سکھ اس میلے میں جنگی کرتبوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نمائشی جنگوں، گھڑ سواری کے مقابلوں اور تیر اندازی کے مظاہروں کے ذریعے سکھ مت کے جنگجویانہ انداز کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ تہوار امن پسندی سے عسکریت کی طرف سفر کا نشان ہے۔

گرو نانک جی کے جنم دن سے جڑی معنویت

سکھ گروؤں کی زندگی اور موت سے جڑے تہوار گرپرب کہلاتے ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ اہم تہوار سکھ مذہب کے بانی گرو نانک جی کے جنم دِن کا تہوار ہے۔ اکتوبر۔نومبر میں کارتک کے مہینے کا یہ تہوار سکھ مت میں عالمی سطح پر منایا جاتا ہے۔

اگرچہ پہلے یہ بیساکھی کے تہوار سے منسلک تھا لیکن 1815ء کے بعد اس کا فکری تناظر اُس نروان سے جوڑ دیا گیا جو کارتک کے مہینے میں گرو نانک جی کو حاصل ہوئی تھی۔ اور خدا کی طرف سے اُنہیں پیغام دے دیا گیا تھا کہ وہ انسانیت کی فلاح کا بیڑا اُٹھائیں۔

اس جنم دن کا ایک معنی گرو گرنتھ سے رہنمائی کے مواقع حاصل کرنا ہے۔ گرو گرنتھ کو جیتا جاگتا گرو مان کر اکھنڈ پاتھ کے ذریعے دو دن میں گرو گرنتھ کی مکمل پڑھائی کی جاتی ہے تاکہ گیان کی منزلیں آسان ہو سکیں۔

پرساد کی تیاری سے سکھ مت کے عالمی ہونے کا پیغام دیا جاتا ہے۔ ذات پات کی نفی کی جاتی ہے۔ ہر ایک کے لیے پرساد کی

[1] Cole, Owen, Five Religions in The Twentieth Century, Hulton, 1982, P.224.

[2] Singh, Gurbachan, The Sikhs-Faith, Philosphy and Folk, Roli Books, 2000, P.90.

toobaafoundation.com

دستیابی اس امر کی علامت ہے جس کا اظہار حقیقت حال سے روشناس ہونے کے بعد گرونانک نے یوں کیا تھا۔

نہ کوئی ہندو ہے، نہ کوئی مسلمان

گرو گوبند سنگھ کا جنم دن۔ معنویت

ہندی مہینے پوہ (دسمبر۔ جنوری) میں سکھ مت کو عسکری بنیاد فراہم کرنے والے گرو گوبند سنگھ کا جنم دن منایا جاتا ہے۔

یہ دن اس معنویت کا آئینہ دار ہے جو گرونانک کی شکل میں ایک شعاع کی صورت میں نمودار ہوئی اور گرو گوبند سنگھ کی صورت میں ایسا تمتماتا ہوا سورج بن گئی جس کی تابناکی نے انسانی نگاہوں کو خیرہ کر دیا۔

یہ دن روحانیت اور شکتی کے ملاپ کا دن سمجھا جاتا ہے۔ یہ دن سنت۔ سپاہی کے تصور ذہنی کو عملی شکل دینے کا دن ہے۔ یہ دن خدا کے لیے وقف ہونے کا استعارہ بھی ہے اور ضرورت پڑنے پر مظلوم کے دفاع اور ناانصافی کے ازالے کا متوالا پیغام بھی ہے۔

یہ دن پارسائی کی جنگجویانہ ردا اوڑھنے کا دن ہے۔ اس دن گرو گوبند سنگھ کی کہانیاں زبان زد عوام ہوتی ہیں۔ یہ کہانیاں سکھ مذہب کے عسکری پہلو کو کرپان میں ملفوف کرتی ہیں اور سننے والے کو یہ داعیہ فراہم کرتی ہیں کہ سکھ مذہب کی اخلاقی اقدار کا تحفظ اور مظلوموں کو جبر و تشدد سے بچانا اولین مذہبی فریضہ ہے۔

مختصراً یہ دن سکھ طریقت و شریعت کے سنگم اور اتصال کا دن ہے۔

گرو ارجن کا یوم شہادت۔ معنویت

گرو ارجن صاحب کا یوم شہادت (مئی۔ جون) میں منایا جاتا ہے۔ یہ وہ اہم دن ہے جب سکھ مذہب کو پہلا ایسا شہید نصیب ہوا جس کے خون نے سکھ مذہب کے نقش و نگار میں سرخی بھر کر اُسے ایک تازہ رعنائی، جدت اور تابانی عطا کر دی۔

یہ دن اُس شہید کی یاد میں منایا جاتا ہے جس نے سکھ مذہب کو اُن بنیادوں پر اُستوار کیا تھا جس پر بعد ازاں دسویں گرو کے ارشادات اور اہتمام نے ایک منفرد کثیر الجہات عمارت مذہبی قائم کر دی۔

یہ دن اُس گرو کی یاد کا دن ہے جو بادشاہ نہیں بلکہ سچا بادشاہ تھا۔ نیز یہ دن ہندو کے انتقام کا وہ خوف ناک عنوان ہے جو ہندومت کی انتقامی کیفیات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ نیز یہ وہ دن ہے جب ہندو ذہنیت نے سکھ دھرم کے بڑھتے ہوئے مذہبی اور سیاسی رخ پر بند باندھنے کا آغاز کیا اور سکھ دھرم کو مسلمان مذہب اور مغل حکومت سے متنفر کرنے کا مطلوبہ مقصد حاصل کیا۔

یوں یہ وہ دن ہے جب سکھوں کی عسکریت پسندی نے جنم لیا تھا۔ اور بعد ازاں دسویں گرو کے دور میں یہ عسکریت پسندی ایک منتقم مزاج جذبے میں تبدیل ہو گئی۔

اس دن کے بارے میں خشونت سنگھ لکھتے ہیں:

"The death of Arjun was a turning point in the history of the Punjab."[1]

[1] Singh, Khusthwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011, P. 59.

toobaafoundation.com

اس دن کی ایک نمایاں روایت سبیلوں کا قیام ہے۔ ان سبیلوں سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی راہ گیروں اور عقیدت مندوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس روایت کی معنویت گرمی کے پیاسوں کو سکھ مت کی چاشنی، ٹھنڈک اور ارجن دیو کی شہادت کی مٹھاس سے آگاہ کرنا ہے۔

گرو تیغ بہادر کی شہادت کا دن—معنویت

یہ دن ماگھ کے پانچویں دن (نومبر۔ دسمبر) میں منایا جاتا ہے۔ چونکہ اس کا تعلق گرو تیغ بہادر سے ہے لہٰذا اس تہوار میں غیر معمولی گرمجوشی کے مراکز دلی کے گردوارے شیش گنج اور رکاب گنج ہیں۔ رکاب گنج وہ جگہ ہے جہاں گرو تیغ بہادر کی باقیات دفن ہیں۔ جب کہ شیش گنج وہ جگہ ہے جہاں گرو تیغ بہادر کا سر قلم کیا گیا تھا۔

یہ دن ہندو ذہنیت کی اُسی کارفرمائی کے معنوی تسلسل کا مظہر ہے جس نے سکھ مسلم تنازعات کی آگ کو ہوا دی۔ یہ دن ہندومت، اسلام اور سکھ دھرم کی سہ رخی تکون کا ایسا تاریخی اتصال ہے جہاں اشتعال اور احتمال کی لہریں تینوں مذاہب کے پیروکاروں کے مذہبی جذبات کا نقطۂ عروج ہیں۔ اور یہی وہ دن ہے جب سکھ مسلم دشمنی کا روایتی اور تاریخی روپ دھار کر ہندو سازش پروان چڑھی۔

نیز یہ دن ''سر دیا پر سُر نہ دیا'' کے نعرے کی فلک شگاف آواز کا دن ہے۔ اسی لیے سکھ لوگ اس دن کو اپنی سکھی کی شدت اور کٹڑپن کو ظاہر کرنے کے لیے مناتے ہیں۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

سکھ عبادت۔ انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں میں چھپی معنویت

سکھ عبادت کا بنیاد عنصر نام سمرن یا ذکر الٰہی ہے۔[1] نام سمرن کا ایک عام طریقہ ہر وقت خدا کا نام لیتے رہنا ہے۔ کیونکہ انسان میں پانچ گناہ موجود ہوتے ہیں۔

- کام (لذت نفس)
- کرودھ (غصہ)
- لوبھ (حرص)
- موہ (دنیوی لگاؤ)
- اہنکار (انانیت)

ان برائیوں کو ختم کرنے کا ذریعہ دعا، مراقبہ اور خدمت خلق ہے۔ اور چونکہ خدا کی طرف دھیان لگانے کا کام کہیں بھی کیا جاسکتا ہے۔ اسی لیے سکھ عبادت کی بنیادی روح خدا کا نام جپنا ہے چاہے کہیں بھی ہو۔

نام سمرن اور کیرتن کا اتصال

لہٰذا گرونانک کے مطابق خدا کے نام کا مسلسل ورد خدا کو پانے کا بہترین طریقہ ہے۔ ریاضت انسان کی اعلیٰ ترین داخلی بصیرت ہے۔ آقا کے نام میں اعلیٰ ترین روحانی اصول کی تخلیقی شکتی مجسم ہے جو کائنات کو قائم رکھتی ہے اور یوں انسان کا اعلیٰ ترین مقصد وصال خدا ہے جو نام سمرن سے حاصل ہو جاتا ہے اور اس میں ذات پات، مرد عورت کی کوئی قید نہیں۔

نام سمرن کی فکری ترقی کا نام کیرتن ہے جب باجماعت موسیقی کے ساتھ گربانی (گرنتھ صاحب میں جمع شدہ کلام) کا ورد ہوتا ہے۔ اس کی اجتماعی شکل اُن لوگوں کو بھی نام سمرن میں شریک کر دیتی ہے جن میں لحن کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ یوں نام سمرن اور کیرتن انسان کے شعور پر ذات الٰہی کے تصور کو تان دیں گے۔ اس کو دائمی طور پر یاد الٰہی کی توفیق مل جائے گی۔ خواہ ظاہری طور پر وہ کتنے بھی دنیاوی کاموں میں مصروف ہو۔ مقدس آیات کے گانے کیرتن کا ایک فکری تعلق گرونانک اور بھائی مردانہ سے بھی ہے۔ نانک جی کا کل ترکہ اُن کی شاعری اور موسیقی تھی جس کے ذریعے اُنہوں نے اپنا مذہبی پیغام پہنچایا۔ راگ گرو گرنتھ صاحب کا فکری اثاثہ ہیں۔ اور انہی کے ذریعے قلب و ذہن کو آمادۂ حق بنایا جاتا ہے۔

سکھ عبادت سے جڑے پہلو اور ارداس کی معنویت

ڈاکٹر تیجا سنگھ کی کتاب "Sikhism - Its Ideals and Institutions" سے ماخوذ نکات درج ذیل ہیں:

- سکھ عقیدت مند صبح سویرے اُٹھ کر پاک صاف ہونے کے لیے نہائے۔ یہ صفائی نام سمرن کے لیے لازمی ہے۔
- کم از کم پانچ بانیوں کی تلاوت کرے۔ ان میں گرونانک جی کا جاپ جی گرو گوبند سنگھ کا جاپ، دس سوائے صبح کے وقت جبکہ

[1] گرو گرنتھ، گوڑی محلہ پنجواں، ص236، نیز ص240 نیز سکھ منی کی پہلی دو اسٹ پدیاں اس کی اہمیت پر مشتمل ہیں۔ ملاحظہ ہو سکھ منی ص296

toobaafoundation.com

روھراس اور سھیلا شام اور رات کے وقت اُس کو عشق حقیقی سے سرشار کر دیتے ہیں۔ خصوصاً جاپ جی، مول منتر کا امتزاج سکھ عقیدت مند کو یاد دلاتے رہتے ہیں کہ خدا سے اتصال اور اتحاد ہی اُس کی معراج ہے۔

صبح اور شام کی عبادت میں ارداس کا اضافہ اُسی عرضی یا درخواست کی علامت ہے جو خالق کائنات کے حضور اپنی خستگی اور درماندگی ظاہر کرنے کے لیے پیش کی جاتی ہے۔ اس کا پہلا حصہ خدا اور گرو کو یاد کرنے پر مشتمل ہے۔ دوسرے حصہ کی معنویت کا تعلق اُن سکھ شہدا کو یاد کرنا ہے جن کے خون نے سکھ مذہب کو ایک لازوال شکل اور آفاقی شہرت عطا کی۔ جبکہ تیسرا حصہ خدا سے مناجات پر مشتمل ہے کہ وہ خالصہ کو وفادار اور پائیدار رکھے۔

گردوارے کی معنویت احکام و ہیئتِ اجتماعی

سکھ مذہب میں اگرچہ اجتماعیت عبادت کے لیے ضروری نہیں لیکن اتحاد مذاہب کے فلسفہ، ہندو مسلم روایات کے اثر اور نام سمرن کی ظاہری صورت کو علیحدہ شناخت دینے کے لیے مرور ایام کے ساتھ ساتھ گردوارے کی تعمیر و تزئین، آرائش و زیبائش نے سکھ مت کی عبادت کو بہر حال ایک خاص اجتماعی رنگ عطا کر دیا۔

گردوارے کا بنیادی فکری معنی "گرو کا گھر" ہے۔ سکھ مت میں خدا نہ صرف گرو بلکہ ست گرو ہے۔ گرنتھ بھی گرو ہے۔ جسمانی ہیولا رکھنے والے بھی گرو ہیں۔ اور گردوارہ ان تمام گروؤں سے مرکب اور ان سب کی صفات پر مشتمل ہے۔

گردوارے کی صفات کی معنویت

سکھ گردوارہ چار دروازوں پر مشتمل اور چار طرف سے کھلا ہوا ہوتا ہے۔ جو یہ فکر پروان چڑھاتا ہے کہ یہ مقدس جگہ جہاں پر گرو خود موجود ہے چاروں بڑے ہندی مذاہب کے لیے کھلی ہے۔ نیز یہ چار شگاف چار سمتوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اور یہ کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ لہٰذا اس جگہ کے دروازے بلا تفریق رنگ و نسل، ملت و مذہب سب کے لیے کھلے ہیں۔ نیز یہ ہندو مذہب کی چار ذاتوں کو دعوت دینے کی علامت بھی ہیں۔ گردوارے کے دروازے پر لگا ایک اونکار کا نشان اس امر کی علامت ہے کہ خدا ہی اصل حقیقت ہے۔ اور اُس کا نام جپنے میں ہی عافیت ہے۔

گرو گرنتھ صاحب۔ گردوارے کا اصل اثاثہ

خشونت سنگھ تحریر کرتے ہیں:

"The central object of worship in the gurdwara is the Granth Sahib."[1]

یہ گردوارے کی مرکزی شان ہے۔ اس کی وہاں موجودگی شاہانہ انداز کا استعارہ ہے۔ یہ اس امر کی علامت ہے کہ جیتا جاگتا گرو اس جگہ پر موجود ہے۔ یہ تعظیم شبد وبانی کے وقار کی درخشاں روایت ہے۔ یہ الفاظ و معانی کے الہامات کے آفاقی اور نادر ہونے کا سرمایہ فراہم کرتی ہے۔ اس کی تعظیم اور عزت کے تمام ظاہری پہلو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ استھان مقدس بن چکا ہے

[1] Singh, Khushwant, The Sikhs Today, Orient, Longman, 1985, P.85.

toobaafoundation.com

جہاں پر یہ کتاب ایستادہ ہے۔

گرونانک کے الفاظ میں اُن کا جسم الوہی ہے۔ ذہن محبت کی آماجگاہ ہے۔ جہاں سے امرت بہتا ہے۔ الفاظ سانس ہیں اور موسیقی خون ہے۔ اور یہ تمام چیزیں گرنتھ صاحب میں موجود ہیں۔ اور گرنتھ بذات خود گردوارے میں موجود اس جگہ کو عظمت کی اونچائیوں پر لے جانے والی ہے۔

پروفیسر گوبند سنگھ من سکھنی تحریر کرتے ہیں:

"Guru Granth is regarded as the body of the Guru."[1]

گردوارے کا ایک اور امتیازی پہلو یہ ہے کہ گرو گرنتھ کا لحاظ رکھتے ہوئے سب لوگ فرش پر بیٹھتے ہیں۔ یہ بیٹھک گرو گرنتھ کے امتیازی مقام کی آئینہ دار ہے اور اُن تمام لوگوں کے مساوی ہونے کو ظاہر کرتی ہے جو یہاں موجود ہیں۔ یوں گردوارے کی نظر میں امیر و غریب، بادشاہ و گداسب برابر ہیں۔

گردوارہ کا نشان صاحب —زعفران اور کھانڈے کی روحانیت اور شکتی کا ملن

گردواروں کی ایک خصوصی انفرادیت سکھ پرچم "نشان صاحب" کا لہرانا ہے۔ اس پرچم کا فکری تناظر گرو گوبند سنگھ کی سیاسی حکومت سے جڑا ہوا ہے۔ ایک مملکت اور حکومت کی بڑی علامتوں میں ایک سکہ اور ایک پرچم ہے۔ یہ جغرافیائی، مذہبی اور سیاسی پہچان کا نشان ہوتا ہے۔ لہٰذا اسی طرح خالصہ جی کا نشان صاحب (جھنڈا) ساری دنیا میں مشہور ہے اور ہر گردوارے کی شان اور عزت کا باعث ہے، سکھ پنتھ میں نشان صاحب کی بہت عزت ہے۔ اس کے کپڑے کے تین رنگ ہیں۔ سفید، شربتی اور بسنتی۔ اوپر اونکار لکھا ہوا اور کنڈے سرے پر لوہ کا کھنڈا، کرپان کا چکر اور کھنڈے کا نشان ہیں۔ یہ پرچم گردوارے کا لازمی حصہ ہے۔ اور یہ دراصل اُس مذہبی ریاست کا نشان ہے جو سکھ مت کے چھٹے گرو کے دور سے ترقی کے مراحل طے کرنے والی تھی۔☆

دودھاری تلوار کھانڈا سکھوں کو اس امر کی یاد دہانی کرواتی ہے کہ وہ سچ کی خاطر لڑائی کے لیے تیار رہیں اور وقت پڑنے پر جسمانی طاقت کے استعمال سے بھی گریز نہ کریں۔ دو کرپانیں روحانیت اور شکتی کے امتزاج کو ظاہر کرتی ہیں۔ میری اور فقیری کا نشان ہیں۔ سنت اور سپاہی ہونے کا مظہر ہیں۔ حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم اور رزم حق و باطل میں فولاد ہونے کا اشارہ ہیں۔

دائرے کا نشان ایک خدا کو ظاہر کرتا ہے اور یہ بتلاتا ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے۔ اسی لیے سکھ لوگ اس کے نیچے عقیدت کے تحت پھول رکھتے ہیں۔ شمعیں روشن کرتے ہیں۔ اور یہ خالصہ کی سالگرہ کی نمائندگی کرتا ہے۔ بوسیدہ پرچم کی راکھ تقدیس کے تحت بہادی جاتی ہے اور پرچم کے ٹکڑوں کو شیر خوار بچوں کے چولے کے طور پر رکھ لیا جاتا ہے تاکہ بچہ بھی خالصہ میں شامل ہو جائے۔

یوں یہ پرچم گرداواروں کا اہم ترین نشان ہے جس کے بغیر گردوارے کی مذہبی اہمیت تشنہ رہتی ہے۔

---

[1] Mansukhni, Gobind Singh, The Quintessence of Sikhism, SGPC, Amritsar, 1965, P.252.

☆ ماہنامہ سنت سپاہی امرتسر اکتوبر 1951 کی اشاعت کے مضمون کے مطابق پہلے پانچ گروؤں کے دور میں اس پرچم کا کوئی وجود نہ تھا۔

toobaafoundation.com

گردوارے کے سماجی زاویوں کی معنویت۔ کڑھاپرساد

گردوارے کی عمارت اگرچہ سکھ مت کی مذہبی عبادات کو اجتماعی حیثیت دینے کا نشان ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اس میں سماجی سیوا کا ایک پہلو کڑھاپرساد کی روایت بھی ہے جس کی ابتدا کا سہرا گرونانک سے جوڑا جاتا ہے۔ گرو کا یہ کھانا ہر ایک کے لیے ہے اور یہ کھانا انسانیت کے نام مساوات کا پیغام بن جاتا ہے۔

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ لکھتے ہیں:

"It is a sin for a Sikh to question a man's faith before offering him a seat in the Guru's kitchen."[1]

اس کو پکاتے ہوئے جاپ جی کا ورد ایک خدا کی وحدانیت کی علامت ہے۔ اور اس کے اجزا ایسے عالمی اور آفاقی ہیں جس پر کسی مذہب کو اعتراض نہیں۔ پانی، مکھن، آٹا، چینی کا مرکب یہ پرساد سکھ مت کی وسعت قلبی کا آئینہ دار بن جاتا ہے۔ اس کی مقدار تقسیم کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہر غریب تک پہنچ جائے۔ غریب کا دل گرو کی رہائش گاہ ہے۔ اگر وہ راضی ہو گیا تو گرو بھی راضی ہو جائے گا۔ یوں کڑھاپرساد ہندو ذات پات کے نظام کے خلاف گرو کا جہاد کہا جا سکتا ہے۔

کڑھاپرساد کی معنویت کا خلاصہ تیجا سنگھ کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

"In order to remove untouchability and to teach social equality."[2]

☆.....☆.....☆

[1] Singh, Tirlochan, Historical Sikh Shrines in Delhi, SGMC, Delhi, 1977, P.59.

[2] Singh, Teja, Sikhism- Its Ideals and Institutions, Longman, London, 1964, P.105.

toobaafoundation.com

سکھ مت میں پیدائش کے زاویوں کی معنویت

خشونت سنگھ کے بقول سکھ مت میں پیدائش کی کوئی معروف رسم نہیں لیکن پیدائش کے موقع کی سکھ رسومات کا فکری تناظر خدا کے ساتھ تعلق ہی ہے۔ ارداس کے ذریعے خدا کا شکر ادا کیا جاتا ہے کہ اُس نے اولاد بخشی۔[1]

جاپ جی کی تلاوت برکت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کا پس منظر بھی بچے کو ایک خدا کی توحید کا پیغام سنانا ہے۔

بچے کے منہ میں کرپان سے پھیرا ہوا شہد کرپان کے ذریعے چکھانا اُسے سنت۔ سپاہی کے دوہرے کردار سے آگاہ کرنا ہے۔

سکھ نام کرن کے زاویے

عموماً چالیس دن کے بعد سکھ بچے کا نام رکھا جاتا ہے۔ اس ضمن میں گرو گرنتھ صاحب سے رہنمائی لینے کا معنی گرنتھ کو جیتا جاگتا گرو تصور کرنا ہے۔ گرنتھ کا صفحہ (کوئی سا بھی) کھولا جاتا ہے اور صفحے کے شروع میں لکھے ہوئے حرف سے شروع ہونے والا کوئی سا بھی مبارک نام رکھ دیا جاتا ہے۔ بچے کے نام کے آخر میں سنگھ اور بچی کے نام کے آخر میں کور کا اضافہ اُسے سنگھ جماعت کا رکن بنا دیتا ہے۔ سنگھ اور کور کے لاحقے ذات پات کی قید سے آزاد کرنے اور ہونے کے بلیغ استعارے ہیں۔ اس کے بعد دستار بندی کی رسم ادا ہوتی ہے۔ یہ دستار عزت، آبرو اور وقار کی علامت ہے۔

امرت پاہل کی سکھ رسم خالصہ اور معنویت

یہ سکھ رسم اُس اہم واقعے کے اعادے کے طور پر سرانجام دی جاتی ہے جب گرو گوبند سنگھ نے خالصہ جماعت کا اجراء کیا تھا اور سکھ مذہب کو مخصوص شناخت عطا کی تھی۔

اس رسم میں گرنتھ صاحب کو گرو سمجھا جاتا ہے۔ اور پانچ معتبر سکھ پانچ پیارے بن کر محکم چند، ہمت چند، صاحب چند، رام داس اور دیارام کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ پانی میں بتاشے ڈال کر اُسے کرپان کے ذریعے ہلایا جاتا ہے۔ پانچ بانیوں کی تلاوت ہوتی ہے۔ جاپو جی، جاپ، دس سوائے، چوپی اور آنند صاحب کی تلاوت اس پانی کے آمیزہ کو مقدس بناتی ہے۔ یہ امرت ہاتھوں کے پیالے سے قبول کیا جاتا ہے۔ واہے گرو جی کا خالصہ واہے گرو جی کی فتح کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔

پانچ پیاروں کے تناظر کو برقرار رکھتے ہوئے ہر امر پانچ بار انجام پاتا ہے۔ مول منتر کی تلاوت ہو یا امرت کو جسم اور آنکھوں پر چھڑکنا ہو۔ یوں پانچ کے ہندسے کی تقدیس کی رداء میں یہ سکھ بچہ یا بچی گرو گوبند سنگھ کی اولاد میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پانچ ککوں کا نشان سکھ بچے کے لیے لازم ہو جاتا ہے۔ بال کٹوانا، ذبح شدہ گوشت کھانا، زنا اور تمبا کو حرام ہو جاتے ہیں۔

یوں یہ فرد پانی کی مایا، تلوار کی طاقت اور چینی کی عاجزی کا مرقع بنا ہوا ہے۔ یہ اس کا نیا جنم ہے۔ اب اس کا ماضی مردہ ہے۔ اور یہ

[1] گرو گرنتھ، گروارجن، ص1086 سطر 7

toobaafoundation.com

نئے ماں باپ کی اولاد بن گیا ہے۔

خشونت سنگھ کے مطابق:

"The pahul, like the thread ceremony, amongst the Hindus is looked upon as a new birth."[1]

یہ دوہری پیدائش کی امین امرت پاہل کی رسم اس فرد کو اس قابل کر دیتی ہے کہ اب یہ اکال تخت کی زیارت کر سکے۔ گروؤں کی باقیات سے روحانی فائدہ حاصل کر سکے۔ اور ہر مندر کی روحانی فضاؤں سے شانتی کا حصول ممکن بنا سکے۔ یوں کوئی سکھ محض سکھ خاندان میں پیدا ہونے سے سکھ نہیں بنتا بلکہ پاہل کی دوہری پیدائش والی رسم اُسے اصلی خالص سکھ بناتی ہے۔ یہ خالص سکھ امرت اور کرپان دونوں کی خصوصیات رکھتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011, P. 88.

toobaafoundation.com

سکھ شادی۔ معنویت کے شادماں زاویے

سکھ شادی عموماً گردواروں میں انجام پاتی ہے۔ سکھ شادی کا فکری تناظر ہندوواہ سے چند صورتوں کے علاوہ مماثلت رکھتا ہے۔ ایک بنیادی فرق ویدوں کی بجائے گرو گرنتھ کا پاٹھ ہے۔ آنند کرج کی یہ رسم گرو گرنتھ کی مقدس موجودگی میں انجام پاتی ہے۔ سکھ مت کی پہچان راگ اور موسیقی اس رسم کو شادمانی کے رنگ عطا کرتے ہیں۔

ایک سوتی رومال دلہا کے کندھے سے گزار کر دلہن کے ہاتھ میں دے کر انہیں ایک دوسرے سے جوڑنے کی معنویت یہ ہے کہ اب یہ دونوں اپنی آئندہ زندگی کے فیصلے اسی طرح مشترکہ طور پر کریں گے۔ شادی کا مخصوص منتر "لاون" پڑھا جاتا ہے۔ گرو گرنتھ کے گرد کلاک وائز سمت میں چار پھیرے لینا گرو گرنتھ کے احکامات اور نصائح کو اپنے اندر سمونے کا پیغام لیے ہوئے ہے۔ دلہا کا دلہن کے آگے چلنا دلہا کی سیادت اور دلہن کی ماتحتی کا نشان ہے۔

سکھ دلہا دلہن کسی تحریری دستاویز پر دستخط نہیں کرتے جیسا کہ دوسرے مذاہب میں ہوتا ہے بلکہ گرو گرنتھ کی موجودگی اور گواہی کافی ہے کہ یہ دونوں آپس میں پیار کے عہد وپیمان میں بندھ چکے ہیں۔

اسی روحانی معنویت کو بیان کرتے ہوئے گورنجن سنگھ لکھتے ہیں:

"It is an act of spiritual union which is accorded religious sanction in the solemn presence of the Granth Sahib."[1]

سکھ شادی کے دوسرے مراحل مثلاً بارات، ملنی، مکلاوہ سکھ مت کی اجتماعیت اور ہلکے پھلکے پن کا مظاہرہ ہیں۔ خصوصاً ملنی کے دوران پھولوں کے ہار کا تبادلہ آپس میں تعلقات کی نزاکت اور اُس نزاکت کو نباہنے کا معنی رکھتا ہے۔ جبکہ ڈولی میں دلہن کی رخصتی نازک شے کی حفاظت کا نظریہ فراہم کرتی ہے۔ یوں دلہا دلہن پیار، محبت اور اعتماد کی فضا کو پروان چڑھانے کا عزم کرتے ہوئے ایک نئے خاندان کی بنیاد رکھ دیتے ہیں۔ اور گرو گرنتھ کے مطابق یک جان دو قالب بن جاتے ہیں۔[۲]

☆.....☆.....☆

[1] Singh, Gurbachan, The Sikhs - Faith, Philosphy, and Folk, Roli Books, 2000, P.74.

[۲] گرو گرنتھ، گرو امر داس، پوڑی صفحہ 788

toobaafoundation.com

سکھ مت۔ موت کے شعائر سے جڑی ہوئی معنویت

گرو گرنتھ کے مطابق جو بھی آیا ہے اسے دنیا سے جانا ہے۔[۱]

سکھ مت کا انتم سنسکار ہندومت سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسوائے اس کے کہ قریب المرگ شخص کے سکون کے لیے سکھ مقدس کتابوں کے مندرجات تلاوت کئے جاتے ہیں۔

قریب المرگ شخص کے پاس گروارجن دیو کی سکھ منی کی تلاوت اُس کی پر سکون موت کی ضمانت ہے۔

ارداس کے بعد میت کو نذر آتش کرنے کا تناظر بھی ہندوانہ ہے۔ اس دوران ایسے شبد پڑھے جاتے ہیں جو دنیا کی بے ثباتی کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ میت کی باقیات کو چلتے پانی میں بہانے کا سکھ شعار ہندومت سے مستعار ہے۔ گرنتھ صاحب کے سہج پاتھ کو پڑھنے سے میت کی اگلی منازل کی آسانی کا نظریہ رکھا جاتا ہے۔ چونکہ سکھ مت موت کو ناگزیر حقیقت اور اٹل سچائی قرار دیتا ہے اس لیے رونے یا بین کرنے کے رواج کی حوصلہ شکنی اسی سچائی کو ماننے کا عملی ثبوت ہے۔ میت کو خالصہ پانچ نشانیوں میں نذر آتش کرنے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ مردہ خالص ہو اور گناہوں سے پاک ہو جائے۔ چونکہ سکھ مت بت پرستی کے خلاف ہے اسی لیے باقیات میت پر عمارات کی تعمیر مذھباً منع ہے۔ لیکن اس معاملے میں اصل مذہب سے انحراف کا رجحان سکھ مت میں نمایاں ضرور ہوا ہے۔ اور اس کے بارے میں خشونت سنگھ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ سکھوں کی شادیاں اور موت کی رسوم بھی ہندوؤں کی طرح ہونے لگیں۔[۲]

☆.....☆.....☆

[۱] گرو گرنتھ صفحہ 474 نیز صفحہ 1022

[2] Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011, P. 46.

toobaafoundation.com

سکھ عادات واطوار سے جڑے شعائر مقدسہ۔ معنویت اور احکام

سکھ مت کا مطالعہ کا یا پلٹ کے رجحان کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ گرونانک کا بھکتی رجحان گروارجن کے ہاتھوں عسکریت پسندی میں تبدیل ہوا۔ گرو تیغ بہادر کے خون نے اسے دو آتشہ بنایا اور گرو گوبند سنگھ کے ہاتھوں نئی شریعت کی تشکیل نے سکھ عادات واطوار کے شعائر کو ہندو اثرات سے متاثر کرتے ہوئے نئی ہیئت ترکیبی عطا کر دی اور اتحاد مذاہب کی اصل سکھ خصوصیت پس پشت چلی گئی۔

پانچ کیش —معنویت کا عسکری انداز وزمزمہ

خالصہ پنتھ میں داخل ہونے کے بعد ایک سکھ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پانچ چیزیں پہنے جو سکھ مذہب کی پہچان ہیں۔ ان کے بہت گہرے علامتی معانی ہیں اور یہ سکھوں کی خارجی شناخت اور اُنہیں ہندوؤں اور مسلمانوں سے ممتاز کرنے والے ہیں۔

بال سکھوں کے نزدیک خدا کا تحفہ ہیں اور اُن کو نہ کاٹنا خود نمائی کے عمل سے گریز کا رجحان سمجھا جاتا ہے۔ نیز یہ زندگی گزارنے کے عمل فطری کی علامت ہیں کہ کسی مداخلت کے بغیر خدا کی مرضی کی زندگی گزاری جائے۔

بالوں کی نگہداشت سکھوں کو یاد دلاتی ہے کہ اُنہیں خدا کے لیے وقف زندگی گزارنے کا فریضہ ادا کرتے ہوئے آلودگی سے بچنا ہے۔ کیونکہ خوبصورت بال خدا کی صفت بھی ہیں۔[1]

لوہے کا کڑا — تحریص گریز یاددہانی

لوہے کا کڑا اُس عہد وپیمان کی علامت ہے جو پاہل کے وقت ایک سکھ پانچ برائیوں سے بچنے کے لیے کرتا ہے۔ کلائی میں اس کا پہننا اس امر کی مستقل یاددہانی ہے کہ غلط کاموں سے بچنے کے لیے اپنے اردگرد پرہیز گاری کا دائرہ قائم رکھا جائے تاکہ تحریص کے عنصر سے حفاظت ہوتی رہے۔

نیز یہ کڑا قوت اور اتحاد کا مظہر ہے۔ سٹیل سے بنا ہوا یہ کڑا سکھ عقیدت مند کو روح کے ناقابل شکست بنانے کا عزم فراہم کرتا ہے اور اُسے یاد دلاتا ہے کہ وہ بیرونی دباؤ برداشت کرنے کا حوصلہ رکھے۔

کچھیرا، کرپان، کنگھا —عفت، عسکریت اور تربیت نفس

سوتی کپڑے کا ایک زیر جامہ سکھ مرد اور عورت اس لیے پہنتے ہیں کہ جنسی جذبات اور تحریک پر بند باندھا رہے۔ یہ ایک علامتی یاددہانی ہے کہ ہر قسم کی خواہشات پر غالب آنا ہے اور وسیع تر معنوں میں پرہیز گاری کی زندگی گزارنا ہے۔

---

[1] گرو گرنتھ صفحہ 98 نیز ملاحظہ ہو صفحہ 203 اور صفحہ 567

toobaafoundation.com

سکھ مت کا عسکری پہلو کرپان میں ملفوف ہے۔ یہ چھوٹی سی نمائشی تلوار بہادری اور وقار کی علامت ہے اور اپنے پہننے والے کو یہ عزم دیتی ہے کہ سکھ مت کی اخلاقی اقدار کا تحفظ اور مظلوموں کو جبر و تشدد سے بچانا اُس کا اولین فریضہ ہے۔ یہ کرپان ناانصافی اور جبر کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

دن میں دو بار کنگھا کرنا بالوں کی نگہداشت کے لیے ضروری ہے۔ یہ صفائی اور نظم و ضبط کی علامت ہے اور جس طرح کنگھا بالوں کی میل کچیل کو دور کرتا ہے اسی طرح سکھ عقیدت مند اگر اپنے ذہن پر گرو کی تعلیمات کا کنگھا پھیرتا رہے تو اُس کا ذہن پاک صاف اور آلائشوں سے آزاد ہو جائے گا۔ یہ پانچ نشان خالصہ سکھ کا شعار ہیں۔ یہ شعائر ایک طرف نظم وضبط کا درس دیتے ہیں اور دوسری طرف سکھ اتحاد باہمی کی علامات ہیں۔

مشہور سکھ ودوان مہربان سنگھ اپنی مختصر کتاب "Sikhism- Its Impact" میں لکھتے ہیں:

"These forms and symbols aid corporate life..... If we discard these symbols we lose our distinct identity."[1]

جبکہ شیر سنگھ کی کتاب "Philosphy of Sikhism" کے مطابق:

"This is the spiritual socialism in the realm of religion."[2]

سکھ پگڑی۔ سرداری اور وقار کا تاج

اگرچہ پگڑی سکھ مت کے پانچ بنیادی شعائر میں شامل نہیں لیکن اب یہ سکھ لباس کا لازمی جزو بن چکی ہے۔ ایک تو یہ پہننے والے کو سماجی وابستگی اور شناخت کا طاقت ور احساس دیتی ہے اور دوسرا یہ سرداری اور وقار کی بہترین علامت ہے۔ نیز یہ اُن بالوں کی حفاظت کا ذریعہ ہے جو سکھ مت کا شعار ہیں۔ پگڑی کے رنگوں سے معنویت کے کئی زاویے جھلکتے ہیں۔

زعفرانی پگڑی خالصہ کی علامت ہے اور علیحدہ سکھ ریاست کی حمایت کے طور پر پہنی جاتی ہے۔ شادی بیاہ کے مواقع کو ظاہر کرنے کے لیے سرخ، گلابی اور زرد رنگ کی پگڑیاں شادمانی، مسرت اور تفریح کی علامت ہیں۔ پگڑی کا گہرا نیلا رنگ عقیدت مند کے نہنگ سکھ ہونے کی علامت ہے۔ اگر اس کا رنگ سفید ہو تو یہ نام دھاری ہونے کا نشان ہے۔ اگر کسی عورت نے سفید پگڑی پہنی ہو تو اُس کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کا روحانی تعلق ہر بھجن سنگھ پوری کی Healthy, Happy, Holy Organization سے ہے جو اُس نے 1970 میں کیلی فورنیا میں قائم کی تھی اور اب یہ 3HO کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اکالی تحریک کے زیر اہتمام کالی پگڑی کا اہتمام احتجاج کی علامت کے طور پر کیا گیا تھا۔

سکھ سلام اور خیر مقدم، الوداعی کلمات کا تناظر

خدا کو ہر وقت یاد رکھنے کا تناظر سکھ مت کے سلام ست سری اکال میں مضمر ہے۔ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر خدا کے ست گرو

[1] Singh, Mehervan, Sikhism - Its Impact, Chopman Enterprises, 1973, P.32-36.

[2] Singh, Sher, Philosphy of Sikhism, SGPC, Amritsar, 2003, P.43.

toobaafoundation.com

ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

مجمع میں بعض اوقات اونچی آواز میں پڑھا جاتا ہے۔

واہے گرو جی کا خالصہ

یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ سکھ خدا کے چنے ہوئے لوگ ہیں۔ اور اس سلام کے جواب میں کہا جاتا ہے۔

واہے گرو جی کی فتح

جس کا معنی یہ ہے کہ خدا ہی کامیاب ہو گا اور یوں وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے جو خدا کا نام جپتے ہیں۔ واہے گرو کے نام کی ایک معنویت یہ بھی ہے کہ یہ اتحاد مذاہب کا بہترین امتزاجی نشان ہے جو سکھ مت کے وسیع المشرب اور رواداری پر مشتمل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ و کا حرف وشنو سے، ا کا حرف اللہ سے اور ھ کا حرف ہری سے لیا گیا ہے۔ اور یوں اتحاد مذاہب کی کوشش کے ذریعے اسلام اور ہندومت کو قریب سے قریب تر کرنے کا کام کیا گیا ہے۔

یوں واہے گرو اسلام اور ہندومت کو ملانے والا سکھ پُل ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

باب سوم:

جین، مت، شنتو مت، زرتشت مت۔ شعائر مقدسہ

الفصل الاول:

جین مت کے شعائر مقدسہ۔فکری معنویت اور احکام

الفصل الثانی:

شنتو مت کے شعائر مقدسہ۔فکری معنویت اور احکام

الفصل الثالث:

زرتشت مت کے شعائر مقدسہ۔۔فکری معنویت اور احکام

toobaafoundation.com

باب سوم:

جین مت، شنتو مت، زرتشت مت—شعائر مقدسہ

الفصل الاوّل:

جین مت کے شعائر مقدسہ—فکری معنویت اور احکام

جین مت۔ایک مختصر تعارف

جین مت ہندومت کے خلاف احتجاجی تحریک کے طور پر چھٹی صدی قبل مسیح میں معرض وجود میں آیا۔ یہ سخت قسم کی جسمانی ریاضتوں اور عمیق قسم کے غور و تفکر نیز خواہشات کی نفی کا مذہب ہے۔

قیام، بانی، شخصیات

جین مت کے مطابق دنیا میں 24 تیر تھنکر گزرے ہیں جو بار بار پیدا ہونے کے سمندر میں گھاٹ تعمیر کرنے والے روشن ضمیر کہلاتے ہیں۔ رشابھا اس کا بانی تھا جبکہ آخری تیر تھنکر مہاویر تھا۔ ان کے بعد کوئی مصلح نہیں آئے گا۔ مہاویر کو بارہ سال کی سخت ریاضت کے بعد معرفت کا اعلیٰ ترین مقام کو پلیہ حاصل ہوا۔ راجا سمپراتی کے دور میں جین مت کو ترقی حاصل ہوئی۔

جین مت کے فرقے

- دگامبر فرقہ فضا کا لباس پہننے والا کہلاتا ہے۔ یہ مورتی پوجا کے مخالف اور دنیاوی آرام و راحت کے خلاف تھے۔ یہ عموماً ننگے رہتے ہیں۔
- سوٴتمبر فرقہ امیرانہ لباس اور سفید پوشاک زیب تن کرنے والا کہلاتا ہے۔ یہ مہاویر کی شادی اور اولاد کے قائل ہیں۔

افکار و عقائد

مہاویر جین کی زندگی کے 55 لیکچر جین مت کے افکار و عقائد کی اساس ہیں۔ یہ تری مورتی کے ہندو نظریے کے خلاف ہیں۔ روح کے ساتھ پہلے سے متصل مادے کو دور کرنے کا عمل نرجرا کہلاتا ہے۔ ذی روح کا تقدس لازمی ہے۔

جین مت کے اخلاقی و روحانی ضوابط میں 3 قسم کی گپتیاں (ضبط نفس) 5 قسم کی سمیتیا (احتیاطیں) 10 دھرم (نیکیاں) 12

toobaafoundation.com

قسم کی انوپ ریکشائیں (مراقبے) 22 طرح کی پریکشائیں (تکالیف) 5 قسم کے چرتر (اخلاقی معیار) اور 12 قسم کے تپ (ریاضتیں) شامل ہیں۔

لڑائی جھگڑے سے بچنا اہمسا کا اصول کہلاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت کسی بھی ذی روح کی جان لینا پاپ ہے۔

کرم اور آواگون کے عقیدے جین مت میں موجود ہیں۔ یہ ہندو اثرات کا شاخسانہ ہے۔ انسانوں کی روحیں قالب بدل بدل کر نمودار ہوتی رہتی ہیں۔ دنیا مصیبت کا گھر ہے جس سے چھٹکارا پانا ضروری ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

جین مت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام

مہاویر سے جڑے روحانی راز اور پہلو

اگرچہ جین مت مہاویر سے پہلے بھی موجود تھا لیکن پھر بھی مہاویر کو ہی اس کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ مہاویر کو بلاشبہ جین مت کا اہم شعیرہ کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ جان باؤکر نے صراحت کی ہے۔

"Parsva and Mahavira …… are objects of veneration and the equivalent of worship."[1]

ریاستی شہزادہ ہونے کے باوجود دنیا کو جوانی کی عمر میں خیر باد کہہ کر بارہ سال گہری خاموشی اور مراقبہ میں گزارنے کی معنویت خواہشات اور احساسات کے ختم کرنے کا اشارہ دیتی ہے۔

خاموشی اور مراقبے نے مہاویر کو سکون کی کیفیت عطا کر دی جسے کیول جینان کہتے ہیں۔

سمیاک درشنا کے اہم شعائر

مہاویر کا راستہ سمیاک درشنا پانچ اصولوں پر استوار ہے جو جین مت کے ارکان خمسہ تصور کیے جاسکتے ہیں۔

(1) اہمسا (2) ستیا یعنی سچائی

(3) استیا یعنی چوری نہ کرنا (4) برہم چاریہ یعنی زنا سے بچنا

(5) اپری گرہ یعنی مادی اشیاء سے غیر وابستہ رہنا

بعد میں ایک چھٹا جزو شامل کر لیا گیا اور یہ عنصر تاریکی ہو جانے کے بعد کھانے سے اجتناب کرنا تھا۔

مہاویر کے مرنے کے بعد جین مت میں شبیہ پرستی کا آغاز ہوا۔ مہاویر کو ببر شیر کی علامت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

مہاویر کے والدہ کے چودہ خواب اور ان سے منسلک شعائر کی تفصیل

جین اساطیر کے مطابق مہاویر کی والدہ ملکہ ترشیلا نے ایک ہی رات چودہ خواب دیکھے اور مختلف شعائر کی معنویت کو ترکیب کے عمل سے گزار کر تعبیر کیا گیا۔

ہاتھی کی دید اس امر کی علامت ہے کہ ملکہ کا بیٹا روحانی رتھ کار رہنما ہو گا۔

سفید بیل عظیم سادھو اور سنیاسیوں کے روحانی پیشوا ہونے کی علامت تھا۔

شیر بے خوفی اور شجاعت کی علامت ہے۔

[1] Bowker, John, World Religions, Great Faiths Explored and Explained, DK, 2006, P.46.

toobaafoundation.com

لکشمی دیوی طاقت، دولت اور احترام سے عبارت ہے۔
پھولوں کا گجرا مہاویر کی تبلیغ کا استعارہ ہے کہ جیسے پھول کی خوشبو پھیلتی ہے اسی طرح مہاویر کی تعلیم پھیل جائے گی۔
چودھویں کا چاند کائنات میں عظیم نظام کے قیام کی علامت ہے۔
سورج اس امر کا اعلان ہے کہ غصہ، لالچ، انا، خودی، شہوت غرور اور تکبر ختم ہو جائے گا۔
مور کے پروں سے سجا ہوا جھنڈا شرافت کی راہنمائی کا نشان ہے۔
چاندی کا گلدان کاملیت کی طرف اشارہ ہے۔
کنول کی جھیل جنم چکر سے آزادی کا علم ہے۔
دودھ کا سمندر مکشا اور دائمی آزادی کی علامت ہے۔
اڑن کھٹولہ اس بات کا نشان ہے کہ تمام دیوتا مہاویر کی عزت کریں گے۔
قیمتی جواہرات کا ڈھیر بے حساب خوبیوں پر دلالت کرتا ہے۔
دھویں کے بغیر آگ فہم و فراست کی تقسیم کا آئینہ دار ہے۔
ان خوابوں میں بیان شدہ معنویت کا جوہر مہاویر کی شخصیت تھی جو بعد ازاں جین مت کا سب سے قیمتی اثاثہ اور شعار بن گئی۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

جین مت کی مقدس کتابیں — مختصر معنویت

جین مت کی مقدس کتابیں مہاویر کے بعد منضبط ہوئیں۔ اس لیے سوتمبر فرقہ ان تعلیمات میں سے بارہویں حصے کو ضائع سمجھتا ہے جبکہ دگمبر فرقہ کے نزدیک جین مت کی کوئی کتاب مقدس باقی نہیں ہے۔

سوتمبر فرقے کے مطابق 45 مقدس صحیفے محفوظ ہیں۔ یہ انگ، اپ انگ، مول سوتر، چھید سوتر، چولیکا سوتر اور پر کیرنکا پر مشتمل ہیں۔

کلپاسوترا کو مقدس جین ادب میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ تیر تھنکروں کے حالات اور خصوصاً مہاویر کی حالات زندگی پر مشتمل ہے۔

جیمز فیزرز تحریر کرتے ہیں:

> "Jaina Scriptures contain a number of descriptions of the life and liberation of Mahavira. These emphasize his extreme asceticism, his self control, his unshakeable patience and his final victory."[1]

☆.....☆.....☆

[1] Fiesers, James, Sciptures of the World Religions, Mc Graw Hill, 2004, P.60.

toobaafoundation.com

اہمسا — اہم ترین شعار اور اس سے جڑی علامت

اہمسا یعنی عدم تشدد جین مت کا معروف ترین اخلاقی شعار ہے جو کئی مادی شعائر سے پہچانا جاتا ہے۔ عدم تشدد کی بنیاد محبت اور رحم پر ہے۔ لہٰذا الفاظ اور گفتگو کے ساتھ بھی کسی بھی جاندار کو تکلیف دینا منع ہے چہ جائیکہ اسے ہاتھوں کے ذریعے تشدد کا نشانہ بنایا جائے۔ کسی بھی جاندار کی جان لینا پاپ ہے۔ یہ اصول اہمسا کے نام سے مشہور اور جین مت کا معتبر ترین شعار ہے۔

اس اہم ترین شعار کو کئی محسوسات سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ جین سادھو مرد اور عورتیں اپنے منہ کو ڈھانپ کر رکھتی ہیں تاکہ ان کی سانسوں کی تپش اور جراثیم سے جاندار اشیاء کو تکلیف نہ پہنچے۔ ایک دوسرا محسوس عنصر جھاڑو ہے جسے کسی جگہ بیٹھنے سے پہلے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ غلطی سے کسی جاندار کو تکلیف نہ پہنچ سکے۔

مشہور محقق برائے ہندی ادیان روشن دلال لکھتی ہیں:

"Ahimsa is the essence of Jainism and the killing of any creature including insects is forbidden."[1]

جین مت میں 'اہمسا' کا شعار اس قدر اہم ہے کہ جدید جین شعار جو کھلی ہتھیلی کے نام سے 1975 میں متعارف کروایا گیا کے عین درمیان میں اہمسا لکھا ہوا صاف نظر آتا ہے۔ چنانچہ یہ شعار ساری دنیا کے لیے عدم تشدد کا ایک پیغام ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Dalal,Roshan, The Religions of India, Penguin, 2010, P.8

toobaafoundation.com

جین عبادت اور جین مندر — معانی اور شعائر

جین مت میں عموماً الحاد پرستی کے رجحانات نمایاں ہیں۔ خدا پر یقین اس لیے نہیں کہ دنیا بے ابتداء ہے لیکن ہر روح خلقی الوہیت سے متصف ہو سکتی ہے۔ ہر آزادی یافتہ روح خدا ہو سکتی ہے اس لیے تیر تھنکروں کے مجسمے بنا کر انہیں بطور خدا تسلیم کیا گیا اور رسوم ورواج کا ایک مرکب تشکیل دیا گیا جس کے لیے بالخصوص غاروں اور گپھاؤں کو کاٹ کر مندروں کی شکل دے دی گئی۔

جان باؤکر تحریر کرتے ہیں:

"The earliest writings of Jainism say nothing about temples and images."[1]

مجسموں اور شبیہوں کی موجودگی صرف ارتکاز کے عمل کو بڑھانے اور برقرار رکھنے کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہے۔

جین عبادت کے شعائر

جین عبادت کے شعائر کافی حد تک ہندومت سے مشابہ ہیں۔ اس لیے درشن یعنی مورتی کی دید عبادت کا پہلا عمل ہے جو جین مندر میں ادا کیا جاتا ہے۔

جینا ایجوکیشن کمیٹی نارتھ امریکہ کی کتاب "Basics of Jainism" کے مطابق جین عبادت کے شعائر کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جین عبادت کا مقصد تیر تھنکروں کی مدحت وتوصیف ہے۔ جوتے اتارنے کا مقصد عزت وادب ہے۔ جین مندر کے پہلے حصے کا درشن ضروری ہے۔ اس حصہ میں جھنڈے کے دو رنگ ہوتے ہیں۔ سفید رنگ تیر تھنکروں کی علامت ہے جبکہ لال رنگ سادھوؤں کی نمائندگی کرتا ہے۔

جین مندر میں عبادت سے پہلے اس لیے چندن کا تلک لگایا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ عقیدت مند بھگوان تیر تھنکر کی تعلیمات کو صدق دل سے قبول کرنے کو تیار ہے۔

اس کے بعد نشی (Nishi) کا جملہ بولنے کا معنی بیان کرتے ہوئے "Basics of Jainism" میں مرقوم ہے:

"This means we will leave thoughts of our daily life behind and only think about prayer."[2]

اس کے بعد گھنٹی بجانے اور اس کی آواز کے ارتعاش کا مطلب یہ ہے کہ الوہی آوازیں دل اور مندر دونوں میں سنائی دے رہی

---

[1] Bowker, John, World Religions- Great Faiths Explored and Explained, DK, 2006, P.56.

[2] Shah, Parvin, K, Basics of Jainism, Jaina Education Committee, North America, 2007, P.27.

toobaafoundation.com

ہیں۔ مورتی کا دیدار دراصل آئینے کے دیدار کی طرح ہے۔ یہ عقیدت مندوں کی بھاوناؤں کی عکاس ہے۔ یہ مورتی آئینے کی طرح عیبوں سے آگاہ بھی کرتی ہے اور آگے بڑھنے، دنیا تیاگ دینے کا درس بھی دیتی ہے۔

تیر تھنکر چونکہ پاکیزہ اور نجات یافتہ سمجھے جاتے ہیں۔ اس لیے اکثر مجسمے نرگس کے پھول کی بیٹھک کی شکل میں بنائے جاتے ہیں۔ نرگس کا پھول دنیا سے بے رغبتی اور پاکیزگی کا نشان بھی ہے نیز اس امر کی علامت بھی ہے کہ کیچڑ میں رہ کر کس طرح اپنے آپ کو اس سے بچایا جا سکتا ہے۔

نیز ہر تیر تھنکر کی ایک خاص علامت ہوتی ہے جو عموماً اس کے پاؤں کے قریب کندہ کی جاتی ہے۔

تیر تھنکر کے مجسمے کے سامنے عموماً آٹھ اشیاء بھینٹ کی جاتی ہیں۔ پانی، چندن، پھول، خوشبو، دیپ، چاول، مٹھائی اور پھل۔

ان اشیاء کے پیش کرنے کی معنویت تحریر کرتے ہوئے جان باؤکر لکھتے ہیں:

"Offering these implies renunicaion of wordly things by the worshipper and they are symbolic of a spiritual path."[1]

جین پوجا کی آٹھ اشیاء۔ معنویت کے دائرے

جینی پروین کے شا کے مطابق جین پوجا کی آٹھ اشیاء ایک خاص ترتیب اور فکری معانی رکھتی ہیں۔

- پانی یا جل سمندر کی علامت ہے۔ ہر جاندار مسلسل زندگی موت اور غم کے سمندر میں سفر کرتا ہے۔ لہٰذا اس کا استعمال دیانت داری اور محبت کو جنم دیتا ہے اور انسان زندگی کے سمندر کو پار کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ جل پوجا کو سمیاک چرتر بھی کہا جاتا ہے۔
- چندن علم کی علامت اور دماغ سے منسلک ہے۔ یہ دماغ کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ صحیح اور درست علم حاصل کر کے دائمی آزادی یعنی موکشا حاصل کر لے۔ نیز یہ فطری آزادی کا آئینہ دار بھی ہے۔
- پھول راست عمل کی علامت، نرمی اور خوشبو سے مرکب ہے۔ جیسے خوشبو نرم اور پھیلنے والی ہے۔ اسی طرح زندگی بھی نرم اور دوسروں کے لیے ہونی چاہیے۔
- خوشبو بھکشوانہ زندگی کا شعار اور علامت ہے۔ عموماً لوبان کی خوشبو استعمال کی جاتی ہے۔ جو خود جلتا اور دوسروں کو خوشبو دیتا ہے۔ یوں اس کا استعمال سنیاس کی زندگی کا سبق دیتا ہے۔
- دیپک کا شعلہ شفاف شعور کی علامت ہے۔ یہ روح کی کثافت کے دور ہونے کا اعلان ہے۔ ایسی صاف اور پاکیزہ روح ہی سدھایا دیوتا کے مقام پر فائز ہو سکتی ہے۔
- چاول کا استعمال یہ بتلاتا ہے کہ چاول کی فصل صرف چاول کے بیج سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ چاول دراصل جین مت میں زندگی کے آخری چکر کی علامت ہے اور اس امر کا اظہار بھی ہے کہ یہ زندگی جینیوں کی آخری زندگی ہے جس کے بعد انہیں

[1] Bowker, John, World Religions. Great Faith Explored and Explained, DK, 2006, P.57.

toobaafoundation.com

جنم نہیں لینا پڑے گا۔

- مٹھائی یا میٹھے کھانے ذائقوں کی علامت ہیں۔ یہ بے ذائقہ کھانوں کی قدر و قیمت بڑھانے کے لیے پوجا میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ مرنے کے بعد جہاں جانا ہے وہاں کوئی کھانا نہیں ہے۔ لہٰذا بے ذائقہ کھانے موکشا کے لیے ضروری ہیں۔
- پھل کا استعمال عموماً آخر میں ہوتا ہے۔ یہ دائمی زندگی کا نشان ہے۔ اگر توقع یا انجام سے بے پرواہو کر زندگی گزاری جائے تو تبھی دائمی آزادی کا پھل حاصل ہوتا ہے۔ پھل کو آخر میں استعمال کرنے سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ عقیدت مند نے آخر میں موکشا کا پھل پالیا ہے۔[1]

☆.....☆.....☆

[1] Shah, Parvin, K. Basics of Jainism, Jaina Education Committee, North America, 2007, P.32-33.

toobaafoundation.com

جین مت کے تہوار — معنویت اور احکامات

جین مت کے تہوار ہندو روایات سے متاثر ہیں۔ اکثر تہواروں کا تعلق تیر تھنکروں خصوصاً مہاویر کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔

مہاویر جائنتی — سالگرہ

مارچ، اپریل کا یہ تہوار مہاویر کی سالگرہ کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔ رتھ پر جلوس نکالے جاتے ہیں اور بالخصوص صوبہ بہار میں مہاویر کی جائے پیدائش پر عجیب سماں ہوتا ہے۔ یہ دن مہاویر کی تعلیمات کے ساتھ از سر نو تمسک کا دن ہے۔

پاریوسانا کا تہوار

جین مت کا غالباً سب سے مقدس اور اہم تہوار ہے۔ اگست۔ ستمبر کا یہ تہوار دراصل عدم تشدد کے فروغ کا شعار ہے۔ یہ ضبط نفس کا علمبردار ہے۔ اس دوران مہاویر کی والدہ ترشیلا کے چودہ خواب بالخصوص زیر غور آتے ہیں اور ان میں چھپی معنویت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آٹھ دن جاری رہنے والے اس تہوار کا آٹھواں دن معافی سے منسلک ہے۔

"Basics of Jainism" میں لکھا ہے:

"On the last day we say "Michcha mi Dukkadam" to all of our friends and family."[1]

روشن دلال کے مطابق:

"The last day is one of atonement."[2]

نیز یہ تہوار جین مقدس ادب کلپا سوترا کے ملنے کا دن بھی کہلاتا ہے۔ رولینڈ پرٹن لکھتے ہیں۔

"During their fast of Paryushan, Jains celebrate the giving of the Kulpa Sutra by having it read by the monks."[3]

یوں یہ آٹھ دن ضبط نفس، روزہ، مراجعت اور معافی کے معانی سے آراستہ ہیں۔

دگمبر فرقہ ان آٹھ دنوں میں دو دن مزید شامل کر لیتا ہے۔ ان کے ہاں اس تہوار کو دس لکشنا پروان کہتے ہیں۔ معنویت فکری وہی ضبط نفس اور فکر احتساب کا اصول ہے۔ یہ تہوار معافی، نرمی، اخلاص، قناعت، راست گوئی، ضبط نفس، ریاضت، ترک دنیا، بے لوثی اور پاکبازی کے دس لکشنا دھرم کا خاص شعیرہ ہے جو بدھ مت کی اساسی نیکیاں شمار ہوتی ہیں۔

[1] Shah, Parvin, K, The Basics of Jainism, Jaina Education Committee, North America, 2007, P.92'

[2] Dalal, Roshan, The Religions of India, Penguin, 2010, P.284

[3] Purton Rowland, Festivals and Celebrations, Basil Blackwell, 1982, P.102.

toobaafoundation.com

دیوالی – جین معنویت

دیوالی اگرچہ ہندو تہوار ہے۔ لیکن جین مت کے مطابق اس کی معنویت مہاویر کے نروان سے جڑی ہوئی ہے۔ اس دن مہاویر کو دائمی آزادی نصیب ہوئی۔

چونکہ دیوالی کو لکشمی دیوی سے خاص نسبت ہے کیونکہ وہ مال و دولت کی فراوانی کی دیوی ہے۔ لہٰذا جین کاروباری لکشمی پوجا کرتے ہیں۔ لیکن اہمسا کے قانون کے تحت دیوالی کے موقع پر آتشبازی کا استعمال منع ہے کیونکہ اس میں جانداروں کی ہلاکت کا خطرہ ہے۔

اسی تہوار کے دوران جینی نئے کھاتوں کا آغاز کرتے ہیں جو دراصل ایک محفوظ اور خوشگوار معاشی زندگی کے آغاز کا شعار ہے۔

چند معروضی تہوار

دیوالی کے اگلے دن مہاویر کے چیلے گوتم سوامی کے کیول جنان حاصل کرنے کی خوشی میں نئے سال کا تہوار منایا جاتا ہے۔

نیز ایک تہوار پہلے تیرتھنکر رشابھا کے روزہ کھولنے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اس تہوار کو اکساتریتا کہتے ہیں۔ جین اسطورہ کے مطابق ایک ملکوتی شخص نے روزہ کھولنے کے لیے رشابھا کو گنے کا رس پیش کیا۔ اس واقعہ کی یاد میں گجرات میں اکثر سوتمبر جینی اس لیے روزہ رکھتے ہیں کہ رشابھا وہیں قیام پذیر تھا۔ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ روزہ رکھنے سے جینی عورتوں کو رشابھا کی کنیز چکر سوری کی مدد حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ عورتوں کی محافظ جین دیوی ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

جین مقدس مقامات — معنویت

جین مقدس مقامات کا تعلق اکثر تیر تھنکروں ہی سے ہے۔ ان مقامات میں سے ایک مقام کرناٹک میں ہے جہاں پہلے تیر تھنکر رشابھا کے بیٹے بہوبلی کا مجسمہ ایستادہ ہے۔ بہوبلی نے فتح کے باوجود دنیا تیاگ دی اور سلطنت اپنے بھائی کے حوالے کر دی تھی۔ بعد میں بہوبلی سادھو بن گیا اور جین مت کا اہم شعیرہ قرار پایا۔

یہ مجسمہ غیر معمولی طور پر بڑا، ایک پتھر سے تراشا ہوا، تقریباً 54 فٹ اونچا ہے۔ بالکل عریاں حالت کا یہ مجسمہ دنیا کو تیاگ دینے کا اہم ترین مظہر ہے۔ اسی لیے یہ دگمبر فرقے کی اہم ترین زیارت گاہ ہے۔

روشن دلال لکھتی ہیں:

"The figure has all the signs of a superior human being."[1]

یہاں ہر بارہ سال کے بعد جین فرقہ کے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم کی از سر نو تجدید کی جاتی ہے اور دنیا کو ترک کر دینے کے عمل کے آغاز کا عہد کیا جاتا ہے۔

میرو کا پہاڑ — معنویت اور وجدان

پہاڑ اکثر مذاہب میں کردار کی بلندی اور روح کی رفعت کا شعار سمجھے جاتے ہیں۔ جین مت میں میرو پہاڑ کو ایسی ہی اہمیت حاصل ہے۔ پانچ چوٹیوں پر مشتمل یہ پہاڑ جین اساطیر کے مطابق دنیا کے وسط میں ہے اور اس کے ارد گرد ایک مقدس دائرہ ہے جسے جمبو دیپا کہتے ہیں۔

یہ پہاڑ موکشا اور دائمی آزادی حاصل کرنے کے لیے روح کی تڑپ کے سفر کا نشان اور استعارہ ہے۔

مزید زیارت گاہیں اور مختصر پس منظر

راجستھان کا رانک پور مندر رشابھا کی روحانی تپسیا کی یادگار ہے اور اولیت کا فکری علمبردار ہے۔

ابو کے پہاڑ کے قریب دلوارا مندر ادی ناتھ، رشابھا، نیمی ناتھ، مہاویر اور پرشوناتھ کے روحانی کمالات کا احاطہ کرتا ہے۔

دہلی کا لال جین مندر پرشوناتھ سے منسوب ہے جو جین مت کے تیئسویں تیر تھنکر تھے۔

پالیتانہ مندر گجرات بھی رشابھا سے منسوب ہے۔ یہاں تیر تھنکر کی روحانی موجودگی کی بناء پر کسی کو بھی رات گزارنے کی اجازت نہیں۔

مختصراً یہ تمام زیارت گاہیں تیر تھنکروں سے مقدس انتساب کی بناء پر زائرین کی قدم بوسی کا اہم شعیرہ ہیں۔

---

[1] Dalal, Roshan, The Religions of India, Penguin, 2010, P.129

toobaafoundation.com

جین مت—سادھوؤں کے مقدس شعائر، پہچان، معنویت

جین مت کے راہب مخصوص لباس زیب تن کرتے ہیں۔ جو عموماً سفید رنگ کا ان سلا چوغہ ہوتا ہے۔ بھیک کا پیالہ دنیا کی بے ثباتی، کم مائیگی کی علامت ہے۔ منہ پر ایک سفید کپڑے کا ماسک دراصل اہمسا کے اصول کی پابندی کا شعار مخصوص ہے۔ خوردبینی جانداروں تک کی زندگی کے بارے میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ محفوظ رہنی چاہیے۔ نیز یہ ماسک بے خیالی میں گناہ نہ کرنے کے احساس کو اجاگر کرتا ہے۔

جین راہب عموماً مور کے پروں سے بنا ہوا ایک پنکھ بھی شعار کے طور پر ساتھ رکھتے ہیں۔ مور مقدس پرندہ ہے۔ اس کے پروں کا پنکھ ایک طرف تقدیس اور دوسری طرف اہمسا کی علامت ہے۔ نیز یہ بادشاہی میں فقیری کے اصولوں کا فکری علمبردار ہے۔ مزید یہ جانداروں کی زندگی کے تحفظ کا نشان بھی ہے۔ دگمبر فرقہ کے جین راہب کوئی لباس زیب تن نہیں کرتے کیونکہ بے لباسی دنیا کو مکمل تیاگ دینے کا اہم نشان ہے۔ یہ مہاویر کا مخصوص شعار بھی ہے۔ دگمبر راہب ہاتھ میں خیراتی پیالہ لینا بھی دنیا داری شمار کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی ہتھیلیاں ہی پیالے کا کام کرتی ہیں۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

سواستیکا اور کھلی ہتھیلی کا فکری ملن

جین مت کا ایک معتبر ترین شعار سواستیکا ہے جس کا آغاز اگرچہ ہندوؤانہ ہے لیکن اسے جین مت میں بھی شہرت حاصل ہوئی۔ سواستیکا بنیادی طور پر اچھی حالت کا شعار ہے۔ یہ صلیب نما ہوتا ہے اور اس کے چار کونے قائمہ زاویہ بناتے ہوئے مڑی ہوئی شکل میں ہوتے ہیں۔

ان چار کونوں کے بارے میں آکسٹوبی اور سیگل کے ورلڈ ریلیجنز میں لکھا ہے:

"Its four spokes represent the four stages of this existence in the wheel of samsara, the cycle of life and death."[1]

عبادت میں استعمال ہونے والا سواستیکا خاص معنویت مزید رکھتا ہے۔ اس میں تین نقطے اور ایک ہلال کا نشان ہوتا ہے اور درمیان میں ایک مزید نقطہ موجود ہوتا ہے۔

چار بازو انسانی، عفریتی، ملکوتی اور حیوانی زندگی کے آئینہ دار ہیں۔ ہلال اور ایک نقطہ پاکیزہ روح کی منزل مراد کا نشان ہیں۔ جب کہ تین نقطے جین مت کے بنیادی اصول ثلاثہ کی ترجمانی کرتے ہیں۔

- سمیاک درشنا (راست کاملیت)
- سمیاک جینان (راست علم)
- سمیاک چرتریہ (راست عمل)

یہ تین نقاط جین مت کے رتن تصور کیے جاتے ہیں۔ ایک نقطہ روحانی بالیدگی کی پیداوار میں معاون بنتا ہے۔ دوسرا نقطہ لمبے راستے پر چلنے کا رہنما ہو جاتا ہے۔ جبکہ تیسرے نقطے پر ارتکاز اور جماؤ مہاورت پر عمل کرنے کو آسان بناتے ہیں۔ مہاورت ارکان خمسہ کا نام ہے۔

- اہمسا
- ستیا (راست بازی)
- (استیا) چوری نہ کرنا
- (برہم چاریہ (زنا سے بچنا)
- (اپری گرہ) مادی اشیاء سے غیر وابستگی

کھلی ہتھیلی کا اضافہ۔ جہان معنی

1975 میں عالمی امن کے علمبردار ہونے کے طور پر جین مت نے کھلی ہتھیلی کے نشان کو سواستیکا کے ساتھ جوڑ دیا اور یوں اسے نئی معنویت عطا کر دی۔ یہ نشان Open Palm کے نام سے معروف ہے۔ اس کھلی ہتھیلی پر اہمسا کا لفظ واضح ہے۔

[1] Oxtoby and Segal, World Religions, OUP, 2007, P.360.

toobaafoundation.com

ہتھیلی کا نچلا حصہ بے خوفی اور عدم تشدد کا ترجمان ہے۔ ہتھیلی کے درمیان میں گول دائرہ سمسار کا نشان ہے اور اس کی چوبیس نوکیں چوبیس تیرتھنکروں کی تعلیمات کی ترجمانی کرتی ہیں۔

سب سے اوپر والا حصہ موکشا پالینے والوں کی آخری منزل کی نشاندہی کرتا ہے۔

جین پرچم اور اس کی رنگین معنویت

جین پرچم پانچ ورت کی نشاندہی کرنے والا شعار ہے۔ اس لیے یہ پانچ رنگوں پر مشتمل ہے۔

- سفید ارہنت یعنی اعلیٰ ترین مقام انسانیت کا نشان، اہمسا کا علمبردار، امن کی فاختہ اور سچائی کی علامت ہے۔
- زرد رنگ اچاریہ کا نشان ہے۔
- سبز رنگ اپادیاس کا علم ہے۔
- لال رنگ سدھا کی علامت ہے۔
- گہرا نیلا یا کالا رنگ سادھو کا نشان ہے۔

پرچم کے درمیان میں سواستیکا کا نشان ہے۔ یوں جین پرچم جین مت کے تمام اہم معانی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

استھامنگلا اور آٹھ کی تقدیس تصورات

جین مت میں آٹھ اشیاء تقدس اعلیٰ کی امین سمجھی جاتی ہیں۔

سوئتمبر فرقے کی آٹھ اشیاء درج ذیل ہیں۔

- سواستیکا
- سری واستا
- نندورتا
- نلکی
- تخت
- پانی کا برتن
- مچھلی کا جوڑا
- آئینہ

دگمبر فرقے کی آٹھ اشیاء میں چند جگہ تفاوت ہے۔

- گلدان
- پنکھ
- جھنڈا
- وجانا
- چھتری
- تخت
- مور چھل
- آئینہ

یہ تمام اشیاء روحانی ترقی اور پائیداری کی بڑھوتری کا نشان سمجھی جاتی ہیں اور مشترکہ طور پر استھامنگلا کہلاتی ہیں۔

نندورتا کا کراس خوشحالی اور روحانی خوشی کو ظاہر کرتا ہے۔ سری واستا کا نشان سینے پر بنایا جاتا ہے اور اسے بھی روحانی ترقی کا

toobaafoundation.com

عظیم نشان گردانا جاتا ہے۔

سری واستا کے بارے میں روشن دلال تحریر کرتی ہیں:

"A sacred mark or sign that indicates divinity or greatness."[1]

سدھا چکر کا منتر اور مندر سے متعلقہ ربط

آراستہ سوت سے بنا ہوا یہ چکر جین مندروں کی سجاوٹ بھی ہے اور جین مت کے بنیادی اصولوں کا امین بھی ہے۔

اسے کاملیت کا دائرہ تصور کیا جاتا ہے۔ اس کے نو حصے دراصل ایک ایسے پھول کی مانند دکھائی دیتے ہیں جس کی آٹھ پتیاں ہوتی ہیں۔

یہ آٹھ پتیاں جین مت کے تین رتن اور پانچ روحانی مدارج کا نشان ہیں۔ ان آٹھ کا وجود کاملیت اور موکشا کے لیے از حد ضروری ہے۔ اسے نمسکار منتر کے ساتھ استعمال کرنا روحانی ترقی کے زینوں پر چڑھنے کے لیے اکسیر عمل سمجھا جاتا ہے۔

اوم – جین معنویت

اوم کا ہندوستانی شعیرہ کائنات کا نقطۂ آغاز سمجھا جاتا ہے۔ جین مت میں بھی اسے تقدس کی ردا پہنائی گئی ہے۔ جین مت میں اسے پانچ انسانی درجات کا فکری منظر تصور کیا جاتا ہے۔

نیز یہ جین مت کے مقدس ترین پنچ نمسکار کے منتر کا علم اور نشان بھی کہا جاتا ہے۔ اوم اور پنچ نمسکار کے امتزاجی معانی کے بارے میں جان باؤکر تحریر کرتے ہیں:

"It is believed to have the power to cure illness and to destroy evil."[2]

اس لیے جین عبادت میں روزانہ اس کا جاپ ہوتا ہے۔

جین مت – پیدائش، نکاح اور مرگ کے شعائر – معنویت

جین مت میں چونکہ ترک دنیا کا تصور شدید ہے۔ اس لیے پیدائش کے کوئی خاص شعائر نہیں۔ صرف سوراج کے نام سے پوجا کا رواج ہے۔

نکاح اور شادی کے شعائر سوئتمبر فرقہ میں سولہ اور دگمبر فرقہ میں بیس ہیں۔ عمومی شعائر ہندومت سے متاثر ہیں اور زیادہ تر ہندومت کے شعائر نکاح کو جین مت میں ڈھال کر نکاح کیا جاتا ہے۔

بعد از مرگ ہندوؤں کی طرح مردوں کو جلانے کا رواج اس نظریہ کا آئینہ دار ہے کہ مردوں کو جلانے سے ایک طرف تو زمین آلودہ نہیں ہوتی۔ دوسری طرف مرنے والا دوبارہ جنم لینے کی اذیت سے بچ جاتا ہے۔

---

[1] Dalal, Roshan, The Religions of India, Pengium, 2010, P.340.

[2] Bowker, John, World Religions- Great Faiths Explored and Explained, DK, 2006, P.48.

toobaafoundation.com

عبادت کے دوران استعمال ہونے والی اشیاء عموماً مردے کے لیے بھی استعمال ہوتی ہیں۔ اس کے سرہانے سواستیکا رکھا جاتا ہے۔ صندل کی بنی ہوئی مالا جسم پر، سونے کا ایک ٹکڑا منہ میں اور ایک موتی نما زیور دائیں آنکھ پر رکھ کر مردے کو نذر آتش کر دیا جاتا ہے۔☆

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جین مت کے تمام شعائر عدم تشدد اور محبت کے گرد متشکل ہیں۔ تمام سخت ترین ریاضتیں اور ان سے جڑے ہوئے نشانات و علامات کی بنیادی معنویت جسمانی تجرد اور عدم تشدد ہی سے متعلق ہے۔ یہ رسومات و شعائر اب بھی کئی ہزار لوگوں کی روحانی طمانیت اور الوہی زندگی کے ضامن ہیں۔ مہاویر کا تاریخی تجرد آج بھی جین مرد و خواتین میں قائم ہے۔ جو مہاویر کی راہ پر چلتے ہوئے ان تمام شعائر کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں جو کاملیت کی منزل تک پہنچا سکیں۔ چاہے اس میں دشواری اور صعوبت کئی گنا ہی کیوں نہ ہو جائے۔

یہ شعائر اس امر کو واضح کر دیتے ہیں کہ جین مت تمام زندہ مخلوقات، پست ہوں یا اعلیٰ، حشرات ہوں یا انسان کے لیے ایک مطلق تعظیم رکھتا ہے۔

☆.....☆.....☆

☆ تفصیل کے لیے ہندو مت کے شعائر مرگ کی طرف مراجعت فائدہ مند رہے گی۔

toobaafoundation.com

الفصل الثانی:

شنتو مت کے شعائر مقدسہ۔فکری معنویت اور احکام

شنتو مت ـــــ ایک تعارف

شنتو مت صدیوں پرانا جاپانی سرزمین تک محدود مخصوص رسوم و رواج پر مبنی مذہب ہے جو روحیت کے قدیم عقیدے کا حامل ہے۔ یہ کوئی مرتب یا منظم مذہب نہیں بلکہ بدھ مت، تاؤ مت اور دیگر روایات کے باہمی ملاپ کا ایک سلسلہ ہے جو جاپانی حب الوطنی کی ایک مذہبی صورت کہلایا جا سکتا ہے۔ روحوں، فطری قوتوں اور مظاہر فطرت کی پرستش سے حکمرانوں کی عبادت تک کا فاصلہ طے کرنے والا مذہب ہے۔

شنتو مت۔ افکار اور عقائد

شنٹو چینی لفظ شن اور تاؤ کا مرکب ہے۔ جس کا ترجمہ دیوتاؤں کی راہ کیا جاتا ہے۔

فطرت اور اس کی مناظر کی پوجا شنتو مت کا بنیادی عقیدہ ہے۔ سورج اور چاول کی تعظیم حد سے زیادہ کی جاتی ہے۔

اس کے دیوتا کو کامی کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے اور اسے مافوق الفطرت قوتوں کا مالک سمجھا جاتا ہے۔

آباؤ اجداد کی روحوں کو بھی مافوق الفطرت سمجھا جاتا ہے۔ نیز یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ ان کی روحوں سے بادشاہوں نے جنم لیا ہے۔ لہٰذا بادشاہ میکاڈو بھی الہ اور نفع و نقصان کا مالک ہے۔ یوں عوام بادشاہ اور ریاست کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار ہوتے ہیں۔

بڑے دیوتاؤں اور چھوٹے دیوتاؤں پر مشتمل جاپانی تصور الوہیت بدھ مت سے بھی کافی متاثر ہے اور بعض عقیدت مند اپنے دیوتاؤں کو بدھ کا ایک عملی مجسمہ تسلیم کرتے ہیں اور جاپانی اپنی مذہبی رسومات بدھ مندر میں ادا کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔

شنتو مت کی کتابیں

شنتو مت کے عقائد و افکار کے بارے میں تین کتابیں رائج ہیں۔

- کوجیکی (KOJIKI)
- نہونگی (NIHONGI)
- نیگی شیکی (NEGISHIKI)

زیادہ تر سورج دیوی کی پوجا کا رواج ہے۔ اسے اماتیراسو (Amaterasu) کہا جاتا ہے۔ اسی حوالے سے جاپان کو چڑھتے سورج کی سرزمین بھی کہتے ہیں۔

toobaafoundation.com

شنتو مت کا تصور الہ — کامی کی معنویت اور احکامات

شنتو کے پیروکار ہر دیوتا یا مافوق الفطرت شے کو کامی کہہ کر پکارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ فطرت، کائنات اور انسانی نظم وضبط کامی ہی کے زیر تسلط ہے۔

چنانچہ سکاٹ لٹل ٹن اپنی اہم کتاب "Understanding Shinto" میں لکھتے ہیں:

"Such divine beings are believed to animate every object in the universe."[1]

جاپانی اساطیر کے مطابق دو میاں بیوی ازانگی دیوی اور ازانامی دیوتا نے دنیا تخلیق کی۔ ازانگی کے جسم سے تین اہم دیوتا تخلیق ہوئے۔

- اماتیراسو: بائیں آنکھ سے وجود میں آیا۔ اسے سورج کہتے ہیں۔
- سوکویومی: دائیں آنکھ سے بنا۔ یہ چاند دیوتا کہلاتا ہے۔
- سوسانو: سمندروں اور طوفانوں کا دیوتا بنا۔

ان تینوں میں اماتیراسو سورج دیوتا سب سے زیادہ طاقت ور ہے۔ نیز اس سورج دیوتا کی نسل ہی سے جاپانی بادشاہ وجود میں آئے اور ایک اندازے کے مطابق 80 لاکھ دیوتا جاپانی دیومالا کی تزئین اور آرائش ہیں۔

شنتو دیوتاؤں کی معنویت خدائی کی بجائے بہادرانہ اوصاف پر مشتمل عقائد و نظریات سے عبارت ہے۔ یعنی بہادرانہ اوصاف رکھنے والے انسانوں کو ہی دیوتاؤں کا درجہ دیا گیا۔

چنانچہ سکاٹ لٹل ٹن لکھتے ہیں:

"……. are heroic rather than divine figures."[2]

اس کے ساتھ فطری قوتوں میں روحانیت تلاش کرنے کے لیے ہر اس چیز کو کامی مانا جاتا ہے جو انسانی زندگی پر اثرات مرتب کرتی ہے۔ یوں کامی کا تصور اتنا وسیع ہو جاتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔

پروفیسر جان باؤکر لکھتے ہیں:

"In principle, humans, birds, animals, trees, plants, mountains, oceans can all be kami."[3]

اسی لیے جانوروں اور حیوانوں کا احترام کرنا شنتو ازم میں ضروری ہے کہ وہ بھی کامی ہو سکتے ہیں۔

---

[1] Littleton, Scott, C., Understanding Shinto, DB Publishors, London, 2002, P.23.

[2] Littleton, Scott, C., Understanding Shinto, DB Publishers, London, 2002, P.24.

[3] Bowker, John, World Religions. The Great Faiths Explored and Explained, DK Publishers, 2006, P.110.

toobaafoundation.com

چند اہم کامی اور ان سے جڑی معنویت

اہم ترین کامی اماتیراسو (سورج) کو سمجھا جاتا ہے۔ اس کی معنویت کو یوں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تاریکی کو دور کرنے والی دیوی ہے۔ کیونکہ رات اور تیرگی کا تعلق گناہ اور بدی کی علامات سے جڑتا ہے۔ اکثر بدی کا ارتکاب رات کی تاریکی میں ہوتا ہے تو سورج دیوی کی کرنیں نہ صرف بدی کو دور کرتی ہیں بلکہ فصلیں پکانے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہیں۔ جاپان کی بادشاہی نسل اماتیراسو کی نسل ہی سے پروان چڑھی ہے اور جاپان کی سب سے مقدس زیارت گاہ آئسے کا تعلق بھی اماتیراسو ہی سے جوڑا جاتا ہے۔ آج بھی جاپان کی رعایا بادشاہ کو سورج دیوتا کی تجسیم مانتی ہے۔

اماتیراسو اور آئینہ۔ خاص تعلق

اماتیراسو کی خاص علامت آئینہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اماتیراسو ہر کسی کا آئینہ ہے۔ آئینہ بالکل شفاف ہوتا ہے اور اس میں کوئی شکل نہیں ہوتی۔ جب کوئی آئینے کے سامنے آتا ہے تو اس کی شکل ہی آئینے میں دکھائی دیتی ہے۔ یوں اماتیراسو جاندار، بے جان سب کا عکس ہے۔

بدھستواؤں سے جاپانی شنتو دیوتاؤں تک فکری اثرات کا غلبہ

بدھ مذہب سے متاثر ہونے کی بناء پر بدھستواؤں کی صورتیں شنتو ازم میں عام ہیں۔ مثلاً جزو (Jizo) جو بد قسمتی کو دور کرتا ہے۔ فیوڈو (Fudo) آنے والے خطرات سے بچنے میں معاون ہے۔ جبکہ یاکوشی (Yakushi) جسم اور ذہن کا محافظ ہے۔

بچوں میں جزو کی گڑیائیں بڑی مقبول ہیں۔ اس گڑیا کی معنویت یہ ہے کہ یہ بچوں کی محافظ ہے اور قبل از ولادت فوت ہونے والے بچوں کی روحوں کی مدد کرنے والی ہے۔

پروفیسر جان باؤکر لکھتے ہیں:

> "The dolls are commonly bought and taken care of by women who have had abortions or parents who have lost their children. In this way mothers can look after their children even when they have died."[1]

اناری (Inari) دیوتا اور اس سے جڑی اشیاء کی معنویت

اناری شنتو مت کا انتہائی طاقت ور دیوتا مانا جاتا ہے کیونکہ اس کا تعلق زرخیزی، رحم اور خوشحالی سے ہے۔ اسے چاولوں کا دیوتا بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ سکاٹ لٹل ٹن نے لکھا ہے:

> "Inari, the rice god, who is an extremely popular and charitable kami."[2]

---

[1] Bowker, John, World Religions. The Great Faiths- Explored and Explained, DK, PUblishers, 2006, P.118.

[2] Littleton, Scott, C., Understanding, Shinto, DB. Publishers, London, 2002, P.25.

toobaafoundation.com

چونکہ جاپان کا زیادہ تر دارومدار چاول، زرخیزی اور کاروباری نقدی پر ہے۔ اسی لیے اناری کی خانقاہیں بہت زیادہ ہیں۔ اسے جاپان میں ویسا ہی مقام حاصل ہے جیسا لکشمی کو ہندو مذہب میں ہے۔

اناری کی عکاسی ایک بدھستوا کے طور پر کی جاتی ہے جس کے ہاتھ میں چاول دکھائے جاتے ہیں جو زرخیزی کا نشان ہیں۔

اناری کی ایک خاص علامت لومڑی ہے جسے دیومالائی طور پر بہت ہوشیار اور جادوئی سمجھا جاتا ہے۔ لومڑی کو دیکھنا خوش قسمتی کی علامت ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ لومڑیوں پر رحم کرنا دراصل اناری دیوتا کی رحمدلی کو حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

چونکہ لومڑی کو اناری کا پیغامبر سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اناری کی ہر خانقاہ کی حفاظت لومڑی کے مجسموں ہی سے کی جاتی ہے۔

چنانچہ سکاٹ لٹل ٹن تحریر کرتے ہیں:

"Inari's messenger and guardian is the fox and images of this wily animal are prominent at all the god's shrine."[1]

سچی فوکو جن۔ خوش قسمتی کے سات دیوتا اور معنویت

خوش قسمتی کے سات دیوتاؤں میں سے نمایاں ترین ڈائکو کوٹن اور اے بیسو ہیں۔ انہیں عموماً باپ اور بیٹا سمجھا جاتا ہے۔ یہ دولت اور فراوانی کا اہم نشان ہیں۔ ڈائکو کوٹن کے بائیں کاندھے پر ایک بڑی بوری دراصل کھانے پینے کی اشیاء کی علامت ہے۔ اس لیے اسے باورچی خانہ کا دیوتا مان کر شیف اور پکانے والے اس کی بے حد تکریم کرتے ہیں۔ اس کا حیوانی نشان چوہا ہے۔ بینٹن کو موسیقی اور فنون لطیفہ سے نسبت ہے۔ فکورو کو جا شہرت سے منسوب ہے۔ موٹے قناعت پسندی کی علامت ہے۔ جیورو جن طویل زندگی کا دیوتا اور بش مونٹن قوت اور بے پناہ طاقت کے حاصل کرنے کا دیوتا ہے۔

بدھ مت سے مماثلت کے دیوتا۔ معنویت

شنتو مت اور بدھ مت اس لحاظ سے مماثلت رکھتے ہیں کہ ان کو مذہب کی بجائے روحانی نظام کا نام دیا جاتا ہے۔ لہٰذا بدھ مت سے کئی چیزیں شنتو مت میں جذب ہوئیں اور بدھ، بدھستواؤں کو کامی تصور کر لیا گیا۔ اس معنویت کا نتیجہ دونوں نظاموں کا باہمی ارتباط و اشتراک ہے۔

چنانچہ تین شنتو دیوتا ایسے ہیں جن سے بدھ مت کی روحانی شعائیں برآمد ہوتی ہیں۔ مثلاً امیڈا مقدس سرزمین کا نشان ہے۔ کینن کو بچوں کے تحفظ، مردہ روحوں سے تعلق اور حاملہ خواتین سے ربط کا دیوتا سمجھا جاتا ہے اور اسے رحم اور معافی سے بھی منسلک کیا جاتا ہے۔ جزو کو ہر درد کا درماں سمجھا جاتا ہے۔ ایسے کامی بدھ مت سے انتساب کی وجہ سے بوساتسو کہلاتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک دیوتا ہاچی من ہے۔ اس کی خانقاہیں نومولود، دودھ پیتے بچوں اور لڑکوں کے لیے خصوصاً پاکیزگی حاصل کرنے کے مراکز ہیں۔

[1] Littleton, Scott, C., Understanding Shinto, DB Publishers, London, 2002, P.30.

toobaafoundation.com

مذہبی شنتو کتابیں — معنویت کا خلاصہ

اہم ترین شنتو مذہبی کتب کوجیکی اور نہوشوکی ہیں۔ یہ مذہبی کہانیوں، دیومالائی اساطیر اور افسانوں کا مجموعہ ہیں۔

نہوشوکی 720ء کے قریب لکھی گئی۔ یہ جاپان کے حالات کا احاطہ کرتی ہے۔ کوجیکی میں بھی قدیم حالات کا ذکر ہے۔ ازانامی، ازاناگی اور دیوتاؤں کی دیومالا اس میں موجود ہے جو غالباً قصہ آدم وحوا سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہیں۔

ان کتابوں میں اماتیراسو کی پیدائش کے احوال ہیں اور مختلف دیوی، دیوتاؤں کے دیومالائی قصے ہیں جو اصلاً روحیت پر مبنی ہیں اور جاپان کی عظمت اور تقدس کے احوال ہیں۔ خصوصاً آئسے اور فیوجی کی خانقاہوں اور پہاڑوں کی عظمت بیان کرنے کا مقصد یہی ہے کہ جاپان کے تقدس کو اجاگر کیا جائے۔ ان کتابوں کی ایک اور معنویت شنتو اور بدھ مت کے اتحاد باہمی کا جنم بھی ہے۔ نیز ان کتابوں کی اخلاقیات، چینی اخلاقیات کے معانی کا ایک تسلسل ہیں اور ازنامی اور ازاناگی چینی علامتی کرداروں ین اور یانگ ہی کا سایہ اور عکس معلوم ہوتے ہیں۔

ان کتابوں کی معنویت تخلیق کائنات، زندگی اور زرخیزی کی علامات، آلودگی اور پاکیزگی کے عوامل، اماتیراسو کی برتری اور دیوتاؤں کے سامنے فریاد سے عبارت ہے۔ تجسم اور آباءپرستی کے عناصر پر زور دیا گیا ہے۔ یوں نظری خداؤں اور انسانی خداؤں کے درمیان کاروبار حیات تقسیم ہونے کی دیومالا پیش کی گئی ہے۔ ان کتابوں کے مطابق کامی قوم اور ثقافت کا دیوتا ہے۔ جاپانی رسوم کا تخلیق کار ہے اور کامی کی شان میں بجالانے والی مذہبی رسوم جاپانی قوم کو ماضی سے جوڑنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

شنتو مقدس مقامات اور زیارت گاہوں کا ڈھانچہ اور معنویت

شنتو روایات کے مطابق سارا جاپان ہی مقدس ہے اور وہ مرکزی مقام جہاں کامی رہتا ہے جنجا خانقاہ بن کر تقدس کی رداء اوڑھ لیتا ہے۔ اس لیے کہ شنتو مت میں لاتعداد کامی ہیں اور کامی کی موجودگی ہی تقدس کی علامت ہے۔

آئسے کا تقدس اور روحانی مقام

سوزو دریا کے کنارے آئسے کا مقام بلاشبہ شنتو مت کا مقدس ترین مقام تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کی معنویت کے تانے بانے اماتیراسو سے جڑتے ہیں جو جاپانی شنتو دیومالا کا طاقت ور ترین کامی ہے۔

آئسے کی اندرونی خانقاہ نائیکو (Naiku) کے نام سے معروف ہے اور شنتو کا مقدس ترین مقام ہے۔ یہ تاریکی کو روشنی میں بدل دینے والا مقام ہے۔ کیونکہ یہ سورج دیوی کی رہائش گاہ ہے۔ یہاں مقدس شیشے کی موجودگی اور مقدس زیور مگاتما (Magatama) کا ہونا تقدس کے زاویوں میں مزید ندرت کے غماز ہیں۔ نیز یہ جگہ سورج دیوی کے زمین پر نزول کی جگہ بھی ہے۔

آئسے کی بیرونی خانقاہ گیکو (Geko) کے نام سے مقبول عام ہے۔ اسے کاشت اور کٹائی کی دیوی ٹویوکو سے منسوب کیا گیا ہے۔ یہ دونوں خانقاہیں روشنی، خوشحالی اور بہار کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔ نیز ان سے حیات نو کا فلسفہ بڑے اچھوتے انداز میں جڑا ہوا ہے۔

خانقاہوں کی تعمیر نو اور حیات نو کا نظریاتی معنی

ساتویں صدی میں بنائے گئے شاہی اصول کے مطابق آئسے کی خانقاہیں ہر بیس سال بعد گرا کر از سر نو تعمیر کی جاتی ہیں۔ اس روایت کو سنگو (Sangu) کہا جاتا ہے۔

نراد گروور کی تحقیق کے مطابق:

> "The reconstruction tradition, called Sengu, symbolizes the continual renewal of life."[1]

یہ امتیاز فقط آئسے کی خانقاہوں کو ہی حاصل ہے کہ زندگی کے تسلسل کی علامت کے طور پر انہیں گرا کر تعمیر نو کے مراحل سے گزارا جاتا ہے۔ جیسا کہ سکاٹ لٹل ٹن نے صراحت کی ہے۔[۲]

---

[1] Grover, Nirad, Sacred Sites of the World, Roli Books, P.88.

[2] Littleton, Scott, C., Understanding Shinto, DB Publishers, London, 2002, P.69.

toobaafoundation.com

برکت کے طور پر دو میٹر لمبا لکڑی کا ایک ستون بچا لیا جاتا ہے اور وہ نئی عمارت کی تعمیر میں بنیاد کا کام کرتا ہے۔

خانقاہ میجی–شاہانہ تصورات کی امین

ٹوکیو کی میجی خانقاہ بادشاہ میجی (1867-1912) کی روح سے منسوب ہے۔ بادشاہ میجی کی معنویت یہ ہے کہ وہ جدید جاپان کی ترقی اور اس کے شاہی طاقت اور بین الاقوامی معاشی قوت بننے میں کارآمد کامی تھا۔

یہ غلط فہمی بھی واضح ہو جانی چاہیے کہ تقدس کے نظریات کی بناء پر کسی کو بھی خانقاہ میں تدفین کی اجازت نہیں۔ اس لیے میجی کی خانقاہ بادشاہ کی باقیات سے پاک ہے۔

فیوجی کا پہاڑ

فطرت پرستی کی بناء پر پہاڑ شنتو مت میں تقدس کے حامل رہے ہیں اور بالخصوص یقین کیا جاتا ہے کہ مردوں کی روحوں کے مسکن پہاڑ ہی ہیں۔

فیوجی کے پہاڑ کو خصوصی تقدس اور احترام حاصل ہے۔ بلکہ اسے تو بذات خود ایک کامی یہ تصور کیا جاتا ہے۔ بطور کامی اس کا نام سینگن ساما (Sengen Sama) ہے۔ اس کی چوٹی کی زیارت روحانیت کا اعلیٰ ترین مقام حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے۔ جہاں دیوی سینگن ساما جادوئی زیور اور مقدس سکا کائی درخت کے ساتھ زائرین کا استقبال کرتی ہے۔[1]

فیوجی پہاڑ کی زیارت اتنی اہم ہے کہ اس کے ماڈل تیار کیے جاتے ہیں اور وہ تمام زائرین جو چڑھائی کی صعوبت برداشت نہیں کر پاتے اسی ماڈل کی زیارت سے روحانیت تلاش کرتے ہیں۔

ناچی اور ہونشو آبشاریں۔ عقیدت کے آبی مقامات

پانی کو شنتو مت میں پاکیزگی اور طہارت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ناچی اور ہونشو کی آبشاریں بھی زیارت کرنے والوں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرواتی ہیں۔

ان کا پانی وسعت اور گہرائی کی علامت ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ یہ پانی انسانوں کو ناپاکی کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور انسان کو دوبارہ پاک بنا دیتا ہے۔

زیارت کی وجوہات

ان مقدس مقامات کی زیارت کس وجہ سے کی جاتی ہے؟ اس کا جواب پروفیسر جان باؤکر نے یوں دیا ہے۔

> "Pilgrimages were undertaken in order to receive help from deities in obtaining world benefit, such as good health or an abundant harvest."[2]

---

[1] Bowker, John, World Religions, The Great Faiths-Explored and Explained, DK Publishers, 2006, P.113.

[2] Bowker, John, World Religions, The Great Faiths-Explored and Explained, DK Publishers, 2006, P.118.

toobaafoundation.com

دریاؤں اور سمندروں کی زیارت کی معنویت اور نمک کی عظمت روحانی

شنتو زائرین اکثر دریاؤں اور سمندروں کو کامی سمجھتے ہوئے انہیں مقدس مانتے ہیں۔ وہاں نہا کر پاکیزگی حاصل کرنا لازمی سمجھا جاتا ہے۔

دریا اور سمندر نمک کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے اندر محفوظ رکھتے ہیں۔ نمک چیزوں کے تحفظ اور انہیں گلنے سڑنے سے بچانے کا نشان ہے۔ لہٰذا نمک کی یہ معنویت پاکیزگی سے جڑ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روایتی سومو کشتی کھیلنے والے جاپانی پہلوان ناپاکی دور کرنے کے لیے اپنے اوپر اور اکھاڑے پر نمک چھڑکتے ہیں۔

جاپان کے وہ تمام ریستوران پاکیزہ سمجھے جاتے ہیں جن کے باہر علامتی طور پر نمک کا ڈھیر پڑا ہوا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ جاپان کے دریا زائرین کے لیے انتہائی کشش رکھتے ہیں اور وہاں کی زیارت نہ صرف ناپاکی دور کرنے کا ذریعہ ہے بلکہ تحفظ شخصیت کی علامت بھی ہے۔

زیارات کے دوران عموماً زائرین روایتاً 33 یا 88 خانقاہوں کی زیارت کرتے ہیں۔ اس دوران سفید رنگ کا زائری لباس دراصل ناپاک دنیا کی آلائشوں سے آزادی کا رنگ سمجھا جاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

شنتو عبادت — جنجا کی معنویت اور احکامات

جاپانی عبادت گاہ جنجا کہلاتی ہے۔ اس کی فکری معنویت یہاں کامی کی موجودگی ہے۔ عموماً جنجا کو فطری مناظر والی جگہوں پر تعمیر کیا جاتا ہے۔

زمانۂ قدیم میں جنجا کے لیے کھلی جگہ منتخب کی جاتی تھی لیکن بدھ مت کے اثرات کی بناء پر مذہبی عمارتیں بننے کا رواج شروع ہوا۔

قدرتی اور فطری ماحول کا انتخاب جنجا کے تقدس میں اضافہ کر دینے والا لازمی عنصر ہے۔ یہ کھلی جگہ عموماً گھنے درختوں کے جھنڈ کے قریب ہوتی ہے۔

تورائی۔ جنجا کا سب سے اہم علامتی عنصر اور تفریق

ہر شنتو معبد یعنی جنجا کا داخلی راستہ کسی دروازے یا پھاٹک کے بغیر ہوتا ہے۔ اس داخلی راستے کو تورائی (Torii) کہا جاتا ہے۔ اس کی نشاندہی دو افقی یا عمودی سلاخوں سے کی جاتی ہے۔ یہ دراصل مادی دنیا کی آلائشوں اور معبد کی مقدس فضا کے درمیان ایک پل کا کام کرنے والا مشہور ترین شنتو شعیرہ ہے۔ اس کے نیچے سے گزرنا اس امر کی علامت ہے کہ گزرنے والا ان تمام آلائشوں سے پاک ہو گیا ہے جو دنیاوی کاموں کے گرد و غبار کی وجہ سے اس کی روح میں جمع ہو گئی تھیں۔

سکاٹ لٹل ٹن کے مطابق:

> "The torii serves to mark the boundary between the impure outer, secular world and the sacred confines of the shrine."[1]

اس سے گزرنے والے زائرین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک طرف ہو کر گزریں کیونکہ اس کا وسطی حصہ فقط کامی کے لیے مختص ہوتا ہے۔ تورائی کا رنگ عموماً باہر سے قرمزی یا سرخ اور اندر سے سفید ہوتا ہے۔ اس کی ایک گہری معنویت یہ ہے کہ سرخ رنگ سورج دیوی کا نشان، زندگی کی علامت، بدروحوں سے نجات کا ضامن، خطروں اور نحوست سے بچنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ جبکہ اندرونی سفید رنگ خانقاہ کے اندرونی تقدس کا نشان ہے کیونکہ سفید رنگ جاپان میں بھی طہارت اور پاکیزگی کی علامت ہے۔

تورائی کا لال رنگ عموماً پارے میں تیار ہوتا ہے۔ اس میں لکڑی کو محفوظ کرنے کی مادی معنویت بھی پائی جاتی ہے۔

داخلے کے بعد کے تصورات اور علامات

تورائی سے گزر جانے کے بعد جنجا دو بنیادی عناصر پر انحصار کرتی ہے۔ ایک حصہ ہونڈن Honden کہلاتا ہے۔ یہ کامی کا مسکن ہے۔ دوسرا حصہ ہیڈن Haiden کہلاتا ہے۔ داخلے سے قبل پاکیزگی کا حصول اس لیے ضروری ہے کہ ایک روایت کے

[1] Littleton, Scott, C., Understanding Shinto, DB Publishers, 2002, P.70.

toobaafoundation.com

مطابق کامی نے جاپان کو پانی سے پیدا کیا تھا۔ دوسرا یہ کہ کامی کے سامنے ناپاکی کی حالت میں کھڑے ہونا گناہ ہے۔

پاکیزگی کے حصول کے بعد ہیڈن میں داخل ہو کر بھینٹ دینے کا مقصد کامی کو متوجہ کرنا ہے۔ توجہ کے مزید حصول کے لیے نقارہ بھی بجایا جاتا ہے۔ جھک کر کامی سے مرادیں مانگی جاتی ہیں اور آخر میں تالی بجانا اس امر کی علامت ہوتا ہے کہ دعائیہ عمل ختم ہو گیا ہے۔

میکو، ایما اور دیگر دعائیہ عناصر

جنجا میں عموماً مذہبی لڑکیاں موجود رہتی ہیں جنہیں میکو کہا جاتا ہے۔ یہ خوش قسمتی کے منتر اور خوشحالی کی علامات پر مشتمل اشیاء بیچتی ہیں۔ ایک رسم یوٹاٹی (Yutate) کے ذریعے گرم پانی پیالے میں ڈال کر اندرونی خانقاہ میں قربان گاہ پر انڈیلا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ تصویری چوبی تختی ایما کا شعیرہ بھی مقبول عام ہے۔ ایما کا لغوی معنی گھوڑے کی تصویر ہے۔ معنویت کے لحاظ سے مقبول تصور ہے کہ گھوڑا کامی کا پیغامبر ہے۔ ایما پر ذاتی خواہش لکھی جاتی ہے اور اسے کامی کے پاس لٹکا دیا جاتا ہے۔ خواہش کے پورا ہونے کی علامت یہ ہے کہ زائر اس کو جلا دیتا ہے۔ یہ جلانا خواہش کی آزادی کی نشانی ہے۔

جان باؤکر لکھتے ہیں:

> "Any type of request can be written on an ema ranging from stopping smoking to finding the right partner for marriage or luck in gambling."[1]

اس کے ساتھ ساتھ برے انجام اور بدقسمتی سے بچانے کے لیے ایک خاص تعویذ کیا جاتا ہے جسے فوڈا (Fuda) کہا جاتا ہے۔

عبادت سے فراغت کے بعد موسیقی کی موجودگی میں لوگوں کو چاول، ساگ اور روٹی سے نوازا جاتا ہے۔ چاول، ساگ اور روٹی سمندر، پہاڑ اور میدان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ موسیقی کی دھن پر عورتوں کا مخصوص مقدس رقص کا گورا کیا جاتا ہے۔ اس رقص کے بعد سدا بہار درخت کی ٹہنیوں سے مہمانوں کو نوازا جاتا ہے۔ یہ ٹہنیاں ہمیشہ خوش رہنے کی علامت ہوتی ہیں۔

گھریلو خانقاہ کامی ڈونا کا فلسفہ

گھروں کی خانقاہ کو کامی ڈونا کہا جاتا ہے۔ دیوار میں تختے یا طاقچے کو ہونڈن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس پر خاندان کے فوت شدہ لوگوں کو کامی کی طرح کا احترام دے کر ان کے نام کندہ کروائے جاتے ہیں۔ ہر روز ان پر چاول، شراب، سبزیوں اور دانوں کی بھینٹ دینے کا مطلب کامی کی توجہ کو جلد از جلد حاصل کرنا ہوتا ہے۔

رقص اور موسیقی کے ذریعے سمجھا جاتا ہے کہ کامی سمندر کے گہرے پانیوں میں بھی ہو تو حاضر ہو جاتا ہے۔ بارہ نسلوں کے زمینی اور آسمانی دیوتاؤں کی توجہ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ موسیقی بھی ہے۔

---

[1] Bowker, John, World Religions, Great Faiths-Explored and Explained, DK, 2006, P.114.

toobaafoundation.com

شنتو تہوار اور ان کی معنویت

شنتو تہواروں کو اصطلاحاً مستوری (Masturi) کہا جاتا ہے۔ ان کا بنیادی مقصد خوشحالی، صحت اور کامیابی کی تلاش ہے۔ یہ تلاش عموماً کامی کی موجودگی میں ہی کی جاتی ہے۔

سال نو کا تہوار۔ شوگستو مستوری

تین دن کا یہ اہم تہوار یکم تا تین جنوری تک عروج پر ہوتا ہے۔ پاکیزگی کی علامت کے طور پر گھروں کی صفائی کی جاتی ہے۔ نئے سال اور فصلوں کے دیوتا کو گھر آنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ سپیشل سوپ اوزونی اور چاولوں کے کیک موچی (Mochi) بنانے اور تقسیم کرنے کا مقصد رحمت و برکت کو تقسیم کرنا ہے۔

اس تہوار کا اہم ترین رکن خانقاہ پر حاضری ہے۔ خانقاہ پر حاضری کے دوران بھینٹ چڑھانے کا اصل مقصد خوشحالی کا حصول ہے۔ بعض فرقوں میں گھریلو خانقاہ میں فوت شدہ افراد کے نام پر مشتمل تختیاں جلا کر انہیں نئی سے تبدیل کر دیا جاتا ہے تاکہ تازگی اور آسودگی کے عمل سے فوت شدہ بھی مستفید ہو سکیں۔

نیز تہوار کے دوران قابل انتقال خانقاہ بنائی جاتی ہے۔ اسے میکوشی کہا جاتا ہے۔ میکوشی میں کامی کو موجود سمجھ کر اسے ساری بستی کے گشت کروانے کا مقصد اس کی رحمت اور برکت کو عام کرنا ہے۔ اس کے دوران اسے اوپر نیچے کیا جاتا ہے تاکہ کامی کو اندازہ ہو جائے کہ وہ کس بستی کا رکھوالا ہے۔

کیوٹو کا پھول تہوار — معنویت

جاپان میں پھولوں کو کامی کی بارگاہ میں شکرانے کا نشان اور شعیرہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے ہر سال خطمی فرنگی (Holly hock) کے پھول کامی کی خدمت میں نذرانے کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ تہوار ہولی ہوک تہوار کہلاتا ہے اور ہر سال 15 مئی کو منعقد ہوتا ہے۔ بعد میں یہ پھول بوڑھوں اور بیمار لوگوں کو پیش کرنے کی معنویت کو رولینڈ پرٹن نے یوں بیان کیا ہے:

> "The flowers are often given to elderly or sick folk to bring a little brightness into their lives."[1]

اوبون کا تہوار

یہ تہوار بدھ مت کے اثرات لیے ہوئے ہے۔ اس دوران یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ مردوں کی روحیں اپنے آبائی گھروں میں واپس آتی ہیں۔ اسی لیے ان دنوں قبروں کے کتبوں کی صفائی کروائی جاتی ہے۔ فوت شدگان کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا

[1] Purton, Rowland, Festivals and Celebrations, Basil Blackwell, 1982, P.136.

toobaafoundation.com

جاتا ہے اور بنڈوری رقص کے ذریعے ان کی روحوں کو سکون فراہم کیا جاتا ہے۔ تین کے ہندسے کی مناسبت سے روحوں کی رہنمائی کے لیے 27 لالٹینیں جلائی جاتی ہیں۔

میکوشی کا تہوار — معنویت

یہ سالانہ تہوار ہر کمیونٹی میں منایا جاتا ہے اور ہر گاؤں اور قصبہ اسے علیحدہ علیحدہ مناتا ہے۔

ہر گھر کے دروازے کے باہر مقدس رسّا شائم لٹکا کر میکوشی کا انتظار کیا جاتا ہے۔ میکوشی ایک چھوٹی خانقاہ کا ماڈل ہوتا ہے۔ اسے کامی کی مقدس روح کا حامل سمجھ کر خصوصی پریڈ کروائی جاتی ہے۔ اس پریڈ میں عموماً تاجر، قرب وجوار کے لوگ اور مذہبی لوگ سب شامل ہوتے ہیں۔ ان کی شمولیت کی معنویت کو بیان کرتے ہوئے سکاٹ لٹل ٹن لکھتے ہیں:

"Present a positive image of the locality and at the same time reinforce their own sense of social solidarity and local pride."[1]

میکوشی کے گشت کا مقصد قرب وجوار کی تمام جگہوں کو تقدیس کی ان نورانی کرنوں سے روشناس کرنا ہوتا ہے جو کامی سے برآمد ہوتی ہیں۔

داشی کا تہوار — معنویت

لکڑی کی بنی ہوئی دو یا تین منزلہ خانقاہ کو کئی ماہ کی کشیدہ کاری کے بعد سجایا جاتا ہے۔ موسیقی اور رقص کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس تہوار کی معنویت فقط یہی ہے کہ اس کا غیر معمولی جوش وخروش اور جذبہ پورے سال کی توانائیوں کو قوت فراہم کرتا ہے۔ لوگ غصے سے پاک اور ہلکے پھلکے ہو جاتے ہیں۔

دوسرے عام تہوار — مختصر معنویت

ان بڑے تہواروں کے ساتھ کئی اور تہوار بھی منسلک ہیں۔

مثلاً تائی سائی کا تہوار موسم بہار کا تہوار ہے۔ اس کی معنویت فصلوں کی کٹائی سے منسلک ہے۔ یوں یہ تہوار کامی کی شکر گزاری کا تہوار ہے۔ سال کے اختتام کا تہوار روح کی پاکیزگی کے لیے ہوتا ہے۔ اس کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔ نیز جاگنا ضروری ہے تاکہ نئے سال کا مناسب استقبال ہو سکے۔

جنوری میں نارایما کی کا تہوار دو قبیلوں میں نزاع ختم ہونے کی یادگار ہے۔ مارچ کا کسوگا تہوار کسوگا خانقاہ کی دیوی کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ مشہور لوگوں کی یاد میں گیون اور نبوٹا کے تہوار مئی اور جولائی میں منائے جاتے ہیں۔ یہ تہوار جاپان کے عمومی رویے کو متعین کرتے ہیں اور جاپانی قوم کے اتحاد کا ذریعہ ہیں۔[۲]

---

[1] Littleton, Scott, C., Understanding Shinto, DB Publishers, London, 2002, P.82.

[2] Bowker, John, World Religions, Great Faiths Explored and Explained, DK, 2006, P.116.

toobaafoundation.com

شادی اور پیدائش و مرگ کے شعائر شنتو — معنویت

چونکہ شنتو مت بدھ مت سے کافی متاثر ہے۔ اس لیے اس میں پیدائش، شادی اور مرگ کے شعائر کچھ مستثنیات کے ساتھ بدھ مت سے شدید مماثلت رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اکثر جاپانی شنتو پیروکار یہ رسومات بدھ اسٹوپا میں بجالانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔

بچے کی پیدائش کے بعد شنتو خانقاہ میں اس کا پہلی بار آنا او میامیری کہلاتا ہے۔ بچے کو خانقاہ کے پروہت منتر پڑھ کر پاک صاف کرتے ہیں۔ طرفین سے رشتہ داروں کی موجودگی نہ صرف اتحاد کی علامت ہے بلکہ اس امر کی غماز بھی ہے کہ کامی ان تمام افراد سے واقف ہو گیا ہے۔

اسی طرح جب بچے تین یا پانچ یا سات سال کے ہو جائیں تو شی چی گوسان کی رسم کے تحت انہیں دوبارہ خانقاہ میں لے جا کر کامی کی حفاظت کی تجدید کروائی جاتی ہے۔ اس لیے کہ یہ عمریں نازک ہوتی ہیں۔ مستقبل کے روشن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ بچے کامی کی حفاظت اور حصار میں رہیں۔ عموماً اس مقصد کے لیے پندرہ نومبر کا دن مختص ہے۔

بیس سال کی عمر پوری ہو جانے پر ایک بار پھر بالغ شنتو لڑکے اور لڑکیاں کامی کے حضور پیش ہو کر آنے والی پر جوش زندگی کے لیے رحمت اور عافیت کی بھیک مانگتے ہیں۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

شنتو شادی کی معنویت

شنتو شادی عموماً خانقاہ میں انجام پاتی ہے۔ دلہا دلہن کی پاکیزگی اور طہارت بہت ضروری امر سمجھی جاتی ہے۔ اس لیے عموماً خانقاہ میں داخلے سے پہلے منہ، جسم کی صفائی نیز توارائی سے داخلہ اس بات کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ دل اور دماغ مقدس بندھن کے لیے تیار، صاف اور لطیف ہو چکے ہیں۔

دلہا دلہن خاص لباس تیار کرواتے ہیں۔ خصوصاً دلہن کو تیار کرنے والا شخص کیمونو ایکسپرٹ کہلاتا ہے۔ دلہن کے سر کا حجاب اس کی سب سے نمایاں چیز ہے۔ جاپانی دیومالا کے مطابق جب دلہن کی شادی ہونے والی ہو تو اس کے دو سینگ نمودار ہوتے ہیں۔ جو غصے اور حسد کی علامت ہیں۔ سر پر لیے جانے والے حجاب سے یہ علامات قابو میں آجاتی ہیں۔ دلہن کے ملبوسات میں ایک روایتی خنجر چھپایا جاتا ہے جو حفاظت کا نشان ہے۔

دلہا دلہن کو روایتی سدا بہار درخت کی شاخیں پیش کی جاتی ہیں۔ یہ رشتہ کے دوام کی علامات ہیں۔ نیز یہ عقیدہ بھی رکھا جاتا ہے کہ کامی سدا بہار درخت کی شاخوں میں بسیرا کرتے ہیں۔ یہ نظریہ بھی کارفرما ہوتا ہے کہ سدا بہار درخت دلہا و دلہن اور کامی کے درمیان وسیلہ اور واسطہ ہے۔

خانقاہ کا پروہت گوجائی کامی سے فریاد کرتا ہے۔ میکو لڑکی روایتی رقص پیش کرتی ہے۔ آخر میں چاولوں سے بنی ہوئی شراب سے دلہا دلہن نو چسکیاں لیتے ہیں۔ عموماً یہ چسکیاں لینے کے لیے تین کپ استعمال ہوتے ہیں۔ تین کا ہندسہ عموماً حسن اتفاق کی علامت شمار ہوتا ہے۔ اس کے بعد حلف ہوتا ہے۔ سدا بہار درخت کی پیش کش ہوتی ہے۔ انگوٹھیوں کے تبادلے کے بعد یہ تسلیم کر لیا جاتا ہے کہ حسد اور غصے کے جذبات اس جوڑے سے ہمیشہ کے لیے دور ہو گئے ہیں اور یہ جوڑا کامی کی شفقت اور عاطفت میں پروان چڑھنے کے قابل ہو گیا ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

شنتو مت —مرگ کے شعائر مقدسہ

معروف جاپانی دیومالا کے مطابق دیوی ایزانامی آگ دیوتا کو جنم دیتے ہوئے جل گئی اور مرنے والوں کی زمین یومی میں اتر گئی۔ دیوتا ایزاناگی وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ایزانامی کا جسم گل سڑ رہا ہے اور وہ کیڑوں میں رینگ رہی ہے۔ ایزاناگی نے واپس آکر تطہیر کے عمل سے اپنے آپ کو سمندر کے پانی میں نہا کر صاف کیا اور پیغام دیا کہ مردوں سے آلودگی پیدا ہوتی ہے۔

اس جاپانی دیومالا کے مطابق شنتو پروہت تجہیز و تکفین میں حصہ نہیں لیتے اور زیادہ تر مرگ کے شعائر بدھ مت سے مستعار لیے جاتے ہیں۔

سکاٹ لٹل ٹن لکھتے ہیں:

"Shinto places little emphasis on death and the after life. Its followers tend to look elsewhere primarily to Buddhist conceptions of the after world."[1]

لہٰذا شنتو مردوں کی تجہیز و تکفین کے تمام شعائر بدھ مت کے مطابق ادا کیے جاتے ہیں۔☆

☆.....☆.....☆

[1] Littleton, Scott, C., Understanding Shinto, DB Publishers, London, 2002, P.89.

☆ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو بدھ مت کے شعائر مقدسہ کا عنوان۔

toobaafoundation.com

شنتو مت میں طہارت اور پاکیزگی کے شعائر کی معنویت

طہارت اور پاکیزگی کو شنتو مت میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ کردار اور بدن کی ناپاکی کامی کو ناراض کر سکتی ہے اور یوں آفات انسان کا مقدر بن سکتی ہیں۔ اس نظریہ کے تحت جاپان میں طہارت اور پاکیزگی کو امتیازی حیثیت حاسل ہے۔

تطہیر کی رسم ھارائی کہلاتی ہے اور یہ شنتو مت میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کا منبع ایزانامی اور ایزاناگی دیوتاؤں سے جوڑا جاتا ہے اور یوں زندوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو مبالغہ آمیز حد تک اس لیے پاک صاف رکھیں تا کہ ان کی اندرونی روح کثافت سے پاک ہو جائے۔

ناپاکی کے عنصر کو تسومی (Tsumi) کہا جاتا ہے۔ یہ ایام حیض، مردوں کے ساتھ اختلاط، غیر مناسب سماجی رویوں اور غیر معتدل ماحولیاتی تناسب سے پیدا ہو سکتی ہے۔ دوسرے مذاہب کے برعکس جہاں گناہ کو توبہ دور کرتی ہے شنتو مت تطہیر پر زور دیتا ہے اور اس مقصد کے لیے قدرتی پانی کا استعمال اہم سمجھا جاتا ہے جس کا ذریعہ آبشاریں، سمندر اور دریا ہیں۔

آبشاروں، سمندروں اور دریاؤں کو کامی گردانا جاتا ہے اور ان سے پاکیزگی حاصل کرنے سے قبل پاکیزگی کی چند علامات خصوصاً نمایاں کی جاتی ہیں۔ مثلاً آبشاروں پر نہانے سے پہلے سفید رنگ کا لباس پہننا اس امر کی علامت ہوتا ہے کہ یہ انسان پاک صاف ہو کر سفید کپڑے کی طرح ہی نظر آنا چاہتا ہے۔

رسم مسوگی اور اس کے عناصر

آبشار کے نیچے ادا کی جانے والی رسم تطہیر مسوگی کہلاتی ہے۔ معدے کے آس پاس ہاتھ رکھ کر پہلے روح کا احساس کیا جاتا ہے۔ اونچے نعروں اور منتروں کے ذریعے تمام کامیوں کو متحرک کیا جاتا ہے جن کا تعلق پانی، رہنمائی، زمین، زندگی اور خفیہ توانائی سے ہے۔ لمبی سانس لے کر قوت کو اندر سمویا جاتا ہے اور اس دوران نمک چھڑکنا بھی تطہیر کے عمل کو دو آتشہ کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد عقیدت مندوں کا رہنما ایک سے نو تک گنتا ہے۔ یہ گنتی دنیا کی غلاظت کی علامت ہے۔ اس کے بعد سانس توڑ کر پورے زور سے چلا کر یہ غلاظت اور ناپاکی باہر پھینک دی جاتی ہے۔ بعد میں آبشار کے سامنے کامی سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ہر طرح کی ناپاکی اور روحانی کثافت سے نجات دے دے۔

میری پیٹ فشر تحریر کرتے ہیں:

> "The whole misogi ceremony is designed to restore one's natural purity and sense of mission in life."[1]

[1] Fisher, Mary Pat, Living Religions, I.b. Tauris, London, 1997, P.194.

toobaafoundation.com

تطہیر اور نشاۃ ثانیہ کا اچھوتا ملن

تعمیر اور تخریب کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تخریب بسا اوقات تعمیر نو کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور اس دوران تطہیر کا عمل وقوع پذیر ہوتا رہتا ہے۔ شنتو مت میں تطہیر کے عمل کا ایک اہم شعیرہ گھریلو خانقاہوں کی تعمیر نو اور بڑی خانقاہوں کی از سر نو آبادی ہے۔ یہ بڑا گہرا معنی ہے۔

سکاٹ لٹل ٹن لکھتے ہیں:

"The symbolism here is extremely important; with each rebuilding both the sun goddess and the harvest god acquire renewed vigor."[1]

از سر نو آبادی ایک طرف تطہیر کے نظریات کی آئینہ دار ہے اور دوسری طرف مسمار شدہ عمارت کے حصے بخرے کامی کی رحمت اور برکت کا نمونہ سمجھے جاتے ہیں اور انہیں نئی خانقاہوں میں پاکیزگی کا پرانا نشان سمجھ کر شامل کر لیا جاتا ہے۔

تطہیر اور واکا تصور۔ احساس جرم اور اس کا اعتراف

پاکیزگی اور طہارت معاشرتی طور پر باہمی تعلقات میں بھی بہت ضروری ہے۔ اس شنتو عقیدہ کو وا (Wa) کہتے ہیں۔ آپسیں تعلقات پاک صاف اور پاکیزہ ہونے چاہئیں۔

جاپانیوں کا ایک اہم عقیدہ ہے۔

"The individual is less important than the group."[2]

اس لیے غلطی ہو جانے کی صورت میں وا کو مستحکم بنانے کے شعار اپنائے جاتے ہیں۔ جھک کر، تحفہ دینے کے انداز میں مخاطب کو اپنے دل کی سادگی اور غلطی کے اعتراف کا یقین دلایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات خودکشی کو گہرے احساس جرم کا نشان سمجھ کر موت کو گلے سے لگا لینا ایک معروف جاپانی معاشرتی شعار ہے جسے بعض لوگ غلطی سے جاپانیوں کی عدم قابلیت سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ احساس جرم کا سب سے اونچا شنتو مقام ہے کہ اپنی زندگی کی بازی ہار کر دوسرے کو باور کروا دیا جائے کہ غلطی جان بوجھ کر نہیں کی گئی ہے۔ جب ایک بار اعتراف جرم کا مرحلہ گزر جائے تو شرم اور بے چینی ختم ہو جاتی ہے اور گناہ کا بوجھ بھی ایک طرف ہٹ جاتا ہے۔

شنتو مت کی مقدس مثلث کی اشیاء اور معنویت

جاپانی دیومالا کے مطابق تین اشیاء دیوتائی تقدیس کی حامل ہیں۔ یہ مقدس تلوار، آئینہ، اور مگاتما ہیں۔ ان کے بارے میں اساطیر میں لکھا ہے کہ زمین پر مطلق العنانی قائم کرنے کے لیے اماتیراسو نے اپنے پوتے ہو ننگی کو یہ تین چیزیں دے کر بھیجا تاکہ سمندروں کے دیوتا سوسانو کو زیر کیا جا سکے۔

[1] Littleton, Scott, C., understanding shinto, DB Publishers, London, 2002, P.62.63.

[2] Littleton, Scott, C., Understanding Shinto, DB Publishers, London, 2002, P.58.

toobaafoundation.com

چنانچہ آئینہ اماتیراسو کی عنایات و رحمت کے انعکاس کا مظہر بن گیا۔ تلوار میں اژدھا کی سی تاثیر کا نظریہ اس لیے رکھا گیا کہ یہ تلوار سوسانو نے ایک خوبصورت دوشیزہ کو اژدھے سے بچاتے ہوئے اس کی آٹھ دموں میں سے ایک دم سے نکالی تھی۔ یہ تلوار مقابلے کا نشان قرار پائی۔

جبکہ زیور مگاتما (Magatama) زرخیزی اور شادابی کا نشان تصور کیا گیا۔

یہ تمام اشیاء سوسانو پر اماتیراسو کی برتری اور فوقیت کے نشانات کے طور پر جاپانی معاشرے میں خاص تقدیس کی حامل ہیں۔ خانقاہوں اور گھروں میں انہیں خصوصاً رحمت و برکت، عظمت و سعادت کے نشانی سمجھا جاتا ہے۔

شنتو مت کے مقدس جانور اور کامی سے تعلق

مختلف کامیوں کے ساتھ چند جانوروں کی گہری مناسبت اور رشتہ شنتو مت کا اہم عقیدہ ہے۔

مثلاً کٹائی کے دیوتا اناری کے ساتھ لومڑی کو جوڑا جاتا ہے۔ اس لے ہر اناری خانقاہ کے باہر کم از کم دو لومڑیاں بطور محافظ ضرور مجسمے کی شکل میں ایستادہ ہوتی ہیں۔ یہ ہوشیاری کا نشان اور خوشی قسمتی کی علامت ہے۔

اسی طرح گائے کا تعلق محققین کے دیوتا ٹینجن ساما سے ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سگوارانو مچی زن (845-903) ایک محقق سیاست دان تھا جسے کامی کا درجہ ملا اور جب ایک بار اسے جلاوطن کیا گیا تو تمام گائیں رونے لگیں۔

جاپانی کی ہائی خانقاہ بندروں سے تعلق کی بناء پر مشہور ہے۔ یہ خانقاہ آسان اور محفوظ ولادت گاہ کے طور پر مشہور ہے اور بندروں کے بارے میں معروف ہے کہ وہ زیادہ اولاد بھی جنتے ہیں اور اچھے ماں باپ بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے جاپان میں بندر اچھے والدین کی علامت ہے۔

اسی طرح بلی اچھی قسمت کی علامت ہونے کی وجہ سے پوری دنیا میں معروف ہے۔ جاپان میں اس کا خاص نام مین کی نیکو ہے۔ یہ ہوٹل اور ریستورانوں میں عام ہوتی ہے۔ اگر یہ دایاں پنجہ اٹھائے تو مالی خوشحالی کا پیغام ہے۔ بایاں پنجہ اٹھنا گاہک آنے کی علامت ہے۔ دونوں پنجے اٹھانا مالی خوشحالی اور گاہکوں کی آمد دونوں سے متعلق ہے۔ جاپان میں ٹوکیو کی گوٹو کو جی خانقاہ بلی ہی کے لیے معروف ہے۔

اسی طرح جاپان میں زائچوں کے بارہ جانور ہیں اور ہر سال ایک جانور کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔

- چوہا
- بیل
- شیر
- خرگوش
- سانپ
- گھوڑا
- بھیڑ
- بندر
- مرغا
- کتا
- جنگلی سؤر
- اژدھا

toobaafoundation.com

سفید سانپ کا تعلق بدھ دیوی بین زٹین سے ہے جو فنون لطیفہ اور مالی خوشحالی کی دیوی ہے۔ چونکہ اسے تیرنے والی اشیاء اور پانی سے مناسبت ہے لہٰذا سفید تیرنے والے سانپ کو اس کا پیغامبر سمجھ کر اسے مقدس جانا جاتا ہے۔

چند مقدس ہندسے اور اُن کی معنویت

تین جاپانی دیومالا میں ایک اہم ہندسہ ہے۔ اس کے اضعاف کو مردوں کی رسوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ عقل مندی، ذہانت، فنی قابلیت اور جوش کا ہندسہ مانا جاتا ہے۔ خصوصاً عشق کے منتروں اور تعویذوں پر اس کا استعمال عام ہے۔

آٹھ کے ہندسے کے بارے میں سکاٹ لٹل ٹن لکھتے ہیں:

"In Japanese mythology eight is a sacred number that means simply 'many' and thus express infinite."[1]

چونکہ جاپانی کامی بھی تعداد میں لامحدود ہیں۔ اس لیے آٹھ کا ہندسہ کامیوں کا نمائندہ ہندسہ متصور ہوتا ہے۔

یوں مختصراً شنتو مت باقاعدہ مذہب نہیں بلکہ بدھ مت کی طرح چند اخلاقی اصولوں کی مناسب ترتیب کا نام ہے۔ اس لیے اسے جاپانیوں کا طرز حیات کہنا زیادہ مناسب ہے۔ عقائد سے زیادہ رسوم کو اہمیت حاصل ہے۔ خصوصاً روحانی اور دنیاوی تطہیر کا پہلو بہت نمایاں شنتو شعار ہے۔ روح پرستی، مظاہر فطرت کا احترام کرنے کے جذبات جب بدھ مت اور چینی مذاہب کی آمیزش میں ڈھلے تو شاہی دربار کے اثر و رسوخ نے انہیں مستحکم کر دیا۔ عظیم جاپان دیوتاؤں کی سرزمین کا عقیدہ کئی مقامی شعار لے کر طلوع ہوا اور یہ شعار آہستہ آہستہ ایک نئے قالب میں ڈھلنا شروع ہو گئے۔

☆.....☆.....☆

[1] Littleton, Scott, C; Understanding Shinto, DB Publishers, London, 2002, P.24.

toobaafoundation.com

الفصل الثالث:

زرتشت مت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام

زرتشت مت — مختصر تعارف

زرتشت مت ایران کے مذہبی مصلح زرتشت سے منسوب کیا جاتا ہے جس کا زمانہ زندگی 600 اور 1200 ق م کے درمیان بتایا جاتا ہے۔ زرتشت کو ایران کا قدیم نبی تسلیم کیا جاتا ہے۔

عقیدہ ثنویت

زرتشت مت کا بنیادی عقیدہ ثنویت پر مبنی ہے۔

اندھیرا اور روشنی دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اسی طرح دو خدا ہیں۔ ایک نیکی کا خدا ہے جو اہورمزدا (یزداں) کہلاتا ہے اور دوسرا برائی کا خدا ہے۔ جسے اینگرومینو (اہرمن) کہتے ہیں۔

یہ ثنویت غیر محدود نہیں بلکہ انجام کار اہورمزدا کی فتح ہوگی اور خیر شر پر غالب آجائے گا۔

مقدس کتابیں

زرتشت مت کی مقدس کتاب اوستا کہلاتی ہے۔ جس کے معنی اصل متن کے ہیں۔ اس کی شرح "زند" کی مناسبت سے اسے زند اوستا بھی کہا جاتا ہے۔ زرتشت کی اپنی تعلیمات کو گاتھا کا نام دیا جاتا ہے۔

آگ — تقدیس کا نشان

زرتشت مت میں آگ کو خدا کا نشان اور علامت سمجھ کر اس کی حد درجہ تقدیس کی جاتی ہے۔ آتش کدوں میں عبادت کے دوران یا بعد میں ہر وقت آگ کا جلنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

زرتشتی تصور الہ۔ شعائر ثنویت خیر و شر کی کشمکش

زرتشتی الہیات دوماورائے فطرت سلطنتوں پر قائم ہے۔ ایک نور کی سلطنت ہے جس کا بنیادی شعیرہ اہورمزدا ہے۔ ایک برائی اور ظلمت کی سلطنت ہے جو اینگرومینو یا اہرمن کی ملکیت ہے۔

نوع انسانی کے لیے مفید اور تمام اچھی چیزیں اہورمزدا کی تخلیق کردہ ہیں جبکہ برائی اور شر کے تمام شعائر اینگرومینو کی خالقیت کا شاہکار ہیں۔ یوں نور اور ظلمت کی ایک آویزش ہے جس میں بہر حال نور کی فتح ہو گی اور اہورمزدا اہرمن پر غالب آجائے گا۔

اہورمزدا—صفات معنوی

اہورمزدا قادر مطلق ہے۔ ہر جگہ موجود، حفاظت کرنے والا، خالق، زندہ رکھنے والا اور علیم و خبیر ہے۔ یہ فائدہ بخش چیزوں کو صادر کرنے والا ہے اور یوں اہورمزدا ہی معبود حقیقی ہے۔ وہ زندہ، فعال، رحیم خدا ہے جو ہر طرح کے شر اور عیب سے پاک ہے۔

نیز اہورمزدا کی سات صفات کو لافانی، متبرک شخصیات کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

- اسپینٹا مینو (روح القدس)
- وہو مینو (عقل کل)
- آشا دہشتا (راستی)
- آرامیتی (عقیدت و اخلاص)
- خشادیریا (مکمل اختیار اور سلطان الٰہی)
- ہوروتاد (صحت مندی اور طاقت)
- اشا دہست (حقیقت اعلیٰ)

یہ ہستیاں ایشا سپنتا کے نام سے غیر فانی ہستیوں کے طور پر معروف ہیں اور نیکوکار لوگوں پر انعامات کی بارش کرتی ہیں۔

اینگرومینو۔ صفات شعائر

اینگرومینو خدائے شر ہے۔ زندگی کے تمام مصائب اس سے منسوب ہیں۔ اس کے عملے میں دو ہستیاں اہم ہیں۔ ایک ایشیاء جو غصہ کا دیو اور بہت طاقت ور ہے۔ دوسری قوت پیر نکا وہ خوبصورت عورتیں ہیں جو لوگوں کو لبھاتی اور نور سے ظلمت کی طرف لے جاتی ہیں۔

ثنویت اور اثرات

یوں عقیدہ ثنویت زرتشت مت کا اہم فلسفیانہ شعار ہے۔ یہ نظریہ زرتشتی لوگوں میں بیداری اور چوکنا پن پیدا کرتا ہے۔ شر کا مقابلہ اور خیر کی تلاش اصل مقصد ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

زرتشت — کارنامے اور معنویت

زرتشت جو پیغمبر ایران کہلاتا ہے اہورمزدا کی عبادت کا رواج ڈالنے کا مبلغ ہے۔ سورج کے غروب کا منظر زرتشت کے لیے ایک اہم منظر تھا جس طرح دن روشنی اور اندھیرے میں بٹا ہوا ہے اسی طرح دنیا بھی نیک اور بد میں منقسم ہے۔

یہاں سے زرتشت نے عقیدۂ ثنویت کو فروغ دیا۔ چنانچہ خدا ایک کی بجائے دو کا تصور زرتشت کا اہم فکری کارنامہ ہے۔

زرتشت کی تعلیمات میں رجائیت کی فکری معنویت دنیاوی زندگی کو خوشگوار رکھتی اور لمبی عمر کی آرزوؤں کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اسی لیے محنت اور جفاکشی زرتشت کی تعلیمات کے اہم عناصر ہیں۔

زرتشت کی تعلیم عناصر اربعہ کی تعظیم پر زور دیتی ہے۔ مالی امداد پر بہت زیادہ توجہ دلاتی ہے۔ رفاہ عامہ کے کام اگلی دنیا میں عذاب سے بچنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

ایک اور اہم زرتشتی تعلیمی پہلو مرنے کے بعد کے تصورات کے متعلق ہے۔ مرنے کے بعد انسان کی روح ایک پل سے گزرتی ہے جسے چنوٹ کہتے ہیں۔ نیک روح آسانی سے گزر جاتی ہے اور اہورمزدا کی جنت میں داخل ہو جاتی ہے۔ بری روح دوزخ میں جا گرتی ہے۔

زرتشت نے قیامت کے نزدیک ایک نجات دہندہ کا تصور بھی پیش کیا ہے۔ جس کی سربراہی میں نیکی بدی پر غالب آجائے گی۔ آگ اور پگھلی ہوئی دھات کے امتحان سے گزرنا پڑے گا اور صرف اچھے لوگ سلامتی پائیں گے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

زرتشتی مقدس ادب کی معنویت

زرتشتی تعلیمات کا ماخذ اوستا ہے۔ اس کتاب کے پانچ حصے درج ذیل ہیں۔

- یاسنا — قربانی اور قربانی کی دعاؤں پر مشتمل ہے۔
- گاتھا — مذہبی قصائد کی کتاب ہے۔
- وسپرڈ — خدا کی حمد پر مشتمل ہے۔
- ونڈیڈاو — ارواح خبیثہ کے خلاف تدابیر پر مشتمل ہے۔
- الشیت — فرشتوں اور ایران قدیم کے بہادروں کی مدح پر مشتمل ہے۔

ان میں گاتھا کو زرتشت کی اپنی تعلیمات سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ ایک خدائے واحد اہورمزدا کی عبادت پر اصرار کرتی ہے۔ اگرچہ پہلے سے ہی ایران کے قدیم مذہب میں کئی اہورا کی عبادت بطور مافوق الفطرت اشیاء کی جاتی تھی لیکن گاتھا نے صرف ایک ہستی کو مالک دو جہاں کے طور پر پیش کیا اور یوں توحید کا ایک ایسا تصور اجاگر کیا جو خدا کو تمام چیزوں کے وجود کی علت العلل گردانتا ہے۔

گاتھاؤں کی معنویت کے بارے میں سین میکلوگن لکھتے ہیں:

"The basic concept is dedication to moral excellence and ethics as expressed in the motto, good thoughts, good deeds, good words."[1]

☆.....☆.....☆

[1] Mcloughin, Sean, World Religions, Star Fire, 2007, P.113.

toobaafoundation.com

زرتشت مت کے تہوار—معنویت اور احکامات

نوروز—معانی اور مطالب

زرتشت مت کا سب سے اہم تہوار جشن نوروز کہلاتا ہے۔ یہ زرتشتی تقویم کے مطابق 21 مارچ کو پڑتا ہے۔

اس دن کی معنویت کا تعلق تخلیق کائنات سے ہے۔ یہ دن روحانی اور مادی دنیاؤں کی پیدائش سے متعلق ہے۔ نیز زمین، آسمان، پانی، ہوا، پودے اور جانوروں کی تخلیق سے بھی منسلک ہے۔ زرتشت مت میں خدا چونکہ زندگی اور نور سے عبارت ہے لہٰذا اس دن شکرانے کے طور پر آگ جلائی جاتی ہے جو ویسے بھی زرتشت مت کا اہم ترین شعیرہ ہے۔ تحائف کا تبادلہ محبت بڑھانے کی علامت جبکہ دعائیں کرنے کا مقصد نئے سال کی برکتوں کو حاصل کرنے کا شوق ہے۔

بادشاہ جمشید کے سب سے پہلے نوروز منانے کی بناء پر اسے جمشید نوروز بھی کہتے ہیں۔ قدیم دور میں نوروز کے دوران سات سین کھانے کا رواج تھا۔ سیب، سیر، سمن، سنجد، سمنو، سرکہ اور سبزی کھانے سے اس تہوار کے فصلی تہوار ہونے کی معنویت مرتب ہوتی ہے۔

تہوار شکرانہ—معنویت اور موجود اشیاء کا تناظر

زرتشتی مذہب میں اکثر شکرانے کے تہوار منانے کا مقصد مادی اور روحانی زندگی کی ترقی حاصل کرنے کا ایک اشارہ ہے۔ اس لیے تہوار شکرانہ میں سات لافانی اشیاء کی ضرور نمائندگی کی جاتی ہے۔ ان اشیاء میں آسمان، زمین، پانی، پودے، مویشی، انسان اور آگ شامل ہیں۔

تقریب شکرانہ میں آگ میں جلتی ہوئی صندل کی لکڑی اہورمزدا کی نمائندگی کرتی ہے۔

پھل پودوں کی، شراب انسان کی، دودھ مویشیوں کے نمائندے ہیں۔

پھولوں کے غنچے لافانیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

جب کہ دھات کی اشیاء آسمان کی نسبت سے معروف ہیں۔[1]

اس تقریب کے تحت نور اور روشنی کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اور لافانیت کے عناصر سے آگاہی اور تمسک کا موقع فراہم آتا ہے۔

[1] Bowker, John, World Religions, Great Faiths-Explored and Explained, DK, 2006, P.13.

toobaafoundation.com

میلاد و وفات زرتشت کے تہوار

زرتشت کے میلاد کا تہوار خود داد سال جبکہ وفات کا تہوار زرتھوسٹنو دسو کہلاتا ہے۔ ان کو منانے کی معنویت اپنے دینی رہنما کی تعلیمات و خدمات کو یاد رکھنا، برقرار رکھنا ہے اور اُن پر عمل کرنا ہے۔

مہرگاں کا تہوار اور متھرا مت سے مستعار معنویت

مہرگاں اصولاً متھرا مت کا تہوار تھا جو زرتشتیوں میں بھی مقبول ہو گیا۔ یہ عموماً خزاں میں مناتے ہیں۔

علی عباس جلال پوری مولانا محمد حسین آزاد کی کتاب "سخندان فارس" سے یہ اقتباس نقل کرتے ہیں۔

"پارسی لوگ مہرگان کے دن عید کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آج کی رات گائے ظاہر ہوتی ہے۔ سونے کے سینگ، چاندی کے کھر ایک جلوہ دکھا کر غائب ہو جاتی ہے۔ جسے نظر آجائے اس کا سارا سال عیش اور خوشحالی میں گزرتا ہے۔[۱]

ماہانہ زرتشتی تہوار—منسلک معنویت

زرتشت کے ماہانہ تہوار کسی نہ کسی الوہی عنصر سے منسلک ہیں۔

- آشاوہشتا کا تہوار آگ اور روشنی والی اشیاء کی تکریم کے لیے مخصوص ہے۔
- ہاروتا کا تہوار پانیوں کے ساتھ منسلک ہے۔
- امرتیت کا تہوار پودوں سے متعلق ہے۔
- کشاتراویریا کا تہوار معدنیات اور دھاتوں سے تعلق رکھتا ہے۔
- وھومناہ کا تہوار حیوانات کے بارے میں ہے۔
- آرمیتی کا تہوار زمین کی عزت کا ضامن ہے۔

اسی طرح تیرگان تہوار کو بارش، ابانگان تہوار کو پانیوں اور ادرگان تہوار کو آگ سے معنویت فراہم ہوتی ہے۔

صدروز کا تہوار

یہ تہوار آگ کے ایک بڑے الاؤ کے گرد منعقد ہوتا تھا۔ اس تہوار میں آگ کے ذریعے بدی کے دیوتا اہرمن کو دور کیا جاتا تھا۔

فروردن اور روحوں کا تہوار

یہ دن ان اجسام کی روحوں کو یاد کرنے کا دن ہے جو مینار خموشاں میں گدھوں کی خوراک بن جاتے ہیں۔[۲]

---

[۱] جلالپوری، علی عباس، رسوم اقوام، تخلیقات، لاہور، 2013، ص 151.

[2] Purton, Rowland, Festivals and Celebrations, Basil Blackwell, 1982, P.122.

toobaafoundation.com

زرتشت مت کی مقدس علامات کی معنویت

زرتشت مت میں اہور مزدا کو روشنی اور نور کا منبع تصور کیا جاتا ہے۔ اس لیے روشن اشیاء کو زرتشت مت میں خاص مقام حاصل ہے اور ان میں سے ایک آگ بھی ہے جو روشن کرنے کا کام کرتی ہے۔[۱]

آگ۔ زرتشت مت کا عالمی شعیرہ

زرتشت مت کے آخری حساب کا تصور آگ اور پگھلتی ہوئی دھات کو مصفی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اس لیے آگ تقدیس اور پاکیزگی کی علامت ہے۔ چاروں بنیادی عناصر، آگ، ہوا، پانی، مٹی میں آگ کو اسی لیے فضیلت عالی حاصل ہے۔

آگ اس بات کی علامت ہے کہ خدا ایک دائمی قوت ہے۔ اہور مزدا کو مضبوطی کے ساتھ آگ اور سورج سے وابستہ کیا جاتا ہے۔

نی نین سمارٹ لکھتے ہیں:

"All fire is considered purified and is ritually tended in temples and holy places."[2]

زرتشت مذہب کے مطابق آگ خدائے نادیدہ کا پیکر محسوس ہے اور اسے عیسائیوں کی صلیب کی سی اہمیت حاصل ہے۔

جان باؤکر تحریر کرتے ہیں:

"Burning sandal wood represents God, the source of light and fire."[3]

یوں آگ تقدیس، پاکیزگی کے ساتھ ساتھ اہور مزدا کی ذہانت کا مظہر ہے۔ آتش کدوں میں پانچ کے ہندسے کے مقدس ہونے کی وجہ سے پانچ بار جلتی ہوئی آگ کے شعلوں کو ہوا دینے کا مقصد خدا کی محبت کی آتش کو آنچ دینے کے مترادف عمل ہے۔ زرتشتیوں کے ہاں یہ آگ یزدانی قوت کا نمونہ ہے۔

جیسا کہ رشید احمد نے دادا بھائی نوروجی پارسی کا بیان نقل کیا ہے۔[۴]

میری پیٹ فشر بھی یہی بات نقل کرتے ہیں کہ زرتشتی آگ کی مادی پوجا نہیں کرتے۔ لکھتے ہیں:

"The outer symbol of Fire reminds one of the inner divine spark in the true temple of God in the human heart."[5]

---

[۱] یاسنا 43.4 نیز 43.9

[2] Smart, Ninian, The World's Religions, Cambridge University Press, UK, 1993, P. 215.

[3] Bowker, John, World Religions, Great Faiths Explored and Explained, DK, 2006, P.13.

[۴] رشید احمد، تاریخ مذاہب، قلات پبلشرز، 2010، ص 152.

[5] Fisher, Mary Pat, Living Religions, I. B. Tauris, 1997, P.211.

toobaafoundation.com

فروہر۔ تحفظ کا نشان

زرتشت مت کا دوسرا اہم نشان فروہر ہے۔ اسے فروشی بھی کہتے ہیں۔ یہ نشان پروں والی پلیٹ پر مشتمل ہے جو سورج کو پروں کے ساتھ دکھلاتا ہے۔ اس میں ایک انسانی ہیولا بھی ہے جو انسانیت کی علامت ہے۔

یہ نشان نیکی اور بدی کے باہم مستقل متحارب ہونے کی علامت ہے۔ پروں سے یہ تاثر لیا جاتا ہے کہ یہ ملکوتی صفات کا نشان ہے جو انسان کی شر کے مقابلے میں حفاظت کرتا ہے۔

جان باؤکر لکھتے ہیں:

"It represents the essence of God within poeple as well as spiritual self or Ahur Mazda."[1]

پانچ کا ہندسہ۔ معنویت

پانچ کا ہندسہ بھی زرتشتی مقدس ہندسہ اور نشان ہے۔

نیول ڈرری کی ڈکشنری کے مطابق:

"The number 5 is associated with verstality, restlessness and adventure."[2]

زرتشتی اساطیر کے مطابق یہ اُن پانچ اجسام کو ظاہر کرتا ہے جو زمین سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ سورج، چاند، زہرہ، عطارد، مریخ۔ اس لیے آتش کدوں میں پانچ بار آگ بھڑکا کر عبادت کی جاتی ہے۔ پانچ کا ہندسہ زرتشتی روایات میں انسان کے مرنے کے بعد روحوں کی دنیا میں جانے کے پانچویں دن کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

نوجوت—زرتشتی رسم بلوغت کی معنویت

نوجوت (Navjote) رسم زرتشتی مذہب میں بلوغت کے موقع پر ادا کی جاتی ہے۔ عموماً سات سے چودہ سال کے درمیان منعقد ہوتی ہے۔

زرتشتی طفل کو سفید رنگ کا قمیص پہنایا جاتا ہے جسے صدری کہتے ہیں۔ نیز ایک مقدس دھاگا پہنایا جاتا ہے جو کستی کہلاتا ہے۔ اس دھاگے میں 72 ڈوریاں ہوتی ہیں۔ جن کی معنویت مختلف الانواع ہے۔

رولینڈ پرٹن کے مطابق:

"72 strands of lamb's wool represent the 72 chapters of yasna (Prayer book)."[3]

---

[1] Bowker, John, World Religions-Great Faiths Explored and Exploained, DK, 2006, P.13.

[2] Drury, Nevill, The Dictionary of the Esoteric, Watkins, Publishing, UK, 2004, P.106.

[3] Purton, Rowland, Festivals and Celebrations, Basil Blackwell, 1982. P.178.

toobaafoundation.com

جان باؤکر کے مطابق:

"The 72 strands of the thread symbolize a universal fellowship."[1]

کمر کے گرد مقدس ڈوری تین بار لپیٹی جاتی ہے۔ جو اچھے الفاظ، اچھے خیالات اور اچھے اعمال کے زرتشتی اخلاقی نظریے کی نمائندگی کرتی ہے۔

اس تقریب کے بعد یہ مان لیا جاتا ہے کہ زرتشتی مذہب کی تمام ذمہ داریاں والدین اور بچے دونوں پر عائد ہیں۔ والدین اس بچے کی مذہبی تعلیمات کے انتظام کے پابند ہیں۔ جبکہ بچہ بھی زرتشتی تعلیمات پر عمل کرنے کا پابند بن گیا ہے۔ صدری اور کستی اس ذمہ داری کی یادگار ہیں اور ہمیشہ پہنی جائیں گی۔

رولینڈ پرٹن لکھتے ہیں:

"The sudreh is a constant reminder to follow a straight and right path and the kusti to gird up the loins to fight all evil and falsehood."[2]

مقدس قمیص صدری کا سفید رنگ پاکیزگی کی علامت ہے۔ جبکہ سوت سے کی گئی بناوٹ پودوں کی یادگار ہے۔ صدری کا گریبان وفا کی علامت ہے اور اس کا ایک ہی کپڑے سے سلنا دراصل اہورمزدا کی وحدانیت کی علامت ہے۔

صدری میں عموماً نو سلائیاں ہوتی ہیں۔ یہ نو ان نو ہزار سالوں کی جنگ کا فکری ترجمان ہے جو نیکی اور بدی کے درمیان جاری ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Bowker, John, World Religions- Great Faiths Explored and Explained, DK, 2006, P.13.

[2] Purton, Rowland, Festivals and Celebrations, Basil Blackwell, 1982, P.178.

toobaafoundation.com

زرتشتی نکاح — مختصر معنویت

زرتشتی نکاح عموماً تین سے سات دن کی تقریبات کا مجموعہ ہے۔ اسے آگ کے سامنے سرانجام دیا جاتا ہے۔ آگ اہور مزدا کی موجودگی کی نمائندہ نیز دلہا دلہن کے لیے نور اور روشنی کی علامت ہے۔

جوڑے کے سروں پر ایک سکارف کا سایہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ بد نظر اور مصائب سے محفوظ رہیں۔

اسی دوران چینی کی دو ڈلیاں آپس میں رگڑی جاتی ہیں۔ یہ شادی شدہ جوڑے کی ازدواجی زندگی کی مٹھاس کو بڑھانے کا عمل ہے۔

سکارف کے دو حصوں کو سوئی سے سینے کا مطلب یہ ہے کہ دلہا دلہن کے ایک ہونے کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔

اس کے بعد ایک دھاگہ لے کر دلہا دلہن کے ہاتھ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ یہ ان کے اٹوٹ بندھن میں جڑ جانے کی علامت ہے۔

مقدس منتروں کا جاپ کیا جاتا ہے۔ روایتی سفید لباس دلہا و دلہن دونوں کے لیے ضروری ہے کیونکہ یہ پاکیزگی، صفائی اور نظافت کا زرتشتی نشان ہے۔

زرتشتی شعائر مرگ۔ مینار خموشاں اور گدھ کا منفرد اتحاد

زرتشت مت میں شعائر مرگ ایک انفرادی اور دلچسپ حیثیت کے حامل ہیں۔

زرتشت مت کے مطابق مردہ جسم ناپاک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عناصر اربعہ مٹی، ہوا، آگ اور پانی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔

چنانچہ مٹی میں دفن کرنے سے مٹی کے آلودہ ہو جانے کا خدشہ ہے۔ پانی میں بہا دینے سے پانی آلودہ ہو جاتا ہے۔ جلا دینے سے آگ اور ہوا دونوں عناصر سخت آلودہ ہو جاتے ہیں۔

اس لیے زرتشتی اپنے مردوں کو خاص طور پر بنائے گئے ایک مینار میں رکھ دیتے ہیں۔ جسے مینار خموشاں (Tower of Silence) یا دخمہ کہا جاتا ہے۔ یوں میت آسمان کی چھت تلے پڑی رہتی ہے اور نتیجتاً گدھوں کی خوراک بن جاتی ہے جو پہلے ہی سے وہاں موجود ہوتے ہیں۔ مردہ لاش کا گدھوں کی خوراک بننا دراصل زرتشتی مذہب میں اس انسان کا آخری خیراتی کام سمجھا جاتا ہے کہ اس نے مرنے کے بعد اپنے جسم سے دوسروں کو غذا بھی دی اور عناصر اربعہ کو آلودہ بھی نہیں ہونے دیا۔

بعض زرتشتی حلقے مرتے وقت چار چشم زرد رنگ کے کتے کو مریض کے بستر کے پاس لاتے ہیں تاکہ مرنے والا اس کا منہ دیکھ کر جان دے۔ اس رسم کو سگ دید کہتے ہیں۔

toobaafoundation.com

نگوسین کے ورلڈ فیتھ کے مطابق:

"Such dogs are thought to act as living intermediaries between the seen and the unseen."[1]

سگ دید کی رسم کے بعد جو تین دن میں پندرہ بار ادا کی جاتی ہے مردے کو گدھوں کی ضیافت کے لیے مینار خموشاں لے جایا جاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Nigosian, S.A., World Faiths, St. Martin Press, NY, 1994, P.315.

toobaafoundation.com

زرتشت مت۔ مقدس مقامات کی معنویت

زرتشتی مذہب میں مقدس مقامات کی زیارت کا مقصد الوہیت کی تلاش، تقدس کا چاؤ، مردوں کی یاد، نیز خوشی کے مواقع کو مقدس بنانے سے عبارت ہے۔ عموماً مقدس مقامات آتش کدوں یا ان کی مسمار شدہ باقیات پر تعمیر کیے جاتے ہیں۔

یزد اور چھ پیروں کی معنویت

زرتشت مت کے مقدس مقامات کا اعلیٰ ترین امین ایران کا قصبہ یزد ہے۔ جو اپنے چھ پیروں کے ساتھ زرتشت رسومات اور زیارات کے لیے مقدس ترین ہے۔

یزد کا قصبہ مقدس آتش بہرام کے لیے مشہور ہے۔ آتش بہرام کے دنیا میں نو مقامات ہیں جن میں سے آٹھ ہندوستان میں اور ایک یزد ایران میں ہے۔

آتش بہرام وہ مقدس آگ ہے جو تقریباً سولہ مقدس عناصر سے تیار کی جاتی ہے۔ ان عناصر میں زمینی آگ، آسمانی بجلی، پروہتوں کے گھر کی آگ، مردوں کی باقیات سے سلگنے والے شعلوں سمیت سولہ تقدیسی عناصر اسے ایسا الاؤ بنا دیتے ہیں جو صدیوں سے جلتا آرہا ہے اور کبھی نہیں بجھا۔ اس کے نہ بجھنے میں یہ حکمت پنہاں ہے کہ یہ دراصل اہورمزدا کی بدی کے ساتھ جنگ میں اس کا ساتھ دینے والا الاؤ ہے جو مسلسل بدی کی طاقتوں کے خلاف نبرد آزما ہے۔

یزد کے قصبے میں چھ اہم زرتشتی خانقاہیں ہیں جن کے ساتھ علیحدہ علیحدہ فکری معنویت وابستہ ہے۔ ان خانقاہوں کو پیر کہنے کا مقصد ان کی قدامت کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

- پیر سبز کی خانقاہ یزد سے 72 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ سب سے زیادہ مقدس کہلاتی ہے۔ ساسانی بادشاہ یزدگرد کی بیٹی نیک بانو سے منسوب ہے۔ عربی افواج سے بچنے کے لیے اہورمزدا نے نیک بانو کے لیے پہاڑ کا منہ کھول دیا۔ اس خانقاہ پر ایک قدرتی چشمہ بھی ہے۔ جسے چک چک (قطرہ قطرہ) کہتے ہیں۔
- پیر حرشت اس شاہی خادمہ کی یادگار ہے جس نے چھوٹے شہزادے کو اٹھایا ہوا تھا۔
- پیر ستی وہ جگہ ہے جہاں عرب افواج سے بچنے کے لیے یزدگرد کی ملکہ کنویں میں کود پڑی تھی۔
- پیر نورا کی وہ جگہ ہے جہاں ایک اور شاہی خاتون کے لیے اہورمزدا کی مدد آئی تھی۔
- پیر بانو کی جگہ نیک بانو کی وجہ سے مشہور ہے۔

یزد کے قصبے کے پاس ہی ایک قدیم سرو کا درخت ہے۔ یہ اپنی قدامت، طویل العمری اور استقلال کی بناء پر ایک اہم زیارت گاہ ہے۔

زائرین ان پیروں کی زیارت اس بناء پر کرتے ہیں کہ اس فہم اور عقل کو حاصل کیا جاسکے جو اساطیر کے مطابق ان سے وابستہ ہے۔

toobaafoundation.com

زرتشتی آتش کدہ اور رسومات مقدسہ کے معانی

زرتشتی آتش کدے آگ سے منسلک ہیں اور آگ زرتشتی مذہب میں پاکیزہ کرنے والا عنصر بھی ہے۔ نیز یہ اہور مزدا کی موجودگی کی علامت بھی ہے۔ یوں زرتشتی آتش کدہ ایک ایسا شعار ہے جو اپنے اندر الوہی عناصر کو سموئے ہوئے روشنی اور نور سے معمور ہے۔ یہ عمارت ظلمت اور تاریکی کے خداؤں کے خلاف ایک اعلان جنگ بھی ہے۔ نیز عقیدت مندوں اور اہور مزدا کے درمیان وسیلہ اور واسطہ بھی ہے۔ آگ اس وسیلے اور واسطے کو مزید مقدس بنانے کا کام کرتی ہے۔

اکثر آتش کدوں میں فروشی کا نشان موجود ہوتا ہے۔ یہ نشان سورج کی لامحدود قوت اور عظمت کا نشان بھی ہے اور تین پروں کی شکل زرتشتی عقائد کی تثلیث یعنی اچھے خیالات، اچھے اعمال اور اچھی گفتگو کا علم بھی ہے۔

آگ آتش کدے کا بنیادی عنصر ہے۔ آگ کے سامنے مقدس منتر پڑھنے سے ارواح خبیثہ کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے۔

آتش کدے میں مروج بھینٹ کی واحد صورت مقدس شعلوں میں صندل کی لکڑی نذر کرنا ہے جو آتش کدوں میں ہر وقت جلتی رہتی اور اہور مزدا کی موجودگی کا احساس دلاتی رہتی ہے۔

آگ کو جلانے والے پجاری اپنے منہ کو ماسک سے ڈھانپ کر رکھتے ہیں تاکہ مقدس شعلوں کو ان کی سانس آلودہ نہ کر دے۔ نیز مقدس راکھ سے زائرین کو بپتسمہ بھی دیا جاتا ہے۔

رسم تطہیر۔ یاسنا کے زاویے

اس رسم میں پودوں سے نکلا ہوا رس آگ کی نذر کیا جاتا ہے۔ یہ ہندوستانی رسم سوم رس سے متاثر ہے۔ اس رسم کے بارے میں مرٹل لینگلے لکھتے ہیں:

> "The offering and drinking of this consecrated juice confers immortality on the worshiper."[1]

مختصراً آتش کدے زرتشتی مذہب کے بنیادی عنصر آتش کی پناہ گاہ بھی ہیں اور اہور مزدا کے نمائندہ شعائر بھی ہیں۔

یوں زرتشتی مذہب ثنویت کا علمبردار ہے۔ اہور مزدا کی نسبت سے آگ اس کا بنیادی شعار ہے اور تمام شعائر آگ کے گرد گھومتے ہیں۔ سات غیر فانی ہستیوں یا صفات اہور مزدا کی بنیاد پر زرتشت مذہب اپنے شعائر کی تشکیل کرتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Langley, Myrtle, Religion, Knopf, New york, 1982, P.40.

toobaafoundation.com

باب چہارم:

یہودیت اور عیسائیت — شعائرِ مقدسہ

الفصل الاوّل:

یہودیت کے شعائرِ مقدسہ — فکری معنویت اور احکام

الفصل الثانی:

عیسائیت کے شعائرِ مقدسہ — فکری معنویت اور احکام

toobaafoundation.com

باب چہارم:

یہودیت اور عیسائیت — شعائر مقدسہ

الفصل الاوّل:

یہودیت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام

یہودیت۔ مختصر تعارف

یہودیت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تعلق رکھنے والے عبرانیوں کا مذہب ہے جو بنی اسرائیل کے نام سے معروف ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام یہودیت میں مشہور و معروف ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام اور یہودیت

موسیٰ علیہ السلام کا یہودی مذہب میں ایک خاص مقام اور مرتبہ ہے۔ احکام عشرہ کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی اخلاقی تربیت کا کام سونپا گیا۔ آپ علیہ السلام پر تورات نازل کی گئی۔ نیز اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے روبرو گفتگو کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو منظم کیا اور فرعون سے نجات دلوائی۔

داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر دیا گیا تھا۔ اللہ نے داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی۔ سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے بیٹے اور حکمت میں معروف تھے۔ اُن کی فہم و فراست ضرب المثل ہے۔ ہیکل سلیمانی جو یہودیت کا مقدس ترین مقام ہے سلیمان علیہ السلام سے منسوب اور اُن کا کارنامہ ہے۔

یہودی کتابیں

- تورات جسے اسفار خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تخلیق، خروج، احبار، گنتی اور استثناء کا مجموعہ ہے۔
- تالمود دراصل تورات ہی کے اجمال کی تفصیل کرنے والا نوشتہ ہے۔ تالمود کے دو حصے ہلاکا اور ہگادا کہلاتے ہیں۔ یہ مشنا اور جمارا کا مجموعہ ہے اور بعض یہودیوں کے ہاں تورات سے بھی زیادہ مقدس ہے۔

toobaafoundation.com

یہودی فرقے

- فریسی فرقہ احبار یا ربی کہلاتا ہے۔ یہ تشدد پسند اور کٹر مذہبی رجحانات کے مالک ہیں۔ قیامت کی آمد، فرشتوں اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔
- صدیقی فرقہ تضادات کا نمونہ اور منکرین کے نام سے مشہور ہے۔ قیامت، تالمود، فرشتوں اور مسیح موعود کے منکر ہیں۔
- متعصبوں کا فرقہ جارحانہ عزائم رکھنے والا فرقہ ہے۔ رواداری کے قائل نہیں۔

یہودی عقائد کی بنیاد

دو عقیدوں پر یہودیت کی اساس و بنیاد ہے۔

- توحید الٰہی
- بنی اسرائیل کی فضیلت اور تمام اقوام عالم پر برتری۔

اس کے علاوہ نمایاں یہودی عقائد درج ذیل ہیں:

- اسحاق علیہ السلام کو ذبیح مانتے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کو یہواہ کے نام سے پکارتے ہیں اور اُس کے ساتھ ایسی صفات منسوب کرتے ہیں جو اُس کے شایانِ شان نہیں۔
- شرک کی دلدل میں مبتلا رہے۔ بچھڑے کی محبت ان کے دل میں گھر کیے ہوئے تھی۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اصل توحید سے آشنا کیا۔

المختصر یہودی دراصل اہل کتاب ہیں۔ مؤحد ہیں لیکن تحریف و تاویل کے عقائد کی بناء پر کثرت الٰہ کے قائل ہوئے۔ ان کی سرگردانی معروف رہی ہے۔ یہاں تک کہ دور جدید میں انہیں اسرائیل کی ریاست میں پناہ ملی۔ عہد جدید میں دونمہ، فری میسن، صیہونیت، ابناء العہد، روٹری، لائنز، جیروت، انٹریکٹ اور روٹریکٹ کے نام سے کئی ذیلی یہودی تحریکیں دنیا میں یہودیت کے اثر و نفوذ کے لیے کوشاں ہیں۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

یہودیت کے شعائر مقدسہ – معنویت

خدا کا تصور — معنویت کا فلسفہ اور تار و پود

خدا کے تصور کی یہودی معنویت احکام عشرہ کے دوسرے حکم سے آشکار ہوتی ہے۔ جس کے مطابق خدائی حکم یہ ہے:

"میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔"[۱]

یہ عبارت وضاحت کرتی ہے کہ صرف ایک خدا ہی سچا خدا ہے اور یہودیت میں بت پرستی کی کسی قسم کی گنجائش موجود نہیں ہے۔ چنانچہ یہودی ربی نفتالی برار اپنی کتاب "Judaism-Theology, History and Practice" میں لکھتے ہیں۔

"Monotheism is the bedrock upon which Judaism was founded."[2]

چنانچہ خدا تمام قوت کا سرچشمہ اور جوہر ہے۔ وہ کائنات کا خالق اور حکمران ہے۔ قادر مطلق اور مختار کل ہے۔ ہمہ سماعت، ہمہ بصارت اور علیم و خبیر ہے۔ ابدی اور زمان و مکاں سے ماورا ہے۔ نیز خدا کی صفات اور خصوصیات بے مثل و بے نظیر ہیں۔

یہواہ کا تصور اور صفات ایجابی و سلبی

توحید پرستی سے پہلے بنی اسرائیل کثرت الٰہ کی بیماری کا شکار رہے تھے۔ بعل کی پوجا مخروطی پتھر کی صورت میں کی جاتی تھی۔ اژدھا حکمت اور دانش کی علامت کے طور پر پوجا جاتا تھا۔ بعد ازاں آتش فشاں پہاڑ کے فینقی دیوتا یاہو کو یہواہ کے نام سے یہودیوں نے اپنا قومی اور ملی خدا بنالیا۔

یہودیوں کے نزدیک یہواہ خداوند کا پاک ترین نام ہے۔ اس کو زبان پر لانا تیسرے حکم کی خلاف ورزی سمجھی جاتی تھی۔[۳]

یہواہ کی صفات اور صفاتی نام درج ذیل ہیں:

- یہواہ رافا یعنی صحت دینے والا ہے۔[۴]
- یہواہ مقدش کم یعنی مقدس کرنے والا ہے۔[۵]
- یہواہ صباؤت یعنی رب الافواج ہے۔[۶]

---

[۱] کتاب خروج 20:3

[2] Brawer, Naftali, Judaism-Theology, History and Practice, Running Press London, 2008. P.5.

[۳] کتاب خروج 20:7

[۴] کتاب خروج 31:13

[۵] کتاب خروج 26:15

[۶] سموئیل 3:1

toobaafoundation.com

- یہواہ علیون یعنی خداوند تعالیٰ ہے۔[۱]
- یہواہ شمایعنی خداوند وہاں ہے۔[۲]
- یہواہ صد قنو یعنی خداوند ہماری صداقت ہے۔[۳]

نیز یہودیوں کا خدا یہواہ کچھ ایسی خصوصیات سے بھی متصف ہے جو منفی، سلبی کہلائی جاسکتی ہیں۔ مثلاً وہ اپنے اعمال پر پچھتاتا ہے۔ تخلیق کے کام کے دوران تھک کر سبت کو آرام کرتا ہے۔ غلطیاں کرتا ہے۔ چوری کا حکم دیتا ہے۔ سخت متعصب ہے۔ صرف بنی اسرائیل کا الٰہ ہے اور دوسروں کا دشمن ہے۔ بعض اوقات انتہائی سخت اور تند و تیز لہجے میں گفتگو کرتا ہے۔ جہالت اور نسیان سے بھی متصف ہے اور بسا اوقات عاجز اور درماندہ بن جاتا ہے۔

یسعیاہ ثانی کا اہم موڑ

یسعیاہ ثانی کے صحیفے میں یہواہ کے قبیلائی تصور میں وسعت پیدا ہوتی ہے اب خدا فقط بنی اسرائیل کا ملّی معبود نہیں بلکہ جملہ اقوام عالم کا پروردگار اور خداوند ہے۔ یہ ہمہ گیر وسعت اسیریٔ بابل کی دین سمجھی جاتی ہے۔ جہاں سے واپسی پر یہ قلب ماہیت جنم لیتی ہے۔ اب یہ خدا مغلوب الغضب اور منتقم نہیں بلکہ رحیم و کریم ہے اور تمام بنی نوع انسان کا شفیق باپ ہے۔ کاملیت اور اخلاقیات کا کامل نمونہ ہے جو حصول کاملیت اور نیک زندگی گزارنے کی قوت محرکہ اور ترغیب دیتا ہے۔ یوں تزکیۂ نفس کی اعلیٰ ترین صورت وہ ہے جو خدا کی علت میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہ خدا دعا سنتا اور گنہگاروں کو بخشتا ہے۔ لیکن بیک وقت یہ خدا بے نیاز بھی ہے اور اس بے نیازی کی صفات کی بنا پر یہ ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر انبیاء کی دعائیں قبول نہ کرنے پر بھی قادر ہے۔[۴]

تصور خدا کا مزید توضیحی نظریہ اور موسیٰ بن میمون کے نکات

یوں عہد وسطیٰ تک پہنچتے پہنچتے یہودی خدا کی فلسفیانہ روایت کا خلاصہ تیار ہوتا چلا گیا اور مشہور یہودی فلسفی موسیٰ بن میمون نے اسے تیرہ نکات میں محدود کر دیا۔

نیز ہیکل سلیمانی کی تعمیر نے یہواہ کو بنیادی مرکزی حیثیت عطا کر دی۔ یہ ہیکل یہواہ کی موجودگی کا نشان بن کر یہودی دلوں میں نقش ہو گیا۔ صندوق سکینہ اس کا مسکن سمجھا جانے لگا اور یہ صندوق اسی بنیاد پر فتح و نصرت کا ذریعہ اور خدائی مدد کی علامت بن گیا۔

---

[۱] زبور 23:1

[۲] حزقی ایل 48:35

[۳] یرمیاہ 33:6

[۴] یسعیاہ ملاحظہ ہو باب نمبر 2 اور 3

toobaafoundation.com

میمونی نکات اور خدائے یہود کی معنویت کے نئے اجزا

بعد ازاں موسیٰ بن میمون کی تشریح کو شعری مجسم میں ڈھال کر یہودی خدا کی معنویت کو یگدل منتر میں یوں تلاوت کیا جانے لگا:

Exalted be the living God and praised. He exists - unbounded by time in His existence.

He is one - and there is no unity like His Oneness Inscrutable and Infinite is His One ness.

اس نظریے نے شیما کی نماز کو فروغ دیا۔ شیما کو یہودی زندگی کا بنیادی پتھر کہا جاتا ہے۔ اس کا پہلا کلمہ یہودی خدائی تصور کی وضاحت کر دیتا ہے۔

"Hear, O Israel : The Lord is our God the Lord alone".

یگدل منتر کے مطابق خدا کی تجسیم ناممکن ہے اور تورات و تالمود میں خدا کے ہاتھوں، چہرے، آنکھوں یا دوسرے اعضا کا تذکرہ فقط استعاراتی ہے۔ مادی نہیں اور یوں خالق اور مخلوق میں واضح فرق اور تباین کو ظاہر کرنے والا یہودی عقیدۂ خدا دلالت کرتا ہے کہ یہودیت میں کسی قسم کی مورتی کا کوئی تصور نہیں۔

مورتی یا مجسّموں کی ممانعت کی معنویت کئی وجوہات کی بناء پر ہے۔ اوّل یہ کہ کسی دوسرے خدا کی عبادت نہ کی جا سکے اور دوم اس بناء پر کہ اکیلے، سچے خدا کی شبیہ ممکن ہی نہیں ہے۔ لہٰذا کسی قسم کا مجسمہ یا مورتی بنانا خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اس ضمن میں یہ یہودی حوالہ قابل ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کے مجسّمے کو تباہ کر دیا تھا اور اس پر سخت غضبناک بھی ہوئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے نہ صرف اُس مجسّمے کو مسل دیا بلکہ اُسے ذرات میں تبدیل کر کے اُس کی راکھ سمندر میں بہادی تھی۔[1] یوں خدا کی شبیہ بنانا شرک اور بت پرستی ہے۔☆

خدا کے تصور کی اس معنویت کی بنیاد پر ہی یہودی عبادت خانوں میں کسی قسم کے بتوں یا مجسّموں کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔[2] تاریخ بھی شاہد اور گواہ ہے کہ جب رومی جنرل طیطوس نے ہیکل سلیمانی کو تاخت و تاراج کیا تو اُسے وہاں سے کسی قسم کی مورتی نہیں ملی۔ حالانکہ اس حملے سے پیشتر ہیکل میں مقدس محراب کے دائیں اور بائیں دو فرشتوں کے ہیولوں کے درمیان خالی جگہ موجود تھی۔ جو رحم کے دیوتا کا تخت کہلاتی تھی اور یہ خالی جگہ بھی اس چیز کا اظہار کرتی تھی کہ خدا کی کرسی پر کوئی براجمان نہیں ہو سکتا اور یہی وجہ ہے کہ خلا یہودیت میں خدا کے ایک اور ناقابل تقسیم ہونے کی بہت بڑی علامت سمجھی جاتی ہے۔

---

[1] کتاب مقدس، پرانا عہد نامہ، خروج 20-32۔

☆ اس روایت کی توثیق قرآن مجید میں بھی موجود ہے اور کم و بیش انہی الفاظ کے ساتھ ہے۔ ملاحظہ ہو سورۂ طٰہٰ آیت نمبر 97۔

[2] کتاب مقدس، پرانا عہد نامہ، خروج 1:17-20۔

toobaafoundation.com

مقدس شخصیات — ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک معنویت کے اُتار چڑھاؤ

یہودی مذہب اپنی بنیاد کے لیے ابراہیم علیہ السلام کا شکر گزار ہے جن کو مذہب کا بانی یا Patriarch سمجھا جاتا ہے۔☆

ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں معنویت کا نقطۂ عروج وہ میثاق اور اوّلین عہد ہے جو خدا نے اُن کے ساتھ کیا اور اس میثاق کی روشنی میں وہ عراق سے اسرائیل (کنعان) میں آباد ہوئے۔[۱] یہ وعدہ اس خوشخبری پر مشتمل تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کو بہت بڑی قوم کا باپ بنایا جائے گا اور اُس عہد کی پاس داری کے طور پر ختنہ کی رسم اپنانے کا حکم دیا گیا جو آج تک یہودیوں کا اہم ترین مذہبی شعار ہے۔[۲]

یہ ابراہیمی وعدہ خدا کی طرف سے خصوصی اشارہ تھا کہ اسرائیلی خدا کے منتخب کردہ لوگ ہیں۔ یہی وعدہ اور میثاق بعد میں ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اسحاق علیہ السلام اور اُن کے بعد اُن کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے سپرد ہوا۔

ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت کئی اولیات کی بھی بانی ہے اور اُن کی معنویت کی جڑیں اتنی مضبوط ہیں کہ وہاں سے عیسائیت کو بھی روحانی غذا فراہم ہوتی ہے۔ نیز اسلام میں بھی ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت مسلمہ ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو نہ صرف اخلاقیات کے مبادیات سمجھائے بلکہ ایک خدا کی توحید سے آشنا کیا اور شرک کی جڑیں اُکھیڑ دیں۔ انہی تعلیمات کی بنیاد پر یہودی مذہب توحید پرست مذہب ہے۔

توراتی روایت کے مطابق گناہ انسانی کے باعث خدا کا مقصد تخلیق فوت ہو گیا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے نہ صرف بنی اسرائیل کو برکت ملی بلکہ تمام گنہ گار نسل انسانی بھی مبارک بن گئی۔[۳]

اسحاق علیہ السلام کو یہودیت میں ذبیح سمجھا جاتا ہے۔ جن کو ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی خاطر قربان کرنے کا حکم پورا کیا اور خدا نے اُن کی جگہ ایک مینڈھا مہیا کر دیا۔[۴]

اسحاق علیہ السلام کو یہودیت کا دوسرا بانی سمجھا جاتا ہے۔ اُن کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کو بھی یہودیت میں کئی وجوہات کی بناء پر نمایاں مقام حاصل ہے۔ یعقوب علیہ السلام خدا کے وعدے کے حق دار بنے۔[۵]

☆ قرآن مجید اس کی نفی کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا﴾ (آل عمران 67:3)

[۱] کتاب پیدائش 15:18

[۲] کتاب پیدائش 17:10

[۳] کتاب پیدائش 12:3

[۴] کتاب پیدائش 22:1-9، عبرانیوں 11:17-19

[۵] رومیوں 9:10-13

toobaafoundation.com

ایک خواب کے ذریعے خدا نے اُن کی حفاظت کا وعدہ کیا۔[۱]

نیز خدا نے اُنہیں بارہ بیٹوں سے نوازا جن کی برکات پرانے عہد نامے میں نظم کی شکل میں درج ہیں۔[۲]

بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کی معنویت اُنہی بارہ بیٹوں سے جڑی ہوئی ہے۔ یعقوب علیہ السلام کی کوششوں اور آزمائشوں میں ثابت قدمی کے اعتراف کے طور پر اُنہیں اسرائیل کے لقب سے نوازا گیا۔[۳] اور بعد ازاں یہ نسبت بنی اسرائیل کا عنوان لے کر یہودیوں کے لیے مخصوص ہو گئی۔

موسیٰ علیہ السلام — متاع گم گشتہ کی یاددہانی کا پیامبر

موسیٰ علیہ السلام کی عظیم الشان شخصیت کی معنویت کا سحر و فسوں ہی یہودیت کا سرمایۂ امتیاز اور متاع بے بہا ہے۔ اسرائیلی مذہب کا سب سے بڑا سرمایۂ افتخار موسیٰ علیہ السلام ہی کی ذات ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے مذہب اور زندگی میں ہم آہنگی پیدا کی۔ ایک خدا کی عبادت کو مقصد حیات قرار دیا اور اپنی قوم میں اخلاقی روح پھونکنے کا کار نمایاں سرانجام دیا۔ صدیوں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے بنی اسرائیل کو حریت اور آزادی کی تڑپ سے آشنا کیا۔

موسیٰ علیہ السلام کا ماحول مشرکانہ رسوم اور بت پرستانہ عقائد کی گرم بازاری کا شکار تھا۔ کنعانی دیوتاؤں بعل اور ہرون کی پرستش، مصری دیوتاؤں سیت، ہورس اور اسیس کی پوجا جاری تھی۔ حرام کاری کو باقاعدہ مذہبی تقدس حاصل تھا۔ جانوروں کی پرستش مصری مذہب کا ایک لازمی جزو تھا۔ لاتعداد رسوم و شعائر، اسراف دولت اور فرسودہ مذہب، روایات تدفین، تعمیر مقابر، جادو اور منتر منہ کھولے ہوئے مصریوں کو لقمہ بنا رہے تھے۔

ایسے عالم میں ایک نئی معنویت جلوہ گر ہوتی ہے۔ اصنامی افسانے مسترد کر دیے جاتے ہیں۔ خدا کو یہواہ کے قبیلوی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کا مخصوص نسلی احساس کمزور پڑنے لگتا ہے۔ ایک تفصیلی شریعت کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ احکام عشرہ کو اذن جلوہ نمائی ملتا ہے۔ یک جہتی کی ایک مضبوط بنیاد فراہم ہوتی ہے۔ کوہ سینا پر عہد باندھا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کو چنیدہ قوم ہونے کا شرف عطا ہوتا ہے اور شریعت موسوی جبین یہودیت کا جھومر بن جاتی ہے۔[۴]

موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت۔ فکری پیرائے

موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت سوچ، فکر اور عزت نفس کو بیدار اور پر مغز رکھنے کا ایک پیغام مسلسل دیتی ہے۔ مسلسل غلامی اور ظلم و ستم سہنے والے لوگ اخلاقی دیوالیہ پن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ذلت و رسوائی اُن کا مقدر بن جاتی ہے۔ بہادری و شجاعت کی جگہ

---

[۱] کتاب پیدائش 11:28 و مابعد

[۲] کتاب پیدائش 49:1-27

[۳] کتاب پیدائش 32:28

[۴] کتاب پیدائش 15:12-21

toobaafoundation.com

خوف اور دہشت لے لیتے ہیں۔ ارض مقدس میں چالیس سال بھٹکتے رہنے سے بنی اسرائیل کی بزدل نسل ختم ہوئی اور ایک ایسی نئی نسل تیار ہوئی جو غیرت مند، آزاد منش اور باعزت طریقے سے جینا جان چکی تھی۔ یوں موسیٰ علیہ السلام کی تربیت نے مملوے کو شہباز سے لڑنے کا حوصلہ عطا کیا اور یہودیوں کو اعلیٰ رتبہ حاصل ہو گیا۔

یہودیت موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت میں یہ معنویت بھی تسلیم کرتی ہے کہ اُن کی رہنمائی نے آزادی کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔ آزادی ہر شخص اور قوم کا پیدائشی، فطری حق ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے جبر و استبداد کے خلاف ڈٹ جانے کے فکری نظریات کی تعلیم دی اور یوں نصرت الٰہی کا ظہور ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام کی قانون سازی۔ احکام عشرہ سے تورات کی تکمیل تک

موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہودی روایات بیان کرتی ہیں کہ کوہ سینا پر بادل گرجنے اور بجلی چمکنے کے دوران خدا نے اُنہیں دس احکام دیے۔ ان دس احکام کے ذریعے بنی اسرائیل کی حالت سنبھلی اور اُن کی اخلاقیات ترقی کی منازل طے کرنے لگیں۔

یہ دس احکام خدا کی زبان سے دیے گئے۔

- خداوند تیرا خدا جو تجھے مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔
- تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا، نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔
- تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا۔
- یاد کر کے سبت کا دن پاک ماننا۔
- تو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا۔
- تو خون نہ کرنا۔
- تو زنا نہ کرنا۔
- تو چوری نہ کرنا۔
- تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔
- تو اپنے پڑوسی کی کسی چیز کا لالچ نہ کرنا۔ ☆

ان دس احکامات کا اہم فکری تناظر یہ ہے کہ خدا نے براہِ راست یہ احکامات موسیٰ علیہ السلام کو دیے۔ بلکہ الواح پر کندہ کر کے دینے کی روایات یہود بھی اس کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔ یہ احکامات دوسرے خداؤں کی عبادت سے منع کرتے ہیں اور اخلاقی پستی کو بلندی میں تبدیل کرنے کے قوانین سمجھے جاتے ہیں۔

☆ ملاحظہ ہو کتاب الخروج (1:17-20) اور کتاب تثنیہ (1:5-21)

toobaafoundation.com

احکام عشرہ سے تورات کی تکمیل تک کے واقعات موسیٰ علیہ السلام کو قوم یہود کا سب سے اہم نبی بنا دیتے ہیں۔ یوں اگر ابراہیم علیہ السلام نے دین حنیف کا پرچار کیا تو موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت اس کا تکملہ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی معنویت کے نقاط عروج

اوّل، موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کا سیاسی پہلو یہودی مذہب کی جان و شان ہے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام ہی تھے جن کی شخصیت کے سیاسی سحر نے عبرانیوں کی خروج تک رہنمائی کی۔

دوم اسفار خمسہ جن کو خمسہ موسوی بھی کہتے ہیں یہودیوں کی تورات کی تشکیل کرتی ہیں۔ یہ شریعت بھی موسیٰ علیہ السلام کا اہم ترین مذہبی کارنامہ ہے۔ یوں تورات اور احکامات عشرہ کے اثرات کے پیش نظر موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کی تابناکی مزید واضح ہوتی ہے۔[۱]

سوم یہ کہ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام یہودی وحدانیت اور توحید پرستی کے بانی نہیں مگر اُن کی شخصیت نے اُس توحید پرستی کی دعوت کو از سر نو زندگی بخشی جو ابراہیم علیہ السلام لے کر آئے تھے:

یوں موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے طلسم نے یہودی وحدانیت کے تحفظ اور اگلی نسلوں تک اُس کے انتقال میں ایک بنیادی کردار ادا کیا۔ اسی حقیقت پر اس کی بنیاد قائم ہے۔ دنیا کے دو عظیم مذاہب عیسائیت اور اسلام بھی اسی وحدانیت کا پرچار کرتے ہیں اور بالخصوص اسلام کی توحید دراصل وہی توحید ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ سینا پر عطا کی گئی تھی۔

موسیٰ علیہ السلام کی اس عظمت کے باعث ربی ملٹن سٹین برگ لکھتے ہیں:

> "The man Moses, emancipator of a people and its law-giver, who dwarfs the mountain on which he stands."[2]

داؤد اور سلیمان علیہما السلام

داؤد علیہ السلام کی شخصیت کے ساتھ نہ صرف بادشاہت کے غمزے اور ادائیں منسلک ہیں بلکہ زبور کا اَدب بھی داؤد علیہ السلام کی یادگار ہے۔ یہ داؤد علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے یہودی ہیکل کا خواب دیکھا اور پھر یہ خواب اُن کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں شرمندۂ تعبیر ہوا۔[۳]

داؤد علیہ السلام نے فلستیوں کے مشہور سورما جالوت کو قتل کیا اور یوں اُن کی شجاعت کی دھاک بیٹھ گئی۔[۴] نیز آپ کی مترنم آواز

---

[۱] کتاب خروج ابواب 20 تا 24

[2] Steinberg, Milton, Basic Judaism, Milton Steinberg, New York, 1975, P.5.

[۳] تواریخ 22:8 اور 28:3

[۴] سموئیل 17:45-47

toobaafoundation.com

لحن داؤدی کے نام سے ضرب المثل ہے۔[۱] یہودیوں میں مسیحا کا تصور معروف ہے اور اُن کا عقیدہ ہے کہ مسیحا داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو گا۔

داؤد علیہ السلام کی شخصیت بنی اسرائیل کی تاریخ کا ایک اہم سنگ میل ہے اور کئی اقسام کی معنویت کی نہریں اُن کی شخصیت سے پھوٹتی نظر آتی ہیں۔ وہ اسرائیل کے پہلے بار سوخ بادشاہ تھے۔ انہوں نے یروشلم کو دارالحکومت بنایا اور یہی یروشلم یہودیوں کے لیے مقدس ترین مقام کے درجہ تک پہنچا۔[۲] اسرائیل کی قوم دولت مند اور طاقت ور بنی۔ بہر حال داؤد علیہ السلام ہیکل کی تعمیر کا کام نہ کر سکے کیوں کہ بائبل کے مطابق یہ کام خدا نے سلیمان علیہ السلام کو سونپنا تھا۔ سلیمان علیہ السلام کی شخصیت دانائی کا مرقع اور مجسمہ سمجھی جاتی ہے۔ یہودی اساطیر کے مطابق مال، شہرت اور ذہانت کی تین نعمتوں میں سے سلیمان علیہ السلام نے ذہانت اور دانش کا انتخاب کیا مگر خدا نے اُنہیں خوش ہو کر تینوں نعمتیں عطا کر دیں۔

سلیمان علیہ السلام کی شخصیت سے ہیکل سلیمانی کے لازوال زاویے جڑے ہوئے ہیں۔[۳] یہی ہیکل یہودیوں کی زندگی کا محور و نگران ہے۔ اسی سے یہودیوں کی عظمت اور خدائی وفاداری وابستہ ہے اور اگر ہیکل نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے اور یہ ہیکل ہی ہے جو خدا کا تخت ہے اور یہیں خدا براجمان رہتا ہے۔ چنانچہ یہودیوں کی تاریخ سلیمان علیہ السلام کے بغیر ادھوری ہے۔

☆.....☆.....☆

[۱] سموئیل 16:18

[۲] زبور 24:2

[۳] سموئیل 7:13

toobaafoundation.com

یہودیت کی مقدس کتاب تورات کی معنویت

یہودیت کے مقدس اَدب کی جان تورات ہے جو اسفار خمسہ کا مجموعہ ہے۔

- کتاب پیدائش (Genesis)
- کتاب خروج (Exodus)
- کتاب احبار (Leviticus)
- کتاب گنتی (Numbers)
- کتاب استثناء (Deuteronomy)

کتاب پیدائش، کتاب خروج، کتاب احبار میں تخلیق کائنات، آدم اور حوا علیہما السلام، نوح علیہ السلام کے دور کے طوفان، ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے خاندان، موسیٰ علیہ السلام کے دور میں خروج بنی اسرائیل، چالیس برس کی صحرانوردی کے واقعات ہیں جبکہ گنتی اور استثناء کی کتابیں اُن قوانین پر مشتمل ہیں جو عہد کی صورت میں خدا نے بنی اسرائیل پر فرض کیے تھے۔

تورات کی معنویت کے نادر زاویے

ربی ملٹن سٹین برگ کے مطابق یہودی سائنا گوگ یا کوئی اور اجتماع تورات کے بغیر مکمل نہیں۔ اس لیے یہودیت ایک کتابی مذہب ہے۔ تورات کی معنویت کا بلند ترین نقطہ ایک خدا پر ایمان ہے۔ وہ خدا جو خالق بھی ہے، مالک بھی ہے اور اپنے بندوں پر مہربان بھی ہے۔ تورات مقدس دنوں، یادگاروں، تہواروں، عبادات کی رہنما ہے۔ یہ اخلاقی اصولوں اور ضابطوں کا حسین اَدبی مرقع ہے۔[1]

تورات اور عالیہ کا نادر تعلق

تورات کو پڑھنے کا عمل عالیہ کہلاتا ہے۔ جس کا عمومی مطلب اگرچہ ایک یہودی زائر کا یروشلم کی طرف مقدس سفر ہے۔ مگر جب ایک یہودی تورات کی تلاوت کرنے کے لیے قدم اُٹھاتا ہے تو یہ یوں ہی ہے جیسے ایک جلاوطن اپنے اصل وطن کی طرف لوٹ رہا ہو۔ یوں تورات کا قاری خدا کے الفاظ کے سامنے کھڑا ہوا دراصل ایک مقدس زمین پر کھڑا ہوا ہوتا ہے۔

نیز عالیہ کا مطلب بلندی ہے۔ یوں تلاوت تورات کا عمل انسان کے فکری ارتقاء اور اخلاقی نشوونما میں معاون ہے۔ تورات کے حروف کی تلاوت میں آگے بڑھنے کا عمل دراصل انسانی شخصیت کے ترقی کرنے کا عمل ہے اور یوں انسان اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ وہ خدا کے الفاظ کی مدد سے خدا سے ہم کلام ہو جاتا ہے۔ ربی نفتالی برا ور لکھتے ہیں:

"It is for the purpose of connecting with the Almighty."[2]

---

[1] کتاب احبار ابواب 1 تا 27

[2] Brawer, Naftali, Judaism-Theology, History and Practice, Running Press London, 2008. P.25.

toobaafoundation.com

یہ تعلق اتنا گہرا، عمیق اور مربوط ہے کہ نفتالی برا ور کے الفاظ میں تورات دنیا کے لیے نہیں بلکہ دنیا تورات کے لیے بنائی گئی ہے۔

توراتی معروف و منکر کی تعداد میں معنویت کے پہلو

ایک محتاط اندازے کے مطابق تورات میں 613 احکامات ہیں۔ ان میں سے 365 منکرات اور 248 معروفات ہیں۔ دوسری صدی عیسوی کے مشہور یہودی ربی سملائی کے مطابق 365 منکرات کی تعداد کا تعلق سال کے دنوں کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے جبکہ جسم کے جوڑوں اور ہڈیوں کی تعداد کی مناسبت سے معروفات کی تعداد 248 ہے۔[1]

یوں تورات یہودیوں کا دستور حیات ہے۔ یہی کتاب اُنہیں متحد رکھے ہوئے ہے۔ اس کے احکامات ازلی اور ابدی، ناقابل تغیر ہیں۔ اسی پر عمل کرنے سے اُن کے لیے رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھلیں گے اور یہی وجہ ہے کہ تورات یہودی سائنا گوگ کا اہم ترین عنصر ہے۔

اس کتاب کو خاص مقدس مقام حاصل ہونے کی بناء پر کئی لوازمات اس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اسے طومار کی شکل میں رکھا جاتا ہے اور مقدس محراب اس کی جائے استراحت ہے۔ ہمیشہ جلنے والی شمع اس پر اپنی کرنیں بکھیرتی ہے اور یہ تاثر دیتی ہے کہ تورات سے نکلنے والی کرنیں بھی پورے عالم کو منور کرنے والی ہیں۔ اس کے متن اور طومار کو ہاتھ نہیں لگایا جاتا بلکہ انسانی ہاتھ نما آلے 'ید' کی مدد سے اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اس کے اہم احکامات کو تعویذ بنا کر جسم کے ساتھ باندھنا ایک اہم یہودی شعیرہ ہے۔ اس کے طومار کو ایک تاج میں محفوظ رکھا جاتا ہے۔ یہ تاج اس بات کی علامت ہے کہ تورات یہودی زندگی کی عظمت کا تاج اور نگینہ ہے۔

تورات اور قرآن کا تعلق

قرآن مجید میں کم و بیش اٹھارہ مقامات پر تورات کا تذکرہ ملتا ہے۔ قرآن مجید میں تورات کی معنویت کے مندرجہ ذیل پہلو بیان ہوئے ہیں۔

- حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب۔
- حلال و حرام کو واضح کرنے والی کتاب۔
- ہدایت اور روشنی فراہم کرنے والی کتاب۔
- جہل و غفلت، فسق و طغیان زائل کرنے والی کتاب۔

تورات اور تناخ کا فرق

تناخ کو عبرانی بائبل کہا جاتا ہے اور یہ تورات (اسفار خمسہ) کے علاوہ بھی کئی صحائف پر مشتمل ہے۔

- تاریخی صحائف
- اَدبی صحائف
- انبیاء کے صحائف

ان سب کے مجموعے کو تناخ کہا جاتا ہے۔

---

[1] Steinberg, Milton, Basic Judaism, Milton Steinberg, New York, 1975, P.13.

toobaafoundation.com

تالمود کی معنویت۔ ربی تشریحات و تعبیرات

تالمود مذہبی پیشواؤں کی سینہ بہ سینہ روایات کا مجموعہ ہے۔ حاخام یوضاس نے 150 عیسوی میں ان روایات کو مشنا نامی کتاب میں جمع کر دیا تھا۔ ربی یہودا نے اسے مکمل کیا۔ مشنا کی شرح جمارا نامی کتاب میں کی گئی۔

یوں تالمود مشنا اور جمارا کا مجموعہ ہے۔ تالمود کے دو نسخے ہیں۔ ایک کو یروشلمی اور دوسرے کو بابلی کہا جاتا ہے۔ بابلی تالمود زیادہ اہم اور متداول ہے۔

تالمود کی معنویت کا اصل سر اتورات کے ابہام و اجمال کی تفصیل اور تشریح ہے۔ مثلاً تورات سبت کے دن کام کرنے کو منع کرتی ہے لیکن وضاحت نہیں کرتی۔[1] تالمود اس ابہام کو دور کرتی ہے اور 39 قسم کے کاموں کو صراحتاً ممنوع قرار دیتی ہے۔

تقلید پسند اور شدت پسند یہودی اگرچہ تالمود کی تشریحات کو قابل قبول نہیں سمجھتے لیکن اکثر یہودی فرقے ربیوں کی تشریحات و توضیحات کو قبول کرتے ہوئے اسے بعض اوقات تورات سے بھی بلند درجہ عطا کرتے ہیں۔☆

وہ تالمود کو یہودی قانون کے تحفظ اور تشریح کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور یوں مذہبی بحث کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

یہودی ربیوں کے مطابق تالمود یہودی زندگی کے معمولات کو بیان کرنے میں تورات سے بھی افضل اور بالاتر ہے۔ یہ یہودی لوگوں کو زندگی کے گزارنے کے طریقوں سے آگاہ کرتی ہے۔ اس امر کی شہادت دیتے ہوئے ربی ہیری کوہن لکھتے ہیں:

> "It is the Talmud that has molded Jewish life and thought..... It ranks even above the Bible..... all Jewish teachings and doctrines have been based on or derived from the Talmud."[2]

☆.....☆.....☆

---

[1] کتاب خروج 20:1-17

☆ اس کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبہ:31:9)

[2] Cohen, Harry, A., A Basic Jewish Encyclopedia, Hartmore, 1965, P.57.

toobaafoundation.com

یہودیت کے مقدس مقامات۔ معنویت اور احکام

یہودیت کے مقدس مقامات کی روح اصل یروشلم کا قدیم شہر ہے۔ یروشلم کی طرف سفر یہودیت میں روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ سفر ذہن اور دل کے خدا کی طرف بلند ہونے کا استعارہ ہے۔

یروشلم اور تورات کے احکامات کا ملن

تورات کے مطابق ہر یہودی پر لازم ہے کہ وہ سال میں تین بار یروشلم کا سفر کرے اور وہاں کے مقدس مقامات کی زیارت کرے۔ یہ تین زیارات پاس اوور، شاؤت اور سکوتھ کے تہواروں کے موقع پر کی جائیں۔[۱] یوں یروشلم کے ساتھ یہودی مذہب کی تین یادگاریں جڑی ہوئی ہیں۔

- مصر سے خروج کی یادگار۔
- کوہِ سیناسے نزول تورات کی یادگار۔
- ارض فاران میں چالیس سال بھٹکتے رہنے کی یادگار۔

یروشلم اور ہیکل سلیمانی کا تعلق

یہودی عقائد کے مطابق ہیکل سلیمانی نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ خدا کی عبادت کا بہترین طریقہ تبھی تشکیل پاتا ہے جب عبادت ہیکل میں کی جائے۔ ہیکل کی معنویت وہاں یہواہ کا براجمان ہونا ہے۔ ماضی کی روایات بتاتی ہیں کہ یروشلم کو داؤدعلیہ السلام نے دارالحکومت بنایا اور پھر اُن کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے صیہون کی پہاڑی پر ہیکل کی تعمیر کی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں یہودیت کے مطابق ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اسحاق علیہ السلام کی قربانی دینے کا عمل سرانجام دیا تھا۔ یہ ہیکل صادقوں کی آرزو کا مرکز ہے۔[۲]

یروشلم کی دوسری معنویت اس کا دنیا کا مرکز ہونا بھی بتلایا جاتا ہے۔ یہیں سے دنیا کی تخلیق شروع ہوئی اور ایک یہودی روایت کے مطابق یہاں رہنے والا کبھی بیمار نہیں ہوتا۔

یہودیوں کا پختہ یقین ہے کہ یروشلم زمین پر خدا کی علامت ہے۔ اگرچہ مایوسی کے اَدوار میں یہودی ربی یہودیوں کو یقین دلاتے رہے کہ خدا کو اپنے اردگرد ہی تلاش کریں لیکن یہودیوں کا دل یروشلم میں ہی اٹکا ہوا ہے۔ اس کے بغیر ان کی زندگی کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔

---

[۱] کتاب خروج 23:17 اور 34:23

[۲] زبور 23:6

toobaafoundation.com

یروشلم کے زاویے یہودی روایات کی روشنی میں

خدا نے آدمیوں کے ذریعے جو بادشاہت قائم کی یروشلم اُس کا دارالحکومت بنا۔ ہیکل اور ہیکل کی قربانیوں کا مرکز ٹھہرا۔ کلام مقدس میں سب سے زیادہ تعریف و توصیف کا مصداق بنا۔ یہ وعدہ کیا گیا کہ یہ شہر جلال اور مستقل امن کا گہوارا بنے گا۔

یروشلم کی بابلیوں اور رومیوں کے ہاتھوں تباہی نے یہودی روایات میں اور نئی اقسام کی معنویت کو جنم دیا۔ پہلا سوال یہ تھا کہ اگر خدا یروشلم میں موجود تھا تو پھر یروشلم تباہ کیوں ہوا؟ کیا خدا کی موجودگی رخصت ہو گئی؟ اگر رخصت ہو گئی تو پھر یروشلم مقدس رہا یا نہ رہا؟ اور اگر خدا رخصت ہوا تو اُسے اب کہاں تلاش کیا جائے؟

دوسرا سوال مزید پیچیدہ معنویت سمیٹے ہوئے ہے کہ کیا تباہی کے بعد یہودی خدا کی پسندیدہ قوم ہیں یا نہیں؟ نیز خدا نے یہود سے اقتدار کا جو عہد کیا تھا وہ باقی ہے یا خدا نے اُسے منسوخ کر دیا؟

ان سوالات کے جوابات یہودی ربیوں نے یوں دیے کہ سکینت یروشلم میں بھی ہے اور جلاوطن کیے گئے یہودی لوگوں کے ساتھ بھی ہے اور یہودی قوم ابھی بھی خدا کی محبوب ہے۔ اور یروشلم اب بھی یہودی مذہب کا مقدس ترین شہر اور مقام ہے۔

یروشلم اور صیہون۔ مترادفات کی دو جہاتی معنویت

یہودی ربی ہیری کوھن یروشلم اور صیہون کو مترادف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صیہون دو معنوں سے آراستہ ہے۔ ایک یہ کہ یروشلم کے پورے شہر کی نمائندہ یہ چٹان ہے اور دوسرا یہ کہ یہ چٹان پوری دنیا پر خدائی تسلط کا رہبر و رہنما نشان ہے۔ یوں یروشلم اور صیہون ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ داؤد علیہ السلام کے صدوق عہد نے اس سکے کو متبرک بنا دیا ہے۔[1]

دنیا کی کوئی اور زمین یروشلم کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ شہر یہودی دلوں میں بستا ہے۔ پیغمبروں اور رشیوں، ربیوں اور نکتہ دانوں کی ابحاث کی بازگشت ہے۔ یہودی چہروں کا قبلہ ہے۔ خوشی ہو تب بھی یہودی کی جان ہے غم ہو تب بھی یہودیوں کی جائے پناہ ہے۔ یہودیوں کے اسفار میں اُن کے ساتھ ساتھ ہے۔ جب بھی وہ عبادت کرتے ہیں یا مقدس اوراق کی تلاوت کرتے ہیں یروشلم کا حسین سراپا اُن کی نگاہوں کی سجدہ گاہ بنتا ہے۔ اس معنویت کو کوزے میں سموتے ہوئے ہیری کوھن تحریر کرتے ہیں:

> "The city which the Jews vowed never to forget. It was and is the symbol of Jewish hopes and dreams."[2]

ہیکل سلیمانی — معنویت

یروشلم کا یہودی معبد جسے سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کروایا تھا یہودیوں کی زندگی کا محور و نگران ہے۔ اسی سے اُن کی عظمت اور خود داری وابستہ ہے اور اسی سے وہ اپنی تمنائیں باندھتے ہیں۔ اسی ہیکل میں اُن کا خدا "یہواہ" براجمان ہے۔ یہ بھی ہیکل ہی کی معنویت

---

[1] سموئیل 6:10-12

[2] Cohen, Harry, A, A Basic Jewish Encyclopedia, Hartmore, 1965, P.106.

toobaafoundation.com

ہے کہ یہودیوں کا آسمانی مسیحا جو یہودیوں کی سربلندی اور دوسری قوموں کی بربادی کا نشان بنے گا اُسی وقت نازل ہو گا جب ہیکل تعمیر ہو گا۔ اگر زمین پر ہیکل نہ ہو گا تو نہ صرف یہ کہ یہ خدا کی ناراضگی کی علامت ہے بلکہ آسمانی مسیحا کے نہ آنے کا نشان بھی ہے۔[۱]

ماضی بعید میں بخت نصر بابلی، طیطوس رومی، یونانیوں اور ایرانیوں کے ہاتھوں جب ہیکل بار بار تاخت و تاراج ہوا تو یہودیوں کو یوں محسوس ہوا کہ وہ دنیا میں تنہا رہ گئے ہیں۔

یہودی فلاسفہ کے مطابق یروشلم لوٹنا اور ہیکل تعمیر کرنا ضروری ہے اور اگر یروشلم کے علاوہ ریاست کہیں اور بنائی گئی تو وہ خدائی نہیں بلکہ شیطانی ہو گی کیونکہ یہودی مملکت کی بنیاد محض ہیکل سلیمانی ہے۔

ہیکل اور تابوت سکینہ کا ربط

یہی ہیکل تابوت سکینہ کا مسکن بھی تھا۔ یہ وہ تابوت ہے جو صدیوں سے متبرک سمجھا جاتا تھا۔ یوں ہیکل کی معنویت سے یہودیوں کی کل مذہبی میراث کا اخراج ہوتا ہے۔ پتھر کی تختیاں جو کوہِ طور پر خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیں، تورات کا اصل نسخہ، من کا خدائی کھانا، عصائے موسیٰ جو اژدھا بن جایا کرتا تھا۔ اس تابوت کے چھن جانے کو بنی اسرائیل اپنی نحوست وادبار کی نشانی اور اُس کی موجودگی کو فتح و نصرت کا نشان سمجھتے تھے۔☆

عظمت کا بلند ترین نقطہ اور پاک ترین مقام

ہیکل کی معنویت اُس کی تعمیر کے زاویوں سے بھی ظاہر ہوتی تھی۔ اولام وہ صحن تھا جس سے اصل ہیکل میں داخلہ ممکن تھا۔ پاک مقام کے جالی دار جھروکوں سے روشنی چھن کر آتی تھی اور اُس کے بعد قدس الاقداس یعنی پاک ترین مقام تھا جو Holy of the Holies کہلاتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں خدا اپنی حضوری کو ابر کی سکینت کی صورت میں ظاہر کرتا تھا۔[۲]

ہیکل کے سامنے مذبح اور پیتل کا حوض قربانی کی عبادتی رسوم کے مرکز تھے۔ پیتل کا یہ حوض اُس چٹان پر ہے جہاں مسجد اقصیٰ کھڑی ہوئی ہے اور یہی وہ زاویہ ہے جو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان اصل وجہ تنازع ہے۔

دیوار گریہ — ہیکل سے خدائی موجودگی کے انتقال کا مسکن

دیوار گریہ ہیکل سلیمانی کے باقیات میں سے ہے۔ پچاس فٹ کا یہ ٹکڑا یہودی مذہب کا بنیادی شعار اور نشان ہے۔ ہیکل کی تباہی کے بعد یہ دیوار ناپید ہو گئی اور تاریخی روایات کے مطابق عثمانی خلیفہ سلیم ثانی نے اس کو دریافت کیا اور یہودیوں کو اس کی زیارت کی فراخدلی سے اجازت دی۔

یہودی ربیوں نے اس عقیدہ کا پرچار کیا کہ ہیکل کی تباہی کے بعد خدا کی موجودگی ہیکل کی بجائے حرم کی مغربی دیوار میں منتقل

---

[۱] سلاطین 5:1 تا 9:25

☆ تابوت سکینہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ البقرۃ: 248:2۔

[۲] تواریخ 3:8-13

toobaafoundation.com

ہو گئی ہے۔ لہٰذا اب حرم کی مغربی دیوار جسے Western Wall کہا جاتا ہے خدا کی موجودگی اور نزول سکینت کی علامت ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں خدا یہودیوں کی آہ و بکا کو سنتا ہے۔

روایات کے مطابق ہیکل ثانی کا یہ حصہ رومی فاتح طیطوس نے جان بوجھ کر چھوڑا تھا تاکہ یہ یہودیوں کے لیے بالخصوص اور دنیا کے لیے بالعموم رومی فتوحات کی یاددھانی کی علامت بن جائے۔ لیکن یہودیوں کے ہاں دیوار مغربی کی معنویت ایک بالکل متضاد نظریے کی آئینہ دار ہے۔ اُن کے مطابق اس دیوار کا باقی رہنا ایک خدائی اشارہ تھا کہ یہودیوں کی عظمت مکمل تباہ نہیں ہوئی بلکہ ابھی بھی اس کی شان و شوکت کی علامت باقی ہے جو رومی یلغار کے باوجود گرائی نہ جا سکی۔ یوں خدا کی موجودگی اب دیوار گریہ میں سمٹ آئی ہے۔ اب یہاں آکر آہ و بکا کرنا یوں ہی ہے جیسے وہ خدا کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور اپنی عظمت رفتہ کے چھن جانے کے احساس سے شرمندہ ہیں۔ یوں دیوار گریہ یہودی مذہب اور خصوصاً جدید صیہونیت کا منفرد اور اعلیٰ ترین شعیرہ ہے۔

یہ مقدس دیوار یہودیوں کے ماتھے کا جھومر اور سر کا تاج ہے۔ یہیں یہودی نوجوان کے بار مٹزواہ کی تقریب منعقد کرنا مستحسن عمل سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ عظمت کا اعلیٰ مقام یہی ہے کہ تورات پہلی بار پڑھی جائے تو دیوار معبد نگاہوں کے سامنے ایستادہ ہو اور سکینت خداوندی کی موجودگی اُس نوجوان کو صحیح معنوں میں یہودی مذہب سے آشنا کر دے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

یہودی تہوار۔ معنویت اور احکامات کا مطالعہ عمیق

یہودیت کے تہوار خاص معنویت کے آئینہ دار اور یہودی تاریخ میں جھانکنے کے جھروکے سمجھے جاسکتے ہیں۔

فسح (PESACH) اور عبورئ دریا کا تعلق

فسح کا تہوار تین زیارتی تہواروں میں سب سے اہم ہے۔ یہ تہوار بنی اسرائیل کی مصر کی غلامی سے چھٹکارے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ آزادی کی نشانی کا یہ تہوار کئی اقسام کے فکری عوامل اور اجزا کا علمبردار ہے۔ اسے عید فطیر بھی کہتے ہیں۔[1]

بے خمیری روٹی کی معنویت اور دیگر اجزا

فسح کے تہوار کی ایک اہم علامت بے خمیری روٹی کا استعمال ہے۔ یہ بے خمیری روٹی دراصل اُس عجلت کا نشان ہے جس عجلت سے بنی اسرائیل نے مصر سے خروج کا عمل مکمل کیا تھا۔ اس تہوار کا کھانا جو سیڈر کہلاتا ہے کئی معنوں سے آراستہ ہے۔ یہ کھانا ایک تھال میں رکھا جاتا ہے۔ تھال میں موجود ایک انڈا قربانی کی علامت ہے۔ سبزی بہار کی آمد کی نقیب ہے۔ چند کڑوی بوٹیاں غلامی کی کڑواہٹ کی علامت بنتی ہیں۔ جبکہ پھلوں اور خشک میوہ جات سے بنی میٹھی معجون اُس تعمیری مسالے کا نمائندہ ہیں جو بنی اسرائیل غلامی کے دنوں میں مزدوری کے دوران استعمال کرتے تھے۔ ایک علیحدہ پیالے میں موجود نمکین پانی اُن آنسوؤں کی یادگار بنتا ہے جو غلامی کے دوران بہائے جاتے رہے۔ بھیڑ کی ٹانگ کی ہڈی خدا کے پھیلائے ہوئے ہاتھ کا نشان ہے جس کے ذریعے موت کے فرشتے کو حکم دیا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کے پہلوٹھی کے بچے موت سے بچے رہیں۔

سیڈر کی تیاری کے بعد کے مراحل کی معنویت

سیڈر کی تیاری مکمل ہونے کے بعد کوئی چھوٹا بچہ بڑوں سے چار سوال پوچھتا ہے اور اس تہوار کی اہمیت کو اُجاگر کیا جاتا ہے۔ ان سوالوں کا مقصد اس تہوار کی معنویت سے بھی ہے اور بچوں کی موجودگی کی معنویت سے بھی ہے کہ آزادی کی نعمت ہی سے بنی اسرائیل کے بچوں کو زندگی ملی اور ایک نئی نسل پروان چڑھی۔

سوال وجواب کے بعد کھانے کا مرحلہ بھی انتہائی اہم ہے اور خوراک کے اجزا ایک خاص ترتیب سے کھائے جاتے ہیں۔ آغاز میں آلو کا ایک حصہ نمکین پانی میں ڈبونا غلامی کے آنسوؤں کی یادگار سمجھا جاتا ہے۔ کرسیوں کے ساتھ ٹیک لگا کر کھانا کھایا جاتا ہے۔ یہ ٹیک دراصل آزادی کی نعمت کا اظہار اور بے فکری کی علامت ہے۔

شراب کی موجودگی خدا کی رحمدلی کا مظہر ہے۔ چار پیالوں میں شراب پیش کی جاتی ہے۔ یہ چار پیالے آزادی حاصل کرنے کے

---

[1] کتاب احبار 25:5-8

toobaafoundation.com

دوران پیش آنے والے چار مراحل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ پانچواں پیالا خالی رکھا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ کھانے کے اختتام پر نبی ایلیاہ (الیاس) آئیں گے اور تقریب میں شریک ہوں گے۔ عموماً شراب کا سرخ رنگ اُن یہودی بزرگوں کے قتل کی علامت ہے جو غلامی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ بعض روایات کے مطابق یہ سرخ رنگ یہودی ختنے کی علامت بھی ہے۔

فسح کی عید بہار کی آمد کا نقیب بھی ہے اور اسے کٹائی کے موسم کا نقطہ آغاز بھی کہا جاتا ہے۔

نسان / اپریل کے مہینے میں آٹھ دن جاری رہنے والا یہ تہوار بلاشبہ تورات کے زیارتی تہواروں میں سے ایک ہونے کی وجہ سے بھی اہم ترین یہودی شعیرہ ہے جس کا بنیادی عنوان آزادی ہے۔

مائیکل سٹراس فیلڈ اپنی اہم کتاب "The Jewish Holidays" میں لکھتے ہیں:

"The central meaning of Pesach is liberation."[1]

یوں یہ تہوار بیک وقت یہودی قوم کی نجات اور ایک آزاد یہودی قوم کے ظہور میں آنے کی علامت ہے۔ اسی لیے اس میں غلامی کی کڑواہٹ کے نمائندے بھی ہیں اور آزادی کی مٹھاس کے نقیب بھی شامل ہیں۔ نیز ابلے ہوئے انڈے کی سختی اس امر کا اشارہ ہے کہ یہود ایک سخت جان قوم ہے جس کو زمانے کے ظلم و ستم مٹا نہیں سکے ہیں۔

☆.....☆.....☆

[1] Strassfeld, Micheal, The Jewish Holidays, Harper, New York, 1985 P.5.

toobaafoundation.com

شووس — عید پنتکست کے معنوی زاویے اور احکام

عید فسح کے پچاسویں دن تورات کا ایک اور زیارتی تہوار منایا جاتا ہے جو شووس یا پنتکست کے نام سے معروف ہے۔ اسے ہفتوں کا تہوار بھی کہتے ہیں۔[۱]

یہ تہوار موسوی شریعت کے دیے جانے کا یاد گار تہوار ہے۔☆

یوں اس کا تعلق احکام عشرہ اور الواح تورات سے ہے اور یہ تہوار یہودی قومی اور مذہبی زندگی کا نقیب ہے۔

شووس— علم اور دانائی کا مرقع

اس تہوار کی اصل معنویت خدا کی طرف سے علم اور دانائی کا نزول ہے جو تورات کی تختیوں کی شکل میں نمودار ہوا اور بنی اسرائیل کے لیے ہدایت اور روشنی کا سامان بنا۔

اس تہوار کی دوسری معنویت یہ ہے کہ فسح کی عید کے باوجود آزادی کا عمل مکمل نہیں ہو سکا۔ یہاں تک کہ خدا نے تورات اُتار کر یہودی قوم کو دوسری قوموں سے مکمل بے نیاز کر دیا۔ اب نہ وہ جسمانی طور پر غلام ہیں اور نہ ہی علمی طور پر غلام اور تہی داماں ہیں۔ اسی لیے عید فسح اور شووس کے درمیان پچاس دِن تورات کے حکم کے مطابق خاص طور پر گنے جاتے ہیں۔[۲]

کٹائی اور خوراک کے زاویے

اس تہوار کے دوران کٹائی کے عمل کو ظاہر کرنے کے لیے گھروں اور معبدوں کو پھولوں اور پودوں سے سجایا جاتا ہے۔ یہ عمل ایک اور معنویت کا مظہر بھی ہے اور وہ یہ کہ نزول احکام عشرہ کے دوران صحرا بقعۂ نور بن گیا تھا اور سرسبز و شاداب کھیت کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

اس تہوار کی اہم خاص معنویت پنیر کے کیک کا استعمال بھی ہے۔ یہ اس امر کا غماز ہے کہ تورات کے احکام اکل و شرب کی سختی کی پیچیدگی کو سلجھانے کے لیے بنی اسرائیل نے ایک آسان چیز کا انتخاب کر لیا اور وہ دودھ کی مصنوعات پر مشتمل اشیاء تھیں۔ اسی لیے یہ عید دودھ سے بنی اشیا خصوصاً پنیر کے کیک کھا کر منائی جاتی ہے۔ دودھ سے بنی اشیاء عموماً شہد سے ملا کر کھانے کی معنویت یہ ہے کہ تورات جو خدا کا پاک کلام ہے دودھ اور شہد کی طرح ہے اور جب تورات کی تلاوت کی جاتی ہے تو زبان دودھ اور شہد کے

---

[۱] کتاب خروج 34:22 نیز کتاب استثناء 16:9-12

☆ لیکن اس بارے میں عہد نامۂ قدیم میں کوئی صراحت نہیں ملتی۔ ایف۔ ایس خیر اللہ کے مطابق یہ فقط یہودی ربیوں کی دی گئی معنویت ہے۔ ملاحظہ ہو قاموس الکتاب ص 727۔

[۲] کتاب احبار 23:15-16۔ فسح اور ہفتوں کی عید کے درمیان کا یہ وقفہ عمر کہلاتا ہے۔

toobaafoundation.com

روحانی ذائقوں سے آشنا ہوتی ہے۔

شووس کی رات کے فکری زاویے

شووس کی رات اس نظریے سے جاگ کر گزاری جاتی ہے کہ رات کے دوران کسی وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور خدا دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔

یہودی تصوف قبالہ کی تعلیمات کے مطابق یہ رات خدا اور اسرائیل کی سہاگ رات ہے۔ مردانہ اور نسوانی صفات کے ملن کی شب ہے۔ اسی لیے ساری رات جاگنے کو دلہن تیار کرنے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ یوں عید فسح کو منگنی اور ہفتوں کی عید کو شادی سے عبارت سمجھا جاتا ہے۔

ربی مائیکل سٹراس فیلڈ لکھتے ہیں:

"Pesah is the period of God's courtship of Israel and Shavuot celebrates the actual marriage."[1]

☆.....☆.....☆

[1] Strassfeld, Micheal, The Jewish Holidays, Harper, New York 1985, P.75.

toobaafoundation.com

سکوت (عید خیام) کے زاویے، معنویت اور احکام

سکوت جسے عید خیام کہتے ہیں تیسرا توراتی زیارتی تہوار ہے۔[۱]

عموماً اس تہوار کی معنویت بنی اسرائیل کے چالیس سال تک صحرائے سینا میں بھٹکنے کی یادگار سے جڑی ہوئی ہے اور اس کی دوسری معنویت فصل کی کٹائی کے خاتمہ کے ساتھ منسلک ہے۔[۲]

خیموں کی تنصیب

اس عید کا ایک اہم ترین عمل خیموں کی تنصیب ہے جو ایک تو اس یاد میں نصب کیے جاتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے چالیس سال کیسے عارضی گھروں میں گزارا کیا تھا۔

دوسری معنویت زیادہ قرین قیاس ہے اور بعض یہودی ربیوں کے مطابق خیموں کی تنصیب کٹائی کے دوران یہودیوں کے صحرا میں رہنے کی یادگار سے زیادہ مماثلت رکھتی ہے۔[۳]

خیموں کا تصور کئی قسم کی معنویت کو اُجاگر کرتا ہے۔

- عارضی قیام گاہ کی تنصیب یہودیوں کو زندگی کے فانی ہونے کا احساس دلاتی ہے۔
- خیموں کی چھت سوراخ دار ہوتی ہے تا کہ خدا کی رحمت کا دیدار آسمان کو دیکھ کر کیا جاسکے۔

مقدس مہمانوں کا انتظار اور عید خیام کے میزبانی زاویے

تہوار خیام کے ساتوں دن ایک معزز مہمان سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ مہمان ابراہیم علیہ السلام ، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام ہیں۔ ان مہمانوں کو علامتی طور پر خیموں میں بلایا جاتا اور مہمان نوازی کی جاتی ہے۔ معنویت کا زاویہ یہ ہے کہ یہ تمام معزز انبیاء بھی گھروں کو چھوڑ کر صحرا نوردی کرتے رہے اور یوں ہجرت اور بے گھر ہونے کا نظریہ خیموں کے عارضی پن سے مل کر ایک دو آتشہ روحانیت میں ڈھل جاتا ہے۔ یہ روحانیت ہجرت اور تقدیس شخصیات کے مرکبات سے تشکیل پاتی ہے اور خدا سے تعلق کو مضبوط کرتی ہے۔

اکیاون ہفتے گھروں میں رہ کر اور ایک ہفتہ عارضی خیموں میں رہنے سے یہودی خدا کو باور کرواتے ہیں کہ اگر خدا یہودیوں کو یاد رکھتا ہے تو یہودی بھی خدا کو یاد رکھتے ہیں۔

---

[۱] کتاب الخروج (23:16)

[۲] کتاب احبار 23:34 نیز استثناء 16:13

[3] Strassfeld, Micheal, The Jewish Holidays, Harper, New York 1985, P.125.

toobaafoundation.com

ربی مائیکل سٹریس فیلڈ لکھتے ہیں:

"Sukkot gives us the strength to live the rest of the year by reminding us of God's presence and concern."[1]

یوم کپور اور عید خیام کا باہمی ربط

یوم کپور کے پانچ دِن بعد عید خیام کا منانا اس امر کا غماز بھی ہے کہ اگر یوم کپور گناہوں کی معافی کا باعث ہے تو عید خیام ایک نئی صبح کی نوید اور ایک نئی زندگی کا آغاز ہے۔ یہ اُن اچھے دنوں کی یاد گار ہے جب خدا اور اسرائیل نے ایک دوسرے کو دریافت کیا تھا۔ یوں یہ خیمے خیمے نہیں رہتے بلکہ خدا کا سائبان اور اُس کی پناہ گاہ کی علامت بن کر خدا کے ساتھ یہودی تعلق کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرتے ہیں۔

شیمنی عزرت سے سمحاس تورات تک کے اختتامیے

عید خیام کا آٹھواں دن شیمنی عزرت ایک علاحدہ تہوار بن گیا ہے۔ یہ تعطیلات کے موسم کے اختتامیہ کا نقیب ہے۔

اس کے اگلے دن ہی سمحاس تورات کا تہوار ختم تورات کو ظاہر کرنے کے لحاظ سے منایا جاتا ہے۔ تورات کے طومار سائنا گوگ میں گھمائے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ کی تقریب کا ماحول خوشی اور لطف اندوزی کی معنویت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ناچ کا عمل عموماً تورات کے بند طومار کو پکڑ کر جاری رکھا جاتا ہے جو اس فکر کی یاد گار ہے کہ ہر یہودی خواہ وہ کسی علمی معیار کا ہو تورات سے منسلک ہونے کا اہل ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Strassfeld, Micheal, The Jewish Holidays, Harper, New York 1985, P.143.

toobaafoundation.com

نرسنگوں کی عید—روش ہشانا اور نئے سال کے زاویے

تشری مہینے کا یہ تہوار خدا کے تخلیق کائنات کے عمل کے آغاز کا نشان ہے اور یہی یہودیوں کے انتظامی سال کا نقطہ آغاز ہے۔ نیز یہ توبہ واستغفار کے دس دنوں کا ابتدائیہ بھی ہے اور یہ دس دن یوم کپور پر اپنی جولانیوں کی آخری اونچائی تک پہنچ جاتے ہیں۔

قسمت کے فیصلوں اور ایام استغفار کا ابتدائیہ

ایک یہودی کے لیے نیا سال گہری مذہبی اہمیت لے کر طلوع ہوتا ہے۔ نرسنگوں (Shofars) کو بجانا ایک طرف استغفار کی طرف مائل کرنے کا اعلان ہے جبکہ دوسری طرف یہ اسحاق علیہ السلام کی قربانی، تورات کے نزول اور مسیحا کی آمد کا نشان بھی ہے۔[1]

روش ہشانا کے چار نام ہیں:

- آغاز سال نو
- یوم حساب
- نرسنگوں کے بجانے کا دِن
- خدا کو یاد کرنے کا دن

نرسنگوں کے تیز سر اُن جذبات کی عکاسی کرتے ہیں جن جذبات کو زبان سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ نیز یہ تیز سر اور آوازیں یہودی لوگوں کی آہ وزاری کی علامت بھی ہیں۔ اس دِن کی ایک معنویت نیک لوگوں کا زندگی کی کتاب اور برے لوگوں کا موت کی کتاب میں داخلہ بھی ہے۔ جبکہ وہ لوگ جو نیک اور بد کے مابین ہیں اُن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اِن دنوں میں استغفار کریں تا کہ یوم کپور کو قسمت کا فیصلہ سر بمہر ہو جانے سے پہلے اُن کے گناہوں کو خدا مٹا دے۔ اسی وجہ سے یہودیوں کا نیا سال دوسرے مذاہب میں خوشی کی علامت کی بجائے انفعال اور ندامت کے نشانات لیے طلوع ہوتا ہے۔

گناہوں کو دریا برد کرنے کی معنویت

روش ہشانا کے پہلے دن کی دوپہر کو عموماً یہودی لوگ کسی دریا کا رخ کرتے ہیں اور اپنی جیبوں میں موجود خوراک کے ذرّات اُس دریا میں بہاتے ہیں۔

اُس رسم کو تشلیخ Tashlikh سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ رسم اُس ہندو روایت سے مماثلت رکھتی ہے جس کا اظہار ہندو دسہرے کے تہوار کے دوران کرتے ہیں۔ یہ رسم گناہوں کو دھوڈالنے کا اظہار ہے جیسا کہ ربی نفتالی برادر نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔[2]

---

[1] کتاب گنتی 29:1-2

[2] Brawer, Naftali, Judaism-Theology, History and Practice, Running Press London, 2008. P.198.

toobaafoundation.com

ایام استغفار اور اشیائے خوردنی کی معنویت

یوں روشن ہشانا اپنے گناہوں کے اعتراف کا موقع بھی ہے اور گناہوں سے پاک ہونے کا وقت بھی ہے۔ نیز یہ خدا کے حضور شکرانہ ادا کرنے کی مناسب ترین گھڑی بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی روٹی کو سیب اور شہد میں ڈبو کر استعمال کرتے ہیں۔ یہ عمل اس امر کی علامت ہوتا ہے کہ اگلا سال مٹھاس اور لذت کے ساتھ گزرے اور خدا کی رحمتوں کا نزول پورے سال اسی چاشنی کے ساتھ جاری رہے۔ نیز انار کو اس لیے کھایا جاتا ہے کہ اس میں 613 دانے ہوتے ہیں جو تورات کے اوامر و نواہی کی تعداد کے برابر ہیں۔ یوں وعدہ کیا جاتا ہے کہ اگلے سال یہودی سارے اوامر و نواہی کی پیروی کریں گے۔

یوم کپور سے پہلے پہلے کوشش کی جاتی ہے کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے معافی طلب کر لی جائے تاکہ قسمت کا فیصلہ ہو جانے سے قبل انسان زندوں کی کتاب میں شامل رہے۔

اُن تمام لوگوں سے مل کر ندامت کا اظہار کرنا اور معافی طلب کرنا جن سے زیادتی کی گئی ہے ضروری ہے۔ یہ علامتی عمل اس امر کا غماز ہے کہ حقوق خدا تو خدا معاف کر دے گا لیکن حقوق العباد تبھی معاف ہوں گے جب متعلقہ شخص معافی کے پروانے پر دستخط کر دے۔ یوں جب یوم کفارہ طلوع ہو تو انسان نہ صرف اپنے رب کی طرف سے سلامتی پائے بلکہ وہ دنیا والوں کی طرف سے بھی امن میں ہو۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

یوم کپور۔ مقدس ترین یہودی دن کے اسرار و رموز

یہودی مہینے تشری کا دسواں روز یہودیت کا مقدس ترین دن یوم کپور "Day of Atonement" کے نام سے معروف ہے۔ ایام استغفار کے گزرنے کے بعد اس کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ اسے ہفتوں کا ہفتہ Sabbath of The Sabbaths بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ہر قسم کی سرگرمی روک دی جاتی ہے۔ یہ وہ دِن ہے جب شدت پسند اور معتدل ہر قسم کے یہودی سائنا گوگ میں موجود رہتے ہیں۔

یوم کفارہ۔ معافی کے پروانے سے خوشی کی نوید تک

یوم کفارہ کا بنیادی مضمون گناہوں کی معافی ہے۔[1] روایتی یہودی تورات کی تعلیم کے مطابق یوم کپور سے ایک دن پہلے کپرات کی رسم ادا کرتے ہیں۔ اس رسم میں عموماً ایک مرغ سر پر تین بار وار کر قربان کیا جاتا ہے۔ اس کا عمومی معنٰی یہ ہے کہ قربان کرنے والے کے گناہ اس مرغ میں منتقل ہو گئے ہیں۔ گناہوں کی صفائی کی ایک اور علامت مکوا ہے۔ یہ روایتی غسل کرنے سے پاکیزگی کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ سائنا گوگ عبادت کے دوران سفید رنگ کا لباس پہنا جاتا ہے جو پاکیزگی، صفائی اور خلوص کا نشان ہے۔

روزہ اور ملکوتی صفات کا ملاپ

یوم کپور کا سب سے منفرد پہلو پچیس گھنٹوں کا روزہ ہے یہ روزہ انسان کو ملکوتی صفات سے آراستہ کرتا ہے کیونکہ فرشتے کھانے پینے کی ضروریات سے پاک ہیں۔ اس روزے کے ساتھ پانچ ممنوعات یوم کپور کے روحانی پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں۔

- تیل ملنا
- وظیفۂ زوجیت ادا کرنا۔
- غسل کرنا۔
- چمڑے کے جوتے پہننا۔
- کھانے، پینے سے باز رہنا۔

نیلا (Neilah)، شوفر اور بند دروازے

یوم کپور کی آخری عبادت نیلا کے دوران شوفر بجایا جاتا ہے اور یہ آواز جنت کے دروازے کے بند ہو جانے اور قسمت کے سربمہر ہو جانے کا نقارہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی نہ صرف یوم کپور اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے بلکہ عظمت کے دس دِن بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ شوفر کی آواز بتلاتی ہے کہ گناہ کے ارتکاب کے بعد معافی اور موت سے زندگی کا سفر طے ہو چکا ہے۔ یہ آواز نہ صرف روحانی

[1] کتاب احبار 16:18-19

toobaafoundation.com

آزادی اور زندگی کا نشان ہے بلکہ جسمانی غلامی سے آزادی کی نقیب بھی ہے۔ یوں یوم کپور کے موڑ اہم اور عظیم ترین ہیں۔

یوم کپور کی اختتامی کیفیات کا سماع ربی نفتالی برا ور کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

"God has heard our prayers, accepted our sincere repentence and will bless us with a good year."[1]

☆.....☆.....☆

[1] Brawer, Naftali, Judaism-Theology, History and Practice, Running Press London, 2008. P.201.

toobaafoundation.com

پیورم کا تہوار۔ معنویت اور احکامات

یہودی مہینے ادر کا تہوار پیورم عہد نامۂ قدیم کی کتاب آستر میں مذکور واقعہ کی یاد میں منایا جاتا ہے۔[1] جب ایرانی بادشاہ کی یہودی ملکہ ایستھر کی عقل مندی سے یہودیوں کو ہامان اور اُس کے دس بیٹوں سے نجات ملی تھی جو یہودیوں کے سخت دشمن تھے۔ اس جنگ میں ایستھر کا ساتھ اُس کے بھائی مردکائی نے دیا تھا۔ پیورم کو قرعوں یا قسمت کا تہوار کہا جاتا ہے۔ بعض یہودی ربیوں کے مطابق یہ ایک قدیم بابلی مادہ پرست تہوار تھا جو مردوخ اور عشتار کے نام پر منایا جاتا تھا۔ یہودیوں نے اسے ایک نئی جہت عطا کر دی۔

پیورم کی روایات کا پس منظر

اس دن مذہبی کتاب Negillah پڑھی جاتی ہے جس میں 54 بار ہامان کا ذکر آتا ہے۔ ہر بار اُس کا نام آتے ہی شور مچایا جاتا ہے اور اُس پر لعنت بھیج جاتی ہے۔ بعض یہودی اُس کا نام تلوؤں پر لکھ کر زمین پر رگڑتے ہیں تاکہ اُس کا نام دنیا سے محو ہو جائے۔

پڑھائی کے دوران ہامان کے دس بیٹوں کا نام ایک سانس میں پڑھنے سے یہ امر یاد دلایا جاتا ہے کہ اُن دس بیٹوں کو ایک ساتھ موت کے گھاٹ اُتارا گیا تھا۔

یہ دن شراب نوشی میں گزارا جاتا ہے اور اتنی شراب پینا ضروری ہوتی ہے کہ مدہوشی میں مردکائی زندہ باد اور ہامان مردہ باد میں فرق نہ ہو سکے۔

یوں ایک غیر سنجیدہ ماحول طاری کیا جاتا ہے۔ تکونی شکل کی مٹھائی کھائی جاتی ہے جو ہامان کی ٹوپی کے مشابہ ہوتی ہے۔ چہرے پر نقاب لپیٹے جاتے ہیں۔ رنگین ملبوسات کی موجودگی میں یہ تہوار ہندو تہوار ہولی کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔

ربی مائیکل سٹریس فیلڈ کلام کرتے ہیں:

"All of these activities are meant to make Purim a day when every thing is topsy turvy."[2]

☆.....☆.....☆

---

[1] آستر ابواب 1 تا 10

[2] Strassfeld, Micheal, The Jewish Holidays, Harper, New York 1985, P.187.

toobaafoundation.com

حنوکا اور مینورا کی معنویت

ماہ کسلیو (نومبر۔ دسمبر) کا یہ تہوار یہوداہ مکابی کی فتح کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ جب سوریہ کے بادشاہ انطاکس اپی فینس نے ہیکل کو ناپاک کیا تو یہوداہ نے اسے خدا کی عبادت کے لیے دوبارہ مخصوص کیا تھا۔

حنوکا کا لفظی معنی تجدید ہے۔ یہ تجدید اُس طہارت ہیکل کی یاد میں ہے جب ہیکل میں بت پرستانہ رسوم کی ادائیگی نے اُسے ناپاک کر دیا تھا۔

تیل کا معجزہ اور معنویت

اس فتح کے دوران ایک معجزہ رونما ہوا تھا کہ جب ایک مقدس مینورا (قندیل) آٹھ دن تیل کی اتنی مقدار سے جلتی رہی جو بمشکل ایک دن کے لیے کافی تھی۔ یہ تیل تب سے یہودیوں کی ایک اہم علامت اختیار کر گیا۔ قندیل مینورا کا تیل آج یہودی خصوصیت کا آئینہ دار ہے اور جس طرح تیل کسی مائع میں حل نہیں ہوتا بلکہ اوپر تیر کر اپنی انفرادی شناخت برقرار رکھتا ہے۔ اسی طرح یہودی بھی کسی قوم کی روایات میں تحلیل نہیں ہوتے بلکہ اپنا منفرد مذہب، روایات اور اقدار برقرار رکھتے ہیں۔

یہودیوں کا شمع دان مینورا اس تہوار کی مناسبت سے سات کی بجائے آٹھ موم بتیوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ان آٹھ موم بتیوں کو ایک علیحدہ موم بتی سے جلانا ضروری ہے جسے شمس کہتے ہیں۔ جبکہ مینورا کی یہ ہشت گانہ شکل حنوکیہ کہلاتی ہے۔ یہ شمع دان دروازوں اور کھڑکیوں میں رکھنے کے پیچھے یہ ذہنیت کارفرما ہے کہ آنے جانے والے یہودیوں کی فتح میں خدائی ہاتھ کی مداخلت کی نشانی دیکھتے جائیں۔

ہر رات ایک شمع جلائی جاتی ہے اور دن کی مناسبت سے ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ نیز تیل کے معجزے کی یاددہانی کی خاطر تلی ہوئی اشیا استعمال ہوتی ہیں۔

سات کا ہندسہ اگر یہودیت میں تکمیل کا نشان ہے تو آٹھ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ تکمیل کے بعد کی لافانیت کا استعارہ ہے اور وقت سے ماورا ہے۔ چنانچہ ربی مائیکل سٹر اس فیلڈ کے مطابق:

"That is beyond the number of completion. Eight signifies the eternal."[1]

یہی وجہ ہے کہ دروازوں، کھڑکیوں اور نمایاں جگہوں پر رکھی گئی ہشت گانہ شمع ابدیت اور لافانیت کے نشانات کا نوری سرمایہ ہے۔

[1] Strassfeld, Micheal, The Jewish Holidays, Harper, New York 1985, P.169.

toobaafoundation.com

ڈریڈل کا گھماؤ اور اُس کی تفسیر

اس تہوار کا ایک اہم عمل ایک خاص لٹو ڈریڈل گھمانے کا کھیل ہے۔ اس لٹو کے چاروں طرف ایک لفظ لکھا ہوتا ہے۔ یہ الفاظ ہیں۔

- نیس
- گے ڈل
- ہایا
- پو

جس کا معنی یہ ہے کہ یہاں ایک بڑا معجزہ رونما ہوا تھا۔ یوں یہودیت میں روشنیوں کا یہ تہوار ہندو دیوالی کی مشابہت رکھتا ہے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ نیکی کو بدی اور روشنی کو اندھیرے پر فتح حاصل ہو گئی ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

سبت۔ یہودیت کی بنیاد اور تحفظ کی ضمانت

موسیٰ علیہ السلام کو دیے گئے احکام عشرہ کا چوتھا حکم کچھ یوں ہے "یاد کر کے تو سبت کا دن پاک ماننا چھ دن تو محنت کرنا اپنا سارا کام کاج کرنا لیکن ساتواں دِن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے اس میں نہ تو کوئی کام کرے۔"[۱] اس لیے خداوند نے سبت کے دِن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔[۲] سبت کے حکم کو دیدہ و دانستہ توڑنے والے کی سزا موت تھی۔[۳]

اس حکم کی پاسداری کرتے ہوئے یہودی ہفتے کے دن بھر کام سے باز رہتے ہیں۔

یہودی روایات کے مطابق یہ دِن خداوند کا ایک قیمتی تحفہ ہے اور تمام دنوں کا سردار ہے۔ اس کی معنویت کی تین معروف پرتیں ہیں۔

- یہ آرام کا دِن ہے۔
- یہ تقدس کا دِن ہے۔
- یہ خوشی اور مسرت کا دِن ہے۔

اگر آرام، تقدس اور مسرت کے تینوں عناصر باہم یکجا نہ ہوں تو سبت اصل معنوں میں سبت نہیں بنتا۔

سبت کے روحانی زاویے

سبت خدا اور یہودیوں کے درمیان معاہدے کی علامت ہے۔ یہ دینی اور دنیاوی امور کے تفرقہ کی علامت ہے۔ یہ معروفات اور منکرات کے درمیان تفریق کرنے والی برزخ ہے اور یہی وہ دِن جس پر ہفتے کے تمام دنوں کی بنیاد ہے۔ اگر سبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

جمعہ کی سہ پہر سے شروع ہونے والا یہ دن خصوصی استقبال کا حامل ہے۔ سفید کپڑے والی میز روحانیت اور پاکیزگی کے رنگ میں ڈھانپی جاتی ہے۔ دو موم بتیاں جلائی جاتی ہیں جو خدائی نعمتوں من و سلویٰ کی نمائندگی کرتی ہیں۔[۴] یہ موم بتیاں بھی سفید ہوتی ہیں۔ یہ رنگ روحانیت اور طہارت و صفائی کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ روٹی کے دو ٹکڑے میز پر رکھنا جمعہ کے دِن من و سلویٰ کے دوگنی مقدار میں اُترنے کی علامت ہیں۔ قدس نماز سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔ شیشے کے ایک مخصوص جام میں موجود شراب

---

[۱] کتاب خروج 20:10

[۲] کتاب پیدائش 2:3

[۳] کتاب گنتی 15:32-36

[۴] کتاب گنتی 11:9

toobaafoundation.com

نیکی اور خوشی کی علامت کے طور پر انڈیلی جاتی ہے۔ ان اشیاء سے غیر مرئی ملکۂ سبت کا استقبال کیا جاتا ہے جو یہودیوں کو تقدس اور خوشیوں کا تحفہ عنایت کرتی ہے۔ فرشتوں کی آمد کا عقیدہ رکھنے کی وجہ ایسی دعائیں پڑھی جاتی ہیں جو اُنہیں خوش آمدید کہ سکیں۔

یوم سبت کے آخری حصے میں ہوادلا کی تقریب اس کے اختتام کا اعلامیہ ہے۔ یہ دعا شراب، آگ اور مسالوں کی موجودگی میں ہوتی ہے۔ یوں سبت کا انجام بھی آغاز کی طرح شراب پر ہوتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ آئندہ ہفتہ بھی خوشیوں سے بھرپور ہو۔

مسالوں کے ڈبے میں لونگ موجود ہوتی ہے جبکہ ڈبہ بابرکت زیتون کی لکڑی سے تیار ہوتا ہے۔ زیتون اور لونگ کی ملی جلی خوشبو یہودیوں کو اُس غم سے آزاد کرتی ہے جو سبت کے جانے کی وجہ سے اُن کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔

ربی حیام سکاس اپنی معروف کتاب "The Jewish Festivals" میں لکھتے ہیں:

"On the eve of Sabbath God gives man a special soul and with the passing of Sabbath it is taken away from him."[1]

☆.....☆.....☆

[1] Schauss, Hayyim, The Jewish Festivals, New York, 1955, P.12.

toobaafoundation.com

یہودیت میں عبادت۔منیان اور سائنا گوگ کی معنویت

یہودی عبادات مٹزواہ بنیادی اہمیت کی حامل ہیں اور یہ عموماً خدا کی تعریف، فریاد اور شکر پر مشتمل ہیں۔ نیز ان میں اپنے گناہوں کا اقرار بھی ضروری ہے۔

شیما اور قدس کے زاویے

شیما کی قرات یہودی زندگی کا بنیادی ستون ہے۔ اس کلمہ کے ذریعے یہودی اقرار کرتے ہیں کہ وہ ایک خدا کو مانیں گے اور تورات کے ہر حکم پر عمل درآمد کریں گے۔

یوں شیما یہودی مذہب کے تحفظ کی علامت ہے۔ شیما کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"Hear, O Israel: The Lord our God the Lord is One.

شیما کا اقرار خدا کی وحدانیت اور ابدیت کا نشان بن جاتا ہے۔ یہ دعا خصوصاً صبح اور شام کی نمازوں میں داخل کی گئی ہے۔ نیز کتاب تثنیہ کے حکم کے مطابق یہ دعا پڑھنے کے ساتھ ساتھ تعویذ بنا کر جسم کے ساتھ لپیٹی جاتی ہے۔[1] چنانچہ اس دعا کو کالی روشنائی کے ساتھ لکھ کر ٹفلن اور میزوزا کی شکل دی جاتی ہے۔ اگر بازوؤں اور پیشانی پر لگے ہوئے ٹفلن اس امر کی یاد دھانی کرواتے ہیں کہ پیشانی اور بازو سمیت پورا جسم خداوند کے سامنے جھکا رہے تو دروازوں پر آویزاں میزوزا اس امر کی علامت ہیں کہ خداوند ایک ہے اور وہ سارے اعمال اور نیتوں سے واقف ہے۔ یوں خدا کی توحید کا نظریہ اتنا بنیادی یہودی نظریہ ہے کہ وہ سکون اور حرکت دونوں صورتوں میں یہودی ذہن کے سامنے براجمان رہتا ہے۔ اس دعا کی ادائیگی کے دوران دائیں ہاتھ سے آنکھوں کو ڈھانپا جاتا ہے تا کہ ارتکاز اور توجہ کی زیادتی حاصل ہو سکے۔

یہودی نماز کے مختلف زاویے

نماز کے ذریعے انسانی روح خداوند سے کئی مقاصد کے لیے ہم کلام ہوتی ہے۔ چند مقاصد یہ ہیں۔

- مراقبہ
- خدا کی بڑائی
- شکرانہ
- گواہی
- مدد
- ندامت
- احتجاج
- ضرورت
- تمنائیں

قدس کی نماز میں خداوند کو تین بار Holy کہہ کر پکارنا عبادت کو مقدس بنانے کا اظہار ہے اور یہ بھی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ خدا یہودیوں کی روحانی دنیا، مادی دنیا اور ابدالآباد میں موجود ہے۔

ربی ہیری کوہن تمام نمازوں اور عبادات کی معنویت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

---

[1] کتاب استثناء 6:8 نیز 11:18

toobaafoundation.com

- یہ ہر روز تین بار ادا کی جاتی ہیں تا کہ یہودیوں کا رابطہ خدا سے ہر روز تازہ ہوتا رہے۔
- تورات کی تلاوت ہوتی رہے جس کے بغیر یہودی مذہبی زندگی ادھوری ہے۔
- انفرادی اور اجتماعی رنگ نظر آتا رہے۔
- خود احتسابی کا عمل جاری و ساری رہے۔
- اس امر کی یاددہانی ہوتی رہے کہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ یا وسیلہ نہیں۔

یوں صبح کی نماز میں خدا کی برکتوں کا اظہار مقصود ہے۔ دوپہر کی نماز اعمال کے خدائی احتساب کا نمائندہ ہے جبکہ شام کی نماز حاضر اور مستقبل یہودی قوم پر خدا کی برکتوں کی طلب کا ذریعہ ہے۔

نماز اور دعا کا اختتام آمین سے کرنا اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ ایسا ہی ہو۔ یوں آمین کا لفظ دعا پر مہر لگانے کے مترادف ہے اور یہ لفظ آج دنیا میں سب سے زیادہ بولا جانے والا لفظ بن چکا ہے۔

اجتماعی یہودی عبادت اور سائنا گوگ کی معنویت

586 قبل مسیح میں بخت نصر کے ہاتھوں ہیکل کی تباہی نے جلاوطن یہودیوں کی روحانی زندگی اجیرن کر دی۔ کیونکہ ہیکل کا نہ ہونا یہودیت کی مرگ کی علامت ہے۔ چنانچہ ہیکل کی از سر نو آبادی کے باوجود یہودیت میں سائنا گوگ کی روایت نے جنم لیا۔ یہ روایت بعد ازاں یہودیت کی نشاۃ ثانیہ کا علمبردار بن گئی۔ سائنا گوگ ہیکل کی روحانی شبیہ سمجھا جانے لگا اور اس کی سجاوٹ اور آرائش میں وہ تمام فکری زاویے مربوط کر دیے گئے جو ہیکل کی شان اور بزرگی کی علامت تھے۔

سائنا گوگ۔ تعمیر کا انداز

شروع میں سائنا گوگ جان بوجھ کر پوشیدہ یا سادہ رکھنے کا مطلب یہ تھا کہ یہودی مذہب اسلام اور عیسائیت کے مقابلے میں اقلیتی بنیادوں پر قائم تھا۔ لیکن بعد ازاں یہ سادگی شان و شوکت کے اظہار میں تبدیل ہو گئی۔

سائنا گوگ کی تعمیر کی ایک خاص بات اجتماع کے لیے بیٹھنے کا انتظام ہے کیونکہ عبادات یہودیت جھکنے، کھڑے ہونے اور بیٹھنے سے عبارت ہیں۔ دوسرا اہم زاویہ سائنا گوگ کا یروشلم کی سمت میں ہونا ہے تا کہ عبادت کے وقت یروشلم کی تقدیسی تصویر نگاہوں کے سامنے رہے۔

سائنا گوگ کی ایک اہم ترین علامت وہ مقدس محراب ہے جو Ark of the Covenant کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ محراب تورات کے مقدس طومار کے لیے گودکا کام کرتی ہے۔ یہ احکام عشرہ کا تخت بھی ہے۔ دیوار میں دوہرے دروازے کے پردے میں چھپی ہوئی یہ محراب اس مقدس ترین حجرہ کی یاددہانی کرواتی ہے جسے Holy of the Holies کہا جاتا ہے۔

اس کے دروازوں کو کھولنا ایک منفرد اعزاز کا کام سمجھا جاتا ہے جس کے دوران ضروری ہے کہ یہودی اجتماع کھڑا ہو کر اس عمل کی تعظیم کرے۔

toobaafoundation.com

اس محراب کے قریب ہی ابدی روشنی کا نمائندہ چراغ جلتا ہے جو یہودیوں کو اس امر کی یاددہانی کرواتا ہے کہ جلاوطنی اور دشت نوردی کے ادوار میں ایک شمع کو مستقل طور پر روشن رکھنا ضروری ہے۔ یہ چراغ زیتون کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے۔ یہ تیل بابرکت ہونے کے ساتھ ساتھ یہودیوں کی علیحدہ مذہبی شناخت کی علامت ہے۔[1] چراغ کی روشنی تورات اور احکامات عشرہ کے مقدس اور خدائی ہونے کی علامت بھی ہے۔

محراب کے پردے پر شیر کا نشان اُبھارا جاتا ہے جو بہادری کی علامت ہے۔ بسا اوقات اس پر ستارۂ داؤدی کاڑھا جاتا ہے جو صیہونیت کا عالمی نشان ہے۔

اس مقدس ماحول میں چراغ کی جلتی روشنی نہ صرف خدا کی موجودگی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اُس واقعہ کی یادگار بھی بن جاتی ہے جب جلتے ہوئے درخت کے پیچھے سے خدائے یہود نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی تھی۔ ☆

سائنا گوگ کے مقدس چبوترے کی معنویت

سائنا گوگ کا ایک اور اہم عنصر وہ چبوترا ہے جہاں عموماً سوموار اور جمعرات کو تورات رکھی جاتی ہے۔ یہ چبوترا بیماہ کہلاتا ہے۔ یہ بیماہ عموماً مقدس محراب کے بالمقابل ایستادہ ہوتا ہے۔ اس کی معنویت کا اصل جوڑ اُس لمحہ کے ساتھ ہے جب بنی اسرائیل کوہِ سینا کے ارد گرد کھڑے تھے اور تورات کا نزول ہو رہا تھا۔

سائنا گوگ میں موجود ایک اوٹ عورتوں اور مردوں کی عبادت کو علیحدہ کرنے کا پیغام رکھتی ہے تاکہ جنسی خیالات کی بناء پر دونوں کی عبادت میں انتشار پیدا نہ ہو۔

تصویروں اور مجسّموں کی ممانعت

سائنا گوگ میں تصویروں اور مجسّموں پر مکمل ممانعت کی معنویت یہودیت کے تصور توحید کو ظاہر کرتی ہے۔ بت پرستی خدا کی ناراضگی کا باعث ہے۔ بچھڑے کے مجسّمے کی پوجا کے واقعہ نے سائنا گوگ میں کسی قسم کے مجسّمے رکھنے کو حرام بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ البتہ داؤدی ستارہ، احکام عشرہ کی تختیاں اور عبرانی اقوال زریں کی موجودگی بہر حال سائنا گوگ کی عمارت کی معنویت میں اضافہ بھی کرتی ہے اور آنے والوں کو اہم یہودی تعلیمات کے بارے میں آگاہ بھی کرتی ہے۔

معبد کا متبادل۔ سائنا گوگ کی اہم ترین معنویت

یہ امر معروف ہے کہ یروشلم پر کلدانیوں کے قبضے کے بعد یہودیوں کی جلاوطنی کے عمل نے معبد یروشلم کی مرکزیت کا خاتمہ کر دیا۔ نیز اُس مذہبی طبقے کا اثر بھی فنا ہو گیا جو معبد یروشلم میں مذہبی رسوم کی ادائیگی پر مامور تھا۔ چنانچہ بابل میں موجود یہودیوں نے متبادل معبد کے طور پر صومعہ کی تراش خراش کی۔ یہ صومعہ سائنا گوگ کے نام سے معروف ہوا اور اسی نے بعد ازاں

---

[1] کتاب پیدائش 8:11

☆ یہ واقعہ Burning Bush کے نام سے یہودی دنیا میں معروف ہے جبکہ اس کا اشارہ قرآن مجید میں بھی ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ القصص 28:30۔

toobaafoundation.com

معبد یروشلم کی جگہ لے لی۔ یہ سائنا گوگ نہ صرف عوامی زندگی سے قریب تھے بلکہ ان میں جمہوری عنصر بھی نمایاں تھا جو معبد یروشلم میں مفقود تھا۔ یہیں سے کاتبین اور فریسی پیدا ہوئے جو قانون دان بنے اور انہی قانون دانوں نے یونانی تہذیب کے اثرات کا مقابلہ کرتے ہوئے سائنا گوگ کو عوام الناس کے لیے شریعت موسوی کے اسرار و رموز کی تعلیم کا مرکز بنا دیا۔ بعد ازاں یونانیوں کی مکابیوں کے ہاتھوں شکست نے معبد کی مذہبی اہمیت کو صدمہ پہنچایا اور عام یہودیوں کا ذہن معبد کی بجائے سائنا گوگ کی طرف مائل ہو گیا۔ سائنا گوگ کی تین فکری پرتیں نمودار ہو کر مستحکم ہو گئیں۔ یہ عبادت، تعلیم اور اجتماع کا مرکز بن گیا۔

یوں سائنا گوگ نے عبادت کو ایک نئی جہت عطا کر دی۔ یہ عبادت کسی خانقاہ، معبد یا مقدس مقام تک محدود نہ رہی بلکہ عبادت کے نظام کو اجتماعیت کی لڑی میں پرو دیا گیا اور ہر ہفتے، دن کی عبادات متعین کر دی گئیں۔

بعد ازاں سائنا گوگ کی عمارت نے مذہبی نظام یہودی احبار کے ہاتھوں سے عوام کو منتقل کر دیا۔ دس یہودیوں پر مشتمل گروہ منیان اس اجتماع کے لیے کافی تھا اور کوئی بھی شخص مذہبی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل تھا۔ اس جمہوری روایت کے بارے میں معروف ربی اور یہودی شریعت کے مشہور ترین ماہر پروفیسر ڈین کوہن شرباک لکھتے ہیں:

"This shift away from Temple hierarchy marked a fundamental democratization of Jewish life."[1]

[1] Sherbok, Cohen, Dan, The Illustrated Guide to Judaism, Lorenz Book, 2013 P.179.

toobaafoundation.com

یہودیت میں پیدائش کے زاویوں کا اُتار چڑھاؤ

یہودی روایات میں عمل پیدائش کے دو اشتراکی عناصر ہیں۔ اگر ماں باپ کے ذریعے جسمانی تخلیق کا عمل مکمل ہوتا ہے تو خدا کے اشتراک سے اُس کی روحانی تخلیق پروان چڑھتی ہے۔ یوں یہودی نسل کی بڑھوتری یہودی روایات کا قابل ذکر نظریہ ہے اور نومولود کی آمد یہودی نسل کے پھیلنے کا اظہار ہے۔

بچے کا نام رکھنے میں کبھی کسی فوت شدہ شخص کو ذہن میں رکھا جاتا ہے تاکہ اُس کی یاد کا عمل تازہ رہے۔ کبھی زندہ شخص کے نام پر نام رکھا جاتا ہے جو اُس شخص کی عزت اور احترام کا اشارہ ہے۔

ختنہ کا یہودی شعار اور اس کی معنویت

یہودیت کا اہم ترین شعار ختنہ کا عمل ہے جس کے بغیر یہودی مذہب میں داخلہ ناممکن ہے۔ ختنہ دراصل خدا اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان اُس عہد کو ظاہر کرتا ہے جس کے مطابق خدا صرف ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی اولاد کا خدا ہو گا اور وہ صرف اُس کی پرستش اور تابع فرمانی کریں گے۔[1]

لہٰذا اصل یہودی روح اُسی وقت وجود میں آتی ہے جب آٹھویں دِن بچے کا ختنہ کیا جائے کیونکہ ختنہ بنی اسرائیل کے لیے خدا کے وعدے اور عائد فرائض کی یاد دہانی کا نشان ہے۔

ختنہ کے عمل سے جڑی معنویت مرحلہ در مرحلہ

ختنہ کے مرحلے سے پہلے کوئی مذہبی کتاب عموماً تورات بچے کے سرہانے رکھی جاتی ہے۔ یہ دراصل دانائی اور عقل حاصل کرنے کا نشان ہے۔ ختنہ کرنے والا ماہر جسے موہل کہتے ہیں بچے کو ایک سجی ہوئی کرسی پر لٹاتا ہے۔ یہ کرسی نبی الیاس علیہ السلام کی کرسی کہلاتی ہے۔ الیاس علیہ السلام کی موجودگی حفاظت و نصرت کا استعارہ سمجھی جاتی ہے۔ گوشت کے لوتھڑے کو الگ کرنے کا عمل دراصل ناپاکی دور کرنے کا استعارہ سمجھا جاتا ہے۔

نیز ختنہ کی صورت میں پیدا ہونے والی نشانی یہودی شناخت کو ظاہر کرتی ہے اور چونکہ مختون اور غیر مختون میں واضح فرق ہے۔ لہٰذا ختنہ کا عمل یہودیوں کو ایک علیحدہ اور منفرد قوم بنا دیتا ہے۔

بعض یہودی ربیوں کے نزدیک عضو تناسل کے سامنے والی جلد ایک غیر ضروری اضافہ ہے اور اس کا تلف ہونا انسان کے مکمل ہونے کی علامت ہے۔ یوں ختنہ کا عمل انسان کے لیے یہ یادگار لاتا ہے کہ کوئی انسان مکمل پیدا نہیں ہوتا۔ خود غرضی اور

---

[1] کتاب پیدائش 17:10

toobaafoundation.com

گناہوں پر آمادگی کے جذبات جب تک ختنہ نہیں ہوں گے تب تک صحیح معنوں میں خدا کا بندہ بننا ممکن نہیں۔ یوں جسمانی ختنہ دراصل روحانی ختنے تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ ختنہ کا عمل مکمل ہو جانے کے بعد بچے کے منہ میں شراب ٹپکائی جاتی ہے جو یہودیت میں حیات کی علامت ہے اور پھر بچے کا ایک مناسب بابرکت نام رکھ دیا جاتا ہے۔

نجات طفل سے اولین گیسو تراشی تک—معمہ جات کی معنویت

یہودی مذہب میں پہلوٹھی کے بچے کی پیدائش کے تین دن پورے ہونے پر نجات طفل کی رسم دراصل اُس مہربانی کا نشان ہے جب خدا نے مصریوں کے پہلوٹھی بچوں کو موت سے ہمکنار کیا تھا اور بنی اسرائیل کے بچے اس عذاب سے بچ گئے تھے[1] اور یوں جیسے پہلے پھل اور پہلی فصل کاربیوں کے پاس جانا ضروری ہے اسی طرح پہلوٹھی کے بچے کی نجات اسی صورت ممکن ہے جب کاھن کو کم از کم پانچ شیکل کی رقم بطور نذرانہ دے دی جائے۔ لیوی قبیلہ کے لوگ جو سونے کے بچھڑے کی پوجا سے گریز کرتے رہے اس رسم سے مستثنیٰ ہیں۔

بعد ازاں یہ بچہ صرف ایک مذہبی فریضہ ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے اور وہ یہ کہ عید فسح پر مصریوں کے فوت شدہ بچوں کی یاد میں روزہ رکھے۔ عموماً تین سال کی عمر میں بچے کی پہلی باقاعدہ گیسو تراشی کے دوران تورات کے الفاظ و حروف شہد میں ڈبو کر بچے کو چٹانے کا مطلب یہ ہے کہ بچہ خدائی الفاظ اور وحی کی مٹھاس سے آشنا ہو جائے۔ بچے کے کٹے ہوئے بالوں کے ہم وزن خیرات یہودی مذہب کے رفاہ عامہ کے جذبات کو ظاہر کرتی ہے۔

تین سال کی عمر میں یہ گیسو تراشی کیوں ہوتی ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئی ربی نفتالی برا اور یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ توراتی روایات کے مطابق نئے پھل سے فائدہ اُٹھانا تین سال کے بعد ہی جائز ہوتا ہے۔ اس لیے والدین کو اس رسم سے یہ خاموش پیغام دیا جاتا ہے کہ اب وہ اپنی محنت کا پھل پانے کے قابل ہو گئے ہیں۔

جب گیسو تراشی کا عمل مکمل ہو جاتا ہے تو یہ ایک نئی شخصیت کے وجود میں آنے کی علامت ہے۔ نیز یہ عمل مٹھاس اور کڑواہٹ کے امتزاج کا آئینہ دار بھی ہے۔ مٹھاس تو یوں کہ بچہ بڑا ہو گیا ہے اور کڑواہٹ یوں کہ اب یہ ہم سے جدا بھی ہو جائے گا۔

یہودی رسم بلوغت۔ بار مٹزواہ کے زاویے

یہودیت میں لڑکے کی عمر بلوغت تیرہ سال اور لڑکی کی بارہ سال ہے۔ بار مٹزواہ جو لڑکے کی رسم بلوغت ہے عموماً سبت کے دِن سائنا گوگ میں ادا کی جاتی ہے۔ یہ دراصل یہودی لڑکے کے مذہبی حلقے میں داخل ہونے کا باضابطہ اعلان ہے۔ یہ رسم اگر منعقد نہ بھی کی جائے تب بھی لڑکا باضابطہ یہودی تصور کیا جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہودی لڑکے میں تین ذمہ داریوں کا معنوی اجراء اُسے باقاعدہ یہودی متصور کروا دیتا ہے۔

- وہ یہودی اجتماع منیان میں شامل ہو سکتا ہے۔

---

[1] کتاب خروج 12:21-24

toobaafoundation.com

- تورات کی تلاوت کر سکتا ہے۔
- یہودی تعویذ ٹفلن پہن سکتا ہے۔

یوں بار مٹزواہ کی رسم اس امر کا علامتی نشان ہے کہ یہ لڑکا اب یہودی مذہبی ذمہ داریاں اُٹھانے کے قابل ہو گیا ہے۔

بچپن سے مردانگی کا سفر اور لڑکپن کی عدم موجودگی کا زاویہ

یہ امر بھی اہم ہے کہ یہودیت لڑکپن کو اہمیت نہیں دیتی اور یوں ایک بچہ بچپن سے براہِ راست مردانگی کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے۔ اب نہ صرف وہ اپنی خواہشات میں آزاد ہے بلکہ وہ ان خواہشات کے لیے خدا کے آگے جوابدہ بھی ہے۔ نیز یہ بار مٹزواہ اس امر کی علامت بھی ہے کہ بچے کے باپ کی ذمہ داری مکمل ہو گئی ہے اور اب مذہبی اعمال کا بوجھ اس تیرہ سال کے مرد کے کاندھوں پر منتقل ہو گیا ہے۔ لڑکیوں کی رسم بلوغت بات مٹزواہ بارہ سال کی عمر میں منعقد کی جاتی ہے۔ روایتی یہودی اسے دین میں اضافہ قرار دیتے ہیں۔

ربی ہیری کوہن لکھتے ہیں:

> "The ceremony of Bat Mitzvah is of recent origin and it has not as yet found general acceptance."[1]

بارہ سال کی عمر میں لڑکیوں کے لیے یہ رسم لڑکوں کی نسبت ایک سال پہلے شاید اس لیے کی جاتی ہے کہ لڑکیاں عموماً لڑکوں کی نسبت زیادہ جلد سمجھدار اور سنجیدہ ہوتی ہیں۔

☆.....☆.....☆

[1] Cohen, Harry, A, A Basic Jewish Encyclopedia, Hartmore, 1965, P.109.

toobaafoundation.com

یہودیت میں نکاح – معنویت اور اجزا

توراتی روایت کے مطابق تخلیق کائنات کے عمل سے فراغت کے بعد خدا نے آدم اور حوا علیہما السلام کو پیدا فرمایا اور اُنہیں ہدایت کی اور کہا پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو۔[۱] یوں جب مرد اور عورت اکٹھے ہوئے تو تب جا کر انسان مکمل ہوا۔ یوں یہودیت میں نکاح کی دو اطراف ہیں۔

- ایک دوسرے سے دوستی۔
- افزائش نسل۔

دوسری معنویت یہ ہے کہ یہودیت میں نکاح دلہا اور دلہن کا ایک دوسرے کو خدا کے حکم کے مطابق مبارک اور مسعود بنانے کا مذہبی فریضہ ہے۔

مادیت اور روحانیت کا ملن

نکاح کی بابرکت رسم اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ دلہا اور دلہن خصوصی طور پر غسل کریں۔ یہ غسل مکوا دراصل جوڑے کے تقدس اور گناہوں سے پاکیزگی کا ابتدائی نشان سمجھا جاتا ہے۔[۲] نکاح کے دن دلہا دلہن روزہ رکھتے ہیں۔ اس کی معنویت ربی نفتالی براور نے یوں بیان کی ہے:

> "The wedding is so holy that it is considered like Yom Kippur for the bride and groom."[3]

یوں شادی کا دن دلہا دلہن کے لیے گناہوں کی معافی کا دن بن جاتا ہے۔

دلہا اور دلہن آدم اور حوا علیہما السلام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ عموماً دلہن کا سفید لباس دلہن کی پاکیزگی، عفت مآبی اور تقدس کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

مقدس شامیانے کا سایہ اور رسومات نکاح کا تسلسل معنوی

نکاح کی تقریب ایک شامیانے کے نیچے منعقد کی جاتی ہے۔ یہ شامیانہ خفا (Huppah) کہلاتا ہے اور یہ اتنا اہم ہے کہ یہودیت میں اسے نکاح کا مترادف کہا جاتا ہے۔ تورات کے مطابق یہ خیمہ خدا کے انسان کے درمیان سکونت کرنے کی علامت

---

[۱] کتاب پیدائش 1:28

[۲] کتاب احبار 11:36

[3] Brawer, Naftali, Judaism, Thesology, History and Practice, Running Press, London, 2008, P.228.

toobaafoundation.com

ہے۔[1]

اس کے چار کھونٹے جنت کی نمائندگی کرتے ہیں اور اس کا چاروں اطراف سے کھلا ہونا ابراہیم علیہ السلام کی اُس مہمان نوازی کی یادگار ہے جب خدا نے اُن کے گھر قدم رنجہ فرمایا تھا اور ابراہیم علیہ السلام نے اُس کی مہمان نوازی کی تھی۔

یہ مقدس شامیانہ دلہا اور دلہن کے نئے گھر کا فکری نشان بھی ہے اور اس کی چھت نہ صرف خدا کی رحمت کا سایہ تصور کی جاتی ہے بلکہ اس امر کا ابتدائیہ بھی ہے کہ اب یہ مقدس جوڑا ایک ہی چھت کے نیچے زندگی گزارے گا۔ اس شامیانے پر برکت کے لیے مقدس آیات اور داؤدی ستارہ بھی کاڑھا جاتا ہے۔

دلہن سات بار مقدس شامیانے تلے دلہا کا طواف کرتی ہے۔ یہ عمل اس حقیقت کا غماز ہے کہ اب دلہن کی باقی ماندہ زندگی دلہا کے گرد گھومے گی۔

اس طواف کا ایک پس منظر یہ بھی ہے کہ جیسے زمین کی پیائش کے دوران مالک صرف اپنی زمین کے ارد گرد فیتہ سے پیائش کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ صرف یہ زمین میری ہے اسی طرح یہ طواف دراصل دلہن کا دعویٰ ہے کہ آج سے یہ مرد صرف میرا ہے کسی اور کا نہیں۔ دلہا کا دلہن کو انگوٹھی پہنانا بھی ملکیت زن کی نشانی ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہودیت میں سات کا ہندسہ تکمیل کی علامت ہے۔

شامیانے کے سائے تلے خطبہ نکاح کے بعد دلہا دلہن کو ایک نقاب پہناتا ہے۔ یہ رسم Badekin کہلاتی ہے۔ یہودی ربی نفتالی برار کے مطابق یہ نقاب اس لیے پہنایا جاتا ہے کہ نکاح کے دن دلہن کا چہرہ روحانی طور پر اتنا خوبصورت اور تابناک ہو جاتا ہے کہ نگاہیں اس ملکوتی حسن کی تاب نہیں لا سکتیں۔ نقاب اُس ملکوتی حسن کا امین بن کر اُس کی حفاظت کا کام کرتا ہے۔

برکت کی سات دعائیں پڑھنے کے بعد دلہا دلہن شراب کی چسکیاں لیتے ہیں۔ یہ عمل زندگی اور حیات کا نشان ہے۔ برکت کی سات دعائیں یہودی ہفتے کے دنوں، تخلیق کے دنوں اور نئے پن کو ظاہر کرتی ہیں۔[2]

ٹوٹے ہوئے گلاس کی کرچیاں اور ہیکل کا ماتم

تقریب کے آخر میں دلہا اپنے پاؤں تلے شیشے کا ایک گلاس پھینک کر توڑتا ہے۔ یہودی ربیوں کے مطابق یہ عمل ہیکل سلیمانی کی یادگار کے طور پر انجام دیا جاتا ہے۔ یہ عمل اس بات کی علامت ہے کہ شادی کی تمام خوشیاں بے کار ہیں جب تک تباہ شدہ ہیکل تعمیر نو کے مراحل سے نہ گزر جائے۔

اس عمل کی ایک اور توجیہہ تالمود کے مطابق یہ ہے کہ بے پناہ خوشی کے موقع پر بھی غم کی کیفیت اور سنجیدگی کو ملحوظ خاطر رکھنا عقل مند اذہان کی علامت ہے۔

آخر میں سائنا گوگ کے ایک علیحدہ کمرے میں دلہا دلہن اکٹھے ہوتے ہیں اور دو گواہوں کی موجودگی میں انجام پانے والا یہ

[1] کتاب خروج 25:8

[2] کتاب پیدائش 1:1-2

toobaafoundation.com

عمل دراصل دلہا دلہن کو اس امر کی یاد دلاتا ہے کہ وہ اب ہمیشہ کے لیے ایسے ہی اکٹھے رہیں گے۔

یوں یہودی نکاح خدا کی طرف سے عائد کردہ فرض ہے جو نہ صرف محبت اور مودت کے جذبات کا آئینہ دار ہے بلکہ افزائش نسل کا آلہ بھی ہے۔

ربی ہیری کوہن لکھتے ہیں:

"He who has no wife, say the Rabbis, lives without joy and without blessing."[1]

☆.....☆.....☆

[1] Cohen, Harry, A, A Basic Jewish Encyclopedia, Hartmore, 1965, P.126.

toobaafoundation.com

یہودیت میں نزع اور قرب مرگ کے شعائر – معنویت

یہودیت میں قریب المرگ شخص کی تعظیم کے طور پر اُس کے پاس رہنا ضروری ہے نیز اُس کی تسلی کے لیے زبور خوانی کی جاتی ہے اور قریب المرگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔

موت واقع ہو جانے پر میت کے رشتہ دار اپنے لباس کو تھوڑا سا پھاڑ لیتے ہیں۔ کپڑے پھاڑنے کا عمل یعقوب علیہ السلام کے غم کے اظہار کی مشابہت ہے۔[۱]

نیز یہ مذہبی فریضہ لواحقین کی جانب سے صدمے اور نوحے کا اظہار بھی ہے۔

نیز گھر کے تمام شیشے ڈھانپ دیے جاتے ہیں تاکہ مردہ جسم کی بوسیدگی زندہ اجسام کو سجنے اور سجانے سے باز رکھ سکے۔ اس کے بعد مردہ جسم کو غسل دیا جاتا ہے۔ اس عمل کو طہارت کہتے ہیں۔

یہودیت میں وقت مرگ–نزع اور جانکنی–لمحہ بہ لمحہ

یہودیت میں میت کو سادہ لباس پہنایا جاتا ہے۔ یہ لباس اگر ایک طرف طہارت اور پاکیزگی کی علامت ہے تو دوسری طرف خدا کے سامنے سب کے برابر ہونے کا اعلان بھی ہے۔ کفن کے جیب کے بغیر ہونے کا معنی یہ ہے کہ موت ہر قسم کے دنیاوی فائدہ سے لاتعلقی کا اعلان ہے۔ نیز کفن جیسے Kittel کہا جاتا ہے عموماً شادی، نئے سال اور یوم کپور کو بھی پہنا جاتا ہے۔ مردہ جسم کو نماز کی شال میں لپیٹا جاتا ہے۔ اُس کا طرہ پھاڑ دیا جاتا ہے جو زندگی کے نقصان کی علامت ہے۔ یہودیت میں مہنگا کفن اور گل پاشی اس لیے منع ہیں کہ موت کے معاملے میں امیر اور غریب برابر ہیں۔ اگر پیدائش کے وقت بچے کی بھنچی ہوئی مٹھیاں زندگی کے لوازمات حاصل کرنے کے لالچ کی علامت ہیں تو موت کے وقت میت کی کھلی ہوئی ہتھیلیاں اس امر کا آئینہ دار ہیں کہ سب کچھ چھوڑ کر جانا ہی پڑے گا۔

جنازے کو جلدی سے لے جانا میت کو اُس کی آخری آرام گاہ تک پہنچانے کی بنیاد پر ہے۔ راستے میں جنازے کا جلوس سات بار روکا جاتا ہے جو اس ناراضمندی کا نشان ہے جو ایک پیارے کے فراق میں پیدا ہوتی ہے۔ میت کو زمین میں اس لیے دفن کیا جاتا ہے کیونکہ مردے کا تعلق زمین سے ہے۔[۲] نیز مردے کی چیر پھاڑ منع ہے کیونکہ یہودیت کے مطابق انسان کو خدائی صفات پر پیدا کیا گیا ہے۔ آخرت، یروشلم، ہیکل اور خدا کی یاد پر مشتمل دعا کے ساتھ میت کی تدفین کر دی جاتی ہے۔

بعد از تدفین– مراحل کی سنجیدگی

تدفین کے فوراً بعد میت کے اعزہ و اقارب یا ہمسائے کھانا تیار کرتے ہیں۔ یہ تعزیتی طعام عموماً ابلے ہوئے انڈے پر مشتمل ہوتا

---

[۱] کتاب پیدائش 37:34

[۲] کتاب پیدائش 3:19

toobaafoundation.com

ہے۔ انڈے کی موجودگی ایک طرف تو زندگی کے دائرے کے گول ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ یعنی پیدائش کے بعد موت کا سفر یقینی ہے۔ دوسرا انڈے کو زرخیزی اور حیات کا نشان اُن سوگواروں کے لیے سمجھا جاتا ہے جو موت کا سامنا کرنے کے بعد ابھی زندہ حالت میں گھر واپس آئے ہیں۔

اس کے بعد سوگ کے سات دِن شروع ہوتے ہیں۔ یہ دور شیوا کہلاتا ہے۔ ان سات دنوں کا تصور تورات سے ماخوذ ہے۔[1] موت کی سنگینی کی بناء پر کئی قسم کی حیات آفریں کام ممنوع قرار پا جاتے ہیں۔ مثلاً نہانا، تیل لگانا، جنسی تعلقات قائم کرنا، تورات پڑھنا۔ گھر کے تمام آئینے اس لیے ڈھک دیے جاتے ہیں کہ ذاتی آرائش بے مقصد اور موقع کی مناسبت کے لحاظ سے بے معنی ہے۔ غم کی گہرائی کو ظاہر کرنے کے لیے زمین یا چھوٹی کرسیوں پر بیٹھا جاتا ہے۔ روح کے چراغ کی نمائندگی کرنے کے لیے گھر میں شمع روشن کی جاتی ہے۔

سات دنوں کے خاتمہ کے بعد شیلوشم کے تیس دن شروع ہوتے ہیں۔ مردے کے لیےkaddish دعا پڑھی جاتی ہے۔ والدین کی فوتیدگی کی صورت میں یہ مدت ایک سال تک طول کھینچ جاتی ہے۔

عموماً ایک سال بعد برسی منانے کا مقصد مردے کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا ہوتا ہے۔ اس موقع پر عام طور پر میت کی تعظیم کرنے کے لیے اُس کی قبر پر کتبہ نصب کیا جاتا ہے اور قبر پر پتھر رکھنے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ میت کے لواحقین نے قبر کی زیارت کی ہے۔ کتبے پر مرنے والے کے پیشے کے مطابق نشانات بنائے جاتے ہیں۔ مثلاً درزی کے لیے قینچی، موسیقار کے لیے طنبورہ وغیرہ۔

قبرستان کی زیارت کے دوران توراتی تعویذات لے جانا اور تورات پڑھنا اس لیے منع کیا جاتا ہے کہ تعویذات کے احکام اور تورات کے اوامر ونواہی مردے کے لیے تکلیف کا باعث بن سکتے ہیں اگر وہ اُن پر عامل نہ تھا۔

☆.....☆.....☆

[1] کتاب پیدائش 50:1اور 50:10

toobaafoundation.com

یہودیت میں عادات واطوار سے جڑے شعائر مقدّسہ

اپنی منفرد شناخت کو برقرار رکھنے کے لیے یہودیت میں سختی کے ساتھ ایسے تمام اطوار اور عادات پر شدت سے عمل کیا جاتا ہے جو تورات اور تالمود کے احکام کی معنویت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ نیز بعض ایسے شعائر کا التزام بھی کیا جاتا ہے جو ربی یہودیت کی طرف سے مذہب کے ساتھ منسلک کیے گئے ہیں۔

سر کو ڈھانپنے کا فلسفہ اور یہودی پگڑی

تورات کے مطابق پگڑی سر پر پہننے کی چیز ہے۔[۱] تالمود کے بیان کے مطابق سر ڈھانپنا ایک یہودی کے لیے اس لیے ضروری ہے کہ جنت سر کے اوپر ہے۔ ایک اور وجہ خدا کی موجودگی اور فلک بالا بھی بیان کی جاتی ہے۔ مشہور ربی مائیکل سٹر اس فیلڈ کے مطابق یہودی ٹوپی کیپا Kippah جسے یرملکی Yarmulke بھی کہا جاتا ہے کئی اہم معانی کا احاطہ کرتی ہے۔

- یہ نیکی کا نشان ہے۔
- عاجزی اور انکساری کی علامت ہے۔
- خدا کی بادشاہت اور مطلق العنانی کا اعتراف ہے۔
- بچے کو پہنانے سے بچے میں پرہیز گاری کے جذبات اُبھرتے ہیں۔[۲]

اس ٹوپی کا رنگ اور ساخت بھی معنی خیز ہے۔ کروشیے سے بنی ہوئی نیلی یا بھوری ٹوپی صیہونیت جبکہ کالی مخملی کلاہ روایت پسندی کا نشان ہے۔

یہودی کلاہ عبادات، قربانیوں اور تورات کی تلاوت کے دوران عبادت میں ارتکاز کی زیادتی کا باعث بنتی ہے اور ہر وقت پہننے والے یہودیوں کے لیے یہ ویسا ہی بین الاقوامی نشان اور شعار ہے جیسے مسلمان عورتوں کے لیے نقاب کا استعمال ہے۔

معنویت ٹفلن – تورات کے حروف کا پہناوا

حفاظت کی غرض سے یہودی ٹفلن کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ خاص تعویذات ہوتے ہیں جو تورات کی کتاب استثناء کے باب نمبر چھ کی آیت نمبر آٹھ کی تعمیل میں پہنے جاتے ہیں۔ یہ فرعون سے آزادی کی یاد دلانے میں معاون ہیں۔[۳]

یہ تعویذ عموماً دو کالی ڈبیوں پر مشتمل ہوتے ہیں جو حلال جانور کی کھال سے تیار کی جاتی ہیں۔ سر پر پہننے والا تعویذ ذہنی جھکاؤ

---

[۱] کتاب خروج 28:4 نیز کتاب احبار 8:13

[2] Siegel, Richard, Strassfeld Michael, Strassfeld Sharon, The Jewish Catalogue, 1977, P.49.

[۳] کتاب خروج 13:9

toobaafoundation.com

جبکہ ہاتھ پر بندھا ہوا تعویذ قلبی لگاؤ کی علامت ہے۔ عموماً یہ تعویذ مشہور دعا شیما پر مشتمل ہوتے ہیں۔

ربیوں کی تشریحات کے مطابق یہودیوں کے ساتھ خدا کے تین بڑے معاہدوں میں ایک ٹفلن بھی ہے۔ دوسرے دو عہد سبت اور ختنہ ہیں۔

ربی نفتالی براور کے مطابق چونکہ تیرہ برس سے کم عمر بچے ٹفلن کا استعمال نہیں کر سکتے لہٰذا ٹفلن بذات خود یہودی مردانگی کی ایک اہم علامت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"A public display is made to indicate that the boy has now become a man."[1]

یہودی شال صیصیت کا پہناوا اور جھالر کی معنویت

تورات کا تقاضا ہے کہ ہر یہودی شادی شدہ مرد اور بالغ لڑکا نماز کے لیے جھالر سے آراستہ چادر کا اہتمام کریں۔ اس جھالر کو صیصیت (Tzitzit) کہتے ہیں۔[۲]

یہودی تصوف قبالہ کی تعلیمات کے مطابق ٹلیٹ اور جھالروں کا ملن دراصل خدا کے پیار اور قہر و غضب کی نمائندگی کرنے والا ہے۔ جب ایک یہودی جھالر والی چادر میں اپنے جسم کو محفوظ کرتا ہے تو اُس کے 248 جوڑ اور 365 وریدیں اُس جھالر میں محفوظ ہو جاتی ہیں۔ ان اعداد کا مجموعہ بھی 613 ہے اور تورات کے اوامر نواہی کا مجموعہ بھی 613 ہے۔ یوں جھالروں سے مزین شال اپنے پروں میں یہودی کو محفوظ کرتے ہوئے جنت میں پہنچانے کی ضمانت دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی مردے کو اسی شال میں کفن دیا جاتا ہے اور اس کا ایک طرہ کاٹ دیا جاتا ہے جو زندگی کی عدم موجودگی کی علامت بن جاتا ہے۔

جھالروں کی تعداد چار ہوتی ہے اور اُن کے لیے مخصوص اعداد 7, 8, 11, 13 ہیں۔ ان اعداد کے مجموعے سے جو لفظ برآمد ہوتا ہے وہ "خدا ایک ہے" ہوتا ہے۔ یوں یہ چادر یہودی اور خدا کے مابین تعلق کا کام کرتی ہے۔ نماز کے دوران تمام جھالروں کا ایک انگلی میں گرفت کرنا اس امر کی علامت ہوتا ہے کہ زمین کے چاروں کونے اکٹھے ہو گئے ہیں اور یہی وہ وقت ہوتا ہے جب خداوند کی رحمت طلب کی جاتی ہے۔

ٹوپی، تعویذ اور شال کی مثلث

یوں یہودیت میں مذہبی لباس دراصل یہودیت کے بنیادی عقائد اور تعلیمات کو یاد رکھنے کا اہم ذریعہ ہیں۔ ٹوپی سے ڈھکا ہوا سر، خدائی احکامات سے لبریز پیشانی اور بازو اور شال میں ملفوف بدن یہودی عقائد اور احکامات کی یاددھانی کا مؤثر ترین ذریعہ ہیں۔

یہودی شال جو بار مٹزواہ کی رسم سے ایک یہودی کی زندگی میں قدم رکھتی ہے قبر کی گہرائیوں میں اُس کے ساتھ ہی اُتر جاتی ہے۔ یوں یہ اُن تمام جزئیات عہد کی یادگار بن جاتی ہے جو خدا نے اسرائیل کے ساتھ کیے تھے۔

---

[1] Brawer, Naftali, Judaism-Theology, History and Practice, Running Press London, 2008. P.225.

[۲] کتاب استثناء 22:12 نیز کتاب گنتی 15:37-41

toobaafoundation.com

کوشر – یہودی حلال و حرام کی معنویت

یہودیت کے مطابق انسانی زندگی حیوانی زندگی کے مشابہ نہیں کہ ہر چیز بے دریغ استعمال کی جائے اگرچہ کھانا انسانی مادی زندگی کے لیے ناگزیر ہے۔ گو مادی ضروریات کے بغیر انسانی زندگی ادھوری ہے مگر اپنے نفس کی بے محابا پیروی خداوند کی بغاوت پر اُبھارتی ہے۔ لہٰذا یہودیت خوراک اور طرز عمل میں حلال و حرام کے خیال رکھنے کا حکم دیتی ہے اور اس اصول کو کشروت یا عرف عام میں کوشر کہتے ہیں۔

کوشر کے اصول روحانی زندگی کی بقا اور حفاظت کے لیے ضروری ہیں۔ یہ اصول بنی اسرائیل کو یاد دلاتا ہے کہ وہ خداوند کی محبوب قوم ہیں۔[1]

ربی ہیری کوھن تحریر کرتے ہیں:

"Kashrut serves as a means of Jewish identification. A kosher home is a Jewish home."[2]

کوشر کھانے کے اصول انسانی نہیں بلکہ خداوند کی مرضی کے مطابق ہیں اور یہودی ربیوں کے مطابق کوشر کھانے کا اصل مقصد خدا کی بے پناہ دانائی اور حکمت میں مضمر ہے اور خداوند کو پورا حق حاصل ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے کوشر قرار دے اور جسے چاہے غیر کوشر بنادے۔

کوشر کے اصول بنی اسرائیل کو دوسری قوموں سے ممتاز کرتے ہیں۔ کیونکہ یہودی روایات کے مطابق بنی اسرائیل مقدس لوگ ہیں جبکہ یہ ساری دنیا مقدس نہیں۔ لہٰذا مقدس لوگ صرف وہی خوراک کھاتے ہیں جو خدا نے مقدس قرار دی ہو۔ یوں کوشر کے اصول کے تحت ایک خط امتیاز کھینچ جاتا ہے جس خط کے ایک طرف بنی اسرائیل اور دوسری طرف باقی تمام لوگ ہوتے ہیں۔

کوشر اور یہودی تہواروں کا ملن

کوشر کھانوں کا چناؤ اور تہواروں سے ان کا تعلق یہودی روایات کا ایک اہم عنصر ہے۔ نئے سال کے موقع پر شہد اور سیب کا استعمال ایک نئے آغاز کی مٹھاس کا آئینہ دار ہے۔ مقدس تیل کے معجزے کو حنوکا تہوار کے دوران یاد رکھنے کے لیے تلی ہوئی اشیاء منتخب کی جاتی ہیں۔ پیوریم کے موقع پر ہلاگلا کرنے کے لیے شراب کا بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے تاکہ ہر شے بے ترتیب نظر آئے اور شاؤت کے موقع پر تورات کے الفاظ کے دودھ اور شہد کی مانند ہونے کی بناء پر آئس کریم اور چیز کیک استعمال کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح سیڈر کی معنویت کئی اسرار سے پر ہے۔ یہ کھانا پاس اوور کے موقع پر کھایا اور پیش کیا جاتا ہے۔

یوں تالمود کی روایات کے مطابق یہودی کھانے کی میز فقط ایک عام میز نہیں بلکہ دراصل ایک قربان گاہ ہے اور کھانے کا سارا

---

[1] کتاب احبار 11:44-45 نیز کتاب تثنیہ 14:21

[2] Cohen, Harry, A, A Basic Jewish Encyclopedia, Hartmore, 1965, P.150.

toobaafoundation.com

عمل فقط برائے طعام نہیں بلکہ دراصل خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا ایک مقدس عمل ہے اور یہ مقدس عمل ظاہر کرتا ہے کہ یہودی وہ نسل اور قوم ہے جو کھانے کے دوران بھی اس احتیاط کا مظاہرہ کرتی ہے کہ وہ کھانا جزو بدن بنتے ہوئے خدا کی تعمیل کے مراحل سے ہو کر گزرے۔

دروازوں کی یہودی دہلیز۔ مذہبی زاویوں کا جہان معنی

یہودی دائرہ زندگی کا مرکزی نقطہ یہودی گھر ہے اور یوں گھر کی دہلیز کو دیکھ کر ہی بتایا جا سکتا ہے کہ یہ یہودیت سے متعلق ہے۔ چنانچہ اہم ترین دعا شیما اور مزید توراتی دعاؤں پر مشتمل ایک مختصر فریم دہلیز پر لٹکایا جاتا ہے۔ اس تعویذ کو Mezuzah کہتے ہیں۔ اسے خدائی حکم سمجھ کر آویزاں کیا جاتا ہے۔[1]

یوں یہ Mezuzah خدا کی مستقل موجودگی کی یاددہانی کروانے والا مذہبی نشان ہے۔ میزوزا کو ایسی جگہ لٹکایا جاتا ہے جہاں وہ آنکھوں کے سامنے رہے اور گزرتے وقت یہودی لوگوں کو اُس عہد کی یاد دلاتا رہے جو خدا نے اُن سے کیا تھا۔

یہودی ملبوسات، ٹفلن اور میزوزا کے ملن کے بارے میں اکثر یہودی ربیوں کا نظریہ یہ ہے کہ پیشانی کا تعویذ، بازو کے گرد لپٹا ہوا تعویذ، نماز کی چادر کی چار جھالریں اور دروازے کی دہلیز کا نشان مل کر ایک یہودی کے گرد ایسا حفاظتی قلعہ تعمیر کر دیتے ہیں جو اسے گناہوں سے قطعی طور پر محفوظ کر دیتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] کتاب استثناء 4:6-9

toobaafoundation.com

داؤدی ستارہ— یہودیت سے صیہونیت تک۔ عالمی نشان

یہودیت کے ابتدائی دینی مآخذ داؤدی ستارہ کے ذکر سے خالی ہیں اور یہودی ربی بھی اس کی تاریخ آغاز اور معنویت کے بارے میں متذبذب ہیں۔ بہر حال مشہور ربی موشے فائن سٹائن کے مطابق اس ستارے کا تعلق اُس ڈھال سے ہے جو داؤد علیہ السلام لڑائی کے دوران بچاؤ کے لیے استعمال کرتے تھے۔

دو متراکب مثلثوں پر مشتمل یہ ستارہ 1897 میں اُس وقت زیادہ مقبول ہوا جب صیہونیت کے بانیوں نے اسے اپنے عالمی نشان کے طور پر استعمال کیا اور بعد ازاں یہ مملکت اسرائیل کے جھنڈے کا حصہ بنا دیا گیا۔

یہودی قبالہ کی روایات کے مطابق Star of David میں موجود دو مثلثیں نیکی اور بدی کی ترجمان ہیں۔ نیز ایک مثلث مادی پہلو اور دوسری روحانی پہلو کی نمائندگی کرتی ہے۔

سٹار آف ڈیوڈ کو نازیوں نے یہودیوں کے امتیاز اور پہچان کے لیے استعمال کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ یہ ستارہ یہودیت کا عالمی نشان اس لیے بھی بنتا چلا گیا کہ اس کا معنی اور آغاز غیر متعین تھے اور یوں تمام فرقوں کے یہودی اس نشان پر متفق ہو گئے۔ آہستہ آہستہ پرچموں، مصنوعات اور نماز کی مخصوص شالوں پر اسے آراستہ کیا جانے لگا۔

ربی ہیری کوہن بتلاتے ہیں کہ سٹار آف ڈیوڈ کی اگرچہ اصل نہیں لیکن اس کو سمجھنے کے لیے اصل نام میگن ڈیوڈ کا پتہ ہونا ضروری ہے۔ Magen کا مطلب خدا ہے جو داؤد کا محافظ ہے اور چونکہ آنے والا مسیحا داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہو گا لہٰذا دراصل اب یہ چھ کونوں والا ستارہ خدا کی اُس بادشاہت کا نشان ہے جو مسیحا کے ماتحت قائم ہو گی اور تب پوری کائنات میں امن اور انصاف کی حکمرانی ہو گی۔ نیز سچ کا بول بالا ہو جائے گا۔ ☆

مشہور یہودی مفکر فرانز روزن شواگ (1886-1929) نے اس ستارے کی یوں بھی توجیہ کی ہے کہ چھ کونے دراصل خدا، دنیا، انسان، تخلیق، وحی اور حیات نو کے نمائندے اور مظاہر ہیں۔

☆.....☆.....☆

☆ یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ یہودیت کے شعائر کی اکثر توجیہات توراتی نہیں بلکہ ربی اجتہادات پر مشتمل ہیں۔

toobaafoundation.com

الفصل الثانی:

عیسائیت کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام

عیسائیت– ایک مختصر تعارف

عیسائیت اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کرتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو وہ مسیحا سمجھا جاتا ہے جس کا یہودیوں کو انتظار تھا۔ بنی اسرائیل کے دین سے منحرف ہونے اور مادہ پرستی کا شکار ہونے پر، ہیکل سلیمانی میں نذر و نیاز کے ذریعے مغفرت حاصل کرنے پر، نیز راہبوں کی دعا پر قناعت کرنے اور نیک اعمال سے دور ہونے پر عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ اللہ نے انہیں کنواری ماں مریم رضی اللہ عنہا کے بطن سے معجزانہ طور پر پیدا کیا۔

بنی اسرائیل کو راہ راست پر لانے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کو معجزات عطا کئے گئے۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، پرندوں میں جان ڈالنا، مادر زاد اندھے اور صاحب برص کو درست کرنا اور گھر میں ذخیرہ کی ہوئی چیزوں کے بارے میں بتانا۔

دینی بدعات کے خلاف آواز اٹھانے پر عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی گئی اور آخر کار عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دیا گیا اور یہ سولی دراصل پوری انسانیت کے گناہوں کا کفارہ بن گئی۔ سولی چڑھنے کے تین دن بعد عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ زندہ ہوئے اور یہ زندگی حق کی باطل پر فتح کا نشان بن گئی۔

عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواری مشہور ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائیت کے عقائد کو منظم اور ایک نئی شکل دینے کا کام پال نے سرانجام دیا جو ایک یہودی تھا۔ اُس نے عیسائیت کے غلبہ کو کمزور بنانے کے لیے عقیدۂ تثلیث، کفارہ، گناہوں کی معافی اور دیگر بت پرستانہ شعائر کو عیسائیت میں داخل کر دیا، ختنے کو موقوف کر دیا اور یوں عیسائیت کو ایک نئے رنگ میں متشکل کر دیا۔

کتب عیسائیت

عیسائیت عہد نامۂ قدیم پر ایمان رکھتی ہے جسے تورات کہا جاتا ہے۔ نیز عہد نامۂ جدید عیسائیت کی بنیادی چار کتب پر مشتمل ہے۔ یہ کتابیں کلیسا نے تیسری صدی عیسوی میں قبول کیں اور انہیں عیسائیت کا مرکز بنا دیا گیا۔

- انجیل متی The Gospel of Mathew
- انجیل مرقس The Gospel of Marks
- انجیل لوقا The Gospel of Luke
- انجیل یوحنا The Gospel of Jonah

toobaafoundation.com

یہ امر طے شدہ ہے کہ یہ تمام اناجیل عیسیٰ علیہ السلام نے املاء نہیں کروائیں اور ہر دور میں علماء محققین ان کتب کو روایت کی ان شرائط پر پورا اترتے ہوئے نہیں دیکھتے جو اعتبار اور تلقی بالقبول کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔

نیز ایک انجیل برناباس کے نام سے معروف ہے جو اناجیل اربعہ کے عقائد سے متضاد نظریات سموئے ہوئے ہے۔ مگر عیسائی اس کو انجیل نہیں مانتے۔

عیسائی فرقے

- آریوسی فرقہ کے مطابق خدا صرف باپ جبکہ بیٹا اس کی مخلوق ہے۔
- پولس شمشاطی کے پیروکاروں کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور رسول ہیں۔
- نسطوری فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کی دو طبائع کا قائل ہے۔
- مشرقی کلیسا کے پیروکار جو نسطوریوں کے مخالف ہیں۔
- کیتھولک مذہب کے پیروکار جو دو طبیعتوں اور دو مشیتوں کے قائل ہیں۔
- پروٹسٹنٹ فرقہ جو مذہبی اجارہ داریوں اور بدعات کے خلاف ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

تثلیث کا امتیازی شعار — معنویت و علامات

تثلیث عیسائی دنیا کا وہ بنیادی شعار ہے جو اسے دوسرے توحیدی مذاہب اسلام اور یہودیت سے ممتاز کرتا ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ تثلیث کا لفظ کتاب مقدس میں کہیں موجود نہیں۔ اس عقیدہ کے مطابق خدا ایک تہری ہستی ہے اور تین الگ الگ شخصیات کی حامل ہے — باپ، بیٹا، روح القدس۔

غور طلب امر یہ ہے کہ کتاب مقدس میں ذات باری تعالیٰ کو واحد یا ایک بیان کیا گیا ہے۔[۱]

عیسائی اہل علم تثلیث کو تثلیث فی التوحید کے نام سے واضح کرتے ہیں۔ اور اس کے اشارے کتاب مقدس سے پیش کرتے ہیں۔[۲]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دینے والی آیت تثلیث کی دلیل ہے۔[۳]

نیز رسولوں کے اعمال کے مطابق خدائے واحد باپ، بیٹا اور روح القدس کی مکمل وحدت کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔[۴]

اسی بنیاد پر عیسائی دینیات کا اہم ترین سوال اس علامت میں ڈھل جاتا ہے

$$1 + 1 + 1 = 1$$

اس مساوات کی گتھی سلجھانے کے لیے عیسائی دنیا میں کئی صدیوں تک مباحث لفظی ہیر پھیر اور فلسفیانہ موشگافیوں کا بازار گرم رہا اور بالآخر عقیدۂ تثلیث 325ء میں نیقیہ کی قرار داد سے منظوری حاصل کر کے عیسائی دنیا کا شعار بن گیا۔ God کے لیے Father کی اصطلاح وجود مین آئی اور یہودیوں کا خدائے واحد عیسائیت میں باپ کا روپ دھار کر مجسم ہو گیا۔

تثلیث اور ماضی سے جڑا تعلق

چونکہ اناجیل تثلیث کے بارے میں خاموش ہیں۔ اس لیے اس نظریہ کو معنویت فراہم کرنے کے لیے تجسیم کا غیر انجیلی نظریہ وضع کیا گیا جس کے مطابق آدم علیہ السلام کا جنت میں ممنوعہ پھل کھانا نافرمانی کا عمل تھا۔ اس کی تلافی کے لیے ضروری تھا کہ خدا گناہ کا بوجھ اٹھانے میں قائم مقام بن جائے۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں خدا کے ظہور نے گناہ کی شامت سے بنی نوع انسان کو نجات دلا دی۔

---

[۱] انجیل یوحنا 5:44 اور 3:17 نیز رومیوں 16:27، کرنتھیوں 8:6

[۲] انجیل متی 3:16-17

[۳] انجیل متی 28-19

[۴] کتاب اعمال 2:38-39 نیز 5:30-32

toobaafoundation.com

ہسٹن اسمتھ تحریر کرتے ہیں:

"An infinite sin demands infinite recompense and this could only be effected by God's vicarious assumption of our guilt."[1]

تثلیث کے عقیدہ کی پیچیدگی انتہائی واضح ہے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے عیسائی مفکرین بھی اس کا خاطر خواہ جواب دینے میں متذبذب واقع ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بات تاریخی طور پر طے ہے کہ مثلث قدیم زمانے کا ایک متبرک نشان سمجھا جاتا تھا اور اعضائے جنسی کی مرموز شکل تصور کیا جاتا تھا۔ مثلث کی چوٹی نیچے ہوتی تو یہ نسائی عضو اور اگر اوپر ہوتی تو یہ مردانہ عضو کی نشانی تھا اور دو مثلثوں کے اتصال سے بنا ہوا ستارہ دونوں اعضاء کا ملن تصور ہوتا تھا۔

قدیم مصریوں میں تین بت پوجے جاتے تھے۔ جو دیوتا، دیوی اور ان کے ثمرہ اتصال پر مشتمل ہوتے تھے۔ ہندوؤں میں برہما، وشنو اور شیوا کی تکون معروف تھی۔ یونانی تثلیث زیوس، پوزیڈان اور ہیڈس پر مشتمل تھی جبکہ رومی جوپیٹر، نیپچون اور پلوٹو کے قائل تھے۔ چنانچہ عیسائی مذہب کی ترویج و اشاعت کے لیے تثلیث کا ایک ایسا نظریہ وضع کیا گیا جو عیسائی شخصیات سے عبارت تھا۔ یوں عیسائی تثلیث انجیل کی تعلیمات کی بجائے ان نظریات پر قائم ہوئی جو زمانہ قبل سے مروج اور رائج تھے اور عوامی ذہن کے لیے اشتہاء انگیز تھے۔ رحم و محبت اور عفو و بخشش کا ایک نیا سراپا تراشا گیا۔ اب خدا نہ تو جابر بادشاہ کی طرح قہر آلود تصور کیا گیا اور نہ اشک و غیرت میں ڈوبے ہوئے شوہر کی طرح سخت گیر متصور ہوا۔ رحم و محبت کی رقت کے لیے موزوں ترین تمثیل باپ کی تمثیل تھی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ مسیحی عقائد نے رومی اصنام پرستی کے تصوروں کے امتزاج سے تثلیث اور اقانیم ثلاثہ کے نظریہ کی آبیاری کی اور اسکندریہ کے اصنامی تصور نے خود عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صرف ایک صنم بنا دیا بلکہ ان کی والدہ مریم رضی اللہ عنہا کو بھی خانۂ اصنام میں اہم جگہ عطا کر دی گئی۔ یوں مسیحی تصور رحم و محبت کی پدری تمثیل کے ساتھ اقانیم ثلاثہ، کفارہ اور تجسم کا ایک مخلوط اشراکی توحیدی تصور بن گیا۔ جس نے عوامی اذہان کو متاثر کرتے ہوئے دوسرے اصنام کی پوجا پر تو احتجاج کیا لیکن خود خدا کے فرزند کو گود میں لے کر ہر راسخ الاعتقاد مسیحی کی جبین نیاز کو حکم دیا کہ وہ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے۔

یوں اقانیم ثلاثہ کے اشتراک سے تشکیل پانے والی تثلیث ایک پراسرار اصطلاح تثلیث فی التوحید کے نام سے رونما ہوئی جو عوامی ذہن کے ساتھ ہم آہنگ تو تھی ہی لیکن ساتھ ساتھ یونانی فلسفہ کے ماننے والوں کے لیے بھی قابل قبول بن گئی۔

تثلیث سے مجسمہ سازی تک

تثلیث کے شعار سے مجسمہ سازی نے جنم لیا جو عہد نامۂ قدیم کے احکامات عشرہ کے دوسرے حکم کے مطابق حرام اور مشرکانہ فعل تھا۔[۲] لیکن جب یہ فرض کر لیا گیا کہ خدا کا بیٹا دنیا میں ظہور کر چکا تھا تو یہ تسلیم کر لیا گیا کہ اب مجسمہ سازی میں کوئی حرج نہیں۔ اس ضمن میں دمشق کے مشہور عیسائی راہب جان نے یہ نظریہ پیش کیا کہ جب تثلیث کی صورت میں عیسیٰ علیہ السلام خدا کے

[1] Smith, Huston, The Religions of Man, New York, 1965, P.327.

[۲] کتاب خروج 20:23

toobaafoundation.com

اوتار Incarnation ہیں تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ مجسمہ سازی پر عائد عہد نامۂ قدیم کی پابندی منسوخ ہو چکی ہے اور یہی وہ نقطہ تھا جہاں عیسائیت اسلام اور یہودیت سے نظریاتی طور پر علیحدہ ہو گئی۔

نیقیہ کی دوسری کونسل منعقدہ 787ء نے مقدس شخصیات کی تصاویر اور بت بنانے کی قانونی منظوری دے دی۔ مریم رضی اللہ عنہا کو بھی الوہیت کا درجہ دے دیا گیا۔ نسطوریس کی چھڑی ہوئی بحث سے مریم رضی اللہ عنہا کی عبادت کا راستہ کھلا۔ افسنین کی کونسل منعقدہ 431ء میں بھی مریم رضی اللہ عنہا کو باقاعدہ خدا کی ماں تسلیم کر لیا گیا تھا۔ اب انہیں بندوں اور مسیح کے درمیان شافع تسلیم کیا جانے لگا اور کلیسا میں ان کی شان کے ترانے گونجنے لگے۔

چنانچہ مشہور مسیحی ماہر اخلاقیات لیکی نے اپنی تاریخ میں تسلیم کیا ہے:

"Christianity assumed a form that was quite as polytheistic and quite as idolatrous as the ancient paganism."[1]

یوں جب خدا کا بیٹا خود تخلیق شدہ دنیا کا حصہ بن گیا تو مجسمے بھی حلال ٹھہرے۔ کیونکہ اب وہ فقط مجسّمے نہیں بلکہ خدا کی انسانی شکل کا مظہر ہیں۔ یوں تثلیث کے ذریعے نادیدہ خدا دیکھے جانے کے قابل بنا دیا گیا۔ اب خدا ایک انسانی چہرے کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور یہی واقعہ تاریخ کا اہم ترین واقعہ بن گیا۔

عقیدۂ تثلیث کے پیچیدہ اور مبہم شعار کی معنویت سے کئی مجسمے ہویدا ہوئے۔ عیسائی چرچ کی زینت بنتے چلے گئے اور عیسائی مذہب یہودیت سے بعید جبکہ یونانی مذاہب اور بالخصوص متھرامت سے نزدیک ہوتا چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

[1] Lecky, W.E.H, History of European Morals, London, 1869, Vol.2, P.97.

toobaafoundation.com

عیسیٰ علیہ السلام — عبد اللہ سے ابن اللہ تک کے معنوی تخیلات

عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کی معنویت کافی پیچیدہ اور پر اسرار ہے۔ جس کی ایک بنیادی وجہ ان کی معجزانہ پیدائش ہے۔ یہی معجزانہ پیدائش بعد ازاں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کئی پیچیدہ عیسائی نظریات کی تشکیل کا باعث بنی۔

ابتدا میں حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک نجات دہندہ کے طور پر پیش کیا کیونکہ اس دور کے تمام یہودی ایک مسیحا کے انتظار میں تھے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت ان کے تصور مسیحا سے بالکل مختلف تھی۔ یہودی جس مسیحا کا انتظار کر رہے تھے وہ ان کے نزدیک ایک کروفر والی شخصیت تھی جس کے جلو میں فرشتوں کی فوجیں ہوں گی۔ جبکہ یہ مسیح نہ صرف مزدور پیشہ اور غریب تھا بلکہ ان تمام رسومات و بدعات و خرافات کا یکسر مخالف تھا جن کے ذریعے یہودی احبار اپنی قوم کو نہ صرف گمراہی کی طرف لے جا رہے تھے بلکہ ان کا مال بھی ناحق غصب کرتے جا رہے تھے۔

بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں معنویت کا ابتدائی نکتہ تین بنیادی عناصر کا اتحاد تھا اور وہ یہ کہ وہ بادشاہ بھی ہیں۔ نبی بھی ہیں اور مذہبی رہنما بھی ہیں اور یہ بات اناجیل متوافقہ سے ابھر کر سامنے آتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے یا مظہر نہیں بلکہ اس کے رسول تھے۔

اناجیل متوافقہ کے بیانات کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام ایک عورت سے پیدا ہوئے۔[۱]

عام طریقے سے پھلے اور بڑھے۔[۲]

عیسائی عقیدے کے مطابق صلیب پر فوت ہوئے۔[۳]

عام طریقے سے بھوک پیاس محسوس کرتے رہے۔[۴]

دشمن کے گھیراؤ کرنے پر گھبراتے اور پریشان ہوتے رہے۔[۵]

نیز سخت پریشانی میں دعا کرتے رہے اور ان کا پسینہ گویا خون کی بوندیں بن کر ٹپکتا رہا۔[۶]

پھر عیسائی عقیدے کے مطابق موت کا شکار ہوئے اور بے چارگی کے عالم میں ان کا تمسخر اڑایا گیا۔[۷]

---

[۱] انجیل متی 1:18-20

[۲] انجیل لوقا 2:40

[۳] انجیل متی 27:50

[۴] انجیل متی 4:2

[۵] انجیل مرقس 14:32-36

[۶] انجیل لوقا 22:44

[۷] انجیل متی 27:28-30

toobaafoundation.com

اس عالم میں ان کی پکار کے الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ وہ خود کو خدا نہیں بلکہ کسی قادر و برتر ہستی کو خدا سمجھتے تھے۔[۱]

اناجیل کی نقشہ کشی کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام نہ قادر مطلق ہیں اور نہ ہی علیم کل۔[۲]

ان تمام حوالوں سے عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کی معنویت کا بشری پہلو صراحتاً سامنے آتا ہے۔ نیز یہ ان کے خدا ہونے کی نفی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

اسی بنیاد پر جیمز ہیسٹنگز لکھتے ہیں:

"He could feel hunger and thirst. He could feel joy, sorrow, pity and even anger. He shrank from the prospect of death... It is picture of a man."[3]

یہی فاضل لغت بائبل کے مقالہ نگار صراحتاً تحریر کرتے ہیں:

"The New Testament is clear on the true humanity of Jesus."[4]

اسی لیے معجزات و نشانات کی کثرت کے باوجود ابتدائی عیسائی دنیا میں عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کی معنویت بشریت اور رسالت ہی کے گرد گھومتی تھی۔ اس امر کا اظہار خود حواری پطرس کی زبانی کتاب اعمال میں مرقوم ہے۔[۵]

قاموس الکتاب کی صراحت کے مطابق اناجیل میں ابن آدم کا لفظ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے 78 مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ابن آدم کا بنیادی مطلب انسان معلوم ہوتا ہے۔ یعنی نسل انسانی کا ایک خاص ممبر۔[۶]

مرور ایام کے ساتھ عیسائی عقائد نے عیسیٰ علیہ السلام کی معنویت کے حوالے سے ایک انوکھی کروٹ لی۔ اس تدریجی عمل کا آغاز پولس رسول کے ہاتھوں ہوا۔ اس کے اپنے الفاظ کے مطابق اس کی تعلیم یسوع مسیح کی طرف سے مکاشفہ کا نتیجہ ہے۔ یعنی اس نے انجیل انسانوں سے نہیں بلکہ بذریعہ مکاشفہ حاصل کی ہے۔[۷]

اس مکاشفہ یا مکاشفات کے ذریعے پولس یونانی فلسفہ و مذہب کی مشرکانہ توہم پرستیوں اور موشگافیوں کو عیسائیت میں داخل کرنے میں کامیاب رہا۔[۸]

پولوس نے آہستہ آہستہ عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کی معنویت پر نیا رنگ جمانا شروع کیا۔ پہلے تو پولس نے صلیب پر لعنتی موت کی

---

[۱] انجیل متی 27:46

[۲] انجیل متی 24:36

[3] Hastings, James, Dictionary of the Bible, Edinburgh, 1963, P.140.

[4] Ibid. P.415.

[۵] کتاب اعمال 2:22

[۶] خیر اللہ، ایف۔ ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ لاہور، 2016، ص 32.

[۷] انجیل، گلتیوں کے نام پولس کا خط 1:11-12

[8] Hastings, James, Dictionary of the Bible, Clark, London, 1963, Vol 5. P.150.

toobaafoundation.com

یہ توجیہ کی کہ عیسیٰ علیہ السلام لعنتی موت نہیں مرے بلکہ گناہ کے کفارہ کے طور پر قربان ہو گئے ہیں۔

بعد ازاں پولوس نے دمشق کے عبادت خانوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا اعلان کرنا شروع کیا۔ ابیونی فرقہ نے پولس کے خطوط اور اس کے عقائد کو مسترد کر دیا۔ دوسیتی اور متخیلہ فرقے نے بھی پولس کو درخور اعتنانہ سمجھا لیکن جسٹن (م 165ء) نے پولس کے نظریات پر افلاطونی فلسفہ کا رنگ چڑھاتے ہوئے خدا کی صفت کلام کو ایک اور خدا قرار دیتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کو اس کا مظہر قرار دے دیا۔

جسٹن کا ہم عصر مارسیون بھی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پولسی معانی کی اشاعت کا علمبردار بنا۔ یوں آہستہ آہستہ عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق نئے معانی نمودار ہونا شروع ہوئے۔ پولس افکار، یونانی نظریات، سکندریہ، قیصریہ اور انطاکیہ کے مکاتب فکر کے خیالات نے ان معانی کو عوامی اور جذباتی رنگ پہنایا اور دیانت کی بجائے غلو کے سرایت کر جانے نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک نئے انداز میں متشکل کر دیا۔

انجیل یوحنا کے ابتدائیہ نے جو کلام کے متعلق تھا قبول عام حاصل کیا۔[1] اس کی مخالفت کو مسیح کی توہین کے مترادف قرار دیا گیا۔ پھر حلول و تجسم کا نظریہ وجود میں آیا یعنی خدا کے بارے میں کہا گیا کہ وہ انسانیت کی نجات کے لیے زمین پر آیا اور صلیب پائی۔ رفتہ رفتہ باپ، بیٹا، روح القدس کی اصطلاحات رواج پا گئیں۔

معنویت کا ارتقائی سفر جاری رہا۔ صفت کلام کے بارے میں یہ نظریہ پیش ہوا کہ صفت کلام خدا کی طرح ازلی تھی۔ آریوس نے اتنا ضرور کہا کہ باپ (خدا) برتر ہے اور بیٹا (عیسیٰ) فروتر ہے۔ یعنی ایک وقت تھا جب عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی وجود نہ تھا۔

بعد کے عیسائی مذہبی ادب میں انہی رجحانات کے پیش نظر مسیح اور ابن آدم کی بجائے خداوند (Lord) اور خدا کا بیٹا (Son of God) کے القاب متعارف کروائے گئے۔

جیمز ہیسٹنگز کی لغات کے مطابق یہ امر مشکوک ہے کہ یہ الفاظ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے لیے استعمال کیے ہوں۔[2]

بعد ازاں باپ اور بیٹا کے لفظ کے مجازی معنوں کو مراد لینے کی بجائے اسے نہ صرف حقیقی معنوں پر محمول کیا گیا بلکہ انہیں عیسیٰ علیہ السلام کے لیے خاص کیا گیا۔ خدا باپ، خدا بیٹا کا تصور ابھرا۔ رائج الوقت تثلیث پسند مذاہب اور فلسفوں کے زیر اثر اس تصور میں روح القدس کی آمیزش کی گئی۔ برہما، وشنو اور شیوا کی ہندووانہ تثلیث، بدھ، دھرم اور سنگھ کی بدھ تثلیث، بعل، شمس اور قمر کی اشوری تثلیث، آئی سیس، آسیرس اور ہورس کی رومی تثلیث کو عیسائی تثلیث میں تبدیل کر لیا گیا۔

عیسیٰ علیہ السلام کی معنویت — عیسائیوں کی نظر میں

گزشتہ بحث واضح کرتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقائد اور معنویت کے حوالے سے عیسائی دنیا اختلاف کا شکار رہی ہے۔ اس کے باوجود معانی کے جن پہلوؤں پر اصرار رہا ہے ان میں سرفہرست کفارے کا عقیدہ ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کی معنویت مستقلاً

[1] انجیل یوحنا 1:1-3

[2] Hastings, James, Dictionary of the Bible, Edinburgh, 1963, P.143.

toobaafoundation.com

جڑی ہوئی ہے۔

گناہ ایک ہیبت ناک حقیقت ہے۔ قادر مطلق خدا کی اہانت اور اس کی پاکیزگی کے برخلاف ہے۔ گناہ کے ذریعے انسان اور خدا میں جدائی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ اس گناہ کا فدیہ ادا کیا جائے۔ لیکن انسان گناہ کے مسئلے کو خود حل نہیں کر سکتا اور اپنے آپ کو خود سے گناہوں سے پاک نہیں کر سکتا۔[۱]

نیز اپنے نیک اعمال سے گناہوں کا کفارہ نہیں دے سکتا۔[۲]

یہی وجہ ہے کہ بائبل کے مطابق کفارہ وہی ہو گیا جو خدا کی طرف سے ہے۔

چنانچہ عہد نامۂ قدیم میں کفارے کی کئی توضیحات بعد میں آنے والی خوشخبری کی راہ ہموار کرتی ہیں۔[۳]

اس توضیح کے مطابق خیمۂ اجتماع کے پاک ترین مقام پر خون چھڑکا جاتا تھا کیونکہ جان رکھنے کے باعث خون ہی کفارہ دے سکتا ہے۔

جب یہ اصول طے ہو گیا کہ خون ہی سے کفارہ دیا جاتا ہے تو پیچیدگی یہ آن پڑی کہ جانوروں کا خون انسان کا کفارہ دینے کے لیے مؤثر نہیں بلکہ فقط ایک عبوری انتظام ہے۔ لہٰذا موسوی قانون کے مطابق قربانیوں کا مقصد فقط یہ تھا کہ انسان کو آنے والی عظیم ترین قربانی کے لیے تیار کیا جائے یعنی صلیب پر خدا کے بیٹے کی قربانی۔ یہی وہ مؤثر قربانی ہے جس کو خدا باپ نے ازل سے مقرر کر دیا تھا اور یہی وہ شجر قربانی ہے جس کے تنوں سے وہ تمام فکری شاخیں برآمد ہوتی ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کا احاطہ کرنے والی ہیں۔

یہ معنویت پولس رسول کی عطا کردہ ہے۔ ازلی گناہ کے عنوان سے تیار کیا گیا یہ معنیٰ علی الاطلاق کہتا ہے کہ ساری اولاد ازلی گناہ کے اثر سے گناہ گار ہوئی اور اس کی تلافی عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پانے سے ہوئی۔

پولس رسول کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

- آدم کی نافرمانی سے گناہ اور یسوع کی فرمانبرداری سے راست بازی حاصل ہوئی۔[۴]
- مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لیے موا اور دفن ہوا۔[۵]
- مسیح نے اپنے آپ کو سب کے فدیہ میں دیا۔[۶]
- خداوند نے اس کے خون کو کفارہ ٹھہرایا۔[۷]

---

[۱] کتاب امثال 20:9

[۲] رومیوں 3:20

[۳] عہد نامۂ قدیم، کتاب احبار 16:16,17

[۴] رومیوں 5:19

[۵] کرنتھیوں 15:3-4

[۶] تیمتھیس 2:6

[۷] رومیوں 3:25

toobaafoundation.com

- جانوروں کے خون کی بجائے اپنا ہی خون لے کر اپنے آپ کو بے عیب قربان کر دیا۔[۱]

یوں صلیب پر بہنے والا خون انسانیت کی طرف سے نہ صرف تلافی کے لیے کافی ہو گیا بلکہ دیگر تمام قربانیوں سے بے نیاز کر گیا۔

عیسیٰ اور آدم علیہما السلام میں مماثلت اور تضاد کے عیسائی زاویے

صلیب پر خون مسیح بہایا جانا ایک گہری معنویت کا آئینہ دار ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے آدم علیہ السلام کی پسلی سے حوا رضی اللہ عنہا نے جنم لیا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ٹوٹی ہوئی پسلیوں اور بکھرے ہوئے خون سے چرچ نے جنم لیا۔ یوں چرچ خداوند کی دلہن بنا۔ صلیب کے بستر پر عیسیٰ علیہ السلام نے قربانی دے کر اپنی دلہن کے نہ صرف دلہا ہونے کا حق ادا کیا بلکہ چرچ کو ہر قسم کی خصوصیات سے مالا مال کر کے ایسے ہی پھیلا دیا جیسے آدم اور حوا کے ملن سے انسانوں کے گروہ وجود میں آئے تھے۔

ڈیوڈ اسکاٹ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی معنویت حقیقی کا ایک پہلو آدم علیہ السلام سے اختلاف کا بھی ہے۔

آدم علیہ السلام کے گناہ کا مطلب جنت میں داخلہ کا انکار تھا جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی دراصل وہ ہاں ہے جس نے جنت میں دوبارہ داخلے کا راستہ ہموار کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

> "In his humanity he became the great yes that reversed the no of Adam and Eve's sin."[2]

عمانوئیل کی رداء میں خدا کی مصاحبت کی معنویت

عیسائی فلسفہ عیسیٰ علیہ السلام پر عمانوئیل کے لفظ کا اطلاق بھی کرتا ہے۔ یہ لفظ دوبار عہد نامۂ قدیم اور ایک بار عہد نامۂ جدید میں مذکور ہے۔[۳]

عمانوئیل کا مطلب "خدا ہمارے ساتھ" ہے۔ یوں عیسیٰ علیہ السلام بشری بھی ہیں اور الوہی بھی۔ بیک وقت خدا اور انسان ہونے کے لحاظ سے وہ نئے عہد کا واحد ثالث بن جاتے ہیں۔ یہ ثالث جنت اور زمین کے درمیان پل کا کام کرتا ہے۔

یوں عمانوئیل کی شکل میں خدا انسانوں کے درمیان خیمہ زن ہوا اور وہ ایسا شفیع بنا جس کا مقصد خدا اور اس کے کنبے کے درمیان اس دوستی کو بحال کرنا تھا جو ازلی گناہ کی شقاوت کی بناء پر چھن گئی تھی اور یہ دوستی ایسے بحال ہو کہ تقدس کا اصول بھی متاثر نہ ہو۔

مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت کی معنویت

عیسائی عقیدہ کے مطابق مریم رضی اللہ عنہا اسرار تثلیث کی اولین امین ہیں۔ یہ امانت اس وقت انہیں سونپی گئی جب جبرائیل علیہ السلام نے انہیں خدا باپ کے پیغام کے ذریعے روح القدس کی مدد سے خدا بیٹے کی خوشخبری دی اور یوں مریم رضی اللہ عنہا کا بطن اس الوہیت کا جائے

---

[۱] عبرانیوں 9:12-14

[2] Scott, David, The Catholic Passion, Loyola Press, Chicago, 2005, P.199

[۳] یسعیاہ 7:14 اور 8:8 نیز ملاحظہ ہو انجیل متی 1:23

toobaafoundation.com

قرار بنا جو گوشت پوست کی شکل میں پرورش پانے والی تھی۔ یوں نجات بنی نوع انسان کا کام جس عظیم شخصیت سے شروع ہوا وہ مریم رضی اللہ عنہا کی ہستی تھی۔[1]

یوں مریم رضی اللہ عنہا مسیحا کی پیدائش، ابتدائی زندگی، صلیب اور چرچ کی پیدائش کی گواہ ہونے کی بنیاد پر عیسائی مذہب میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں۔ بشری اور الوہی صفات کے مرکبات کا اتصال مریم رضی اللہ عنہا کو ایک خاص تقدیسی مقام عطا کرتا ہے۔

ڈوم رابرٹ لی گال لکھتے ہیں:

"She provides Christ's human side just as the father provides his divine nature."[2]

مریم رضی اللہ عنہا کا تقدیسی قدار تقائی مراحل سے گزرتے ہوئے روایت پسند عیسائیت اور کیتھولک حلقوں میں اتنا بلند ہوا کہ اصلاح پسندوں نے اسے نہ صرف شرک سے تعبیر کیا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی کے منفرد ہونے کے منافی بھی قرار دیا۔ لیکن ابھی بھی مریم رضی اللہ عنہا سے نہ صرف کئی تہوار منسوب ہیں بلکہ عیسائی مالا پر باقاعدہ ان کا نام ورد کیا جاتا ہے اور انہیں اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ اور واسطہ قرار دیا جاتا ہے۔ کیتھولک چرچ میں مریم کے مجسّموں کا ہونا ایک عام روایت ہے۔ مگر اس سے ابتدائی عیسائیت نا آشنا تھی۔

مریم رضی اللہ عنہا سے دعائیہ التجا Hail Mary کے نام سے معروف ہے۔ مالا پر اسے دس دس کے گروپ میں پندرہ بار پڑھا جاتا ہے۔ پانچ بار خوشی کے انداز میں پڑھنا پیدائش مسیح کا نشان ہے۔ پانچ بار غم کے انداز کو اختیار کرنا صلیب پر مسیح کے دکھ اٹھانے کی علامت ہے۔

پانچ بار عظمت کے انداز میں پڑھنا عیسیٰ علیہ السلام کے مردوں سے جی اٹھنے اور عالی مرتبہ ہونے کی تمثیل ہے۔

چونکہ Hail Mary کے الفاظ 150 بار پڑھے جاتے ہیں اور اتفاقاً زبور کی مناجاتوں کی تعداد بھی 150 ہی ہے۔ لہٰذا اسے غریب آدمی کا زبور بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

---

[1] انجیل متی 1:18 نیز ملاحظہ ہو انجیل لوقا 1:35

[2] LeGalle, Dom Robert, Symbols of Catholicism, Barnes and Noble, 2003, P.26.

toobaafoundation.com

مقدس بائبل کی معنویت

مقدس بائبل کا پہلا حصہ عبرانی بائبل ہے۔ مسیحی اسے پرانا عہد نامہ کہتے ہیں۔ یہ خدا کے نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کئے گئے عہود کی یادگار ہیں۔

نیا عہد نامہ مسیحی بائبل کا دوسرا حصہ ہے۔ اس کی معنویت کے بارے میں عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ پرانا عہد نامہ اگر خدا کے اولین وعدوں کا امین ہے تو نیا عہد نامہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کئے گئے وعدوں کی یادگار ہے۔

نیا عہد نامہ تین اقسام کی کتابوں پر مشتمل ہے۔

- تاریخ کی کتابیں چار اناجیل اور کتاب اعمال پر مشتمل ہیں۔
- خطوط جو پولس رسول اور دوسروں نے مختلف افراد یا کلیساؤں کو لکھے۔
- مکاشفاتی ادب جو اشارات و علامات پر مشتمل ہے اور قدرے عمیق و دقیق ہے۔

بائبل کی معنویت سمجھنے سے پہلے گھر کی یہ گواہی جاننا ضروری ہے کہ بائبل مقدس کو اکٹھا کرنے والوں کے ناموں کا پتا نہیں اور کوئی بھی واضح طور پر نہیں جانتا کہ کس نے ان کا زیادہ تر حصہ لکھا۔[۱]

اناجیل اربعہ عیسائیت میں زیادہ معروف ہیں۔ یہ چار اناجیل متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کے نام سے متداول ہیں۔ پہلی تین اناجیل اناجیل متوافقہ کہلاتی ہیں کیونکہ ان کے مضامین میں کافی یکسانیت ہے۔

فرانسیسی محقق موریس بوکائے کے مطابق اناجیل کے متون توڑ مروڑ کا شکار ہوئے۔[۲]

بہر حال الہامی کتب کی فہرستیں بننا شروع ہوئیں۔ اسکندریہ کے بشپ اثناسیس کی اہم فہرست کو 367ء میں جاری کیا گیا۔ بڑے کلیساؤں کی حمایت سے چھوٹے کلیساؤں میں بھی اس فہرست کو تسلیم کر لیا گیا اور انہیں الہامی حیثیت دے دی گئی۔

بائبل (انجیل) کی مرکزی معنویت — نقاط عامہ سے نقطۂ فراز تک

بائبل کا مرکزی پیغام نجات کا بیان ہے۔ یہ انکشاف تین پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔

- نجات لانے والا
- راہ نجات
- نجات کے وارث

---

[۱] بائبل مقدس کے دلچسپ حقائق، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، 2014، ص10.

[2] Bucaille, Maurice, Dr, The Bible, The Quran and Science, London, 2000, P.31.

toobaafoundation.com

خدا اپنے بندوں کا نجات دہندہ ہے۔ وہ اپنے بندوں پر رحم کرنا چاہتا ہے۔ یوں وہ اپنے کلام سے اس عہد کی تصدیق کرتا ہے۔ نجات لانے والے اور عہد کے درمیانی عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور نجات کے وارث خدا کی کلیسیا ہے۔

اسے انجیل کے نام سے اس لیے یاد کیا جاتا ہے کہ یہ ایک خوشخبری ہے جو انسان کو نجات کی صورت میں مہیا ہوئی ہے۔

اسی لیے نئے عہد نامے کے پروٹسٹنٹ ترجمے میں لفظ انجیل اور خوشخبری بلا امتیاز ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔[1]

پرانے عہد نامے اور انجیل کا گہرا سری تعلق

پرانے عہد نامے کا نئے عہد نامے سے ایک گہرا سری تعلق بھی ہے۔ نئے عہد نامے میں استعمال ہونے والے نشان، علامات اور اشخاص میں ایک عجیب انداز کا غموض ہے۔ مثلاً سیلاب، نوح علیہ السلام کی کشتی دراصل وہ علامات ہیں جو دراصل بپتسمہ کے حیات آفریں کام کی طرف اشارہ کرنے والے ہیں۔ صحرا میں بنی اسرائیل کو ملنے والا من دراصل اس روٹی کا پیشرو ہے جو یوخرسٹ کے موقع پر مستقبل میں خدا نئے عہد والوں کو دینا چاہتا تھا۔

اسی طرح اگر پرانا عہد نامہ اس امر کا غماز تھا کہ رحمدل خدا کے منصوبہ کے مطابق لوگوں کی ایک جماعت ہو گی جو اس کے عہد پر کاربند رہے گی۔ خدا کا خاندان کہلائے گی۔ تو نجات کا یہ عمل عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں بلند ترین مقام تک رسائی کر گیا۔ یوں دراصل پرانا عہد نامہ اور اس میں مذکور تمام احوال و واقعات مستقبل میں ہونے والے واقعات کا پیش رو ہیں اور کائنات کو مسیحا اور نئے عہود کے بارے میں قبل از وقت تیار کرنے والے ہیں۔

انجیل کی چار جہاتی معنویت

عیسائی فلسفہ کے مطابق بائبل کی معنویت کم از کم چار جہاتی ہے۔ ایک جہت تو لفظی معانی کی ہے جبکہ دوسری جہت روحانی معانی کا احاطہ کرتی ہے اور یہ دوسری جہت آگے تین شاخوں میں منقسم ہے۔

- رمزیہ جہت عقیدہ کے بارے میں ہے۔
- اخلاقی جہت اعمال کے بارے میں ہے۔
- تمثیلی جہت مزید اخلاقی بلندی حاصل کرنے کے بارے میں ہے۔

چنانچہ پال اور پطرس کا بپتسمہ کو سیلاب یا خروج مصر سے تشبیہ دینا رمزیہ انداز ہے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا تین دن مقبرے میں گزارنے کو یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں گزارے گئے تین دنوں سے تشبیہ دینا بھی اعلیٰ رمزیہ انداز ہے۔

آدم اور حوا علیہما السلام کے حالات کا بیان اخلاقی جہت کا آئینہ دار ہے۔ اسی طرح کا انداز پال نے کرنتھیوں کے لیے اپنایا تھا اور انہیں بنی اسرائیل کے صحرا میں بھٹکنے کا واقعہ بیان کرنے کا مقصد اخلاقی تربیت ہی تھا۔

تمثیلی جہت کی مثال عیسیٰ علیہ السلام کا صعود آسمانی ہے۔ اس کو پڑھنے سے نگاہ تصور بلندی پر مرکوز ہوتی ہے اور جنت کا دیدار کرتی

[1] رومیوں 1:15، کرنتھیوں 4:4، افسیوں 1:13

toobaafoundation.com

ہے اور اس دن کا پتہ دیتی ہے جب مردے زندہ ہوں گے اور خدا کی بادشاہت قائم ہو جائے گی۔

یوں بائبل خدا کا کلام ہے اور ہر ایک کے لیے ہے۔ اسی لیے اسے خوشخبری "Gospel" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ خدا کی طرف سے ایک بشارت ہے۔

یہ خدا کا نیا عہد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے خون سے تحریر کیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ عقیدت مند کو عیسیٰ علیہ السلام کے مقدس حروف میں تبدیل کر دیتا ہے اور یہ حروف پتھر کی تختیوں پر نہیں بلکہ گوشت اور خون پر مشتمل تختی پر کندہ ہیں جسے دل کہا جاتا ہے۔

چنانچہ ڈیوڈ سکاٹ لکھتے ہیں:

"Catholics can not live without the word. The Word of God is the vital sustenance of the soul. It feeds it, pastures it and guides it."[1]

اس کی رہنمائی کرنے کی خصوصیت اسے یوخرسٹ اور دوسری اجتماعی عبادات کا اہم ترین جزو بناتی ہے۔ قربان گاہ کے قریب اس کی مختلف آیات کی تلاوت کا مقصد نہ صرف بہتر اور زیادہ بلند روحانی مقام تلاش کرنا ہے بلکہ ان مسائل کا حل پانا بھی ہے جو زندگی کے سفر میں عقیدت مند کو درپیش رہتے ہیں۔

انجیل یوحنا کا ابتدائیہ — معنویت کلام

انجیل یوحنا کا ابتدائیہ ایک اور طرح کی معنویت اجاگر کرتا ہے۔

"ابتداء میں کلام تھا، اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔"[۲]

پھر یہی انجیل گواہی دیتی ہے۔

"اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے ساتھ رہا۔"[۳]

یوں عیسیٰ علیہ السلام فقط ایک نبی یا معجزانہ پیدائش کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے فضل یا معجزے دکھانے والے شخص نہیں رہتے بلکہ ازلی کلام کا اوتار بن جاتے ہیں جو خود بھی خوشخبری ہیں اور جن کی حیات کے واقعات بھی بشارتوں پر مشتمل ہیں۔ یوں اناجیل اربعہ دراصل عیسیٰ علیہ السلام کا وہ روپ ہیں جو گوشت اور خون کی بجائے حروف سے مزین ہوا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] Scott, David, The Catholic Passion, Loyola Press, Chicago, 2005, P.144.

[۲] انجیل یوحنا 1:1

[۳] انجیل یوحنا 1:14

toobaafoundation.com

عیسائیت میں زیارات اور مقدس مقامات — معنویت اور احکامات

عیسائیت میں زیارات و مقدس مقامات کی ابتداء مجوسیوں کے اس سفر سے منسلک کی جاتی ہے جب آسمان پر ستارے کی موجودگی نے عقل مند مجوسیوں کو مجبور کیا کہ وہ اس نئے بادشاہ کو دیکھ کر آئیں جو بیت اللحم میں جانوروں کے ایک باڑے میں پیدا ہوا ہے۔[1] ان مجوسیوں کا اپنے گھر سے نکلنا اور عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کرنا عیسائی مذہب میں زیارات کا پہلا بنیادی سنگ میل سمجھا جاتا ہے۔

چنانچہ عیسائی مذہب اس امر پر زور دیتا ہے کہ یہ زیارت دراصل ان الوہی صفات کو حاصل کرنے، محسوس کرنے اور انہیں تحائف دینے کا ابتدائیہ ہے جو صفات پیدائشی طور پر عیسیٰ علیہ السلام میں موجود تھیں۔

چنانچہ عیسائیت میں زیارات کا ایک طویل تجربہ اور لمبی تاریخ موجود ہے۔ عقل مند مجوسیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عیسائی عموماً ان تمام جگہوں پر جانا پسند کرتے ہیں جنہیں عیسیٰ علیہ السلام کے مبارک قدموں نے چھوا۔ نیز یہ زیارت آہستہ آہستہ ان اشخاص اور مقدس راہبوں کی طلب میں بھی ہونے لگی جو عیسیٰ علیہ السلام کے پیغام کو پہنچانے کے لیے کوشاں رہے۔ رفتہ رفتہ زیارت کا رخ زندہ راہب کی بجائے اس کی قبر کی طرف بھی منتقل ہو گیا۔ لیکن معنویت یہی رہی کہ وہ تمام الوہی صفات محسوس کی جائیں جو عیسیٰ علیہ السلام میں تھیں یا ان کی وساطت اور وسیلے سے بعد ازاں نیک راہبوں میں منتقل ہو گئیں۔ یوں عیسائیت میں فلسفۂ زیارات ہندو اور بدھ زیارات کے فلسفے سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔

راہبوں کے مقابر آہستہ آہستہ عقیدے کی پختگی، گناہوں کی معافی اور نزول برکات کا ذریعہ سمجھے جانے لگے۔ پطرس اور پال کے مقابر ہی نے روم کو لافانی شہر کا درجہ عطا کیا اور بعد ازاں یہ شہر کیتھولک زیارت کے لیے مخصوص ہو کر رہ گیا۔ عیسائی اولیاء کی قبریں مرجع خلائق بنیں۔ سپین میں ولی جیمز، اٹلی میں ولی فرانسس اور انگلستان میں ولی بیکٹ کے مزار عقیدت مندوں کے دلوں کی دھڑکن اور گہری مذہبی وابستگی کے مظاہر ہیں۔

زیارات و مقامات سے عیسیٰ علیہ السلام کا رابطہ

بدھ مت کی طرح عیسائی زیارات اور مقامات کی تقدیس عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے ساتھ گہرے انداز میں منسلک اور منضبط ہے۔ اگرچہ مریم رضی اللہ عنہا اور اولیاء عیسائی عقیدت مندوں کے لیے اہم مقام رکھتے ہیں لیکن عیسائیت کی زیارات و مقامات کو اگر ایک دائرہ تسلیم کیا جائے تو اس کا مقدس مرکز بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کی ذات عالیہ ہی ہے۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ارض مقدس یعنی فلسطین سے رہا ہے اسی لیے فلسطین کے وہ تمام قصبے اور گاؤں عیسائی زیارات کا محور قرار پائے جہاں عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب مختلف واقعات کی معنویت جڑی ہوئی ہے۔

---

[1] انجیل متی 2:1-12

toobaafoundation.com

بیت اللحم، یروشلم اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش—اتحاد ثلاثہ

بیت اللحم (روٹی کا گھر) کی معنویت کا سرورق عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش ہے۔ یہ مسیحا اور نجات دہندہ کی تشریف آوری کی بناء پر مقدس قرار پایا۔ مجوسیوں کے تحائف سونا، لوبان اور مر نے اس جگہ کو بیک وقت ایک بادشاہ، ایک مذہبی مصلح اور ایک مصیبت زدہ شخص کی ولادت گاہ بنادیا۔ یوں جب عیسائی بیت اللحم کا رخ کرتے ہیں تو بیک وقت وہ ایک ایسے بادشاہ کی زیارت کا عزم لئے ہوئے ہوتے ہیں جو مذہبی اصلاح کا علمبر دار بھی تھا بعد ازاں اسی اصلاح کے بالمقابل مذہبی اجارہ داریوں کے ظلم کا نشانہ بنتے ہوئے صلیب پر جھول گیا اور صلیب پر اس کی موت نے بنی نوع انسان کو ازلی گناہ کے بوجھ سے نجات دلوادی۔

یروشلم— معنویت کے عیسائی نظریات

زمین کا سب سے اہم مقام یروشلم ہے۔ یہ ہیکل کی تعمیر کا شاہد اور امین ہے۔ یہ نبی داؤد علیہ السلام اور ان کی نسل کے بادشاہوں کا شہر ہے۔ اسی جگہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت، قیامت اور صعود آسمانی کے واقعات رونما ہوئے۔ اسی شہر میں حواریوں اور دیگر شاگردوں پر روح القدس نازل ہوا۔ اسی شہر میں کلیسیا وجود میں آئی اور عظیم چرچ کونسل منعقد ہوئی۔[۱]

یہیں بیت حسدا میں مفلوج کو شفا ملی۔ اکتوبر 29ء میں عیسیٰ علیہ السلام عید خیام کے موقع پر یروشلم گئے۔[۲] دسمبر 29ء کو عیسیٰ علیہ السلام نے یہاں عید تجدید منائی۔[۳] یہیں انہوں نے زندگی کے آخری ایام گزارے۔[۴] یہیں وہ اپنے سب شاگردوں پر ظاہر ہوئے[۵] اور کوہ زیتون سے آسمان پر صعود کر گئے۔[۶]

دلچسپ امر یہ ہے کہ جیسے مہاراج اشوک کے روحانی سفر نے بدھ مت کے مقدس مقامات کو پذیرائی بخشی بالکل ایسے ہی قسطنطین اعظم کی والدہ ہیلن کے یروشلم کے دورے نے اس شہر کو پورے عالم میں ممتاز بنوادیا۔ روایات کے مطابق اس نے ہر اس مقام پر خانقاہ تعمیر کی جس کا تعلق عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔

بیت اللحم کا میلادی کلیسیا "Church of Nativity" عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا نشان بن کر تقدیس کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہے۔ اسی کلیسیاء میں اس ستارے کا نقش موجود ہے جس کو دیکھ کر عقل مند مجوسی عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کے لیے آئے تھے اور یہیں پر وہ قربان گاہ ہے جس کے بارے میں معروف ہے کہ وہاں عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش عمل میں آئی تھی۔

ستارے کا نقش چودہ کونوں پر مشتمل ہے۔ جو ان چودہ مقامات کی یادگار ہے جہاں سولی چڑھائے جانے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے

---

[۱] کتاب اعمال، باب نمبر 15.

[۲] انجیل یوحنا 2:7

[۳] انجیل لوقا 1:38-42

[۴] انجیل یوحنا 12:12

[۵] کتاب اعمال 1:1-8

[۶] انجیل لوقا 24:50-53

toobaafoundation.com

تھے۔ انہیں "Stations of the Cross" کہا جاتا ہے۔ ستارے کے اوپر لاطینی زبان میں ایک عبارت کندہ ہے جو 1717ء میں کھدوائی گئی۔ وہ عبارت یوں ہے:

"یہاں یسوع کو کنواری مریم نے جنم دیا۔"

دو قربان گاہیں مزید ہیں۔ ایک نومولود عیسیٰ علیہ السلام کے رکھے جانے اور دوسری مجوسیوں سے منسوب ہے۔

ارض مقدس کے مزید مقامات اور ان سے جڑی تقدیس کے پہلو

ارض مقدس میں مزید کئی مقامات ہیں جو زیارت کرنے والوں کی نگاہوں کی ٹھنڈک کا سامان کرتے ہوئے ان واقعات کو پردۂ چشم پر ابھارتے ہیں جن کی معنویت عیسیٰ علیہ السلام سے جڑی ہوئی ہے۔

ناصرہ بستی میں مقدسہ مریم اور ان کے خاوند کی جائے رہائش تھی اور یہی وہ جگہ ہے جہاں جبرائیل علیہ السلام نے ظاہر ہو کر انہیں بیٹے کی خوشخبری سے نوازا تھا۔ اسی بشارت کے معنی کو ظاہر کرنے کے لیے یہاں ایک کلیسیا موجود ہے جسے (Church of Annunication) کہتے ہیں۔

کنعا کا قصبہ اس معجزے کی یادگار ہے جب پہلی بار ایک شادی کے موقع پر عیسیٰ علیہ السلام نے پانی کو شراب میں تبدیل کر دیا تھا۔

دریائے اردن یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھوں عیسیٰ علیہ السلام کے بپتسمہ کی یادگار ہے۔ عقیدت مند اسی معنویت کے تحت یہاں آ کر یا تو دریا میں غوطہ لگاتے ہیں یا اپنے ایمان و عہد کی از سر نو تجدید کرتے ہیں۔[1]

کوہ زیتون عیسیٰ علیہ السلام کی پسندیدہ جگہ سمجھی جاتی ہے۔[2] یہی وہ جگہ ہے جہاں سے عیسیٰ علیہ السلام کا صعود آسمانی ہوا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اپنی زندگی میں عیسیٰ علیہ السلام فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے۔[3]

کوہ صیہون "Mount Zion" پر عیسائی زائرین کو عیسیٰ علیہ السلام کا وہ آخری کھانا یاد آتا ہے جو حواریوں کے ساتھ کھایا گیا تھا۔ کوہ صیہون کا یہ حجرہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثانیہ کے بعد دوبارہ آمد کا شاہد بھی ہے۔ نیز یہی وہ کمرہ ہے جہاں حواریوں کو روح القدس نے آ کر روحانی قوتوں اور بالیدگی سے لبریز کیا تھا۔

مصائب کا راستہ — زائرین کی نگاہ شوق کا اصل ہدف

یروشلم کی وہ تمام راہداریاں، گلیاں اور راستے جن پر چل کر عیسیٰ علیہ السلام مقام مصلوبیت تک پہنچے مصائب کا راستہ کہلاتے ہیں۔ اسے Via Dolosara کہا جاتا ہے۔

یہ وہ راستے ہیں جہاں عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب اٹھا کر چلنا پڑا۔ انٹونیہ محل سے کنیسہ کمامہ تک کی راہداری دکھوں اور مصائب کے

---

[1] انجیل متی 3: 16

[2] انجیل لوقا 21:37

[3] انجیل متی 21:1-11

toobaafoundation.com

اہم نقاط سے لبریز ہے۔ یہ کنیسہ عیسیٰ علیہ السلام کی مصلوبیت کا مقام ہے۔

مصائب کے اس راستہ کے چودہ اہم مقامات عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے آخری لمحات کے مختلف اہم زاویوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام پر فرد جرم کا اعلان، ان کا صلیب کو اٹھانا، ان کا تکلیف کے ہاتھوں گرنا، اپنی ماں کی طرف دیکھنا، دوبارہ گرنا، ایک عورت کا عیسیٰ علیہ السلام کا مقدس پسینہ صاف کرنا، حکم مصلوبیت کا چسپاں کیا جانا، عیسیٰ علیہ السلام کا چند عورتوں کو صبر کی تلقین کرنا اور آخر کار کنیسہ کمامہ کے سامنے تیسری بار گرنا، عیسیٰ علیہ السلام کا بے لباس کیا جانا، صلیب پر عیسیٰ علیہ السلام کے جسم میں میخیں ٹھونکنا، عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب سے اتارا جانا اور بالآخر مردہ بدن کو مقبرے میں رکھ دیا جانا..... مصلوبیت کی منزل کے راستے کے یہ چودہ مقامات دراصل انسانی زندگی کی مختلف اقساط ہیں۔ جن کو ادا کرنے ہی سے موت پر فتح حاصل ہوتی ہے اور حیات ثانیہ کے دروازے وا ہوتے ہیں۔

چنانچہ یہ مقامات زیارت کا مقدس ترین نشان اور علامت ہیں۔ سات کے ہندسے کا مضاعف ہونے کے حوالے سے یہ چودہ مقامات دراصل مقامات تکمیل ہیں۔ تکملہ کی علامات ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بے داغ شخصیت کے مظاہر ہیں۔

عیسائی زیارت کا ایک اور قابل دید مقام کلیسائے گتسمنے ہے۔ یہ غار عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت خداوندی کے اسرار و رموز کا امین ہے۔[۱]

اسی باغ میں عیسیٰ علیہ السلام نے تکلیف والی رات بستر کی اور صلیب کا راستہ چنا۔[۲]

بہر حال مقدس مقامات کی زیارت عیسائی مذہب میں نقلی طور پر ثابت نہیں۔ اسی لیے لوتھرن فرقہ زیاراتی تکلف کو بیوقوفانہ اور بت پرستانہ خیال کرتا ہے۔ چنانچہ زیارات کا اصل فلسفہ اور معنویت اس امر میں پوشیدہ ہے کہ مادی زیارات کی بجائے یہ سمجھا جائے کہ خود انسان ایک لمبے سفر پر گامزن ہے۔ یہ سفر اسے روح القدس کی رہنمائی میں فقط خدا کی طرف جانے کے لیے طے کرنا ہے اور اس کے لیے مادی زیارات فائدہ مند نہیں بلکہ وہ روحانی ترقی کا رآمد ہے جس کا راستہ جلاوطنی کی زیارت سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ جلاوطنی دراصل مادی آسائشوں، راحتوں اور تعیشات کو ٹھکرانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے لیے صبر کا دامن تھام کر برداشت کے کانٹوں پر چلنا پڑتا ہے اور یوں انسان جب احتساب نفس کی صلیب پر جھولتا ہے تو اسی لمحے وہ ناصرہ کے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہو جاتا ہے جن کی زندگی اس کا محور و مرکز ہے۔

مقدس زیارت کا ایک اور پہلو یہودیت سے مشابہت کا عنصر بھی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام خود تین بار یروشلم کی زیارت کرتے تھے۔[۳] اور اسی زیارت کے دوران وہ تشدد کا نشانہ بنائے گئے اور آخر کار مصلوب ہوئے۔ اس زیارت سے ایک نئے ہیکل اور ایک نئے قدس الاقداس کی جلوہ نمائی ہوتی ہے۔ یعنی زیارت نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک ایسے ہیکل میں تبدیل کر دیا جہاں الوہیت اور انسانیت ایک حسین سنگم کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور یہ حسین سنگم زمانۂ نو کے لیے Holy of the Holies کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔

---

[۱] انجیل لوقا 22:39

[۲] انجیل متی 26:36-56 نیز ملاحظہ ہو انجیل مرقس 14:32-52

[۳] انجیل یوحنا 2:13, 7:10

toobaafoundation.com

عیسائیت کے مقدس تہوار — معنویت اور احکام

عیسائیت کے اکثر تہواروں کا فکری تعلق بانیٔ مذہب عیسیٰ علیہ السلام سے جڑا ہوا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی مقناطیسی شخصیت کی کشش ان تمام تہواروں کے معانی کو باہم مربوط کرنے کا کام کرتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، تبلیغ، حواریوں کے ساتھ دعوت طعام اور بالآخر مصلوبیت سے ان تہواروں کو منسلک کیا گیا ہے اور ان تہواروں کو سینٹ پال کی تشریحات کے ذریعے مضبوط بنیاد بھی فراہم کی گئی ہے۔ جس کی تبلیغی کوششوں نے عیسائیت کو رومن باشندوں کے لیے قابل قبول بنا دیا اور رومن دیوتاؤں کے نعم البدل اور ان کی رسوم عیسائی تصورات نو کی چادر میں لپٹ کر نئے فکری معانی، علامات، نشانات کا سرورق بن گئیں۔

یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ کلیسائی مذہبی موسم کرسمس اور ایسٹر کے واقعات سے جڑا ہوا ہے اور ان دونوں تہواروں کو منانے سے پہلے کا وقت ان تہواروں کی تیاری کا وقت کہلاتا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے تہوار سے قبل کا وقت ایڈونٹ (Advent) کہلاتا ہے۔ اس دوران کرسمس کی تیاری کی جاتی ہے۔ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی مصلوبیت سے پہلے کا وقت لینٹ (Lent) کہلاتا ہے اور اس دوران عیسیٰ علیہ السلام کی فاتحانہ حیات نو کو ایسٹر کی شکل میں بنایا جاتا ہے۔

کرسمس — معنویت اور پس منظر

کرسمس کا دن یوم ولادت مسیح کے سلسلے میں منایا جاتا ہے اور چونکہ یہ عیسائیوں کے لیے ایک اہم اور مقدس دن ہے۔ لہٰذا اسے بڑا دن بھی کہتے ہیں۔

ایف۔ ایس۔ خیر اللہ کی معروف "قاموس الکتاب" کے مطابق خداوند مسیح کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں۔[۱]

مزید قاموس الکتاب ہی میں ہے کہ تیسری صدی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے 20 مئی کو منایا جائے۔ لیکن بعد ازاں شاہ قسطنطین کے عہد میں اسے 25 دسمبر کو منایا جانے لگا۔ 25 دسمبر کو مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کے ایک غیر مسیحی تہوار جشن زحل کو پس پشت ڈال کر اس کی جگہ خداوند مسیح کی سالگرہ منائی جائے۔[۲]

نیز یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اولین کلیسائیں یہ دن مناتی تھیں یا نہیں۔[۳]

پال گوائن کے مطابق اناجیل اربعہ میں یسوع مسیح کی ولادت کی تاریخ کا کوئی ذکر موجود نہیں۔[۴]

---

[۱] خیر اللہ، ایف۔ ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، 2016، ص175.

[۲] ایضاً ص175.

[۳] ایضاً ص175.

[4] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.237.

toobaafoundation.com

شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ کرسمس اپنے معانی کے لحاظ سے آفتاب پرستی سے مستعار ہے اور یوں صابی مذہب اور مجوسیت کے اثرات سے لبریز ہے۔ ثنویت اور متھرائیت کے تاثرات اس میں کلیتاً موجزن ہیں۔ متھرا کی طرح کرائسٹ کی موت اور پھر سے جی اٹھنے کی حکایت، وہی روح وبدن کی ثنویت، وہی قربانی اور قربانی کے بدلے حیات نو۔ تاریخ کرسمس کا حتمی تعین نہ ہونے کی وجہ سے مشرقی کلیسا اسے چھ جنوری کو جب کہ مغربی کلیسا 25 دسمبر کو مناتا ہے۔

تیاری کرسمس اور ایڈونٹ۔ نظریاتی اجزاء

کرسمس سے چار اتوار پیشتر اس کی تیاری کا موسم ایڈونٹ کہلاتا ہے۔ لاطینی زبان میں ایڈونٹ کے معانی "آمد" کے ہیں اور یہیں سے عیسائی سال شروع ہو جاتا ہے۔ ان ایام کی سب سے اہم معنویت مسیحا کا انتظار ہے۔[1]

عیسائی مذہبی فلسفہ میں اس آمد کے دو رخ ہیں۔ ایک کا تعلق تو ماضی کے ساتھ ہے۔ جب یہودی عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اول سے پہلے ایک مسیحا کے انتظار میں تھے۔ جبکہ دوسرا رخ عیسیٰ علیہ السلام کی مستقبل کی آمد کا نقیب اور علمبردار ہے۔ چنانچہ اس پہلو کو درخشاں اور نمایاں کرنے کے لیے چرچ میں پھولوں کا ایک ہار رکھا جاتا ہے جس کے ساتھ چار موم بتیاں جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ چار اتوار گزر جانے پر چاروں موم بتیوں کو روشن کر دینا اس بات کا اشارہ ہے کہ اب دنیا میں وہ روشنی آنے والی ہے جو گمراہی اور ظلم کے اندھیروں کو نور ہدایت سے محو کر دے گی اور وہ شخصیت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔

ایڈونٹ کا موسم تین بڑے معانی کا احاطہ کرتا ہے۔

- عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش
- عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت وبزرگی
- عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی

بعض عیسائی روایات میں ایڈونٹ کے دور میں پیالوں میں گندم کا بیج بویا جاتا ہے جو کرسمس آنے تک پھوٹ پڑتا ہے اور یوں ان روایات کے اظہار سے ایڈونٹ ایک ایسا دور بن جاتا ہے جو نئی زندگی کے جنم لینے کی مضبوط ترین علامت ہے۔

چنانچہ اسٹیلا روس کالنز لکھتی ہیں:

"The Advent period represents the awakening of all new life."[2]

ان معانی کے بھرپور اظہار اور نمائش کے بعد بالآخر کرسمس کا اہم عیسائی تہوار جلوہ گر ہوتا ہے۔ یوں ایڈونٹ کے دور کو دیباچۂ کرسمس کہا جاتا ہے۔

---

[1] انجیل متی 24:30-31 نیز انجیل یوحنّا 14-28

[2] Collins, Stella Ross, Christmas, Kyle Cathie, 1998, P.30.

toobaafoundation.com

کرسمس سے جڑے شعائر کی معنویت

جیسا کہ واضح ہو چکا ہے کہ کرسمس کا تہوار متھرامت (سورج پرستی) کا عیسائی متبادل ہے اور اناجیل اربعہ میں اسے منانے کے حوالے سے کوئی روایت موجود نہیں۔ اسی لیے عیسائیت کے بتدریج اثر و نفوذ نے اس تہوار کے ساتھ کئی ایجاد بندہ شعائر منسلک کر دئے۔ ان شعائر میں سے ایک تحفے لینے دینے کی رسم ہے۔ اس کی معنویت کو ان مجوسی لوگوں سے جوڑا جاتا ہے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر ایک ستارے کا پیچھا کرتے کرتے عیسیٰ علیہ السلام کو بیت اللحم میں تلاش کیا۔ ان عقل مند مجوسیوں کے پاس نومولود مسیحا کے لیے چند تحائف بھی تھے۔ یہ تحائف سونا، لبان اور مر تھے۔[1]

اس انجیلی روایت کی بنیاد پر مائرہ کے سینٹ نکولس نے کرسمس پر تحفوں کے لین دین کے رواج کی بنیاد رکھی۔ سینٹ نکولس کی رکھی گئی یہ بنیاد بیسویں صدی میں سانتا کلاز کے روپ میں ڈھال دی گئی۔ تحفوں کا لین دین دراصل عیسائی مذہب کے نرم، مہربان اور محتاط ہونے کا اشارہ ہے۔

پنگھوڑے سے شجر کرسمس تک

کرسمس کے دوران اکثر کلیساؤں، چوراہوں اور دیگر نمایاں مقامات پر پنگھوڑے کی نمائش کی جاتی ہے۔ یہ خدا کے بیٹے کی ولادت کا نشان ہے۔ یہ پنگھوڑا دراصل جانوروں کے اس اصطبل کی علامت ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ اس پنگھوڑے کے ارد گرد مریم رضی اللہ عنہا، یوسف، چرواہوں کی شبیہیں بنائی جاتی ہیں اور پیدائش کے منظر کو ڈراموں کی شکل میں بھی پیش کیا جاتا ہے۔ ان ڈراموں کو پیدائش کا ڈرامہ (Nativity play) کہتے ہیں۔

شجر کرسمس اصولاً قبل عیسائیت بھی مقبول تھا۔ اس درخت کے ذریعے ماضی کے بت پرست مذاہب اس امر کا اظہار کیا کرتے تھے کہ تاریکی اور سردی کے دوران جب فطرت دم توڑنے والی ہوتی ہے درخت حیات نو کا نشان ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ تاریکی اور سخت سردی کا مقابلہ کرنے سے ایک نئی زندگی کا وجود جلوہ گر ہوتا ہے جو مصائب و شدائد زمانہ کے مقابلے میں مینارۂ نور کا کام کرتا ہے۔ درخت کی شاخیں اور پھل اسی معنویت کو بیان کرنے کے لیے نمائش میں پیش ہوتے تھے۔ اس درخت کو سدا بہار درخت سمجھا جاتا تھا۔ چرچ نے ان تمام قدیم روایات کو عیسائی رنگ عطا کر دیا۔

سدا بہار پودوں اور ان کے پتوں سے کرسمس کا درخت تیار کیا جاتا ہے۔ نیز اس درخت کو شمعوں، موم بتیوں اور روشنیوں سے سجانے کی روایت دراصل اس ستاروں بھری جنت کی یاد دہانی کرواتی ہے جہاں سے دنیا کی تاریکی کو روشنی میں تبدیل کرنے والا نور نمودار ہوا تھا۔ یہ نور دراصل عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت تھی اور یوں عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول کو شکل محسوس عطا کی جاتی ہے جب انھوں نے ایک عورت کو سنگساری سے بچایا اور یہ کہا کہ اسے وہ سنگسار کرے جس نے گناہ نہ کیا ہو۔[2]

---

[1] انجیل متی 2:1-12

[2] انجیل یوحنا 8:7

toobaafoundation.com

مزید عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں دنیا کی روشنی ہوں۔[۱]

کرسمس اور عیسیٰ علیہ السلام کی جہات ثلاثہ

کرسمس کی روایت چلتے چلتے 6 جنوری تک ایپی فینی Epiphany کا روپ دھارتی ہے۔ اس دن عیسیٰ علیہ السلام ان تین مجوسیوں کو سامنے پیش کئے گئے تھے جنہیں Magi یا عقلمند لوگ کہا جاتا ہے۔ یہ تین مجوسی عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے بیت اللحم آئے تھے اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کے اعتراف کے طور پر انہیں سونا، لبان اور مر پیش کیا تھا۔[۲]

ان تحفوں سے بھی بڑی عجیب معنویت جڑی ہوئی ہے۔ سونا ایک ایسا تحفہ ہے جو فقط بادشاہوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ لبان کا تحفہ مذہبی عہدیدار کی بھینٹ ہوتا ہے جبکہ مر ایسے شخص کو پیش کیا جاتا ہے جو مصیبت زدہ ہو۔ یوں یہ تین تحفے دراصل عیسیٰ علیہ السلام کی سہ جہاتی شخصیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام بادشاہ بھی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایسے مذہبی رہنما ہیں جو لوگوں کو خدا سے جوڑنے کا کام کرتے ہیں۔ نیز وہ ایسے نجات دہندہ بھی ہیں جس نے خود سولی قبول کر کے پوری انسانیت کی طرف سے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔

☆.....☆.....☆

[۱] انجیل یوحنا 8:12

[۲] انجیل متی 2:11

toobaafoundation.com

لینٹ کی راہداری سے ایسٹر تک کا سفر

عیسائیت کا اہم ترین تہوار ایسٹر لینٹ (Lent) کے چالیس دنوں بعد بر آمد ہوتا ہے۔ چونکہ ایسٹر کا تہوار عیسیٰ علیہ السلام کی مصلوبیت اور حیات ثانیہ سے منسلک ہے۔ لہٰذا لینٹ کے چالیس دن عموماً سنجیدگی اور سوگواری کی فضا سے معمور ہوتے ہیں۔ یہ چالیس دن احتساب نفس، توبہ، استغفار اور نفسانی خواہشات پر قابو پانے کے دن ہیں۔

چالیس دنوں کا تعلق اصولاً موسیٰ علیہ السلام کی خدا سے ملاقات کی یادگار میں تو تھا ہی لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے اسی روایت کے پیش نظر دن کا روزہ رکھا اور یہی عمل لینٹ کی معنویت کا مرکزی مقام ہے۔

مختلف دنوں سے گزرتا ہوا لینٹ کا سفر

لینٹ کا عرصہ کفارے اور استغفار سے متعلق ہے۔ لہٰذا اتوار کو اس کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے یہ بدھ کے دن شروع ہوتا ہے۔ اس بدھ کو راکھ کا بدھ (Ash Wednesday) کہا جاتا ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ پچھلے سال کے تاڑ کے درختوں سے بنائے گئے کراس جلائے جاتے ہیں اور ان کی راکھ عیسائیوں کے ماتھے پر ملی جاتی ہے۔ یہ راکھ غم اور توبہ کا علامتی نشان ہے۔[1]

اس دوران احتساب نفس کے لیے مرحلہ وار بعض اشیاء طعام کو ترک کیا جاتا ہے تاکہ لینٹ کے روزے کی مشق کی جا سکے۔ چنانچہ ایش بدھ سے پہلے ایک اتوار Cheesefare Sunday منایا جاتا ہے جو دودھ سے بنی اشیاء کھانے کا آخری دن ہوتا ہے۔ پھر Meatfare Sunday گوشت سے تیار شدہ اشیاء کھانے کا آخری دن ہے۔ راکھ کے بدھ سے ایک دن پہلے مردی گراس Mardi Grass کا منگل منایا جاتا ہے۔ یہ آخری موقع ہے جب لینٹ سے پہلے عیسائی ہر طرح کے دنیاوی لذائذ، جنسی تعلقات اور طعام و شراب سے متمتع ہوتے ہیں۔

مقدس ہفتہ اور پام سنڈے کا باہمی ربط

عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے آخری سات دنوں پر مشتمل ہفتہ یعنی ایسٹر سے پہلے والا ہفتہ مقدس ہفتہ "Holy Week" کہلاتا ہے۔ یہ پام سنڈے سے شروع ہوتا ہے۔ اس کی معنویت عیسیٰ علیہ السلام کے یروشلم میں داخلہ سے جڑی ہوئی ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام اپنی مصلوبیت سے پہلے یروشلم میں داخل ہوئے تو ہجوم نے کھجوروں کی ڈالیاں لہراتے ہوئے انہیں خوش آمدید کہا تھا۔ اسے کھجوروں والا اتوار کہتے ہیں۔[2]

بعض ماہرین کے نزدیک پام سنڈے یہودی عید خیام سے مشابہ ہے۔ تاڑ کے درخت کے پتے زندگی اور حیات ثانیہ کا نشان

---

[1] سموئیل 19:13 نیز ایوب 8:2 نیز یرمیاہ 26:60

[2] انجیل متی 11-21:1-11 نیز انجیل مرقس 11-11:1

toobaafoundation.com

ہیں۔ نیز اسے شجر حیات بھی کہتے ہیں۔ یوں ایسا لگتا ہے کہ ان پتوں کا لہرانا عیسیٰ علیہ السلام کی یروشلم میں موت اور پھر جلد ہی دوبارہ جی اُٹھنے کا نشان ہے۔[1]

مقدس ہفتے کا انتہائی نقطۂ عروج

مقدس ہفتہ جمعرات کے دن سے نقطۂ عروج کی انتہاء کی طرف سفر کرتا ہے۔ جمعرات کا دن عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے ساتھ آخری کھانے کی یادگار ہے۔ اسے عشائے ربانی کہا جاتا ہے۔ اس رسم کے ذریعے عیسیٰ علیہ السلام کے بدن اور خون سے رشتہ جوڑا جاتا ہے۔ یوں یہ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کی قربانی کی تشریح ہے۔ ☆

جمعہ کا اگلا دن گڈ فرائڈے کے نام سے معروف ہے۔ یہ مصلوبیت کا دن کہلاتا ہے۔ یہ دن عیسیٰ علیہ السلام کے آہنی عزم اور ان کی قربانی کی یادگار ہے۔

اس دن صلیب کی شکل کے بن روزہ توڑنے کے لیے کھائے جاتے ہیں۔ صلیب بلاشک وشبہ سولی چڑھائے جانے کی علامت ہے۔ جبکہ انڈا نئی زندگی کا نشان ہے۔ قدیم زمانے ہی سے حیات، بقا اور بار آوری کے نشان کے طور پر انڈا مشہور و معروف ہے اور چونکہ انڈے سے حیات برآمد ہوتی ہے لہٰذا ایسٹر کے موقع پر انڈوں کے تحفہ کا تصور مسیح علیہ السلام کے دوبارہ جی اٹھنے کا نشان بنتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ دن عیسائی مذہبی تقویم کا مقدس ترین دن ہے۔ ہفتہ کا دن عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قبر میں رکھے جانے کی یادگار ہے۔ ہفتہ کا یہ دن سکوت، انتظار اور امید کے نمائندے کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ جیسے جیسے یہ دن شام کی طرف بڑھنا شروع کرتا ہے۔ لینٹ کا سوگوارانہ اور سنجیدہ انداز ایسٹر کے اس شادماں زاویے میں ڈھل جاتا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثانیہ کی خوشی سے برآمد ہوتا ہے۔ چرچ میں موم بتی روشن کی جاتی ہے۔ اس کی روشنی اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ ساری کائنات کی روشنی کا دوبارہ ظہور ہو چکا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام واپس آچکے ہیں۔

ایسٹر — قدیم بت پرستانہ روایات اور یہودی عید فصح کا مرکب — تعلق کی کڑیاں

تمام ماہر ادیان اس امر پر متفق ہیں کہ ایسٹر کی روایات بائبلی نہیں بلکہ قدیم بت پرستانہ نظریات اور یہودیوں کی عید فصح کا ہمہ گیر چربہ ہیں۔

پال گوائن تحریر کرتے ہیں:

"The term Faster is derived from Eostre, the old English Word for April and possibly linked to a pre-christian goddess of spring time."[2]

رولینڈ پرٹن کے بقول:

---

[1] Jones, Gareth, The Bible Book, DK, 2018, P.245.

☆ عشائے ربانی کا مفصل تجزیہ عیسائیت کی سات بنیادی رسوم کے تحت کیا جائے گا۔

[2] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018. P.239-240.

toobaafoundation.com

"The name Easter is a pagan one. Eostre was the goddess of spring to the people of old."[1]

جبکہ مشہور ماہر ادیان اوون کول کے مطابق:

"Easter is another example of how Christianity "Christianized" a festival this time the Jewish passover."[2]

ان شواہد سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عموماً بعد کی پولسی عیسائیت نے عیسیٰ علیہ السلام کی سادہ تعلیمات کو یہودی شعائر اور قدیم دیومالائی سورج پوجا کا پیوند لگا کر ایسٹر کے تہوار کو نئے زاویے عطا کئے حالانکہ بنیاد پرانی ہی تھی۔ یوں پیرہن نو کو اوڑھ کر ایسٹر کا تہوار پچاس دن کے لیے رومن کیتھولک چرچ کو ہمہ گیر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام — رفع آسمانی اور یوم صعود

ایسٹر کے چالیس دن بعد کا اتوار عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کی یادگاری علامت ہے۔

رسولوں کے اعمال کے مطابق یسوع علیہ السلام اب موت پر فتح یاب ہو چکے تھے۔ لہٰذا وہ چالیس دن تک اپنے حواریوں کو نظر آتے رہے اور انہیں خدا کی بادشاہی کی باتیں سناتے رہے۔ اس کے بعد وہ آسمان پر چڑھ گئے اور اب خدا کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے اپنے نزول ثانی کے منتظر ہیں جب خدا کی بادشاہت لامتناہی انداز میں قائم ہو گی۔[۳]

یوں رفع آسمانی "Ascension Day" کی اہم ترین معنویت یہی ہے کہ عیسائی یقین رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی بھی زندہ ہیں اور ان کی روح عقیدت مندوں کے لیے ہدایت کا راستہ واضح کرتی ہے۔

عید خمسین اور روح القدس کے ملن کی معنویت

ایسٹر کے پچاس دن بعد عیسائی خمسین کا تہوار مناتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ تہوار پہلے ہی سے یہودی مذہب میں نزول تورات و احکام شریعت کے دیئے جانے کے اعتبار سے معروف تھا۔

کتاب اعمال کی عبارت ملاحظہ ہو:

"اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی۔"[۴]

اس عبارت کے مطابق اس دن روح القدس نے عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو ایسی قوت نطق و گویائی عطا کی جو بعد ازاں عیسائی

---

[1] Purton, Rowland, Festivals and Celebrations, Basil Blackwell, 1982, P.109.

[2] Cole, Owen, Five Religions in Twentieth Century, Hulton, 1982, P.214.

[۳] رسولوں کے اعمال 1:3

[۴] کتاب اعمال (2:4)

toobaafoundation.com

چرچ کے قیام کا سنگ اول ثابت ہوئی۔

اس دن کی ایک اہم معنویت سفید لباس، بپتسمہ اور روح القدس کا اتحاد ہے۔ لوگ سفید لباس زیب تن کئے ہوئے چرچ کا رخ کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آج بھی مقدس روح (Holy Spirit) کا نزول ہو گا اور اگر بپتسمہ کے مقدس عمل سے اپنے آپ کو گزار لیا جائے تو تینوں عناصر کے تقدس کا متحد ہو جانا اس امر کی علامت ہو گا کہ عقیدت مند نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کے کام کو جاری رکھنے کے اہل ہو گئے ہیں اور یہ کام روح القدس کی نگرانی میں سرانجام پائے گا۔ بلکہ ان کے لباس کی سفیدی نے انہیں پاکیزہ بھی بنا دیا ہے۔ کیونکہ سفید رنگ پاکیزگی کی علامت ہے۔[۱]

تثلیث کا اتوار (Trinity Sunday) اور معنویت

تہوار خمسین (White Sunday) کے بعد والا اتوار تثلیث کا اتوار یعنی (Trinity Sunday) کہلاتا ہے۔

یہ دن تین اعتبار سے اہم ہے۔

- اس دن چرچ کے عہدیداروں کو تربیت کے اختتام پر کلیسائی مناصب پر فائز کیا جاتا ہے۔
- اس دن سے چرچ کا سال اتوار کے دنوں کے حساب سے گنا جاتا ہے۔
- اس دن کی سب سے اہم معنویت یہ ہے کہ عیسائی مذہب کے ماننے والے اس دن اس عقیدے کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ تین خداؤں کی بجائے صرف ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں۔

اس دوران کئی منطقی مثالوں کے ذریعے باور کروایا جاتا ہے کہ تین ایک ہے یا ایک تین ہیں۔ اداکاری کرنے والے کے بارے میں ماسک کی مثال بھی دی جاتی ہے کہ جب وہ ماسک لگا کر عوام کے سامنے آتا ہے تو اس کے ماسک تو مختلف ہوتے ہیں لیکن وہ وہی ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا پروردگار بھی ہے، خدا بیٹا بھی ہے اور خدا روح القدس بھی ہے۔

اس دن کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے اسے عیسیٰ علیہ السلام کی اس آخری نصیحت سے جوڑا جاتا ہے جو انجیل متی میں موجود ہے۔

"پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔"[۲]

یوم اولیاء (All Saints Day) کے زاویے

عیسائی مذہب کا یہ تہوار یکم نومبر کو ان نیک لوگوں کی یاد میں منایا جاتا ہے جنہوں نے عیسائی عقیدت مندوں کو خدا کے ساتھ جوڑنے کی اس روایت کو قائم رکھا جس کا آغاز عیسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا۔ ایسے لوگ Saint کہلاتے ہیں۔

پال گوائن کے مطابق قدیم بت پرستانہ تہوار ہیلووین Halloween کو چند ترامیم کے ساتھ عیسائی مذہب میں ضم کر دیا گیا۔ یہ تہوار 31 اکتوبر کو منایا جاتا تھا۔[۳]

---

[۱] انجیل یوحنا (12:20) اور کتاب مکاشفہ (4:4)

[۲] انجیل متی 28:19

[3] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.240.

toobaafoundation.com

اس تہوار کے دوران اجداد پرستی کے عقیدے کے پیش نظر پرکھوں سے مدد لینا نیز ارواح خبیثہ سے بچاؤ کے لیے مخصوص رسوم بجالانے کا معمول عام تھا۔ عیسائی مذہب میں اسے تقدس مآب ہستیوں سے منسوب کر دیا گیا اور یہ سمجھا گیا کہ اندھیرے کی وجہ سے جو ارواح خبیثہ نفوذ کرتی ہیں وہ مقدس لوگوں کی روشنی اور نور کی تاب نہ لا کر بھاگنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

مریم رضی اللہ عنہا سے جڑے تہواروں کی معنویت کا اختصار

مریم رضی اللہ عنہا سے عیسائی تقویم کے کئی تہوار مختلف معنویت کے اعتبار سے جڑے ہوئے ہیں۔

یکم جنوری کو عیسیٰ کے نام رکھنے اور ختنے کے حوالے سے منایا جاتا ہے۔

دو جنوری کا دن اس تقریب کی یادگار ہے جب عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے انہیں ہیکل میں پیش کیا تھا۔ یہ دن مریم رضی اللہ عنہا کے چلہ نہانے اور پاک ہونے کی یادگار بھی ہے۔

پچیس مارچ کا دن جسد انسانی میں عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی بشارت کی یادگار ہے۔ جب جبرائیل علیہ السلام نے یہ خوشخبری مریم رضی اللہ عنہا کو سنائی۔ یہ دن Lady Day اور Annunciation کے نام سے معروف ہے۔

پندرہ اگست کا دن مریم رضی اللہ عنہا کے رفع آسمانی کا دن ہے۔ جہاں وہ اپنے بیٹے سے جا کر دوبارہ مل گئیں۔

آٹھ دسمبر کا دن مریم رضی اللہ عنہا کے حمل عیسیٰ علیہ السلام کی یادگار ہے۔ قدیم کیتھولک عقیدہ ہے کہ اس حمل کی برکت سے مریم رضی اللہ عنہا کو نہ صرف پاکیزہ بنا دیا گیا بلکہ ہر گناہ سے پاک کر کے معصومیت کا مقام بھی عطا کر دیا گیا۔

کاپس کرسٹی (CORPUS CHRISTI) اور یوم ارواح (ALL SOULS DAY) کے محاسن

تثلیثی اتوار "Trinity Sunday" کے فوراً بعد پہلی جمعرات کو کاپس کرسٹی کا تہوار عشائے ربانی کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار "بدن مسیح" کے نام سے بھی مشہور ہے۔ چونکہ عیسائیوں کے نزدیک روٹی عیسیٰ علیہ السلام کا بدن ہے لہٰذا جلوس میں مقدس روٹی لے جائی جاتی ہے۔ راستے میں پتوں کے گچھے بکھیرے جاتے ہیں اور بعد ازاں اسے رنگین لکڑی کے برادے سے نہ صرف سجایا جاتا ہے بلکہ مختلف انداز کے نقش بھی اجاگر کئے جاتے ہیں۔ چونکہ عشائے ربانی مسیح کی موت کی یادگار ہے لہٰذا کاپسی کرسٹی کی روایات کے ذریعے عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی فرماں برداری کا نئے سرے سے عہد کرتے ہیں۔ کیونکہ نجات کا انحصار عیسیٰ علیہ السلام کے توڑے ہوئے بدن اور بہائے ہوئے خون پر ہے۔

دو نومبر کو یوم ارواح کے موقع پر عیسائی ان تمام فوت شدگان کی روحوں کو یاد کرتے ہیں جن کی زندگی اور موت عیسائی عقیدے پر ہوئی۔

toobaafoundation.com

عیسائیت میں موت سے جڑے شعائر مقدسہ کی معنویت

دوسرے سامی مذاہب کی طرح عیسائیت موت کی حقیقت کو تسلیم کرتی ہے اور حیات بعد الموت کی معنویت پر زور دیتی ہے۔ عیسائیت کا فلسفۂ موت و حیات عیسیٰ علیہ السلام کی مصلوبیت اور ان کی حیات ثانیہ سے نظریاتی غذا لیتا ہے۔ لہٰذا عیسائیت میں موت دراصل فتح کا نشان ہے۔ یہ نظریہ عیسیٰ علیہ السلام کے قبر سے دوبارہ زندہ اٹھنے سے مستعار لیا گیا ہے۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ زندہ اٹھنا موت پر جیت کا نشان ہے لہٰذا عیسائیت میں موت سے جڑے شعائر غیر محسوس یا محسوس طور پر اسی جہت کے نشان سے جڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

وقت نزع سے جڑے شعائر کی حقیقت

پادری قریب المرگ شخص کے آخری لمحات میں تین مراحل پر مشتمل رسم بجالاتا ہے۔ گناہوں کا اعتراف، تیل کی مالش اور عشائے ربانی کی نیاز کی روٹی اس رسم کا بنیادی سرمایہ ہیں۔ تیل کی مالش عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزانہ افعال کی یادگار ہے جب وہ دائمی مریضوں کو ہاتھ اور تیل کی مالش سے پرسکون اور صحت یاب کرتے تھے۔[۱]

تیل کی مالش انسانیت اور الوہی محبت کا شعار ہے۔ یوں تیل کی مالش قریب المرگ کے علاج کی بجائے اُسے خدا کی رحمت اور شفقت سے قریب کرنے کا نشان ہے۔ عشائے ربانی کی نیاز کی روٹی قریب المرگ کے اگلے سفر کا توشہ ہے۔ اس لیے اسے توشۂ آخرت کہا جاتا ہے۔

عیسائیت میں مردے کو دفن کرنے کی عجلت نہیں۔ بلکہ عموماً مردے کو تین دن انتظار کے بعد دفن کیا جاتا ہے۔ یہ انتظار دراصل مسیح کے قبر میں دفن ہونے اور قبر سے دوبارہ برآمد ہونے کے وقت سے جڑا ہوا ہے۔ ان تین دنوں کے دوران کتاب مقدس کی پڑھائی کی جاتی ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ پڑھائی اس حمد خوانی کے مشابہ ہے جو بہشت بریں میں فرشتے اور نیک لوگ خدا کے حضور کر رہے ہیں۔ عموماً کتاب زبور کا باب نمبر 23 تلاوت کیا جاتا ہے۔ جس میں حیات بعد الموت کا تذکرہ بھی ہے اور خدا پر اس اعتماد کا ذکر بھی ہے کہ خداوند میرا چوپان ہے۔ مجھے کمی نہ ہوگی۔[۲]

عموماً میت کے تابوت پر ایک صاف کپڑا ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ کپڑا افراق اور جدائی کی علامت ہے۔ تابوت اور قبر پر صلیب کا نشان کندہ کیا جاتا ہے جو مردے کو عیسیٰ علیہ السلام کی اس موت سے جوڑنے کی شعوری کوشش ہے جس نے ساری انسانیت کے گناہ اپنے سر لے لئے تھے۔

---

[۱] انجیل مرقس 6:5 نیز ملاحظہ ہو انجیل متی 8:3-15

[۲] کتاب زبور باب نمبر 23.

toobaafoundation.com

قدامت پسند کلیساؤں میں ایک پیالے میں ابلے ہوئے گندم کے دانے، شہد، چینی، خشک میوہ جات کے ساتھ ملا کر ایک پیالے میں رکھے جاتے ہیں اور سوگوار خاندان کے افراد سے کہا جاتا ہے کہ اس پیالے سے اپنا حصہ لے کر عیسیٰ علیہ السلام کے مندرجہ ذیل الفاظ یاد کریں:

"جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کر مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن جب مر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے۔"[1]

بعد ازاں تابوت کھول کر مردے کے ہاتھوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا ایک مجسمہ تھما دیا جاتا ہے اور اس کی پیشانی پر پھولوں کا ہار رکھا جاتا ہے۔ یہ عمل عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر فتح کا نشان بھی ہے اور حیات نو برآمد ہونے کی علامت بھی ہے۔

بپتسمہ اور موت میں مماثلت کی معنویت

عیسائیت میں پیدائشی بپتسمہ اور موت کے دوران استعمال ہونے والی اشیاء اور جسمانی اشارے آپس میں گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ جو اشیاء اور جسمانی حرکات و سکنات بپتسمہ کے وقت ظاہر ہوتی ہیں وہ موت کے وقت ایک بار پھر بے نقاب ہو جاتی ہیں۔ یوں پیدائش اور موت میں ایک میثاقی تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

مقدس پانی جب تابوت پر چھڑکا جاتا ہے تو یہ سوگواروں کو بپتسمہ کے پانی کی یاد دلاتا ہے جس سے گزر کر میت نے اپنی زندگی کا سفر شروع کیا تھا۔ بپتسمہ کے دوران روشن کی جانے والی ایسٹر کی شمع ایک بار پھر روشن کی جاتی ہے اور یہ امید رکھی جاتی ہے کہ میت کی روح خدا کی موجودگی کے نور میں تروتازہ رہے۔ اسی طرح لوبان (Incense) کی موجودگی اس مادی جسم کی عظمت کا نشان ہے جو روح القدس کا مسکن ہے اور روح القدس صرف اس شخص میں براجمان ہے جس کا بپتسمہ ہوا ہو۔

مردوں کے احیاء کا عیسائی عقیدہ اس امر کا متقاضی ہے کہ مردے کو دفن کیا جائے۔ روایت پرست کلیسا اس امر کا شدت سے مخالف ہے کہ مردوں کو جلایا جائے۔ اس کے نزدیک نذر آتش کرنے کی رسم مرگ نہ صرف احترام جسم کے مخالف ہے بلکہ احیاء موتی کے نظریہ سے بھی متصادم ہے۔ مردوں کی زیر زمین تدفین اسی لیے عیسائیت میں زیادہ مقبول ہے۔ اس لیے بھی کہ خدا نے فرمایا تھا:

"تو خاک ہے اور خاک میں لوٹ جائے گا۔"[2]

تدفین کے بعد مردے کی قبر پر عموماً صلیب گاڑنے اور پھول رکھنے کا رواج ہے۔ یوں مردے کا رابطہ صلیب کی شکل میں عیسیٰ علیہ السلام سے رہتا ہے۔ جبکہ پھولوں کی خوشبو حضوریٔ خدا کے لیے ضروری ہے۔

---

[1] انجیل یوحنا 12:24

[2] کتاب پیدائش (3:19)

toobaafoundation.com

مراحل بعد از تدفین– روحانی تطہیر کے زاویے

عیسائی روایات کے مطابق مردے کی آخری رسومات ادا کر چکنے کے بعد بھی اسے مزید روحانی تطہیر اور پاکیزگی کی ضرورت رہتی ہے۔ گناہوں کے مکمل طور پر ختم ہو جانے کا عرصہ روحانی تطہیر (Purgatory) کہلاتا ہے۔

یہ عرصہ دراصل خوش خبری سے عبارت ہے کیونکہ اس برزخ سے گزر جانا جنت میں داخلے کی ضمانت ہے۔ اسی بناء پر مردے کے لیے ضیافت اور کتاب مقدس کی پڑھائی کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ اس کے گناہوں کی باقیات جلد از جلد ناپید ہو جائیں۔

نیز دو نومبر کو یوم ارواح (All Souls' Day) کے موقع پر فوت شدگان کے دخول جنت کی خصوصی دعائیں کی جاتی ہیں۔

نیز ایک خاص ضیافت Requiem Mass کے نام سے منعقد کی جاتی ہے اور موسیقی کی موجودگی میں دعائیں کی جاتی ہیں کہ خدا مردے کو ابدی آرام و سکون عطا کرے۔

روحانی تطہیر کے ان نظریات و رسوم کو پروٹسنٹ فرقہ تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے نزدیک مردوں کے لیے دعائیہ تقریبات منعقد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی رائیگاں ثابت ہوئی ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

عیسائیت میں رسومات وعبادات سے متعلق شعائر مقدسہ—معنویت

عیسائیت کی پاک رسومات دراصل وہ اسرار اور بھید ہیں جو ایمان میں اضافے اور استحکام کا باعث بنتے ہیں۔
ان رسومات کو ساکرامنٹ "Sacrament" کہتے ہیں۔
ایف۔ ایس۔ خیر اللہ کے مطابق یہ رسومات عہد اور وفاداری کی قسم پر مشتمل ہیں۔[1]
رومن کیتھولک چرچ کے مطابق ان کی تعداد سات ہے۔

- بپتسمہ (Baptism)
- استحکام (Confirmation)
- عشائے ربانی (Eucharist)
- استغفار (Penance)
- مسح بالزیت (Anointing of the sick)
- عطائے منصب (Holy orders)
- مناکحت (Matrimony)

پروٹسٹنٹ کلیسا ان میں سے صرف بپتسمہ اور عشائے ربانی کا قائل ہے۔

سات کی فکری معنویت

رسومات کی تعداد سات ہے اور سات کا ہندسہ عیسائی تصوف میں بڑا اہم ہے۔ ساتواں برس عہد نامۂ قدیم کے مطابق غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔[2]
پرانے دور میں ساتویں بیٹے کے ساتویں بیٹے سے کئی اقسام کی مافوق الفطرت صلاحیتیں منسوب کی جاتی تھیں۔
دی بائبل بک کے مطابق عبرانی بائبل میں خدا کے سات نام ذکر ہوئے ہیں۔ کتاب مکاشفہ میں کئی اشیاء سات کے ہندسے سے جڑی ہوئی ہیں۔ مثلاً سات خطوط، سات روحیں، سات فیصلے، سات باجے، اسی طرح یوحنا نے سات کلیساؤں کو خطاب کیا جس سے ایک عالم گیر کلیسا کا تصور ابھرا چنانچہ سات کا ہندسہ تکمیل کی علامت، کاملیت کا نشان اور سالمیت کا مظہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

[1] خیر اللہ، ایف۔ ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ لاہور، 2016، ص 527.
[2] کتاب احبار 26:34-43 نیز کتاب استثناء 15:2-18

toobaafoundation.com

عیسائیت میں سات اسرار تک رسائی انسان کو تکمیل اور سالمیت کی چوٹی پر پہنچا دیتی ہے۔[۱]

مشہور مسیحی مبلغ ڈیوڈ اسکاٹ اپنی معتبر کتاب "The Catholic Passion" میں لکھتے ہیں:

"The sacraments are signs that make wonders happen…… They are gateways to a new life."[2]

بپتسمہ (اصطباغ) کی معنویت اور احکام

بپتسمہ یونانی لفظ Bapto سے مشتق ہے۔ پانی میں ڈالنے، ڈبونے اور نکالنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ عیسائی فلسفہ کے مطابق بپتسمہ پرانے عہد نامے کے تین عظیم عہود کے باندھے جانے سے تعلق رکھتا ہے۔

اول، خدا نے نوح علیہ السلام کے ساتھ عہد کیا اور جس پانی میں ناراست لوگ ڈوب کر فنا ہو گئے وہی پانی نوح علیہ السلام کے ایماندار ساتھیوں کے لیے نجات کا ذریعہ بن گیا۔

دوم، خدا نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ختنے کی صورت میں عہد کیا۔ ختنہ میں جسم کا کچھ چمڑا کاٹ دیا جاتا ہے جبکہ بپتسمہ پورے جسمانی بدن کے اتارے جانے کا نام ہے۔

سوم، بنی اسرائیل سمندر کے پانیوں میں سے گزرنے کے بعد مصریوں سے علیحدہ ہوئے۔ یوں یہ بپتسمہ علیحدگی کی علامت تھا۔ چنانچہ عیسائی بپتسمہ کے ذریعے انسان دنیا سے علیحدہ ہو کر خدا سے جڑ جاتا ہے۔

نیز بپتسمہ تکلیف اور عذاب کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔[۳]

مسیح کے شاگردوں کے تکلیف اٹھانے کو بھی بپتسمہ کہا گیا ہے۔[۴]

نئے عہد نامے میں غسل کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔[۵]

اصطباغ کے نمایاں زاویے

چاروں اناجیل کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا فیصلہ کن موڑ اس وقت آیا جب یحییٰ علیہ السلام نے دریائے اردن میں ان کا بپتسمہ کیا۔[۶]

مقدس غسل کا ذکر تورات میں بھی موجود ہے۔ اس مقدس غسل جسے مکواہ کہتے ہیں کے ذریعے انسان روحانی بیماریوں سے

---

[۱] کتاب مکاشفہ 3:1

[2] Scott, David, The Catholic Passion, Loyola Press, Chicago, 2005, P.109.

[۳] انجیل لوقا 50:12

[۴] انجیل مرقس 39-28:12

[۵] انجیل لوقا 38:11

[۶] انجیل مرقس 1:9 نیز انجیل متی 3:16 نیز انجیل لوقا 3:21 اور انجیل یوحنا 1:32

toobaafoundation.com

آزاد ہو کر پاک صاف ہو جاتا ہے۔[۱]

بت پرست مغرب میں بھی اس طرح کی ایک رسم ملتی ہے۔ متھرامت میں ہر رکن کو اپنی برادری میں شامل کرنے کے لیے بیل کے گرم خون سے نہلایا جاتا تھا۔[۲]

شروع میں بپتسمہ فقط ان بالغ افراد کے لیے تھا جو یہودیت یا بت پرستانہ مذہب چھوڑ کر عیسائیت قبول کرتے تھے لیکن رفتہ رفتہ یہ معنویت اپنالی گئی کہ چونکہ ازلی گناہ صرف بپتسمہ کے ذریعے ہی دھل سکتا ہے لہٰذا نومولود بچوں کا بپتسمہ بھی ضروری قرار پایا۔ بعض کلیسا نومولود بچے کے بپتسمہ کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک بپتسمہ کے وقت امیدوار کا بالغ اور ہوش والا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ وہ اس بڑی ذمہ داری کو نہ صرف سمجھ سکے بلکہ اس کا بوجھ اٹھا سکے۔

بپتسمہ کی گہری معنویت اور اسرار و علامات

بپتسمہ کی مرکزی نشانی پانی سے غسل ہے۔ امیدوار کو یا تو پوری طرح پانی میں ڈبویا جاتا ہے یا اس پر مقدس پانی چھڑکا جاتا ہے۔ اکثر کلیساؤں کے نزدیک پانی میں مکمل غوطہ دے کر باہر نکالنا زیادہ طاقت ور ایمانی نشان ہے۔

بائبل کی روایات کے مطابق پانی حیات بخش اور زندگی کی حفاظت کرنے والا عنصر ہے۔

پانی کا ایک تعلق خدا کی روح سے ہے۔[۳]

پانی گناہ سے پاک کرنے کی بھی علامت ہے۔[۴]

خدا کی روح کا پانی پر تیرنا، نوح علیہ السلام کی کشتی کے پناہ گزینوں کا بخیر و عافیت سلامت رہنا، موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے عبوری دریا کے ذریعے خروج کرنا۔ یہ سب عناصر پانی کو بپتسمہ کے لیے خاص کرتے ہیں۔

امیدوار کو پانی کے ظرف میں تین دفعہ غوطے دینا عقیدۂ تثلیث کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ یوں امیدوار خدا، بیٹے اور روح القدس کی تثلیث کی پراسرار وادی میں داخل کر دیا جاتا ہے اور عیسائی چرچ کا باقاعدہ رکن بن جاتا ہے۔

عیسائی روایات پانی کو مقبرہ کی علامت بھی قرار دیتی ہیں۔ جب امیدوار پانی میں ڈوب کر دوبارہ ابھرتا ہے تو اس عمل کے دوران وہ موت اور از سر نو زندگی کے عمل میں عیسیٰ علیہ السلام کا شریک بن جاتا ہے۔ پانی میں ڈوبنا قبر میں جانے اور دوبارہ ابھرنا حیات ثانیہ کا جاوداں استعارہ ہے اور یوں بپتسمہ کا عمل حیات ثانیہ کی اہم ترین علامت بن کر اجاگر ہوتا ہے۔

امیدوار کا تین بار پانی میں ڈوب کر ابھرنا ان تین دنوں کی نشانی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام نے قبر میں گزارے۔ باہر آ کر سفید لباس زیب تن کرنا پاکیزگی کو از سر نو حاصل کرنے کا نشان ہے۔

---

[۱] پرانا عہد نامہ، کتاب اعداد 19:11 نیز کتاب احبار 12:2

[2] Earl, Nick, Culture and Creed, London, 1967, P.61.

[۳] عہد نامہ قدیم کتاب پیدائش 1:2

[۴] انجیل یوحنا 3:5

toobaafoundation.com

ڈیوڈ سکاٹ سارے عمل کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"In baptism we really and truly enter into the death and resurrection of Christ."[1]

یوں بپتسمہ ختنے کا متبادل بن گیا اور عیسائی مذہب کے راستے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہودیت سے جدا ہو گئے۔

توثیق و استحکام (Confirmation) – معنویت اور احکام

عیسائیت کا دوسرا اہم سر توثیق و استحکام کی رسم ہے جسے بپتسمہ کا معاون خاص بھی کہا جاتا ہے۔

ڈوم رابرٹ لی گال کے مطابق:

"Confirmation completes and perfects what baptism began."[2]

عام لفظوں میں اس رسم کے ذریعے امیدوار ایک سمجھدار عیسائی عقیدت مند میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اس رسم کا اہم ترین جز تیل ہے جس کی معنویت کے کئی زاویے ہیں اور کتاب مقدس میں سوائے آستر 2:12 کے تقریباً ہر جگہ تیل سے زیتون کا تیل ہی مراد ہے۔

- زیتونی تیل صحت یابی کا پیامبر ہے۔[۳]
- زیتونی تیل کی مالش اعلیٰ عہدے پر متعین ہونے کا نشان ہے۔[۴]
- زیتونی تیل خوشی کی علامت ہے۔[۵]
- آسودگی اور خوش حالی کا نشان ہے۔[۶]
- یہ ایک خدا پرست آدمی کی علامت ہے جو ہمیشہ خدا کی حضوری میں رہتا ہے۔ رسم پرستوں کی طرح نہیں ہوتا جو فائدے اور لالچ کے لیے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔[۷]

مقدس ہفتے کے دوران دعاؤں کے ذریعے اس تیل کو مزید بابرکت بنایا جاتا ہے۔ اس کا امیدوار کی پیشانی پر ملنا روح القدس کی علامت سمجھی جاتی ہے اور یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اس مقدس مالش کے بعد روح القدس کی رہنمائی اس امیدوار کو حاصل ہو گئی ہے۔ اسی لیے اس مالش کو روح القدس کا تحفہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ نیز یہ مالش مادی استحکام اور مادی قوت بدن کا نشان بھی ہے۔ زمانہ

---

[1] Scott David, The Catholic Passion, Loyola Press, Chicago, 2005, P.112.

[2] Le Galle, Dom Robert, Symbols of Catholicism, Barnes and Noble, 2003, P.44.

[۳] کتاب زبور 5:23

[۴] کتاب خروج 41:28

[۵] کتاب یسعیاہ 3:61

[۶] کتاب استثنا 24:33

[۷] کتاب زبور 8:52

toobaafoundation.com

قدیم میں اکثر پہلوانوں کو زیتونی تیل سے ہی مالش کی جاتی تھی۔

عشائے ربانی کی معنویت اور اجزا

عشائے ربانی (Last Supper) کی تاریخی اہمیت اس واقعہ سے ابھرتی ہے جب رات کو فسح کھاتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو روٹی دیتے ہوئے کہا:

> "لو کھاؤ، یہ میرا بدن ہے پھر پیالہ لے کر شکر کیا اور ان کو دے کر کہا تم سب اس میں سے پیو۔ کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتیروں کے لیے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔"[1]

اس پاک رسم کے لیے حسب حال کئی اور اصطلاحات بھی بولی جاتی ہیں جو اس کے کئی معانی کا آئینہ دار ہیں۔

- یوخرست یعنی شکر گزاری
- پاک شراکت
- یسوع کی موت کی یادگار ضیافت
- حمد و ثنا کی قربانی
- مسیح کی حضوری

عشائے ربانی کے علامتی رنگ اور تشبیہات کے فلسفیانہ مطالب

عشائے ربانی کی تاریخ بتلاتی ہے کہ یہ فسح کے تہوار کا واقعہ ہے۔ جب یہودی فرعون سے آزادی حاصل کرنے کی خوشی میں چند علامتی کھانے استعمال کیا کرتے تھے۔ ان میں دو اہم کھانے بے خمیری روٹی اور شراب تھے۔

یہ دونوں اشیاء یعنی روٹی اور شراب ہی اس میز پر موجود تھیں جن پر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے ساتھ آخری کھانا کھایا لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی دی گئی تشبیہات نے فسح یہود کو نئے معانی عطا کر دیئے۔ روٹی اور شراب کے لیے ایک جدید جہان معنی کھل گیا اور وہ یہ تھا کہ یہ روٹی دراصل عیسیٰ علیہ السلام کا بدن اور شراب عیسیٰ علیہ السلام کا خون ہے۔

اس کی تفسیر میں تین طرح کے مطالب عیسائی مذہبی دنیا میں عام ہیں۔

اول تفسیر کیتھولک کلیسیا کی ہے جس کے مطابق اس پاک رسم کی ادائیگی کے ہر موقع پر روٹی اور انگور کی شراب درحقیقت مسیح کا بدن اور خون بن جاتا ہے اور یوں عشائے ربانی انسانوں کے گناہوں کی حقیقی قربانی بن جاتی ہے۔

دوم تفسیر لوتھرن کلیسیا کی ہے۔ یہ تفسیر تبدیلیٔ جوہر کا تو انکار کرتی ہے۔ لیکن عشائے ربانی کے اجزاء میں عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی پر ایمان رکھتی ہے اور اسراری طور پر مسیح علیہ السلام کو حاصل کرنے کی قائل ہے۔

سوم تفسیر اصلاح پسند کلیسیا کی ہے۔ جس کے مطابق بدن اور خون کی اصطلاحات لفظی نہیں بلکہ علامتی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی

---

[1] انجیل متی 26:26-28، انجیل مرقس 14:22-24 اور انجیل لوقا 19:20-29

toobaafoundation.com

حاضری بھی مادی نہیں بلکہ روحانی ہے۔ لہٰذا عشائے ربانی ایک دائمی یادگار اور خدا کے فضل کی مہر ہے جسے تقدیس اور تابع فرمانی کی تجدید کے طور پر منانا چاہیے۔

اسی فکری تناظر اور پس منظر کی رعایت سے عشائے ربانی کی رسم کے دوران کھانے کی میز عام میز نہیں رہتی بلکہ ایک قربان گاہ بن جاتی ہے۔ جس کے گرد نہ صرف مقدس کھانا کھایا جاتا ہے بلکہ دراصل اس قربانی کو یاد کیا جاتا ہے جس کے عظیم ترین ہونے کے نظریہ پر ہی عیسائی عقیدے کی پوری عمارت استوار ہے۔

کیونکہ یہ قربانی ہی دراصل وہ قربانی ہے جس نے بقایا تمام اقسام کی قربانیوں کو خدا کی نظر میں غیر مطلوب بنا دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کی قربانیٔ خطاء (Scape Goat) کا مصداق بنے بلکہ اعلیٰ ترین قربانی قرار پائے۔ کیونکہ یہودیوں کے مینڈھے کی قربانی تو فقط ایک شخص کے گناہوں کو دھوتی تھی جبکہ عیسیٰ علیہ السلام نے قربانی دے کر پوری بنی نوع انسان کے گناہ اپنے سر لے لئے۔ یوں عیسیٰ علیہ السلام کو استعاراتی طور پر خدا کا مینڈھا قرار دیا جاتا ہے۔

عشائے ربانی کے مختلف اسماء سے جڑی معنویت اور کفارے کا عقیدہ

یہ اہم رسم اس لیے کئی ناموں کے ساتھ معروف ہے۔ اسے مقدس اتحاد (Holy Communion) کہنے سے ایک تو عیسیٰ علیہ السلام کے بدن اور خون سے متحد ہو جانے کا نظریہ ابھرتا ہے۔ دوسرا عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو کلیسیا سمجھ کر اسے عقیدت مندوں کا بدن بھی قرار دیا جاتا ہے اور یوں روٹی اور شراب میز پر سجا کر یوں سمجھا جاتا ہے کہ تمام عیسائی عقیدت مند ایک قربان گاہ پر اکٹھے ہو چکے ہیں۔

نیز یہ رسم شکر گزاری کے معنوں میں بھی معروف ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا بدن اور خون نہ صرف عیسائیوں کی خوراک بنا بلکہ ان کے گناہوں کے کفارے کا باعث بھی بن گیا۔ یہ امور متقاضی ہیں کہ خداوند کی شکر گزاری کی جائے جس نے اس قربانی کے ذریعے باقی تمام قسم کی قربانیاں امت عیسائیت سے اٹھالیں۔

پال گوائن لکھتے ہیں:

..... "The unique and supreme self-sacrifice that renders all other forms of sacrifice (animal or otherwise) redundant."[1]

استغفار و توبہ — معانی اور احکامات

توبہ عارضی افسوس کا نام نہیں بلکہ حقیقی توبہ کا نتیجہ خیالات، رویہ، نظریہ اور سمت کی بنیادی تبدیلی ہے۔ یوں یہ لفظ مڑنا اور لوٹ آنا کے معانی میں مستعمل ہے۔[۲]

عیسائی فلسفہ کے مطابق ایک ازلی گناہ ہے جو آدم اور حوا علیہما السلام سے سرزد ہوا۔ یہ گناہ بدی کے ہاتھوں غلامی کا نشان بن گیا۔

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.193.

[۲] انجیل لوقا 16:1، کتاب اعمال 35:9 نیز 19:3.

toobaafoundation.com

ضروری تھا کہ اس کا تاوان ادا کیا جاتا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں تاوان کی وصولی نے انسان کو ازلی گناہ کی زنجیروں سے نجات عطا کر دی۔ جبکہ بپتسمہ نے اس کو بالکل دھوڈالا اور انسان کو پاک صاف کر دیا۔

لیکن برائی کے داعیے کائنات میں کارفرما ہیں جو لوگوں کو تقسیم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ لہٰذا زندگی کے باقی مراحل کی خطاؤں کی معافی کا ذریعہ توبہ واستغفار ہے جو شخصی اور ذاتی گناہوں کے محو ہو جانے کا باعث بنتا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں گناہوں کو معاف کرنے کی اہلیت رکھتا ہوں جب وہ فالج زدہ لوگوں کے علاج میں مصروف تھے۔[1]

بعد ازاں یہ طاقت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثانیہ کے موقع پر ان کے حواریوں میں منتقل ہو گئی اور انتقال کا یہ سلسلہ ہر اس شخص تک دراز ہو گیا جو عیسیٰ علیہ السلام کے کام کو آگے بڑھاتا رہا۔

لازم ہے کہ انسان اپنی غلطیوں پر شرم سار ہو اور کلیسا میں پادری کے سامنے جا کر دعا و مناجات کا طلب گار ہو تا کہ ندامت اور احساس گناہ کے عناصر اس کی بے چینی کو دور کر دیں۔ یہ اعتراف گناہ عشائے ربانی سے جڑا ہوا ہے۔☆

عطائے منصب کے مقدس احکامات — معنویت☆☆

یہ رسم از منۂ وسطیٰ میں ابھری اور عیسیٰ علیہ السلام کے جانشینوں کے طور پر پادریوں کا تعین کیا گیا تا کہ وہ اعلیٰ مناصب پر براجمان اسقف (Bishop) کی مدد کر سکیں۔ اس رسم کو عطائے منصب (Ordination) کہتے ہیں۔

چنانچہ یہ رسم دراصل ان عقیدت مندوں کو مقام تقدیس پر فائز کرتی ہے جو خدا اور یسوع کے تحائف کو پوری دنیا میں پہنچانے کے خواہش مند ہیں۔

عطائے منصب کے مقدس احکامات کے ذریعے چرچ مضبوط ہوا اور مذہبی عہدے داروں کی ایک باقاعدہ فوج تیار ہوئی۔

مقدس احکامات کے تحت بشپ، پادری اور شماس (Deacon) مذہبی ذمہ داریوں کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں۔

عہدوں کی تفریق کے لیے رسومات میں بھی واضح تفاوت ہے۔ بشپ کے اعلیٰ عہدے کو ظاہر کرنے کے لیے اس کے سر کی مالش کی جاتی ہے جو سیادت کا نشان ہے۔

پادریوں کے ہاتھوں پر مقدس تیل ملا جاتا ہے جبکہ شماس اناجیل اربعہ وصول کرتے ہیں۔

فقط پوپ کے لیے سفید لباس کی اجازت ہے۔ اس کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی پطرس کی نمائندہ ہے نیز خدائی احکامات پر مہر لگانے کا نشان بھی ہے۔ کارڈ نیل صرف سرخ رنگ کا لباس پہنتے ہیں۔ یہ سرخ رنگ دراصل اس اطاعت شعاری کا نشان ہے جو پوپ

---

[1] انجیل متی 9:1-8.

☆ گناہوں کی معافی کی اس رسم نے کلیسیا اور پوپ کو امیر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسی لیے اکثر عیسائی فرقے بالخصوص پروٹسٹنٹ اس کے منکر ہیں۔

☆☆ مسیح بالزیت (تیل مالش) کی معنویت پر بحث بپتسمہ کے عنوان کے تحت گزر چکی ہے لہٰذا اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

toobaafoundation.com

کو ان سے مطلوب ہے۔

اس طرح پاک رسوم میں ایک خاص قسم کا تعلق پیدا کرنے کا فلسفہ ابھر کے سامنے آتا ہے۔ یعنی اگر بپتسمہ انسان کو ابن خدا کے مقام پر فائز کرتا ہے تو توثیق و استحکام کی رسم اسے روح القدس کا سایہ اور مدد عطا کرتی ہے جبکہ عطائے منصبی کے مقدس احکامات اس میں تقدیس اور الوہی صفات پیدا کر دیتے ہیں۔ اسے کہنوتیت کے راز سے نوازتے ہیں اور وہ بنی نوع انسان کے درمیان عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کا اہل ہو جاتا ہے۔ ☆

نکاح کی معنویت اور اسرار

عہد نامۂ قدیم کتاب پیدائش میں درج ہے:

"اور خدا نے ان کو برکت دی اور کہا پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو۔"[۱]

نکاح کا فریضہ عیسائیت میں خدا اور اُس کے بندوں کے درمیان تعلق کا نام ہے۔ عہد نامہ قدیم سے یہ فلسفہ ترویج پا چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام دلہا اور بنی اسرائیل دلہن ہیں۔ کتاب غزل الغزلات اسی رومانیت کی یادگار ہے۔ نئے عہد نامہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام پوری کائنات کے دلہا ہیں۔

عیسائیت کے مطابق خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ لہٰذا مرد اور عورت دوسرے رشتے داروں کو چھوڑ کر ایک لحم بن جاتے ہیں۔[۲]

اب چونکہ عیسیٰ علیہ السلام عیسائی طبقہ "چرچ" کے دلہا ہیں لہٰذا شادی کی رسم عیسائی طبقات کو عیسیٰ علیہ السلام سے جوڑنے کا بندھن ہے۔

نکاح کے مقاصد اور علامات دقیق

نکاح کی ایک تقریب کے دوران ہی عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا پہلا معجزہ دکھلایا اور پانی کے چھ پیالوں کو شراب میں تبدیل کر دیا۔ یہ استعاراتی طور پر اس امر کا غماز ہے کہ نکاح انسانی زندگی کو تبدیل کرنے کا اہم طریقہ اور راز ہے۔ مرد اور عورت لازماً نکاح کے پل سے گزرنے کے بعد تغیر و تبدل کی کئی وادیوں سے گزرتے ہیں۔

نکاح کا ایک مقصد ملن اور ساتھ ہے جبکہ دوسرا مقصد افزائش نسل بھی ہے۔ ایک اور مقصد غیر فطری شہوانی اور جنسی جذبات و افعال پر بند باندھنا بھی ہے۔

☆ اس نظام نے غلو اور افراط کے عناصر کو جنم دیا اور عیسائیت میں پاپائیت کو اتنا عروج ملا کہ پوپ کا حکم خدائی حکم مانا جانے لگا۔ قرآن مجید نے بھی اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبہ 9:31)

[۱] کتاب پیدائش 28:1.

[۲] کتاب پیدائش 27:1 اور 24:2

toobaafoundation.com

نکاح کی ایک معنویت عیسیٰ علیہ السلام اور عیسائی حلقہ کا اتصال روحانی بھی ہے۔

نکاح تخلیق کا ایک امر ہے۔ خدا کی صورت مرد اور عورت کی وحدت میں نظر آتی ہے۔ شادی کا رشتہ اسی وحدت کا نام ہے۔[۱] مسیحی نکاح کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ دلہا، دلہن باہم خدا کے ساتھ عہد باندھتے ہیں اور اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہیں۔ نیز مرد اور عورت کو اپنی تنہائی اور نامکمل ہونے کا شعور حاصل ہوتا ہے۔ شادی کا تکمیلی پہلو شوہر اور بیوی کی فطری محرومیوں کا مداوا کرتا ہے۔

نیز یہ عقد و عہد ناقابل تنسیخ اور واحدیت روح پر مشتمل ہے۔ یہ مسیح اور اس کی کلیسیا کی یگانگت کی طرح ناقابل تنسیخ ہے۔ نیز خدا اور اسرائیل کا اتحاد واحدیت زوج کے تصور پر مشتمل ہے۔[۲]

نکاح کی رسم ایک مقدس تثلیث کو جنم دیتی ہے، جو مرد، عورت اور پیار کی روح پر مشتمل ہے۔ پیار کی یہ روح بستر عروسی کو ایک قربان گاہ میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اس قربان گاہ پر دلہا دلہن اپنا جسم اور روح خدا کی نذر کر دیتے ہیں۔ بعد ازاں اس مقدس اتحاد کے ذریعے دلہا دلہن تخلیق کے اس عمل میں خدا کے ساتھی بن جاتے ہیں جو خدا کے ہاتھوں وجود میں آتا ہے۔

ڈیوڈ اسکاٹ لکھتے ہیں:

"They are allowed to take part in a miracle, the glorious coming to be a new person made in the image and likeness of God."[3]

واحدیت ازواج کے نظریہ کو نمایاں کرنے کے لیے عیسائی نکاح میں دلہا دلہن دو موم بتیوں سے ایک موم بتی جلاتے ہیں۔ یہ دو خاندانوں کی یکجائی کی علامت بھی ہے اور واحدیت ازواج کا خاموش اشارہ بھی ہے۔

دلہا دلہن کے اتحاد کی اور کئی علامات رسم نکاح میں صاف دکھائی دیتی ہیں۔ شادی کی میز کے گرد بائبل کی تلاوت کے دوران دائروی سفر دلہا دلہن کو بتلاتا ہے کہ خدا کا کلام ان کا رہنما ہے اور ان کا پیار اس دائرے کی طرح لامحدود ہے۔

بعض فرقوں میں پادری دلہا دلہن کا ہاتھ باہم تھام کر اپنے ملبوسات میں یکجا کرتا ہے۔ یہ عمل باور کرواتا ہے کہ اب دلہا دلہن کی زندگیاں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔ یہی اتصال ان کے گھر کو ایک ذاتی چرچ میں تبدیل کر دیتا ہے۔

ڈیوڈ اسکاٹ لکھتے ہیں:

"Every marriage is to be a covenant of love …… a domestic church."[4]

☆.....☆.....☆

---

[۱] انجیل متی 19:4-6

[۲] یرمیاہ 3:14 اور یسعیاہ 5:54

[3] Scott, David, The Catholic Passion, Loyola Press, Chicago, 2005, P.121.

[4] Ibid, P.122.

toobaafoundation.com

غیر میثاقی عبادت اور موسیقی کے عناصر

یہودیت کی خیمہ اجتماع اور ہیکل میں باضابطہ اور پر تکلف شکل کی عبادت کی بجائے عیسیٰ علیہ السلام نے ایسی عبادت کی تلقین کی جس میں ایک محبت بھرے دل سے آسمانی باپ کی پرستش کی جائے۔ خدا کے حضور آنے میں رسومات اور کاہن کا درمیانی ہونا غیر اہم بلکہ غیر ضروری ہے۔ یوں فقط ہیکل کی عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت ساتھیوں کی خدمت کرنے میں بھی ہے۔

عبادات کا لب لباب خدا کی ستائش اور اس سے دعائیہ التجا ہے۔ خدا کی تمجید کرنا، اپنے گناہ کا اعتراف کرنا، خدا سے التجا کرنا ہی ایک مسیحی کی عبادت ہے۔ انسان اس لیے دعا کرتا ہے کہ سب سے پہلے خدا نے اس کے دل کو چھوا ہے۔ یوں دعا ایک جبلی فعل نہیں بلکہ اس کی تحریک روح اور سچائی سے ہوتی ہے۔[۱]

دعا کو ستائش سے تحریک ملتی ہے۔ ستائش عابد اور معبود کے درمیان ایک گہرے تعلق کو پیدا کرتی ہے۔ خدا کی ستائش خدا کے لوگوں کا امتیازی نشان ہے۔[۲] اس کے برعکس بے دین لوگ خدا کی ستائش کرنے سے قاصر ہیں۔[۳]

لاویوں نے خدا کی ستائش کے لیے زبوروں کا جلوس قائم کیا۔ خوشی کے نعرے اور حمد کا طریقہ وضع کیا۔[۴]

ناچنا ہمیشہ سے خوشی اور تعریف کے اظہار کا ایک طریقہ رہا ہے۔[۵]

زبور 150 میں موسیقی کے سازوں کی فہرست ہے جو ستائش کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔

موسیقی افسردہ دلی اور اداسی کا علاج تھا۔[۶]

یوں عیسائی عبادات کا ایک اہم عنصر موسیقی اور غزل ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسائی فلاسفہ کے نزدیک خدا کو اونچی آواز میں پکارنا اس لیے ضروری ہے کہ یہ بائبل کا مطالبہ ہے۔

ڈوم رابرٹ لی گال عیسائی عبادت اور حمد خوانی میں گانوں اور موسیقی کی شمولیت کے بارے میں اسی تصور کا نظریہ پیش کرتے ہیں جو عہد نامۂ قدیم سے جاری تھا۔ یعنی بنی اسرائیل دلہن ہے اور خدا دلہا۔ لہٰذا اسی روایت کا اجراء نو ایسے ہوا کہ عیسائیوں نے بطور دلہن محبت کے نغمے گانے شروع کئے تاکہ دلہا یعنی خدا کو اپنی خوشی اور غم کے بارے میں آگاہ کیا جا سکے۔

---

[۱] انجیل یوحنا (4:24)

[۲] پطرس (2:9)

[۳] رومیوں (1:21)

[۴] زبور (4:42)

[۵] کتاب خروج (20-15:2)

[۶] سموئیل (23-16:16)

toobaafoundation.com

اس سلسلہ میں زبور کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ زبور میں مذہبی اور عارفانہ خوبیاں چھپی ہیں۔ نیز زبور کا عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں وسیع عمل دخل ہے۔ ایف۔ ایس۔ خیر اللہ کے بقول زبور عیدوں کے موقع پر عیسیٰ علیہ السلام کے استعمال میں رہی ہوگی اور آخری فسح کے موقع پر انہوں نے اسی سے فسح کا گیت گایا، صلیب پر اس کا ورد کیا اور اسی دوران اپنی جان دے دی۔[۱]

عیسائی عبادات و رسومات سے جڑے رنگوں کی معنویت

عیسائی عبادات و رسومات میں مذہبی عہدے دار بالخصوص اور عقیدت مند بالعموم ملبوسات زیب تن کرتے ہوئے اس کی معنویت کا تعلق یوحنا عارف کے مکاشفہ سے جوڑتے ہیں جب سفید جاموں میں ملبوس ایک بہت بڑی بھیڑ خدا کے تخت کے سامنے کھڑی ہوتی ہے۔[۲]

اگرچہ پروٹسٹنٹ فرقے کے نزدیک یہ تمام ملبوسات جو مذہبی عہدے دار زیب تن کرتے ہیں بدعات میں شمار ہوتے ہیں لیکن پھر بھی کیتھولک عیسائیت میں اب یہ لباس اور ان کے رنگ پاپائیت کا خاص شعار بن چکے ہیں۔

فرنیک وائلا کے نزدیک یہ ملبوسات عہد نامہ سے انحراف اور انقلاب فرانس کے بعد پیدا ہونے والی مادہ پرستی کا نتیجہ ہیں۔[۳]

سفید رنگ کے پارچہ جات ایک طرف پاکیزگی اور دوسری طرف خدا کے انتخاب کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اسی لیے اعلیٰ مذہبی عہدے دار اسے زیب تن کرتے ہیں۔ اس پارچہ کو Alb کہا جاتا ہے۔ نیز سفید رنگ کا لباس بپتسمہ لینے والے شخص کی اندرونی حیات نو کی کہانی بھی سناتا ہے۔ نیز ملکوتی صفات کا نشان بھی ہے۔[۴]

سفید رنگ کرسمس اور ایسٹر کا رنگ ہے۔ نیز یہ ان اولیاء کا رنگ ہے جو شہید نہیں ہوئے بلکہ غازی بنے رہے۔

سنہرا رنگ مقدس رسوم کے لیے زیب تن کیا جاتا ہے جبکہ بنفشی رنگ کا تعلق توبہ اور ندامت سے ہونے کی وجہ سے ایڈونٹ اور لینٹ کے ایام استغفار سے ہے۔

سرخ رنگ شہداء کا رنگ ہے۔ گڈ فرائڈے کی یادگار ہے۔ یہ اس امر کی علامت ہے کہ شہیدوں کے لہو کی سرخی نے بے جان ہو جانے والے مذہب میں حیات کا رنگ بھرا ہے۔

مریم رضی اللہ عنہا کے تہواروں سے متعلق نیلا رنگ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ آسمان کی علامت اور وہاں سے اتر کر جبرائیل علیہ السلام کی اس بشارت کی یادگار ہے جو انہوں نے مریم رضی اللہ عنہا کو سنائی تھی۔

عام دنوں کے لیے سبز رنگ کا لباس زیب تن کیا جاتا ہے۔ جبکہ کالا لباس برائی اور مصیبت کا نشان ہونے کے ناتے مرگ سے مخصوص ہو گیا ہے۔[۵]

---

[۱] خیر اللہ، ایف۔ ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ لاہور، 2016، ص:511.

[۲] کتاب مکاشفہ 7:9-10

[3] Viola, Frank, Pagan Christianity, Present Testimony Ministry, 2002, P.187.

[۴] انجیل یوحنا 12:20

[۵] یرمیاہ 4:28

toobaafoundation.com

عیسائیت میں کلیسیا کا مقام اور جہات — معنویت کے مختلف انداز

عیسائی مذہب میں کلیسیا یونانی لفظ اکلیسیاء (Okklesia) سے مشتق ہے جس کا مطلب "مجلس" ہے۔[۱]

اسے عہد عتیق کی جماعت کا مترادف بھی قرار دیا جاتا ہے۔

لہٰذا ابتدائی ادوار میں اسے جماعت یا مجلس کے معنوں میں عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں کے اجتماع یا جماعت کو بیان کرنے کے لیے اختیار کیا گیا۔

اناجیل اربعہ میں یہ اصطلاح انجیل متی سے ملتی ہے۔[۲]

انجیل متی کے بیان کے مطابق کلیسیا کی بنیاد رسولوں کے اقرار پر ہو گی اور وہ میل ملاپ کی خدمت سرانجام دے گی۔

بعد ازاں جب عیسیٰ علیہ السلام کا نجات بخش کام مکمل ہو چکا تو نئے عہد نامے کی کلیسیا پنتکست کے دن پیدا ہو گئی اور اب یہ اصطلاح ایمانداروں کی مقامی جماعتوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

نیز یہ لفظ ان تمام ایمانداروں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جو عالم گیر رفاقت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔

یوں مقامی جماعت بھی کلیسیا ہے اور مقامی جماعتوں کا اکٹھ عالمگیر کلیسیا ہے۔

چنانچہ کلیسیا دراصل مقدس لوگوں اور خدا کے بندوں کی رفاقت ہے۔

یہ خداوند اور مسیح کی دلہن ہے جسے انہوں نے اپنے لیے پاک صاف کیا ہے۔[۳]

یوں کلیسیا کا آغاز عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ شاگردوں سے ہوا۔ ان اشخاص کو ناپاک روحیں نکالنے، بیماروں کو شفا دینے کا اختیار ملا۔ انجیل کی منادی کی سعادت ملی۔ انصاف اور فیصلے کرنے کا منصب عطا ہوا۔ نیز گناہ معاف کرنے اور قائم رکھنے کا اختیار بھی دیا گیا۔

آہستہ آہستہ باقاعدہ کلیسیائی نظام نے ایک منظم شکل اور ہیئت اختیار کر لی۔ ذمہ دار عہدوں پر اشخاص فائز کئے گئے۔ بعد ازاں یہودی سائنا گوگ کی طرز پر عمارات بنائی گئیں اور مقامی جماعت کے وہاں اکٹھے ہونے کی وجہ سے اس عمارت کو بھی کلیسا سے موسوم کر دیا گیا۔ نیز کلیسیا کے لیے انگریزی اصطلاح "چرچ" عام ہوئی۔ جو جماعت اور عبادت خانہ دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ یوں کلیسیا کی کئی جہات جلوہ گر ہوئیں اور عیسائیت کو منظم کرتی چلی گئیں۔

کلیسیا کی معنویت کی جہات کی کثرت پال کے فلسفہ کا نتیجہ ہیں۔ پال اسے معروضی نہیں بلکہ لازمی خیال کرتا تھا۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ خدائی بادشاہت کی نمائندہ اور خدا کے نئے منتخب شدہ بندوں کا نشان تھی۔ جس نے تشکیل کے بعد تفریق کے تمام بند توڑ دیئے تھے۔[۴]

---

[۱] کتاب اعمال 19:32

[۲] انجیل متی 16:18 اور 18:17

[۳] افسیوں 5:25

[۴] گلتیوں 3:28

toobaafoundation.com

بعد ازاں باقاعدہ کلیسیائی نظام وضع کیا گیا اور عیسائیت کا پیغام پوری دنیا تک پہنچانے کے لیے سائنا گوگ کے مقابلے میں ایک مادی کلیسیا کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ اینٹوں اور پتھروں سے مربوط کی گئی عمارت کلیسیائی نظام کی محافظ بنی۔ اسے نوح علیہ السلام کی کشتی سے تشبیہ دے کر کہا گیا کہ نجات یافتہ وہی ہو گا جو کلیسیا کی عمارت میں پناہ لے گا۔ یوں یہ تصور آہستہ آہستہ اضافی توانائی پاکر مزید تنومند اور فربہ ہو گیا اور کہا جانے لگا کہ چرچ سے باہر کوئی نجات نہیں۔

یوں عبادت کے چھوٹے چھوٹے کمرے عظیم الشان عمارات میں تبدیل ہو گئے۔ عیسائیت جن مذاہب سے متاثر ہوئی ان کے مادی شعائر غیر محسوس انداز میں کلیسیائی عمارت میں جگہ پاتے چلے گئے۔ نیز عقیدۂ تثلیث کے ابہام نے مجسموں کو سند جواز عطا کی اور آہستہ آہستہ چرچ کی عمارات کئی اقسام کے ایسے شعائر سے روشناس ہوئیں جن کا عیسیٰ علیہ السلام سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا۔

فرینک وائیلا کی قابل قدر تحقیق کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیت کے مذہبی اجارہ داری کے نظام کے تینوں ستون یکسر موقوف و مسترد کر دیئے تھے۔ ہیکل، مذہبی عہدے داری اور قربانی کے ستونوں پر کھڑا نظام عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے سامنے مسمار ہو گیا اور یوں عیسائیت پہلا مذہب بنی جس کی بنیاد کسی مادی عمارت پر نہ تھی۔ عیسائیت میں مقدس جگہ دراصل لوگوں کی موجودگی کا نام تھی نہ کہ عمارت کے سراپے کا۔

چنانچہ اپنی معروف کتاب "Pagan Christianity" میں لکھتے ہیں:

"None of these thoughts have anything to do with New Testament Christianity. They rather reflect the thinking of other religions …… primarily Judaism and Paganism."[1]

مجلس سے عمارت تک۔ چرچ کے مختلف زاویے

مسیحی عبادت خانہ کے خدوخال قسطنطین اعظم کے شکر گزار ہیں۔ سورج پرستی کا شائق ہونے کی وجہ سے قسطنطین کی سرپرستی نے چرچ کی عمارت کو کئی ایسے پیرائے عطا کئے جو عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کی بجائے سورج پرستی کے افکار سے پیدا ہوئے تھے۔

فرینک وائیلا اس کے ذہن کے بارے میں لکھتے ہیں:

"For it was the womb that gave birth to church building."[2]

یوں قسطنطین چرچ کی عمارت کا نقاش اول بنا اور سورج پرستی سے گہری وابستگی، مشرکانہ رسومات سے تمسک، مردہ پرستی سے شغف کے فکری زاویوں نے چرچ کی عمارت کو ایک نئی معنویت عطا کر دی اور یہ تمام زاویے عمارت کے در و دیوار سے نمایاں ہو کر پھوٹنے لگے۔ ہر قسم کی روایات کے قبول نے عیسائی مذہب کو صحیح معنوں میں ہمہ گیر یعنی Catholic بنا دیا۔

---

[1] Viola, Frank, Pagan Christianity, Present Testimony Ministry, 2002, P.98.

[2] Ibid, P.108.

toobaafoundation.com

چرچ کی عمارت میں موجود علامات و باقیات۔ انتساب فکری کے زاویے

عیسائی چرچ کو مذہبی رنگ دینے والی دو اہم ترین اشیاء اوپری منارہ (Steeple) اور اس کی اہرامی شکل (Spire) ہیں۔ یہ منارہ فوجی پہرے کے مینار کے مشابہ عبادت کے لیے بلانے والی گھنٹیوں کا مسکن ہوتا ہے۔ جب کہ اہرامی شکل نہ صرف طاقت کا نشان ہے بلکہ اس امر کی غمازی کرنے والا عنصر ہے کہ عبادات اور دعاؤں کا رخ عمودی ہے اور وہ خدا کی بارگاہ میں پیش ہو رہی ہیں۔

فرینک وائلا کے مطابق یہ اہرامی بناوٹ دراصل یونانی فلسفہ سے متاثر ہونے والی روایت تعمیر ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"It reflected their belief that they were progressing towards immortality."[1]

نیز یہ مینار جنت اور زمین کے درمیان رابطے کے اظہار کے نشانات ہیں۔[۲]

جبکہ اہرام کا مینار کی چوٹی پر ایستادہ ہونا اور مینار سے مل جانا اس امر کا غماز ہے کہ عبادت گزار خدا سے جڑ جانے کا جذبہ اور چاہت رکھتا ہے۔[۳]

اس کے ساتھ فرینک وائیلا لکھتے ہیں کہ مینار اور اہرام صریحاً عہد نامہ جدید کی تعلیمات کی نفی کرتے ہیں۔ خدا کو جنت میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ یہیں ہے اور ہمارے ساتھ موجود ہے۔[۴]

صلیب۔ عیسائی مذہب کا معتبر ترین نشان

مینار کی چوٹی پر صلیب نصب کی جاتی ہے۔

صلیب عیسائیت میں نمایاں ترین شعار سمجھا جاتا ہے۔ صلیب کا نشان محققین کے نزدیک عیسائیت کی نسبت بہت قدیم ہے۔

ایف۔ ایس خیر اللہ کے مطابق صلیب کی سزا فینکیوں نے شروع کی۔ پھر رومیوں نے اسے استعمال کیا۔

گلتیوں کی روایت کے مطابق صلیب پر مرنے والا لعنتی شمار کیا جاتا تھا۔[۵]

اسی لیے رومی بدترین مجرموں کے جرم کی شناعت اور قباحت کو سر عام واضح کرنے کے لیے انہیں صلیب پر چڑھاتے تھے۔

صلیب کی ایک قدیم معنویت اس کا مردانہ اور زنانہ جنسی اعضاء کی مرموز علامت ہونا بھی ہے۔

اس بارے میں نیول ڈرری کا بیان ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:

"Ancient Pre - Christian symbol interpreted by some occultists as uniting the male phallus (vertical bar) and the female vagina (horizontal bar)"[6]

---

[1] Viola, Frank, Pagan Christianity, Present Testimony Ministry, 2002, P.125.

[2] Ibid P.124.

[3] Ibid P.124.

[۴] انجیل متی 1:23

[۵] گلتیوں 3:13

[6] Drury, Nevill, The Dictionary of the Esoteric, Watkins Publishing, 2004, P.59.

toobaafoundation.com

یوں صلیب تخلیقی قوتوں کی حامل سمجھی جاتی تھی اور اقبال مندی کا سبب سمجھ کر اسے نہ صرف گلے میں لٹکایا جاتا تھا بلکہ مقدس سمجھ کر اس کی پوجا کا رواج بھی تھا۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق یہ نشان عہد قدیم میں مستعمل تھا اور سورج کی نمائندگی کرتا تھا۔ گویا یہ راست زندگی کا مظہر تھا۔[۱]

چوتھی صدی سے اس نشان کو مشرف بہ عیسائیت بنا کر عالمگیر شعار کے طور پر متعارف کروادیا گیا۔

چونکہ صلیب پر عیسیٰ علیہ السلام نے قربانی دی۔ لہٰذا لعنت کا یہ نشان معنویت کے اعتبار سے بالکل معکوس ہو کر ایک پاک اور مقدس نشان بن گیا۔ دنیا کی نظر میں یہ بیوقوفی لیکن عیسائیوں کے ہاں خدا اور انسان کے درمیان صلح کا نشان ہے۔[۲]

قربان گاہ کی معنویت

چرچ کا بنیادی اور مرکزی نقطہ قربان گاہ ہے۔ یہ قربان گاہ دنیا کی سب سے بڑی قربانی کا نشان ہے۔ یہ قربانی عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی ہے۔ اس قربانی نے ہر قسم کی قربانیوں کو غیر مطلوب بنادیا۔[۳] اس کا اہم ترین گوشہ بھی مشرق کی سمت میں ہوتا ہے۔

قربان گاہ کی معنویت کا اہم نشان یہاں پر روٹی، شراب، باقیات شہدا، خوشبو کی دھونی اور دھوئیں کی موجودگی ہے۔ روٹی اور شراب عیسیٰ علیہ السلام کے بدن اور خون کا نشان بن کر پیغام دیتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی چرچ ہیں۔ باقیات شہدا عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی کے تسلسل کو جاری رکھنے کا عندیہ ہیں۔ خوشبو روح القدس کا نشان ہے اور خدا کی عالم بالا میں موجودگی کا اظہار دھوئیں سے ہوتا ہے جو اوپر کی طرف اٹھتا ہے اور عقیدت مندوں کو یہ باور کرواتا ہے کہ ان کی نذر و نیاز اور قربانی خدا کے حضور پہنچ رہی ہے۔

اس قربان گاہ میں ایک صندوق مقدس روٹی کا امین ہوتا ہے اور بیماروں کے لیے شفاء کی نوید لاتا ہے۔ اس روٹی کے موجود ہونے کو ایک چراغ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ چراغ کی روشنی یہودیت کے اثرات کا نشان بھی ہے اور سورج پرستی کی روایات کی علامت بھی ہے۔

روح کی بالیدگی کے لیے چرچ میں ایک منبر رکھا جاتا ہے۔ اسے Pulpit کہتے ہیں۔ یوخرسٹ یا مقدس اجتماعات کے موقع پر روٹی اور شراب کی تواضع سے پہلے مقدس الفاظ سے حاضرین کی روحانی سرشاری کا کام کیا جاتا ہے۔

فرینک وائیلا منبر کو مذہبی اجارہ داری اور پاپائیت کو فروغ دینے والا آلہ سمجھتے ہیں۔

"The pulpit is harmful for it elevates the clergy to a position of prominence."[4]

یوں یہ منبر خدا اور بندے کے درمیان رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

---

[1] Encyclopedia Britannica, 1982, volume 6, Article "Cross". P.812.

[۲] کلسیوں 2:14 نیز ملاحظہ ہو افسیوں 2:16

[۳] انجیل یوحنا 10:17-18، عبرانیوں 9:14

[4] Viola, Frank, Pagan Christianity, Present Testimony Ministry, 2002, P.127.

toobaafoundation.com

کیتھولک چرچ محسوسات کا قائل ہے۔ لہٰذا چرچ میں بت، مجسّمے اور شبیہیں ہر جگہ بکھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے مصائب کے سفر کے چودہ یادگاری مقامات بھی اس لیے دکھائے جاتے ہیں کہ اس تکلیف اور کرب کو محسوس کیا جاسکے جو بنی نوع انسان کو ازلی گناہ سے نجات دلانے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کو لاحق ہوئی۔

چرچ میں موجود دوسرے اہم نشانات میں سے ایک بپتسمہ کا حوض ہے۔ یہ حوض دوسری پیدائش اور اصل عیسائی بننے کا شعیرہ ہے۔ سینے پر صلیب کا نشان بنا کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ عقیدت مند دل کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کی قربانی کا قائل بھی ہو چکا ہے اور ان کے پیغام کو بھی مان چکا ہے۔

یوں کہ سچین چرچ ایک ایسی عمارت ہے جس میں کئی مذاہب کی روایات کے معانی پیوستہ نظر آتے ہیں۔ بالخصوص آسمان سے باتیں کرتا ہوا منارہ، عمارت کی اندرونی بناوٹ، مجسموں سے مزین گوشے، قندیل، خوشبو، پھولوں کی موجودگی، داخلی دروازوں پر مقدس پانی کے حوض اور عقیدت مندوں میں مقدس روٹی کی بانٹ اسے تقریباً ایک ہندو مندر کے مشابہ بنا دیتے ہیں۔[۱]

رچرڈ بش مین کے مطابق عیسائی چرچ کا اصل باپ قسطنطین ہے۔ رومیوں اور یونانیوں کے قدیم عدالتی ایوانوں کی جھلک چرچ کا اہم حصہ ہے۔ اس کی اہرامی شکل مصریوں سے مستعار لی گئی ہے۔[۲]

یوں یہ چرچ عیسائی مذہب سے متعلق ہونے کی بجائے قدیم بت پرستانہ، آتش پرستانہ اور سورج پرستانہ معانی کا آئینہ دار ہے۔ فرینک وائیلا کے بقول:

> "We lost as Christians when we created the church building. We have become victims of our past. Tradition has shot us down."[3]

چرچ اور اتوار کا دن — ربط اور معنویت

کتاب پیدائش کے مطابق خدا نے ساتویں دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔[۴]

چنانچہ یہودیوں کے ہاں ہفتہ (سبت) کا دن پرستش، مطالعۂ شریعت اور آرام کا دن بن گیا۔

عیسائی روایات کے مطابق یہودی مذہبی رہنماؤں سے عیسیٰ علیہ السلام کا دو باتوں پر سخت اختلاف تھا۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام کے مسیحا ہونے کا دعویٰ تھا اور دوسرا سبت کی غیر ضروری تعظیم تھی۔[۵]

ابتدائی مسیحی جو زیادہ تر یہودی تھے ساتویں دن کو سبت مانتے تھے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے جی اٹھنے کے دن سے جو ان کی زندگی کا

---

[1] Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018, P.278.

[2] Bushman, Richard, The Refinement of America, Alfred Knopf, NY, 1992, P.335.

[3] Viola, Frank, Pagan Christianity, Present Testimony Ministry, 2002, P.136.

[۴] کتاب پیدائش 2:3

[۵] انجیل متی 12:1-14

toobaafoundation.com

مبارک ترین دن تھا انہوں نے ہفتے کے پہلے دن عبادت کے لیے جمع ہونا شروع کر دیا۔[۱]

کرنتھیوں کے مطابق ہفتہ کا پہلا دن نذرانوں اور چندوں کے لیے پولس رسول نے متعین کیا۔[۲]

لہٰذا اتوار کے دن کو Lord's Day کا نام دیا گیا۔ بعد ازاں جب یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان مذہبی اختلاف کی خلیج مزید وسیع ہوئی تو عیسائیوں نے سبت کو ماننا چھوڑ دیا اور پرستش کے لیے صرف خداوند کے دن جمع ہونے لگے۔[۳]

ماہرین مذاہب وادیان کے نزدیک بت پرست اقوام میں اپنا مذہب پھیلانے کے لیے پولس رسول نے ختنہ بھی موقوف کر دیا اور اتوار کو جو سورج کا دن کہلاتا تھا مقدس قرار دے کر اسے ہفتہ وار عبادت کے دن میں تبدیل کر دیا۔ اس کی معنویت کو عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ جی اٹھنے کے اسطورہ سے جوڑ کر اسے خلعت تقدیس اوڑھا دی گئی اور یہ عیسائی چرچ کا ویسا ہی لازمی عنصر بن گیا جیسا صلیب اور اہرام ہیں۔

اتوار کو مذہبی شعیرہ بنانے اور دینی شناخت دینے کے لیے ایک معنی یہ وضع کیا گیا کہ اس دن خدا نے روشنی کو پیدا کیا اور کار تخلیق شروع کیا۔ لہٰذا اتوار کا دن ایک طرف روحانی روشنی حاصل کرنے کا دن ہے اور دوسری طرف خدا کی تخلیقی قوت وطاقت کے اولین اظہار کا دن ہے۔

اتوار کے دن میں معنویت کے مزید رنگ بھرنے کے لیے اس کی کئی شاخیں بنائی گئیں اور نئے عناوین سے اسے آراستہ کیا گیا۔

- ایسٹر کا اتوار جب عیسیٰ علیہ السلام از سر نو زندہ ہوئے۔
- پام سنڈے جب عیسیٰ علیہ السلام فاتحانہ انداز کے ساتھ یروشلم داخل ہوئے۔
- اتوار تثلیث جب خدا، بیٹے اور روح القدس کا اتحاد ہوا۔
- سفید اتوار جب حواریوں کو روح القدس نے غیر معمولی قوتیں عطا کیں اور کلیسیا کا وجود عمل میں آیا۔

ان تمام عناوین نے اتوار کو عیسائی مذہب کا شعیرہ اور ہفتہ وار عبادت کا دن بنا دیا۔ چنانچہ اس دن چرچ میں جمع ہو کر دعا و مناجات کے ذریعے روح کی سرشاری کا کام خدا کو یاد کر کے کیا جاتا ہے اور اس اعتبار سے ہر اتوار تعریف اور عبادت کا دن ہے۔ کیونکہ یہ خداوند کا دن ہے۔

☆☆☆

---

[۱] کتاب اعمال 2:1

[۲] کرنتھیوں 16:1,2

[۳] خیر اللہ، الیف۔ ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، 2016، ص 537.

toobaafoundation.com

باب پنجم:

اسلام کے شعائر مقدسہ

الفصل الاول:

اسلام کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام

الفصل الثانی:

اسلام اور دیگر مذاہب کے شعائر مقدسہ — ایک مختصر تقابل

الفصل الثالث:

اسلامی ریاست میں دیگر مذاہب کے شعائر مقدسہ کے بارے میں شرعی احکام

toobaafoundation.com

باب پنجم:

اسلام کے شعائر مقدسہ

الفصل الاول:

اسلام کے شعائر مقدسہ — فکری معنویت اور احکام

اسلام — ایک مختصر تعارف

اسلام خود سپردگی، اطاعت و فرمانبرداری اور تسلیم و رضا کا نام ہے۔ اسلام تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام عبادت الٰہی اور اجتناب طاغوت کا پیغام لے کر آئے۔ چنانچہ اعلان ہوا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾[1]

نیز فرمایا:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾[2]

اور یہ بھی ارشاد ہوا:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾[3]

تمام انبیاء علیہم السلام کے آخر میں پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس توحید کو کامل ترین انداز میں پیش کیا جو احبار و رھبان کی مذہبی اجارہ داریوں کا نشانہ بنتی رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کا دفاع کیا اور دین حق کے لیے قربانی کی اعلیٰ ترین مثال قائم کی۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین حق اسلام کا اہم ترین شعیرہ اور علامت ہیں۔

---

[1] النحل:36/16.

[2] آل عمران:19/3.

[3] آل عمران:85/3.

toobaafoundation.com

خلفائے راشدین

محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے چار معروف ترین صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسلامی خلافت کے ذریعے شعائر اسلامیہ کو مزین کیا۔ یہ چار نمایاں ترین صحابہ مندرجہ ذیل ہیں:

- ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- عمر رضی اللہ عنہ
- عثمان رضی اللہ عنہ
- علی رضی اللہ عنہ

قرآن و سنت..... اسلام کے بنیادی مآخذ

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس کے بنیادی مأخذ دو ہیں۔

- قرآن اللہ کا کلام ہے جو پرانی کتابوں کی تصدیق بھی کرتا ہے اور ان میں تحریف و تعطیل کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔
- سنت محمد رسول اللہ ﷺ کا طریقۂ مبارکہ ہے۔ یہ قرآن مجید کی تشریح، توضیح اور اس کے اجمال کا تفصیلی بیان ہے۔ سنت و حدیث پر مشتمل چھ صحیح ترین کتابیں صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔

● صحیح بخاری ● صحیح مسلم ● سنن ابی داؤد ● سنن ترمذی ● سنن نسائی ● سنن ابن ماجہ

یہ امر ملحوظ رہے کہ قرآن و سنت محفوظ ہیں اور اسی بناء پر تمام شعائر اسلام بلاشبہ نہ صرف یہ کہ اپنے بنیادی مأخذ سے ثابت ہیں بلکہ اصطلاحاً کہا جاسکتا ہے کہ وہ شعیرہ اسلام سے متعلق نہیں ہوتا جو قرآن و سنت سے ثابت نہ ہو۔

ارکان اسلام

ارکان اسلام پر اسلام کی بنیاد قائم ہے۔ یہ پانچ ہیں:

- کلمہ توحید و رسالت
- نماز
- روزہ
- زکوۃ
- بیت اللہ کا حج

عقائد اسلام

- توحید
- رسالت
- آخرت

اسلام ہی اصل دین اور ھدیٰ ہے۔ لوگوں کی تحریفات اور تلبسیات نے اس کا چہرہ داغ دار کرنے کی ناکام کوشش کی مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت بے پایاں سے ہر دور میں انبیاء و رسل اللہ علیہم السلام اس کی روح کو از سر نو تازہ کرتے رہے اور آخر کار حتمی تشکیل کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا اور دین کا اکمال حق ہو گیا۔ ☆

☆ اسلام کے شعائر کے بیان میں خصوصاً التزام کیا گیا ہے کہ صرف وہی شعائر مقدسہ زیر بحث لائے جائیں جو صراحتاً قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ خود ساختہ اور متنازعہ شعائر موجودہ بحث سے خارج ہیں لہٰذا بیان نہیں کیے جائیں گے۔

toobaafoundation.com

اللہ سبحانہ و تعالیٰ—توحید الٰہی کی معنویت و احکام

نوع انسانی کے دینی تصورات کا ایک قدیم عہد مظاہر فطرت کی پرستش کا عہد ہے۔ یہ پرستش اصنام پرستی میں ڈھلی اور پرستش کی نوعیت اور تنوع بڑھنے کے باوجود انسانی فطرت سب سے اعلیٰ اور پیدا کرنے والی ہستی کو نہ بھلا سکی جو تمام اصنام پر حکمران تھی۔ اس لیے ہر جگہ کوئی نہ کوئی لفظ ضرور مستعمل رہا جس کے ذریعے اس اَن دیکھی اور اعلیٰ ترین ہستی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔

چنانچہ ساری زبانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف و اصوات کی ایک خاص ترکیب ہے جو معبودیت کے معنی میں مستعمل رہی ہے۔ یہ الف، لام اور ھ کا مادہ ہے۔ کلدانی و سریانی کا الاھیا عبرانی کا الوہ، عربی کا الٰہ اسی سے ہے اور بلاشبہ یہی الٰہ ہے جو حرف تعریف کے اضافے کے بعد اللہ ہو گیا اور تعریف نے اسے صرف خالق کائنات کے لیے مخصوص کر دیا۔

الٰہ کے لفظ کی معنویت تحیر اور درماندگی سے عبارت ہے۔ جس قدر اس ذات مطلق کے بارے میں غور و خوض ہو گا عقل کی حیرانی اور درماندگی بڑھتی چلی جائے گی۔

اس لیے اللہ کا لفظ سب صفات پر محیط ہو گیا۔ جب اللہ کا لفظ بولا جاتا ہے تو فوراً ذہن ایک ایسی ہستی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو تمام صفات کمال و حسن سے متصف ہے جو اس کی نسبت بیان کی گئی ہیں۔

اللہ—فکری عناوین کے مرحلہ وار زاویے

تاریخ گواہ ہے کہ انسان کا تصور الٰہ صفات قہریہ کے تخیل سے شروع ہوا۔ انسانی فکر کی طفولیت تعمیر کا حسن نہ دیکھ سکی۔ تخریب کی ہولناکیوں سے سہم گئی اور صفات الٰہی کی صورت آرائی پر اتری تو کائنات کے سلبی مظاہر کی دہشت سے متاثر ہو گئی۔

آسمان کی ژالہ باری، سیلاب دریا، تلاطم بحر، رعد و برق کی ہیئت، آتش فشانی کا انفجار اور زلازل زمین کے سلبی مظاہر نے اس میں کیفیت رعب و ہیبت پیدا کر دی۔ لیکن آہستہ آہستہ رحمت و فیضان کے مظاہرے بھی قابل دید ہوتے چلے گئے۔ یاس و دہشت کے ساتھ ساتھ اُمید و رحمت کے عناصر پرورش پانے لگے اور آخر کار قہر و غضب کے ساتھ رحمت و جمال کا تصور مساویانہ حیثیت میں قائم ہونا شروع ہوا۔

ظہور قرآن کے وقت پانچ دینی تصورات فکر انسانی کے کندھوں پر سوار تھے۔ چینی تصور مقامی خداؤں کے ساتھ ایک آسمانی ہستی پر اعتقاد رکھتا تھا جو جود و بخشش اور قہر و غضب کا مرقع ہے۔ نیز گزرے ہوئے انسانوں کی روحیں بھی تدبیر و تصرف کا ملکہ رکھتی تھیں اور یوں اجداد پرستی کی ریت پروان چڑھی۔

اجداد پرستی کا نظریہ آسمانی خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ یہ روحوں کا وسیلہ اور تشفع تھا جس نے اعتقاد وسیلہ کو عابدانہ پرستش کا

toobaafoundation.com

لازمی جزو بنادیا۔ نیز قربانیوں کا تصور دوہرا تھا۔ مقاصد حاصل کرنے کی غرض سے قربانی نذر جبکہ قہر و غضب سے بچنے کے لیے فدیہ بن جایا کرتی تھی۔ بدھ مت کی اشاعت نے چین کے شمنی تصور کی آبیاری کی اور بدھ کو بذات خود خدا کی جگہ دے کر تبرکات و باقیات کا ایک جہان محسوس قائم کر دیا گیا۔

ہندوستانی تصور نے اشراک تعداد الہ کی بے روک راہ اختیار کی اور یوں آہستہ آہستہ ہر پتھر معبود ہو گیا اور ہر درخت خدائی کے مقام پر فائز ہو گیا۔ یوں بلندی بھی کمال کی تھی اور پستی بھی کمال کی تھی۔ خواص توحید اور عوام اشراک اور اصنام پرستی میں مستغرق ہو گئے۔ رگ وید میں اگرچہ مظاہر قدرت کی پرستش کا تصور ہے لیکن دسویں حصے کے زمزموں میں توحیدی تصور کی نمود صاف صاف نظر آنے لگی اور خداؤں کا ہجوم تین تک سمٹ کر رہ گیا۔ پھر مزید سمٹا اور ایک سب سے بڑی اور سب پر چھائی ہوئی ہستی نظر آنے لگی۔

یہ صفات ایک بلند تصور کی طرف رہنمائی ضرور کرتی تھیں۔ سلبی اور ایجابی صفات کی نموداریوں نے خالق کے یگانہ، ازلی و ابدی، ناممکن الادراک اور واجب الوجود ہونے کا تصور فراہم تو کیا لیکن اشراک اور تعدد کی آمیزش کی وجہ سے توحید فی الصفات کا بے میل عقیدہ جلوہ گر نہ ہو سکا۔ یوں ایک یگانہ ہستی کا تصور دوسرے خداؤں کو نابود نہ کر سکا البتہ اس کا قبضہ و اقتدار تسلیم کر لیا گیا اور باقی سب اس کی ماتحتی میں آ گئے۔

بدھ مت کے تصور نے اصنام پرستی کے مفاسد کی قباحت کو پیش نظر رکھا اور ساری توجہ سعادت کے حصول پر مرکوز ہو گئی۔ یوں معبودان باطلہ کی پرستش سے انکار مطلق انکار کی صورت اختیار کر گیا۔ خدا کے تصور کی مسند کو خالی کر دیا گیا اور بعد ازاں بدھ مت کے پیروکاروں نے مرور ایام کی سنگدلی سے متاثر ہوتے ہوئے وہ خالی مسند بدھ کے وجود سے بھر دی۔

مجوسی تصور روشن ہستیوں اور تاریک عفریتوں کے مظاہر میں بٹ کر رہ گیا۔ روشن ہستی خوشی جبکہ تاریک عفریت مصیبت اور ہلاکت کے لیے مخصوص ہو گئی۔ زرتشت نے ان قدیم عقائد کی اصلاح تو کی اور دیوتاؤں کی جگہ فرشتوں کا تصور پیدا کیا اور رفتہ رفتہ یہ تعلیم ہندوستانی آریاؤں کے ویدی عقائد کے رد میں ڈھل گئی۔ فقط اتنا ہوا کہ کارخانۂ ہستی کی سربراہی دو متقابل اور متعارض قوتوں میں تقسیم کر دی گئی۔

یہودی تصور الٰہ ابتدا میں محدود نسلی تصور تھا۔ یعنی کتاب پیدائش کا یہواہ شروع میں نسلی تھا۔ لیکن یسعیاہ دوم کے صحیفے میں تمام قوموں کا خدا بن گیا تاہم اسرائیلی خدا کا نسلی اختصاص بدستور کام کرتا رہا۔ یہودی تصور نے خدا اور انسان کے رشتے کو ازدواجی شکل میں مزین کیا۔ یہ تمثیل قائم رہی۔ یہودیوں کی ہر گمراہی پر خدا کے غضب کا اظہار ایک غضب ناک شوہر کا اظہار معلوم ہوتا ہے جو اپنی چہیتی بیوی کو اُس کی بے وفائیاں گنوا رہا ہو۔ بہر حال یہ خدا کے تصور کے لیے ایک ابتدائی درجے کا غیر ترقی یافتہ تصور تھا۔

جب مسیحی تصور نے نمو پائی تو رحم و محبت اور عفو و درگزر کے نئے تصورات لے کر آئی۔ اب شدت و غلظت کے یہودی تصور کے بالمقابل رحم و محبت کی رقت کا انقلابی تصور پروان چڑھا اور اگرچہ شوہر کی تمثیل کے مقابلے میں باپ کا تمثیلی تصور زیادہ شائستہ اور ترقی یافتہ تھا۔ لیکن جب مسیحی عقائد رومی اصنام پرستی کے تصورات سے آلودہ ہوئے تو اقانیم ثلاثہ، کفارہ اور مسیح پرستی کے

toobaafoundation.com

تصورات چھاگئے۔ اب مسیحیت کو بت پرستوں کی بت پرستی تو شاق گزرتی تھی لیکن اپنی بت پرستی پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

اللہ—اسلامی تصور—بلندی کے کمال اور اصلاح روایات کا جائزہ

ان تصورات اور قرآن کے تصور الہ میں واضح فرق ہے۔ قرآن نے ذات الٰہی کے بارے میں وجود اور تنزیہ کا جو تصور پیش اس کی کوئی مثال نزول قرآن کے وقت موجود نہ تھی۔

قرآن سے پہلے تنزیہ کا بڑے سے بڑا مرتبہ فقط یہ تھا کہ ایک ان دیکھے خدا کی پرستش کی جائے اور اصنام پرستی سے منہ موڑا جائے لیکن صفات الٰہی کا تصور انسانی اوصاف و جذبات کی مشابہت اور جسم و ہیئت کے تمثل سے خالی نہ تھا۔ گویا قبل از قرآن فکر انسانی اتنا ادنیٰ تھا کہ تمثیل کا پردہ ہٹا کر صفات الٰہی کے جلوے دیکھنے سے قاصر تھا۔ مگر قرآن نے الٰہ کے تصور کو نیا فکری جامہ اوڑھایا۔ ہر گوشے میں مجاز کی جگہ حقیقت کا جلوہ نمایاں ہوا اور تجسم کا شائبہ تک نہ باقی رہا۔ تمثیل و تشبیہ کے تمام پردے ہٹے اور اللہ کی ذات کا ایک ایسا تصور پیدا ہوا جو ساری کائنات کے لیے سرمایۂ حیات اور وسیلہ نجات بنا۔

تنزیہ کے کمال کے لیے فرمایا:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾[1]

اسی طرح فرمایا:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾[2]

اور سورۂ الاخلاص میں تنزیہ کو کمال عروج تک پہنچا کر کہا:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o﴾[3]

علامہ عبد الرحمٰن بن ناصر سعدی لکھتے ہیں:

"ليس يشبهه تعالى ولا يماثله شيء من مخلوقاته، لا في ذاته ولا في اسمائه ولا في صفاته ولا في افعاله لان اسمائه كلها حسنى وصفاته صفات كمال وعظمه وافعاله تعالى اوجد بها المخلوقات العظيمة."[4]

تنزیہ اور تعطیل—مسائل کے حل کا قرآنی اسلوب

تنزیہ صفات الٰہی کو مخلوقات کی مشابہت سے پاک رکھنے کا عمل ہے۔ جبکہ تعطیل تنزیہ کے منع و نفی کو غیر ضروری حد تک لے جانے کا وطیرہ ہے یہاں تک کہ فکر انسانی کے تصور کے لیے کوئی بات باقی نہ رہے۔

غیر صفاتی تصور محض نفی و سلب ہوتا ہے۔ یہ دلوں کا زندہ اور گرم عقیدہ بننے سے عاجز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے تنزیہ کو

---

[1] الشوریٰ : 11/42.

[2] الانعام:103/6.

[3] الاخلاص:1/112-4.

[4] سعدی، عبد الرحمٰن بن ناصر، تیسیر الکریم الرحمٰن، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 2001، ص : 908۔

toobaafoundation.com

اگر کمال درجے تک پہنچایا تو تعطیل سے بھی اس کو بچالیا۔ تمام صفات و افعال کے اثبات کے ساتھ ساتھ مشابہت کی قطعی نفی بھی کرتا چلا گیا۔ اس لیے انسانی فکر کو تسلی دینے کے لیے اور اُس کے اضطراب کو سکون میں بدلنے کے لیے ایجابی صفات کا ذکر کرتا رہا۔ خدا زندہ ہے، قدرت والا ہے، پالنے والا ہے، دیکھنے اور سننے والا ہے۔ نیز قرآن انسان کی بول چال میں قدرت و اختیار اور ارادہ و فعل کی شائستہ تعبیرات بلا تامل استعمال کرتا رہا۔ چنانچہ فرمایا:

﴿بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ﴾[1]

پھر فرمایا:

﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾[2]

کہیں فرمایا:

﴿يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ﴾[3]

ایسا بھی فرمایا:

﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾[4]

اب یہاں اگر کمال تنزیہہ موجود ہے تو لیس کمثلہ شیء، لا تدرکہ الابصار، فلا تضربوا للّٰہ الامثال کے اصول بھی موجود ہیں۔ یعنی اللہ کا زندہ ہونا مخلوق کے مشابہ نہیں۔

اسلام کے تصور الٰہی کا یہ پہلو تمام فکری اوہام اور وساوس کا حل پیش کرتا ہے۔ ایک طرف بام حقیقت کی بلندی اور فکر کوتاہ کی نارسائی، دوسری طرف فطرت کا اضطراب طلب اور دل کا تقاضائے وید۔ ایک طرف راہ کی دشواریاں، دوسری طرف طلب کی سہل اندیشیاں۔ ایک طرف گرفتاری کا ڈر اور دوسری طرف قید ہو جانے کی تڑپ۔ ایک طرف وصل اور دوسری طرف جدائی۔

اگر تنزیہ کی طرف جھکیں تو تعطیل میں جا گرتے ہیں۔ اگر اثبات صفات کی صورت آرائی میں دور نکلتے ہیں تو تشبہ اور تجسم کے تیر کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ پس قرآن کی راہ نجات یہی ہے کہ معنویت کی راہ پر قدم سنبھال کر چلیں۔ اثبات کا دامن بھی نہ چھوٹے۔ تنزیہ کی باگ بھی ڈھیلی نہ پڑے۔

صفات رحمت و جمال اور اسلام میں تصور الٰہ کی نیرنگیاں

یوں اسلام نے الٰہ کے معانی نکھار دیے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے تصور کو صاف شفاف کر کے پیش کر دیا۔ ہر گرد اور غبار جو آئینہ توحید پر احبار و رہبان، اجداد پرستی، اصنام پرستی، نفس پرستی، تمرد، طغیان، سرکشی اور اباء نے جما دیا تھا قرآنی آیات نے

[1] المائدۃ : 64/5.

[2] البقرۃ : 255/2.

[3] الفتح:10/48.

[4] الرحمٰن:27/55.

toobaafoundation.com

حقیقت کی موسلا دھار بارش سے اس کو یکسر محو کر کے انسانی دل و دماغ کو اللہ کے ساتھ اس طرح جوڑ دیا کہ خوف رکھنے کے باوجود وہ اللہ کی طرف مائل ہونے پر مجبور ہو گیا۔ ایسی قید کی طرف رہنمائی کی کہ ہر کوئی گرفتار ہونے کو تیار ہو گیا۔

ایک طرف رحمت و جمال کا وہ کامل تصور ہے کہ غضب کی جگہ نہ رہی اور دوسری طرف جزاء عمل کا سررشتہ بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ جزاء کا اعتقاد قہر و غضب کی بنا پر نہیں بلکہ عدالت کی بنیاد پر قائم کر دیا۔

صفات الٰہی کے بارے میں اعلان ہوا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾[1]

یوں اللہ کی تمام صفات حسن و خوبی کی صفت ہیں۔ ان میں بظاہر قہر و جلال کی صفات بھی ہیں مثلاً جبار، قہار، لیکن یہ بھی اسماء حسنیٰ ہیں۔ کیونکہ ان میں قدرت و عدالت کا ظہور ہے اور قدرت و عدالت قبح نقص نہیں بلکہ کمال حسن و خوبی ہے۔ خوں خواری اور خونفاکی نہیں بلکہ عدل و انصاف کا پیکر رعنائی ہے۔

سورۂ حشر میں صفات رحمت و جمال کے ساتھ صفات قہر و جلال کا ذکر کیا اور پھر متصلاً ان سب کو اسماء حسنیٰ قرار دے دیا۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ o هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ o هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o﴾[2]

نیز صفات الٰہی میں الحاد سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o﴾[3]

شیخ محمد صالح العثیمین تحریر فرماتے ہیں:

"صفات الله تعالىٰ كلها صفات كمال لا نقص فيها بوجه من الوجوه."[4]

یوں توحید فی الصفات کی کامل نقشہ گری نے ان تمام لغزشوں کی راہ مسدود کر دی جن کی وجہ سے مخلوقات کو ابن اللہ، خدا کا اوتار یا اُس کا شریک و سہیم سمجھ لیا گیا تھا۔ یہودیوں کے ہیکل نبیوں کے اجسام کی پوجا کے مراکز بنے۔ مسیحیت نے الوہیت مسیح و مریم میں پناہ تلاش کی۔ بدھ مذہب بدھ کے مجسّموں میں غرق ہو گیا۔ جبکہ دوسری طرف اسلام نے ان تمام شرکیہ معانی کو توحید کے اصل معانی سے روشناس کروا دیا۔ یہ تصور پیدا کیا کہ عبادت اور نیاز کی مستحق صرف اللہ ہی کی ذات ہے اور اُس کے اور اُس کی مخلوق کے مابین کوئی ایسا نہیں جو رکاوٹ یا وسیلہ بنا سکے۔

---

[1] بنی اسرائیل : 110/17.

[2] الحشر:59/22-24.

[3] الاعراف:7/180.

[4] العثیمین، محمد صالح، الشیخ، القواعد المثلی، اضواء السلف، الریاض، 1996، ص:53.

toobaafoundation.com

چنانچہ فرمایا:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَo﴾[۱]

مضطر دلوں کے سکون کے لیے قرب کی وضاحت بھی فرمادی:

﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ﴾[۲]

کائنات کی نگرانی کے فکری معانی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُo﴾[۳]

دنیا میں جن کو عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھ کر خدا کا سہیم اور شریک بنایا گیا اسلام نے خود ان کی صفات کو من دون اللہ کے دائرے میں داخل کرتے ہوئے مخلوقات کی برابری کے اصول کو اتنا پختہ کیا کہ شرک کی تمام تر عمارت زمین بوس ہو گئی۔ یہاں تک مسیح و مریم، عزیر و سلیمان حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی پوجا، عبادت کی ذرا برابر بھی جگہ باقی نہ رہی۔

عیسائیوں کے عقیدہ پر ضرب لگاتے ہوئے فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْلِكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا﴾[۴]

کہیں فرمایا:

﴿مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾[۵]

کہیں یوں ارشاد ہوا:

﴿وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ﴾[۶]

---

[۱] البقرة : 186/2.

[۲] ق:16/50.

[۳] البقرة : 255/2.

[۴] المائدة : 17/5.

[۵] المائدة : 75/5.

[۶] التوبة : 30/9.

toobaafoundation.com

خود محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوا:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا﴾[۱]

کہیں تمام رسولوں کے بارے میں ارشاد ہوا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ﴾[۲]

کہیں اللہ کی الوہیت کے ضابطے بیان کرتے ہوئے غیر اللہ سے علم غیب کی نفی کی گئی:

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾[۳]

کہیں فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾[۴]

احبار پرستی، رہبان پرستی کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾[۵]

نیز فرمایا:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾[۶]

توحید الٰہی کے اسلامی نظریات نے غلط سفارش اور شفاعت کے عقیدے کو اصل معنویت عطا کی۔ چنانچہ فرمایا:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾[۷]

پھر فرمایا:

﴿لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا o﴾[۸]

اسلامی تصور الٰہ نے واضح کر دیا کہ نوح علیہ السلام اپنے بیٹے اور بیوی جبکہ لوط علیہ السلام اپنی بیوی کے ذرا بھی کام نہ آ سکے۔ چنانچہ ارشاد

---

[۱] آل عمران:144/3.

[۲] الفرقان:25:20.

[۳] الانعام:50/6.

[۴] الاعراف:188/7.

[۵] التوبۃ : 34/9.

[۶] التوبۃ : 31/9.

[۷] البقرۃ : 255/2.

[۸] النبا78/38.

toobaafoundation.com

ہوا:

﴿كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلاَ النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾[1]

نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں ارشاد ہوا:

﴿وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ﴾[2]

جب یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں قید رہے تو فرمایا:

﴿فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾[3]

اور اپنی بے نیازی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلَوْلاَ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾[4]

مشرکین کے شرک کی وجہ ظن ووساوس کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ﴾[5]

پھر فرمایا:

﴿اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ﴾[6]

ان تمام آیات کا خلاصہ یہی ہے کہ مشرکین نے فطری توحید کے تصور کو آلودہ کرنے کے لیے آبا پرستی، اجداد پرستی، صالح پرستی، شجر اور حجر پرستی کے جتنے بھی باطل نظریات بنا رکھے تھے اسلام کے تصور الہ نے ان کو بیخ وبن سے اُکھیڑ دیا۔

یہ ہے اسلام کا تصور الہ کہ اگر اللہ اپنی ذات میں یکتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنے افعال وصفات میں بھی یگانہ ہو۔ یہاں ایجابی پہلو کہ اللہ ایک ہے کا رنگ بھی نمایاں ہوا اور سلبی پہلو کہ اللہ کی طرح کوئی نہیں کا رنگ بھی نکھر گیا۔ اسلام کے تصور الٰہی کا ایک اور معنی یہ ہے کہ عوام اور خواص کے لیے ایک تصور توحید ہے۔ یہ نہیں کہ صرف خواص تو اس سے مراد حاصل کر لیں اور عوام کے لیے یہ سعی لاحاصل بن جائے۔

یوں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں یکتا اور بے نظیر ہے۔ نیک لوگوں کی محبت میں غلو کا جذبہ

---

[1] التحریم: 10/66.

[2] ہود: 43/11.

[3] الانبیاء: 87/21.

[4] الصافات: 143/37-144.

[5] النجم: 23/53.

[6] النجم: 23/53.

toobaafoundation.com

چونکہ اللہ کی توحید سے متصادم ہے لہٰذا نیک لوگوں کی تصاویر اور مجسّموں کو بالخصوص حرام قرار دے دیا گیا کیونکہ یہ تصویریں اور مجسّمے ہی توحید الٰہی میں رخنوں کا باعث بنتے رہے ہیں۔ مختصراً الوہیت کا تصور، تمام اشیاء سے اُس کی نفی اور صرف اللہ ہی کے لیے اُس کا اثبات اسلام کے تصور الٰہی کو ممتاز ترین بنا دیتا ہے۔

الٰہ صرف وہی ہے جو بے نیاز، صمد اور قیوم ہو، قادر مطلق ہو، جس کا علم سب پر محیط ہو، جس کی حکمت بے نقص، طاقت سب پر غالب ہو۔ عدل میں ظلم کا شائبہ نہ ہو۔ زندگی اور وسائل حیات بخشنے والا ہو۔ نفع وضرر کی تمام قوتوں کا مالک ہو۔ عام آدمی بھی اُس کے محتاج ہوں اور خاص الخواص بھی اُس کے در کے فقیر ہوں۔ لہٰذا قرآنی تصور الٰہ کے مطابق تمام موجودات خواہ وہ انبیاء وصلحا ہیں یا اولیاء وشہداء ہیں۔ شجر یا حجر کی قبیل سے ہیں۔ آتش یا باراں کی شکل میں ہیں کسی طرح سے بھی الوہیت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ لہٰذا اسلام کا جائز مطالبہ یہ ہے کہ کہ اُن تمام کی الوہیت کی نفی کر کے پہلے لا الہ کا نعرہ بلند کیا جائے اور پھر الا اللہ کے اثبات کے ساتھ ہر طرح کی نیاز مندیاں ایک اللہ کے لیے خاص کر دی جائیں۔ یہ ہے وہ تصور الٰہ جس سے کئی معانی بر آمد ہوتے ہیں۔

انسان آزادی و حریت کا اعلیٰ ترین مقام حاصل کر لیتا ہے۔ خودداری اور عزت نفس کے عناصر اُس کی شخصیت کی ترکیب میں شامل ہو جاتے ہیں، تمام قوتوں سے وہ بے نیاز اور بے خوف ہو جاتا ہے۔ تواضع اور انکساری اُس کا سرمایۂ حیات بن جاتے ہیں۔ تنگ نظری اُس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے۔ قناعت اور بے نیازی، عزم وحوصلہ اور صبر وتوکل کے اوصاف سے متصف ہو جاتا ہے۔ نیز اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ کسی ذات کا محتاج نہیں بلکہ پاکیزگیٔ عمل اور صالحیت کا قدر دان ہے۔

لا الہ الا اللہ کا کلمہ اور عظمت کا نقطۂ کمال

یوں کلمہ لا الہ الا اللہ اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من کان اٰخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنّۃ.))[1]

نیز یہ بھی فرمایا:

((لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہُ))[2]

یہ کلمہ مرنے والے کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ جان کنی کا دشوار گزار وقت اور آخری مرحلہ کٹھن ہوتا ہے۔ اکثر لوگ اس وقت سکرات الموت کی وجہ سے ہوش وحواس سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اللہ کی توحید کا استحضار اور اس کا اقرار انسان کے نیک اور سعادت مند ہونے کی دلیل ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] السجستانی، ابو داؤد، سنن، الجنائز، باب فی التلقین، رقم الحدیث : 3116.

[2] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الجنائز، باب تلقین الموتٰی، رقم الحدیث : 916.

toobaafoundation.com

محمد رسول اللہ ﷺ — شخصیت عالیہ کے محاسن، معنویت اور احکامات

محمد رسول اللہ ﷺ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق معظم ترین شعائر اسلامیہ میں سے ایک ہیں۔ ان کی عبارت ہے۔

((ومعظم شعائر الله اربعة: القرآن والكعبة والنبي والصلوة))[1]

نبی کریم ﷺ کی شخصیت کے فکری معانی کثیر، عجیب اور نادر ہیں۔ دلوں کو رسول اللہ ﷺ کا گرویدہ ووارفتہ بننے کا حکم بھی ہے۔ اطاعت و اتباع کا امر بھی ہے لیکن ساتھ ساتھ ان تمام لغزشوں کا محو مقصود ہے جو صالحین کی غلو آمیز اور مبالغہ آرائی پر مبنی محبت کی وجہ سے توحید الٰہی کے پاکیزہ چہرے کو داغدار کرنے کی جستجوئے ناکام میں مصروف رہیں۔

اس لیے آپ ﷺ کی شخصیت کے بیان میں قرآن نے پہلے ان عناوین کو بیان کیا ہے جس کی رو سے رسول اکرم ﷺ کا تباین اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ان امور میں واضح ہو جائے جو عقیدت کی بنیاد پر بشریت کو الوہیت کے مقام پر فائز کرنے میں مدد گار رہے ہیں۔

بشریت محمدی سے رد شرک کی تلقین اور چہرۂ توحید کی تابانی

معلوم امر واقعہ ہے کہ صالحین کی محبت میں غلو نے افراط و تفریط کے جراثیم کی افزائش کرتے ہوئے توحید الٰہی میں رخنے ڈالے۔ اسی لیے ضروری تھا کہ خود دعائے خلیل اور نوید مسیحا سے ان تمام عناصر کی بھرپور نفی کر دی جائے جو شرک جیسے قبیح گناہ کی سرپرستی کا باعث بنتے رہے ہیں۔ چنانچہ ابنیت مسیح، اوتار ہنود جیسے نظریات کی بیخ کنی کا بیان یوں جلوہ گر ہوا۔

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾[2]

جلب نفع اور دفع ضرر ہر دور کے مشرک کے لیے بے پناہ کشش کا حامل رہا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ سے ان دو جہات نفع وضرر کی کامل نفی کر دی گئی۔ فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾[3]

اسی طرح ارشاد ہوا:

﴿قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾[4]

بازار شرک میں یہ نظریہ مقبول عوام تھا کہ نیک لوگ، فرشتے، جن وغیرہ علم غیب سے واقف ہونے کی بنیاد پر حصول نفع اور دفع ضرر پر قادر ہوتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کی ذات عالیہ سے اس وصف کی نفی کر دی گئی۔

---

[1] الدھلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، زمزم پبلشرز کراچی: 2010، 209/1.

[2] الکہف: 110/18.

[3] الاعراف: 188/7.

[4] الجن: 21/72.

toobaafoundation.com

چنانچہ فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ﴾[۱]

اسی طرح فرمایا:

﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾[۲]

آیات کے مستفاد سے یہ حقیقت سامنے آ گئی کہ محمد رسول اللہ ﷺ نہ تو خزائن الٰہی کے مالک ہیں، نہ غیب جانتے ہیں اور نہ نوری ہیں۔ ان معانی نے نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو مخلوق سمجھنے اور سمجھانے میں انتہائی آسانی پیدا فرما دی اور آپ ﷺ کے منصب کی پہچان میں شبہ کے تمام امکانات دور ہو گئے۔

کفار مکہ کی طرف سے بار بار عذاب الٰہی کے مطالبہ پر جواب ملا۔

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾[۳]

یعنی امور الوہیت اور امور رسالت میں تباین اور تفریق کر دی گئی۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کا کام نہیں کیوں کہ وہ بشر ہیں۔ باغات سجانا، نہریں جاری کرنا، آسمان کو ٹکڑے کر کے گرا دینا، اللہ اور فرشتوں کو قوم کے سامنے لا کھڑا کرنا، اپنے لیے سونے کا گھر بنانا یا آسمان پر چڑھ جانا اور اس قبیل کے دوسرے معجزات کلمۂ کن سے صادر ہوتے ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ کلمۂ کن صرف خالق کائنات کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا واضح کر دیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کی شخصیت ایک خاص معنویت کی حامل ہے اور وہ یہ کہ آپ ﷺ فقط اللہ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ کے ذمے صاف پہنچا دینے کا کام ہے۔

مشرکین کا ایک اور اصول صالحین کے بارے میں یہ تھا کہ وہ موت کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور حاجت روائی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ پہلے امکان کے ذریعے اس کی نفی کر دی گئی۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾[۴]

اس امکان موت کے بعد صراحتاً فرما دیا گیا:

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾[۵]

دلوں پر اختیار کے عقیدے کو واضح کرنے کے لیے رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہی کا قرآن نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

---

[۱] الانعام:50/6.

[۲] الاعراف:188/7.

[۳] بنی اسرائیل: 93/17.

[۴] آل عمران:144/3.

[۵] الزمر:30/39.

toobaafoundation.com

﴿وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾[۱]

مزید فرمایا:

﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾[۲]

مشرکین کی مزعومہ شفاعت اور غیر شرعی سفارش کی نفی کرتے ہوئے پہلے اس کا بطلان واضح فرمایا:

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾[۳]

پھر فرمایا:

﴿لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾[۴]

نیز فرمایا:

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا﴾[۵]

نیز آپ ﷺ نے غیر مشروع شفاعت کے نظریے کے تابوت میں آخری کیل گاڑتے ہوئے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے مال سے جو تم لینا چاہو لے لو۔ کل روز قیامت میں تمہیں اللہ سے نہیں بچا سکوں گا۔[۶]

اس مضمون کی اور بھی کئی آیات دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو صراحتاً ایک بشر اور ایک ایسی مخلوق کے طور پر پیش کرنا جو خود اپنے رب کی محتاج ہو صرف ایک ہی معنی کے استنباط کو اجاگر کرتی ہے اور وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کو مشرکانہ غلو اور افراط کے جذبات کے ذریعے رب کریم کے مساوی یا متوازی مقام نہ دے دیا جائے۔ کچھ آیات اس ضمن میں اور صریح ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو یہ اختیار نہ تھا کہ آپ ﷺ شریعت میں اپنی مرضی سے کلام کریں۔ ملاحظہ ہو۔

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ o لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ﴾[۷]

نیز فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِكَ﴾[۸]

---

[۱] الانفال:63/8.

[۲] القصص:56/28.

[۳] البقرہ:255/2.

[۴] النباء:38/78.

[۵] طٰہٰ:109/20.

[۶] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، التفسیر، باب وانذر عشیرتک الاقربین، رقم الحدیث :4771.

[۷] الحاقۃ: 46-44/69.

[۸] التحریم: 1/66.

toobaafoundation.com

اسی طرح فرمایا:

﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰیo اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰیo وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهُ یَزَّكّٰی﴾[۱]

یوں رسول اکرم ﷺ کی شخصیت مبارکہ کے بشری پہلوؤں کو قرآن مجید نے اس لیے کھول کر بیان فرمادیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں آنے والے ایماندار آپ ﷺ کو بھی ویسا مقام و مرتبہ عطا کر دیں جیسا عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کر دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اس کی صراحت فرمادی:

((لا تطرونی کما اطرت النّصاری المسیح ابن مریم))[۲]

یہ اس لیے ضروری تھا کہ آپ ﷺ آخری نبی اور پیغمبر ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا﴾[۳]

نبی کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع کی فرضیت کے معانی

جب رسول اکرم ﷺ کی صفت مخلوق واضح کر دی گئی تو آپ ﷺ کی صفت قضا کو بھی واضح کر دیا گیا۔ اس کی معنویت احبار پرستی، رہبان پرستی، اجداد پرستی اور ہر طرح کی اس خود ساختہ اطاعت و اتباع، عقیدت و محبت کا یکسر خاتمہ تھا جو پچھلی قوموں کے بگاڑ کا باعث بنی اور ان کے عقائد میں بدعات و خرافات کے در آنے کی وجہ بنی۔

آیات ملاحظہ ہوں۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ﴾[۴]

یہ آیت عدم اطاعت رسول ﷺ پر ابطال اعمال کی وعید سناتی ہے۔

نیز فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾[۵]

نیز فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ﴾[۶]

نیز ارشاد فرمایا:

---

[۱] عبس:80/1-3.

[۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، احادیث الانبیاء، باب واذکر فی الکتاب مریم، رقم الحدیث : 3445.

[۳] الاحزاب:4/33.

[۴] محمد:33/47.

[۵] الحجرات:1/49.

[۶] الحجرات:2/49.

toobaafoundation.com

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ﴾[1]

یہ بھی فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾[2]

یہ بھی اعلان کیا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾[3]

عمومی ادب کی تمام آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ادب، احترام، توقیر و تعظیم فرض ہے اور کسی اور کی توقیر و تعظیم کو اس پر مقدم کرنا قرآن و سنت کے بھی مخالف ہے اور توحید رسالت کے بھی متضاد ہے۔

آپ ﷺ کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کی معنویت اس امت کے لیے اللہ کی رحمت کا اظہار بھی ہے۔ بشارت اور خوشخبری کی نوید بھی ہے۔ جس طرح اللہ اپنی صفات میں یکتا اور بے نظیر ہے اسی طرح رسالت محمدیہ بھی اپنی صفات میں بے مثل ہے اور شریعت اسلامیہ کے یسر، سہل، آسان ہونے کے معانی کی چمک ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ساری کائنات کے لیے دو، چار، چھ قائد نہیں رکھے بلکہ ایک ہی سراج منیر ہے جس کی روشنی پوری کائنات کے در و بام کو اجالوں میں نہلا رہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾[4]

نیز فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾[5]

یہ بھی ارشاد ہوا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾[6]

یہ بھی فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾[7]

یہاں تک ارشاد فرمادیا گیا:

---

[1] الحجرات:3/49.

[2] الحجرات:4/49.

[3] الانفال:24/8.

[4] الحشر:7/59.

[5] الاحزاب:36/33.

[6] النساء:65/4.

[7] النور:63/24.

toobaafoundation.com

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾[1]

یہ بھی فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾[2]

یہ بھی فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[3]

یوں محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کی معنویت کو آسان بنا کر وحدت کی شکل میں ڈھال دیا گیا۔ یہ دین اللہ کا دین ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ اس کے بانی نہیں بلکہ اس کی تمام جزئیات و تفصیلات کا اختتام کرنے والے ہیں۔ یوں وحدت کی ایک مثلث قائم کر دی گئی اور وہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ رب العالمین ہے۔ قرآن ہدی للعالمین اور محمد رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ کی رضا کو پا لینے کا طریقہ قرآن میں مذکور ہے اور قرآن میں موجود ہے کہ یہ رضا فقط محمد رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع و اطاعت میں موجزن ہے۔ مستور ہے۔ مزین ہے۔ سجی ہوئی ہے۔ جو اس صراط مستقیم سے انحراف کر گیا گمراہ ہو گیا۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وليس لاحد من المسلمين العدول عنها ما وجد اليها سبيلا وقد امر الله عباده بالرد اليها حيث يقول: فان تنازعتم فی شئی فردوه الى الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير و احسن تاويلا (النساء:59).))[4]

یہود و نصاریٰ کی تحریفات اور رسالت محمدی کے ذریعے اُن کی اصلاح و تصحیح

نبی کریم ﷺ کی ذات یہود و نصاریٰ کے لیے بھی ممدوح ہونے کا شرف رکھتی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے ذریعے ان کے عوام کو وہ تمام تحریفات و تلبیسات معلوم ہوئیں جو دام تزویر کے طور پر ان کے مال اینٹھنے کے لیے بچھائی گئی تھیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾[5]

کتاب استثناء، باب 18 کی آیات 15 تا 19، انجیل متی کے باب 21 کی آیات 33 تا 46، انجیل یوحنا کے باب 1 کی آیات 19

---

[1] النجم:53/3-4.

[2] النساء:80/4.

[3] آل عمران 31/3.

[4] الجوزیۃ، ابن قیم، اعلام الموقعین، دار الکتب العلمیہ، بیروت: 1996، 9/1.

[5] الاعراف:157/7.

toobaafoundation.com

تا21، باب14 کی آیات15 تا17، باب15 کی آیات25 تا26اور باب16 کی آیات7 تا15 میں محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد اور نبوت کی بشارتیں واضح طور پر مرقوم ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ رسالت محمدیہ کا فکری کینوس محدود نہیں بلکہ لامحدود ہے۔ یہ رسالت دراصل تمام انبیاء کی تعلیمات کا خلاصہ اور اختتامیہ ہے۔ یہ ملکوں کی حدود سے پرے، براعظموں کے جغرافیہ سے ماوراء اور انسانی ذہن کی خود ساختہ لکیروں سے باہر ایک ایسا خزینۂ رحمت الٰہی ہے جس کا تقاضا فقط شکر الٰہی، عبادت الٰہی اور رضائے الٰہی میں جذب ہو جانا ہے۔ اسی لیے فرمایا:

﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾[1]

یہ بھی ارشاد ہوا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾[2]

یہ بھی فرمادیا گیا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾[3]

ختم نبوت کی نعمت عظمیٰ

اس تناظر میں رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت عقلی و نقلی اعتبار سے نعمت عظمیٰ کے معانی کو تشکیل دیتی ہے۔ جب تعلیم مکمل ہوئی، ہدایت کی راہ واضح ہو گئی۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرت بھی مکمل طور پر محفوظ ہو گئی۔ تکمیل دین کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ رضائے الٰہی کو اتباع سنت کے ساتھ مقید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی رضاء کو اتباع حدیث کے ساتھ مضبوط بنا دیا گیا۔ تو ختم نبوت کا اعلان انسانیت کے لیے اللہ کی رحمت کا نشان اور علامت قرار پا گیا۔

یہ نبوت عالمگیریت کے معنی سے بھی معمور ہے۔ دوام کے محاسن سے بھی آراستہ ہے۔ کاملیت کے زیور سے بھی مزین ہے۔ اس نبوت کے ساتھ نازل کردہ کتاب محفوظ و مامون ہے۔ یوں یہ تمام ملل اور اقوام کے لیے سراج منیر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس نبوت کا احسان یہ ہے کہ اس نے پچھلی نبوتوں کے کام کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ان تمام خدشات و اوہام کی گرد سے ان نبوتوں کے درخشاں چہروں کو آزادی بخشی جن کو احبار و رھبان کی لالچ اور طمع نے مکمل طور پر مسخ کر دینے کی کوشش کی تھی۔

ختم نبوت کا حامل بشیر و نذیر بھی ہے۔ سراج منیر بھی ہے اور انک لعلی خلق عظیم کے درجے پر فائز بھی ہے۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری تحریر کرتے ہیں:

"بھلا عالم وجود کے اس سب سے عظیم بشر کی عظمت کی انتہاء تک کس کی رسائی ہو سکتی ہے جس نے مجد و کمال کی سب سے اونچی چوٹی پر اپنا نشیمن بنایا اور اپنے رب کے نور سے اس طرح منور ہوا کہ کتاب الٰہی ہی کو اس کا وصف

---

[1] الفرقان:1/25.

[2] الاعراف:158/7.

[3] سبا:28/34.

toobaafoundation.com

اور خلق قرار دے دیا گیا۔"[۱]

محمد رسول اللہ ﷺ کے روحانی کمالات کا عروج

مختصراً محمد رسول اللہ ﷺ کی شخصیت ایسی جامع کمالات وصفات ہے کہ دشمنوں کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

مشہور یہودی مصنف مائیکل ہارٹ تحریر کرتا ہے:

"He was the only man in history who was supremely successful on both the religious and secular levels."[2]

مظلومی میں صبر، مقابلے میں عزم، معاملات میں راست بازی اور طاقت واختیار میں درگزر تاریخ انسانیت کے وہ نوادر ہیں جو کسی ایک زندگی میں ایسے جمع نہیں ہوئے جیسے حیاۃ طیبہ میں موجزن ہیں۔

یہ سیرت طیبہ معنویت سے بھرپور ہے۔ توحید کی چمک سے لبریز ہے۔ بشریت کے جامہ سے پروقار ہے۔ فکر آخرت کی یاد سے مالا مال ہے۔ اخلاص واحسان کی دمک سے مزین ہے۔ خشیت الٰہی اور ذکر الٰہی کے پھولوں کا گلستان ہے۔ رحمت وعفو کی پاکیزگی اور نظافت سے سجی ہوئی ہے۔ نماز وروزہ کی لطافت سے متصف ہے۔ ذکر الٰہی کے تمام اسالیب سے آراستہ ہے۔ صبر وشکر کی شیرینی اور حلاوت سے سرشار ہے اور اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود اعلان کیا۔

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾[۳]

یہ رسول اللہ ﷺ کے روحانی کمالات وصفات کے معانی کا صعود ہی ہے کہ بادشاہوں کے سر پر غرور بارہا ٹھکرا دیئے گئے لیکن رسول رحمت کی جبین نیاز پر عظمت ضیا پاشیاں کرتی رہی۔ بادشاہوں کی زباں خود ستا بارہا ذلت کے ساتھ خاموش کر دی گئی لیکن رسول معظم ﷺ کا نغمۂ حمد وشکر کبھی بھی چپ نہ ہوا۔ بادشاہوں کے غیض وغضب کے شعلے بارہا بجھا دیئے گئے مگر پیغمبر اسلام کے دریائے کرم کو دنیا کے خس وخاشاک نہ روک پائے۔

فرمان الٰہی پورا ہو کر رہا۔

﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ۝ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ﴾[۴]

درود مسعود کی معنویت اور احکام

جب رسول اکرم ﷺ انسانیت کے درد میں سرشار رہے اور قرآن مجید نے اعلان کیا:

---

[۱] مبارکپوری، صفی الرحمٰن، مولانا، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیۃ، لاہور، 1998، ص:653.

[2] Hart, Michael, The Hundred, Simon and Schuster, London, 1993, P. 30.

[۳] القلم:4/68.

[۴] الصافات:37/171-173.

toobaafoundation.com

﴿عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾[1]

تو اس سے یہ معنی بر آمد ہوتا ہے کہ کوئی ایسا کلمہ ضرور ہو جو اس نبی کی شان میں بار بار دہرایا جائے جس سے ان تمام احسانات کا تذکرہ مقصود ہو جو نبی رحمت ﷺ نے انسانیت پر کیے۔ اسی ضمن میں اللہ نے تحفہ صلوٰۃ و سلام کا رواج مسلمانوں کا ایک اہم ترین شعیرہ بنا دیا۔ فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾[2]

اللہ فرشتوں میں آپ ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے رحمت نازل فرماتا ہے۔ فرشتے آپ ﷺ کی بلندیٔ درجات کی دعائیں کرتے ہیں۔ عالم اعلیٰ اور عالم سفلی جس ذکر میں متحد ہو جاتے ہیں وہ صلاۃ و سلام کا ذکر ہے۔

اس کی معنویت یہی ہے تم جہالت کی تاریکی میں تھے۔ اصر و اغلال کے بوجھ تلے دبے ہوئے تھے۔ اخلاقی پستیوں کی قبر تمہارا مسکن تھی۔ اس شخص نے تمہیں محسود خلائق بنا دیا۔ بہترین انسانی تہذیب سے آراستہ کیا۔ لہٰذا تم احسان شناس بنو اور اپنے زبانوں کو نماز، غیر نماز میں درود و سلام سے تر رکھو۔

یوں کثرت صلوۃ و سلام ایک پیمانہ ہے جو ناپ کر بتلاتا ہے کہ دین محمدی سے کوئی شخص کتنا شغف رکھتا ہے۔ اس سے نہ صرف نبی کریم ﷺ کا حق ادا ہو گا بلکہ پڑھنے والے کے درجات بھی بلند ہوتے رہیں گے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید۔

اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید۔

☆☆☆

[1] التوبہ:128/9.

[2] الاحزاب:56/33.

toobaafoundation.com

قرآن مجید —اسلامی شعیرۂ عالمی کی معنویت اور احکام

قرآن مجید اسلام کا عالمی شعیرہ اور معتبر ترین علامات میں سے ایک ہے۔

قرآن مجید کی معنویت متنوع اور کثیر الجہات ہے۔ قرآن مجید اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہتا ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾[۱]

یوں یہ کتاب ایک طرف بے تردد، لاریب اور بلاشک ہے اور دوسری طرف ہر اس شخص کے لیے ہدایت ہے جو پرہیز گاری کی راہ پر گامزن ہونا چاہے۔ یہ مختصر آیت اس کتاب کو عالمی اور بین الاقوامی دستور حیات ہونے کا درجہ دیتی ہے۔

قرآن مجید تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کو ایک ہی سلسلے سے متعلق قرار دیتا ہے اور ان کے درمیان فرق نہیں کرتا بلکہ فرق کرنے والوں کو پکا کافر قرار دیتا ہے۔ اس سے اتحاد بین الانبیاء والمرسلین اور اتحاد بین المذاہب کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ نیز امن وسکون کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾[۲]

نیز فرماتا ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ﴾[۳]

نیز فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا o اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾[۴]

نیز فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾[۵]

اور یوں یہ اصل جس کو الہدیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اللہ کی خاص ہدایت ہے جو اس نے ابتدائے آفرینش سے ہی نازل فرمادی تھی۔

---

[۱] البقرہ:2/2.

[۲] البقرہ:285/2.

[۳] البقرہ:285/2.

[۴] النساء:150/4-151.

[۵] آل عمران:19/3.

toobaafoundation.com

﴿قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾[۱]

نیز فرمایا:

﴿فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾[۲]

نیز یہ ہدایت کسی خاص ملک و ملت کے لیے نہیں بلکہ تمام نوع انسانی کے لیے تھی۔ یعنی دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں نسل انسانی آباد ہوئی ہو اور اللہ کا کوئی رسول وہاں نہ آیا ہو۔ ارشاد ہوا:

﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾[۳]

نیز فرمایا:

﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾[۴]

یہ بھی ارشاد کیا:

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ﴾[۵]

پھر نسل انسانی کے ابتدائی عہد میں کئی نبی اور رسول علیہم السلام مبعوث ہوئے۔

﴿وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ﴾[۶]

یہ بھی ارشاد ہوا کہ ایسا ممکن نہیں کہ رسول کی بعثت اور ہدایت کے تقاضے پورے کیے بغیر عذاب کی آمد ہو جائے۔

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾[۷]

اور یہ واضح کر دیا کہ تمام پیغمبر جو مبعوث ہوئے ان کی دعوت ایک ہی تھی۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾[۸]

نیز فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۝﴾[۹]

---

[۱] الانعام:71/6.

[۲] البقرہ:38/2.

[۳] فاطر:24/35.

[۴] رعد:7/13.

[۵] یونس:47/10.

[۶] زخرف:6/43.

[۷] بنی اسرائیل : 15/17.

[۸] النحل:36/16.

[۹] الانبیاء : 21/25.

toobaafoundation.com

یہ آیات قرآن مجید کی معنویت کو اجاگر کرنے میں نہایت واضح ہیں۔ وحدت دین کی اصل عظیم ہی وہ فکری نظریہ ہے جو قرآن پیش کرتا ہے۔ سب کچھ اسی اصل پر مبنی ہے۔ اللہ نے سب کو ایک ہی جامۂ انسانیت دیا تھا۔ لیکن انسانوں نے طرح طرح کے بھیس اور نام اختیار کر لیے اور رشتۂ انسانیت کی وحدت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئی۔ اس عالم میں قرآن کی معنویت کی پکار بلند ہوتی ہے کہ تم سب ایک پروردگار کے بندے ہو۔ ایک رشتۂ عبودیت ہے جس میں جڑے ہوئے ہو۔ ایک ہی منزل اشتیاق ہے جو تم سب کو اکٹھا کر سکتی ہے۔ جب وہ آسمانی رشتہ قائم ہو گیا تو تمام ارضی اختلافات فضائے بسیط میں روئی کے گالوں کی طرح بکھر جائیں گے۔

وحدت دین اور تحدیٔ قرآن کا زمزمہ

اسی لیے قرآن مجید تحدی کے ساتھ فرماتا ہے کہ تمام مذاہب کی حقیقی تعلیم وہی ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾[1]

قرآن مزید فرماتا ہے کہ علم و بصیرت کے کسی قول اور روایت سے ثابت نہیں ہو سکے گا کہ جو کچھ قرآن بتلا رہا ہے وہ پچھلی دعوتوں کی تعلیم نہیں ہے۔

﴿اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾[2]

قرآن مجید کی یہ بنیادی معنویت ہے جو اتحاد و اتفاق کو پیدا کرنے کی شاہ کلید ہے۔ مذاہب عالم کی باہم تصدیق کو دلیل کے طور پر پیش کرنے سے یہ معنی فراہم ہوتا ہے کہ تمام تعلیمات میں ایک ہی ثابت و قائم حقیقت کام کر رہی ہے اور مختلف زبانوں یا پیرایوں میں کوئی بات کہی گئی ہو اور اختلافات کے باوجود ایک ہی مقصد پر زور دیتی ہو تو ماننا پڑے گا کہ ایسی بات اصلیت سے خالی نہیں۔

﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ○ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ﴾[3]

وحدت دین اور ہدیٰ کی یہ قرآنی تشریح ہی پوری کائنات کے لیے امن اور سلامتی کا پیغام ہے۔ عموماً ہر مذہب کے ماننے والے دوسرے مذاہب کے انبیاء کی توقیر کو فرض نہیں سمجھتے ہیں لیکن مسلمان ایسا نہیں کر سکتے۔ ان پر قرآن نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کو فرض قرار دیا ہے۔

قرآن کی یہ معنویت تمام مذاہب و ادیان اور بالخصوص یہودیت اور نصرانیت سے یہ جائز مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ضد اور عناد کی بناء پر اللہ کے اس آخری پیغام کی مخالفت نہ کریں جو دراصل خود ان پر ایسا احسان عظیم کرنے آیا ہے کہ ایک طرف ان کے انبیاء کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے اور دوسری طرف زیغ و ضلال، تحریف و تعطیل، تشبیہ و تنزیہ کی وہ تمام اغلاط دور کرتا ہے جو مرور زمانہ کے ساتھ بے رحم مذہبی وثیقہ نویسوں نے وحی الٰہی کے سر زبردستی منڈھ دی تھیں۔

---

[1] الانبیاء : 24/21.

[2] الاحقاف:4/46.

[3] آل عمران:3/2-3.

toobaafoundation.com

مھیمن۔ معنویت اور تشیع و تحزب کی حوصلہ شکنی

عہد جدید کے تناظرات اس امر کے متضاضی ہیں کہ قرآن مجید کی صفت "مہیمن" کو خوب اجاگر کیا جائے تاکہ موجودہ دور میں یہودیت اور صلیبیت نے جو مقدس جنگ اسلام کے خلاف چھیڑ رکھی ہے۔ نیز اسلامی شعائر خصوصاً قرآن، داڑھی اور پردہ کے خلاف جو محاذ برپا کر رکھا ہے اسے دم لینے کا موقع ملے اور معلوم ہو کہ جسے وہ زہر ہلاہل سمجھ کر مسترد کر رہے ہیں اصل میں آب حیات ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾[1]

یہ امر ملحوظ رہے کہ اللہ کا ایک نام المہیمن بھی ہے جو سورۂ حشر میں ذکر کیا گیا ہے۔[2]

یہ آیت معانی کا ایک عظیم سرچشمہ ہے۔ اولاً یہاں پچھلی کتابوں کی بجائے الکتاب کا لفظ استعمال کیا جس سے یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ مختلف ادوار اور زمانوں میں جو بھی کتابیں نازل ہوئیں وہ فی الاصل ایک ہی کتاب ہیں۔ ایک ہی مدعا اور مقصد سے بھرپور اور مملو ہیں اور پھر قرآن کو الکتاب پر مھیمن کہہ کر واضح کر دیا کہ قرآن کے آجانے سے ان کتب سابقہ کا تعلیمات برحق پر مبنی کلام ضائع نہیں ہو جائے گا۔ یوں ان کتابوں کے اندر خدا کے کلام اور انسانوں کے کلام کی جو آمیزش ہے اسے قرآن کی شہادت سے چھانٹا جا سکتا ہے۔ جو قرآن کے مطابق ہے وہ اللہ کا کلام ہے اور جو مخالف ہے وہ کلام الناس ہے۔

یہ معنی یہودیت اور عیسائیت کے لیے دراصل امن، ہدایت اور فلاح و فوز کا پیغام ہے۔ قرآن نے نہ صرف عقیدۂ تثلیث، الوہیت مسیح اور کفارۂ مسیح کے موضوعات سے اناجیل کو بری الذمہ کیا بلکہ توہین انبیا کے وہ تمام داغ بھی مٹا ڈالے جو یہود کی شقاوت نے مقدس پیشانیوں پر لگا رکھے تھے۔

ثانیاً، خود ساختہ عقائد و اعمال نے تشیع اور تحزب کے جن گمراہ اصولوں کو پروان چڑھایا تھا قرآن نے ان اصولوں کو یکسر دفع کر کے دوبارہ اہل کتاب کو ہدایت کی گاڑی پر سوار کروا کر کے اس صراط مستقیم سے از سر نو آشنا کر دیا جس سے وہ انحراف کر چکے تھے۔

یہودیوں نے گروہ بندی کا ایک دائرہ بنایا اور اسے یہودیت کہہ کر ہدایت یافتہ ثابت کر لیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس کے باہر کوئی ہدایت نہیں۔ اسی طرح عیسائیوں نے ایک دائرہ کھینچ لیا اور اسے کلیسیا کے نام سے موسوم کر دیا۔

قرآن مجید نے پہلے اس کا بیان کیا:

﴿كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا﴾[3]

اور پھر تردید کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] المائدہ:48/5.

[2] الحشر:23/59.

[3] البقرہ:135/2.

toobaafoundation.com

﴿بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ﴾[۱]

یوں قرآن اس معنی کا علمبر دار ہے کہ سچائی اصلاً سب کے پاس ہے لیکن عملاً سب نے کھو دی ہے۔ ایک عالمگیر قانون ہدایت کو چھوڑ کو مصنوعی جتھے بندیاں اصل حقیقت کو ضائع کرنے کا طریقہ ہیں اور اس کے متعلق قرآن گواہی دیتا ہے:

﴿كُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ﴾[۲]

یوں قرآن نے تحزب اور تشیع کے فساد برپا کر دینے والے عناصر کو یکسر ختم کرتے ہوئے ایک نیا معنی تشکیل دیا اور وہ معنی اتباع وحی اور اطاعت رسول ﷺ سے مرتب تھا اور تقویٰ اس کی بنیاد تھا نہ کہ ذاتی گروہ بندیاں اور مزعومہ فرقہ پرستی اور شخصیت پرستی۔

یوں قرآن کے مطابق اصل دین وحدت واخوت ہے نہ کہ تفرقہ ومنافرت۔ جب تمام رسولوں کی تعلیم ایک ہی ہے تو سب اسی خالق کی بندگی کریں جو سب کا پروردگار ہے۔ اسی لیے قرآن تفریق بین الرسل کو بہت بڑی گمراہی قرار دیتا ہے۔

قرآن — عمل کی طرف اصرار اور حصول تقویٰ کا شعار

قرآن کہتا ہے کہ دین الٰہی عمل کا قانون ہے اور ہر انسان کے لیے وہی ہونا ہے جو اس کے عمل کی کمائی ہے۔

﴿وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾[۳]

نیک انسانوں کی نسل سے کوئی تعلق رکھے یا کسی پچھلی قوم سے کوئی رشتہ جوڑے نجات وسعادت کے لیے سود مند نہیں۔

﴿تِلۡكَ اُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَلَكُمۡ مَّا كَسَبۡتُمۡ وَلَا تُسۡـَٔـلُوۡنَ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾[۴]

یوں نہ کفارے کا خود ساختہ عقیدہ کسی کام کا ہے اور نہ ہی اصطباغ کی رسم کسی قسم کا فائدہ رکھتی ہے۔ نہ خود ساختہ چہیتے اللہ کی بارگاہ میں وزن رکھتے ہیں نہ خود ساختہ شعائر کی تعظیم کوئی فائدہ مرتب کر سکتی ہے بلکہ فرمایا:

﴿اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰىكُمۡ﴾[۵]

اور خود اپنی ہدایت کو صرف متقین کے لیے خاص کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ﴾[۶]

---

[۱] البقرہ:112/2.

[۲] الروم:32/30.

[۳] النجم:39/53.

[۴] البقرہ:141/2.

[۵] الحجرات:1/49.

[۶] البقرہ:2/2.

toobaafoundation.com

علوم القرآن اور اسمائے قرآن کی معنویت

قرآن کے کل پانچ نام ہیں جو اسم علم کے طور پر خود قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں۔[۱]

- القرآن
- الفرقان
- الذکر
- الکتاب
- التنزیل

الفرقان کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾[۲]

نیز فرمایا:

﴿وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ﴾[۳]

نیز فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ﴾[۴]

فرقان اس لیے ہے کہ یہ حق و باطل کے درمیان کثرت کے ساتھ فرق اور امتیاز کرتا ہے۔ اپنی ہدایت کو دلائل اور مثالوں سے تقویت دیتا ہے۔

نیز یہ قرآن ذکر یعنی یاد دہانی بھی ہے اور ہر طرح کے تغیر، تحریف و تعطیل سے مامون ہے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾[۵]

اس کی حفاظت سے ہی دراصل نظم کائنات کی حفاظت ہو رہی ہے۔ کائنات تب تک محفوظ ہے جب تک خالق کائنات کا کلام محفوظ ہے۔

نیز یہ قرآن الکتاب بھی ہے۔ جو نہ صرف پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے بلکہ ہر اس موضوع سے بھرا ہوا ہے جس کا تعلق انسان اور اس کی نفسیات کے تمام شعبوں سے ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ﴾[۶]

یہ قرآن تنزیل بھی ہے۔ اس کے آہستہ آہستہ اتارے جانے کا مقصد لوگوں کی تسلی اور اضطراب و قلق کو خوشی و انبساط سے تبدیل کرنا ہے اور اس کے آگے پیچھے یا دائیں بائیں سے کسی قسم کا باطل اس میں راہ نہیں پا سکتا۔

﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾[۷]

---

[۱] الزرقانی، محمد عبد العظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، دار الحدیث، القاہرہ، 2001، 8/1.

[۲] الفرقان: 1/25.

[۳] آل عمران: 4/3.

[۴] البقرہ: 185/2.

[۵] الحجر: 9/15.

[۶] الانبیاء: 10/21.

[۷] حم السجدہ: 42/41.

toobaafoundation.com

جبکہ قرآن اس کا وہ ذاتی نام ہے جو کم از کم 61 بار قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے۔

قرآن کے اسم کی معنویت میں راجح یہی ہے کہ کتاب اللہ کا یہ نام کفار عرب کی تردید میں رکھا گیا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے:

﴿لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾ (حم السجدہ:26/41)

قرآن کی شفقت نے عدم سماعت، انتشار اور غلبہ کے زعم کے بالمقابل شفقت فرماتے ہوئے ندا دی:

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾[1]

یوں عدم سماعت کے بالمقابل سماعت، شور کے بالمقابل انصات اور غلبہ کے بالمقابل رحم رکھ کر قرآن نے پوری کائنات کے لیے شفقت اور رحمت کے فکری عناوین تخلیق کیے۔

قرآن — تصور الہ اور سائنسی اکتشافات کے بھرپور گداز زاویے[2]

قرآن کی ایک بھرپور معنویت یہ ہے کہ اس کے الفاظ کی سطح کے نیچے گہرے سائنسی علوم کے سرچشمے چھپے ہوئے ہیں۔ یہ وہ علم ہے جو علم الآفاق والانفس کے نام سے ایک عجیب تلاطم رکھتا ہے۔

انسانی جنین کے ارتقاء کے مراحل، اخراج نطفہ کا مقام، پہاڑوں کا میخوں کی طرح گڑے ہوئے ہونا، تخلیق کائنات اور ارض و سما کی اصل حقیقت، مخ دماغ اور جھوٹی سیاہ کار پیشانی کا نظریہ، دریاؤں اور سمندروں کے برزخی دھاروں کا انکشاف، گہرے سمندروں کی موجوں کی کیفیت، بادلوں کی تشکیل، اولوں کے پہاڑ، بارش کا میٹھا پانی اور ماحولیاتی توازن، انگلیوں کے پوروں کی معنویت، جلد کو درد کے احساس کا کشف..... الغرض ہزاروں، ان گنت سائنسی اکتشافات ہیں جن کا اعتراف ہر خاص و عام نے کیا ہے۔ یوں قرآن مجید جدید دور کا ساتھ دینے بلکہ قیامت تک کے تمام ادوار کا ساتھ نباہنے اور ان کی رہنمائی کے لیے کافی ہو جانے کا پیغام بن جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید تمام انسانوں اور جنوں کو چیلنج دیتا ہے کہ تم قرآن جیسا کلام لا کر دکھا دو۔ چنانچہ اختتامیہ ملاحظہ ہو:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾[3]

اور فرمایا:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾[4]

---

[1] الاعراف:204/7.

[2] قرآن کے تصور الہ کی بحث گزشتہ صفحات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عنوان کے تحت کی جا چکی ہے لہٰذا تکرار سے بچنے کے لیے یہاں حذف کر دی گئی ہے۔

[3] بنی اسرائیل : 88/17.

[4] البقرہ:24-23/2.

toobaafoundation.com

قرآن کی حسین جبین—سورۂ فاتحہ کی معنویت

سورۂ فاتحہ مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ اس کے بغیر مسلمانوں کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔

چونکہ یہ نمایاں ترین سورت ہے۔ اس لیے اس کی موزوں جگہ بھی قرآن کا پہلا صفحہ قرار پایا۔

اس کی معنویت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے الصلوۃ (یعنی سورہ فاتحہ) کو اپنے اور بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔"[1]

یوں سورۂ فاتحہ کا نصف اللہ کی حمد و ثناء، رحمت و ربوبیت اور عدل و بادشاہت کے بیان میں ہے اور نصف حصے میں دعا و مناجات اور طلب صراط مستقیم ہے۔ اسی لیے سورۂ فاتحہ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے صلوۃ سے تعبیر کیا ہے۔

سورۂ فاتحہ میں دین حق کے تمام مقاصد کا خلاصہ موجود ہے۔

اسی لیے اسے سبعا من المثانی بنا کر بار بار پڑھنے کی معنویت یہ ہے کہ انسان دین حق کے خلاصے سے دن میں پانچ بار واقف ہوتا رہے۔

دین حق کا ماحصل خدا کی صفات کا ٹھیک ٹھیک تصور، قانون مجازات کا اعتقاد اور یقین معاد اور فلاح و سعادت کی راہ اور اس کی پہچان ہے جسے اس سورت میں خوبی اور معنویت سے جمع کر دیا گیا ہے۔

سات چھوٹے چھوٹے بول ہیں۔ ہر بول چار پانچ الفاظ سے زیادہ کا نہیں۔ مگر ہر لفظ دل نشین معانی کا نگینہ ہے جو سلیقے سے انگوٹھی میں جڑ دیا گیا ہے۔

سورۂ فاتحہ کا پہلا لفظ "حمد" تصور الہ کے بارے میں خوف و وحشت کے تصور کا ازالہ کر دیتا ہے۔ محمود ذات خوفناک نہیں ہوا کرتی۔ رب العالمین کا لفظ ان تمام تنگ نظریوں کا خاتمہ کرتا ہے جس کے مطابق خدا کی برکتیں اور سعادتیں فقط خاص قوم کے لیے ہوتی تھیں۔

مالك يوم الدين نے جزا کو دین سے تعبیر کر کے واضح کر دیا کہ جزا انسانی اعمال کے قدرتی نتائج و خواص ہیں اور ربوبیت و رحمت کے بعد اس کا ذکر واضح کرتا ہے کہ قہر و جلال کی نمود پروردگار عالم کے غضب و انتقام کی علامت نہیں بلکہ اس کے عادل ہونے کا نشان ہے۔

اياك نعبد و اياك نستعين میں حصر کے معانی نے توحید کے تمام تقاضے پورے کر دیے اور شرک کی ساری راہیں بند ہو گئیں۔

سعادت و فلاح کی راہ کو الصراط المستقیم کہہ دیا گیا۔ یہ سیدھی راہ ہے اور کوئی نہیں جو سیدھی راہ اور ٹیڑھی راہ میں امتیاز نہ رکھتا ہو اور سیدھی کا خواہش مند نہ ہو۔

---

[1] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الصلوۃ، باب وجوب قرآۃ الفاتحہ، رقم الحدیث : 397.

toobaafoundation.com

اسلام کے مقدس مقامات اور زیارات

اسلام میں صرف وہی مقامات و زیارات مقدس کہلاتے ہیں جنہیں قرآن و سنت نے تقدیس کا جامہ زیب تن کروایا ہو۔ نیز یہ مقامات و زیارات بنیادی طور پر توحید کے معانی کو اجاگر کرنے والے شعائر ہیں۔ ان مقامات و زیارات کے ذریعے توحید کی روشنی پھوٹتی ہے۔ دل شرک و کفر سے بے زار ہو کر ایک رب کے سامنے سر بسجود ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے صرف تین مقامات کی طرف ثواب کی نیت سے سفر مشروع قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

((لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد: المسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ و مسجدی هذا))[1]

لہٰذا مقدس مقامات کی بنیادی معنویت فقط عقیدۂ توحید کا فہم، اس کی سمجھ اور اس کی بصیرت کا حصول ہے۔ جیسا کہ معروف ہے کہ کائنات کے بہترین حصے مساجد ہیں۔[2]

اسلام کے تمام مقدس مقامات کی معنویت فقط اللہ تعالیٰ کی توحید کے گرد طواف کرتی ہے۔ مقدس اسلامی مقامات کی تقدیس کا محور فقط اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات ہے۔ یوں ان مقامات کی زیارت کا مقصد توحید الٰہی پر غیر متزلزل ایمان، تقویٰ و پرہیز گاری کا حصول اور فکر آخرت کی نشوونما ہے۔

مکہ مکرمہ کی معنویت اور مراتب

مکہ کا بلد حرام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو سب شہروں سے محبوب ہے۔ اسی شہر میں کعبہ مشرفہ ہے جو روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنایا جانے والا پہلا گھر ہے۔

مکہ مکرمہ کی عظمت، حرمت اور تقدیس ہر شک سے بالاتر ہے۔

اس بلد حرام کا بنیادی معنی اس کا امن والا شہر ہونا ہے اور امن کا تعلق دراصل ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے ہے جسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا﴾ (ابراہیم: 35/14)

اللہ تعالیٰ نے خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اعلان کیا:

﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا﴾[3]

---

[1] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب جزاالصید، باب حج النساء، رقم الحدیث : 1864.

[2] القشیری، مسلم بن الحجاج، الصحیح، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل الجلوس، رقم الحدیث : 671.

[3] آل عمران:97/3.

toobaafoundation.com

امن اور سکون کے معانی اتنے متنوع اور وسیع ہیں کہ اس بلد حرام میں پرندوں، جانوروں، درختوں اور خودرو نباتات کو بھی امن حاصل ہے۔ یوں مکہ مکرمہ اسلام کا مقدس ترین مقام ہونے کے ناتے دنیا کو یہ پیغام دیتا ہے کہ اسلام امن، سلامتی، آشتی اور بھائی چارے کا دین ہے۔

انسان جانتا ہے کہ امن و سکون کے بغیر آسائشوں اور سہولتوں سے کماحقہ متمتع نہیں ہوا جاسکتا۔ خوف اور وحشت کے سائے انسان کے اضطراب اور بے چینی کا باعث بنتے ہیں۔ یوں مکہ کا اہم ترین معنی انسانیت کے نام یہ پیغام ہے کہ ہر رنگ و نسل، ملک و شہر، قریہ و بلد کا ہر باشندہ اپنے خالق کے پسندیدہ شہر میں آکر خوف اور بے سکونی کی وہ رداء اتار کر ایسی گلیم راحت زیب تن کر سکتا ہے جو موجودہ دنیا میں کہیں اور نصیب نہیں۔

مکہ کا ایک اور معنی ابراہیم علیہ السلام سے تعلق پر بھی مبنی ہے۔ یہ تعلق یہودیت اور عیسائیت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھی اس مقدس شہر میں رائج دین کی پیروی کریں جس کے لیے ان کے بطریق اعظم نے دعا کی تھی۔

اب ذرا معانی کا معکوس انداز ملاحظہ ہو کہ مکہ بلد امن بھی ہے اور وادی غیر ذی زرع بھی ہے لیکن اس کے باوجود یہاں کے پھلوں اور سبزیوں کی فراوانی لوگوں کی حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ یہ معنی تقاضا کرتا ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ امن ایک ایسی صفت ہے جو بے آب و گیاہ بستی کو پھلوں اور سبزیوں سے معمور کیے ہوئے ہے۔ یوں اس شہر کا رب اسباب کا محتاج نہیں۔ اگر خود سپردگی، اطاعت اور تقویٰ کا زاد راہ نصیب ہو جائے تو وہ تمام بستیاں بھی امن کے ساتھ ساتھ مادی خوشحالی کا مرکز بن جائیں گی جن کے ماتھوں پر صدیوں سے بدامنی نے نہایت مکروہ نقش و نگار بنا رکھے ہیں۔

مکہ مکرمہ کی ایک اور معنویت اس کا ام القریٰ ہونا بھی ہے۔

یہ عرب کی قدیم ترین بستی ہے۔ گویا یہ تمام بستیوں کی ماں ہے سب بستیوں نے اس سے جنم لیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا﴾[1]

نیز فرمایا:

﴿وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى﴾[2]

اور جیسے ماں کی شفقت عالمگیر طور پر مسلمہ ہے ایسے ہی ام القریٰ دراصل تمام بستیوں کے لیے ممتا کے جاوداں پیکر محسوس کی طرح ہے۔

تمام بستیوں کے رہنے والے اگر اس کی آغوش میں آجائیں گے۔ اس کے اصول و ضوابط تسلیم کر لیں گے۔ اس میں نازل ہونے والے الوہی احکامات کی پیروی اپنا شعار بنالیں گے تو وہ اس صفت امن سے بہرہ ور ہو جائیں گے جو ماں کی شفیق گود میں بچوں کو

---

[1] الشوریٰ : 7/42.

[2] الانعام:92/6.

toobaafoundation.com

میسر آجایا کرتی ہے۔

لیکن یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اس ام القریٰ میں ممتا کی چھاؤں کے ساتھ ساتھ قہر و غضب کی حدت بھی ہے جو ان تمام جبابرہ کے غرور کو توڑ دیا کرتی ہے جو ردائے تکبر اوڑھے ہوئے اس بستی کو تاخت و تاراج کر دینے کا خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی لیے قرآن مجید میں اسی ام القریٰ کو بکہ بھی کہا گیا ہے۔

بکّہ کے متعلق امام شوکانی تحریر کرتے ہیں:

((وقيل: البك: دق العنق سميت بذلك لانها كانت تدق اعناق الجبابرة))[۱]

مکہ مکرمہ۔ افضلیت اور اولیت

مکہ مکرمہ کی ایک معنویت اس کا سارے کرۂ ارض سے افضل ہونا ہے۔

عبد اللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پر سوار حزورہ کے مقام پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

((والله انك لخير ارض الله واحب ارض الله الى الله عزوجل ولولا انى أُخرجت منك ما خرجت))[۲]

اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ ہر جگہ سے افضل ہے۔ افضلیت کے آسمان پر چمکنے والے مزید ستاروں کی ضوء ملاحظہ ہو:

- مکہ مکرمہ افضل ترین انبیاء کی جائے سکونت رہا ہے اور خاتم النّبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے۔
- مکہ مکرمہ میں اسلام کے وہ تمام بنیادی شعائر موجود ہیں جن کی افضلیت مسلمہ ہے۔ یہ مسجد حرام کو سموئے ہوئے ہے جس کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں سے بھی بڑھ کر ہے۔[۳]

نیز مسجد حرام کعبہ، حجر اسود، مقام ابراہیم کو گلے سے لگائے ہوئے ہے۔ اسی شہر میں صفا اور مروہ کی پہاڑیاں بزبان الٰہی اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔[۴] اور ان شعائر کا احترام دلوں کے تقویٰ کی نشانی اور علامت ہے۔

یوں مکہ مکرمہ نور علی نور کا مصداق ہے۔ یہاں نیکیوں اور طاعات کے خزانے کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اس کی رہائش کی آرزو فرمائی اور بلال رضی اللہ عنہ نے نگاہ شوق کو اس کے دیدار سے مشرف کرنے کی تمنا کی تھی۔[۵]

اسی لیے اپنے شہر سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کرنا نفس کو مغلوب کرنے اور شہوات کی نافرمانی میں معاون ہے۔

---

[۱] الشوكانی، محمد بن علی، تفسیر، فتح القدیر، دار المعرفۃ، لبنان، 2002، ص:232.

[۲] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، باب فی فضل مکہ، رقم الحدیث : 3925.

[۳] القزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی فضل الصلوۃ فی المسجد الحرام، رقم الحدیث : 1406.

[۴] البقرۃ : 158/2.

[۵] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینۃ، رقم الحدیث : 3926.

toobaafoundation.com

علامہ زمخشری تحریر کرتے ہیں:

((اعون علی قهر النفس و عصیان الشهوة واجمع للقلب الملتفت واضم للهم المنتشر واحث علی القناعة واطرد للشیطان))[1]

یہ شہر پہلی وحی کا امین شہر ہے۔ اس شہر کے در و دیوار نے سب سے پہلے اقرا باسم رب الذی خلق کو سننے کے لیے اپنے سماعتیں سجدے میں رکھیں۔ اس شہر میں نبی کریم ﷺ کا بے داغ بچپن گزرا۔ اس شہر میں حق کی آواز بلند کرنے پر نبی کریم ﷺ کو تعذیب کا نشانہ بنایا گیا۔ یوں یہ شہر بسنے والوں اور باہر کے آنے والوں کے لیے پیہم کوشش اور صبر جمیل کا پیغام دینے والا نشان عظیم ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے چناؤ، نبی ﷺ کے صبر اور مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے مثال اطاعت نے ایسی رنگینی عطا کی ہے جو ہدایت اور صراط مستقیم سے عبارت ہے۔

مسجد حرام اور کعبہ کا مقدس سنگم

مسجد حرام کو زمین کی تمام مساجد پر فضیلت حاصل ہے۔ اس کی معنویت کا سنگ اول ہی حیران کن ہے۔ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہونے کا اولین مقام ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے مسجد حرام کو سب سے پہلی مسجد قرار دیا۔[2]

مسجد حرام میں پڑھی جانے والی نماز دوسری تمام مساجد کی نسبت زیادہ اور ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

مسجد حرام جس شہر میں ہے وہ شہر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اور مسجد حرام ہی وہ مقدس ترین مقام ہے جس کے عین درمیان میں اللہ تعالیٰ کا قابل احترام گھر کعبہ واقع ہے۔

اس کا نام کعبہ رکھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ ٹخنے کی طرح باقی زمین سے اونچا، بلند اور نمایاں ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ﴾[3]

البیت الحرام کا لفظ کعبہ کی معنویت کا عظیم پاسبان ہے۔ کعبہ اللہ کا محترم ٹھہرایا ہوا گھر ہے۔

یہی وہ گھر ہے جس کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا﴾[4]

مثابۃ کے معنی مرکز و مرجع کے ہیں جس کی طرف سب رجوع کریں اور وابستہ ہوں جو سب کا مرکز اور قبلہ ہو۔

---

[1] الزمخشری، محمود بن عمر، تفسیر کشاف، دار احیاالتراث العربی، بیروت، 2000، 465/3.

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، احادیث الانبیاء، رقم الحدیث : 3365.

[3] المائدہ:97/4.

[4] البقرہ:125/2.

toobaafoundation.com

تورات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے ہاں سال کی بڑی قربانی کا رخ جنوب کی طرف ہونا ضروری تھا۔[۱]

ان آیات سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ توراتی ترتیب بھی اسی معنویت کی قائل ہے کہ جو شخص خداوند کے حضور آئے اس کا رخ جانب جنوب یعنی مکہ معظّمہ اور ابراہیمی قربان گاہ کی طرف ہو۔ یہ معنویت کعبہ کی انفرادیت کا عظیم ترین گواہ ہے۔

دوسری اہم معنویت قیاماً للناس کے الفاظ سے مترشح ہوتی ہے۔ اس ترکیب کے مطابق ذریت ابراہیم علیہ السلام کی تمام دینی سیاسی اور معاشی شیرازہ بندی اسی گھر کی بدولت تھی۔ اور بعثت نبوی کے بعد یہی وہ گھر ہے جو تمام امت کا قبلہ اور مرکز ہے۔

یوں کعبہ محض ایک مقدس عبادت گاہ ہی نہیں تھا بلکہ سارے ملک کے لیے ایک مقناطیسی کشش رکھتا تھا۔ حج اور عمرے کے دوران سب لوگ پروانوں کی طرح اس مقدس شمع پر نثار ہونے کے لیے آتے اور بدلے میں معاشی اور تمدنی ترقی کے اسباب حاصل کر کے لوٹتے۔ تمدنی روابط، ترقیٔ زبان و ادب، تکمیل ضروریات معاش اور حصول امن کے معانی سے آراستہ یہ گھر ان سب کا کفیل بن جاتا۔

اس امن کی فضا سے وحدت کا ایسا اٹوٹ رشتہ پیدا ہوتا جو انتشار کے مارے ہوئے عربوں کے لیے آب حیات کا کام دیتا تھا۔ محترم مہینوں کے ایام، نیز قربانی کے جانوروں اور قلادوں کی موجودگی غارت گر قبیلوں کے بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو روک دیتی تھی۔ اور کسی کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ وہ کعبہ کی طرف جانے والے مسافروں سے ادنیٰ سا بھی تعرض کر سکے۔

اور جب اللہ کو منظور ہو گا تو کعبہ کو اٹھا لیا جائے گا اور کارخانۂ عالم کو لپیٹ دیا جائے گا۔ یوں کعبہ کا وجود کل عالم کی بقاء کا باعث ہے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی معنویت کو ترجیح دیتے ہوئے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یخرب الکعبة ذو السّویقتین من الحبشة))[۲]

نیز کعبہ البیت العتیق بھی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾[۳]

یوں یہ آزادی کا نشان اور حریت کی علامت ہے۔ اس گھر پر کسی ظالم اور جابر کا قبضہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا آزادانہ طواف اور حج اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ گھر انسانوں کو ہر طرح کی غلامی سے نجات دلانے کا مظہر ہے۔

عتیق سے دوسرا معنی بھی برآمد ہوتا ہے۔ یہ شرافت، نجابت اور احترام کا اہم ترین نشان ہے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا زندۂ جاوید شعیرہ ہے۔ اس لیے بھی اس کو البیت العتیق کہتے ہیں۔ اس کی قدامت کے باوجود اس کے شرف اور تعظیم میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ یہ واحد الہ کا محترم گھر ہے۔

---

[۱] کتاب الخروج:24-21:40.

[۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الحج، باب ہدم الکعبۃ، رقم الحدیث : 1596.

[۳] الحج:29/22.

toobaafoundation.com

کعبہ ـــــ فلاح و سعادت کا علم اور نشان

یوں فلاح و سعادت کے حصول کے لیے کعبہ کا ایک نشان اور علم ہونا محض استعارہ ہی نہیں بلکہ ایک کھلی حقیقت ہے۔ اس کی عظیم تاریخ اگر حافظہ میں از سر نو تازہ کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تعمیر ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے مبارک و مقدس ہاتھوں سے ہوئی۔ دونوں باپ بیٹا قرآن مجید کی صراحت سے اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ یہ گھر بتکدوں کے درمیان ایک اللہ کی عبادت کا اولین مرکز ہے۔ اسی گھر کے پہلو میں مروہ پہاڑی ہے جس کے دامن میں چشم فلک نے رضائے الٰہی کی خاطر بوڑھے باپ کو محبوب اور اکلوتے فرزند کی گردن پر چھری چلاتے اور فرمانبرداری کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہی وہ گھر ہے جس کے ارد گرد چٹیل میدانوں کو اللہ کی قدرت نے اس امت مسلمہ کی نشوونما کے لیے منتخب فرمایا جس کے ذریعہ سے تمام قوموں کو اللہ کی رحمت تقسیم ہونے والی تھی۔ یہ گھر ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے لے کر برابر تمام قدوسیوں کا قبلہ رہا ہے۔ اس میں طواف و اعتکاف اور رکوع و سجود کی سعادت حاصل کرنے والوں انسانوں کی تعداد کا شمار آسمان کے ستاروں اور ریت کے ذروں کے شمار کی طرح ناممکن ہے۔ اس گھر کے کونے میں موجود مقدس پتھر کو ہاتھ لگا کر یا بوسہ دے کر لاکھوں کروڑوں انبیاء و صالحین، صلحاء و ابرار نے حقیقی رب واحد سے عہد بندگی استوار کیا ہے۔ اسی گھر کے پاس موجود جمرات اس گھر کے دشمنوں کی ذلت اور پائمالی کی یادگار ہیں۔ یہیں سنگ باری کے ذریعے اہل ایمان اپنے اندر اعدائے دین کے خلاف جہاد کی روح تازہ کرتے رہے ہیں۔

اور سب سے بڑھ کر یہی وہ گھر ہے جو دعائے خلیل اور نوید مسیحا کا امین ہے۔ یہیں ابراہیم علیہ السلام کے مقدس لبوں نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی دعا کی تھی۔ چنانچہ بعد ازاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نور اور بخشی ہوئی ضیاء نے نہ صرف شرک و الحاد کی تاریکی کو محو کیا بلکہ وہ تمام بوجھ اور طوق اتار کر پھینک دیئے جو ظلم و استبداد کی مادی قوتوں نے عوام الناس کی گردنوں اور کندھوں پر لاد دیئے تھے۔

یوں عظیم روایات کے امین گھر کو قبلہ بنانے کے معنی بھی یہی ہیں کہ اس کو قبلہ قرار دے کر وہ تمام روحانی خزانے حاصل کرنے کی جدوجہد کی جائے جو ابراہیم علیہ السلام کے لمس اور آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مس سے اس گھر کو ودیعت ہوئے۔ یہ گھر ہی وہ بنیادی چراغ ہے جس سے پوری امت زندگی، حرارت، روشنی اور قوت حاصل کرتی ہے۔

کعبہ ـــــ عبادت الٰہی کا رخ

یوں کعبہ قبلہ ہے۔ مسلمان نمازوں میں اس کی طرف رخ کرتے ہیں۔ لیکن وہ کعبہ کو پوجتے ہیں نہ اس کی عبادت کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمان صرف اللہ کے آگے جھکتے ہیں اور توحید الٰہی کی تمام رموز کا شاہد اور گواہ ہونے کی بنیاد پر کعبہ فقط ایک سمت ہے جس کی طرف رخ کرنا دراصل ایک اللہ کی توحید کا پرچم بلند کرنا ہے۔

اسلام وحدت کا دین ہے لہٰذا کعبہ اتفاق و اتحاد کا علم ہے۔ مسلمان کہیں بھی ہوں وہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ نسل پرستی، رنگ پرستی، وطن پرستی، اکثریت پرستی اور مال پرستی پر ایک ضرب کاری ہے۔

toobaafoundation.com

کعبہ کا طواف واحد سچے معبود پر ایمان اور اس کی عبادت کی علامت ہے۔ جیسے ہر دائرے کا ایک ہی مرکز ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ایک ہے جو عبادت کے لائق ہے۔

اسلام میں حجر، شجر، شخصیات یا استھان کی پوجا کا تصور نہیں پایا جاتا۔ مسلمانوں نے کبھی کسی مکان یا عمارت کی عبادت نہیں کی۔ بتوں کے پجاری تو بت خانے میں جا کر عبادت کرتے ہیں یا ان بتوں کے ماڈل بنا کر سامنے رکھتے ہیں۔ جب کہ مسلمان قبولیت عبادت کے لیے کعبہ جانے کو شرط قرار دیتے ہیں نہ ہی اس کا ماڈل اپنے سامنے رکھنا جائز سمجھتے ہیں۔ وہ فقط جہت کعبہ کو سامنے رکھ کر کعبہ کی بجائے رب کعبہ کی عبادت کرتے ہیں۔

بیت المقدس سے کعبہ — تحویل میں چھپے اسرار و رموز

کعبہ بطور قبلہ ایک گہری معنویت سموئے ہوئے ہے۔ اہل عرب اپنے وطنی اور نسلی تفاخر میں مبتلا تھے اور عرب کے قبلے کو چھوڑ کر بیت المقدس کو قبلہ بنانا ان کی قوم پرستی کے بت پر ناقابل برداشت ضرب تھا۔ دوسری طرف بنی اسرائیل نسل پرستی کے غرور میں پھنسے ہوئے تھے اور اپنے آبائی قبلے کی بجائے کوئی دوسرا قبلہ انہیں قطعاً گوارا نہ تھا۔ اس لیے اللہ نے بت پرستوں کو سچے حق پرستوں سے الگ چھانٹ دینے کے لیے پہلے بیت المقدس کو قبلہ مقرر کیا تاکہ جو لوگ عربیت کے بت کی پرستش کرتے ہیں علیحدہ ہو جائیں۔ پھر اس کو چھوڑ کر کعبے کو قبلہ بنایا تاکہ جو اسرائیلیت کے پرستار ہیں وہ بھی الگ ہو جائیں۔ اس طرح صرف وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ گئے جو کسی بت کے پرستار نہیں، بلکہ محض ایک اللہ کے پرستار تھے۔

نیز تحویل قبلہ سے یہ معنویت بھی ہویدا ہوتی ہے کہ اب بنی اسرائیل کی امامت کا دور ختم ہو چکا ہے اور بیت المقدس کی مرکزیت بھی رخصت ہو چکی ہے۔ اب اصل مرکز ابراہیمی کی طرف رخ کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ یوں اس کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے نہ تو وطن پرستی کے خوگر ہیں نہ نسل پرستی کے پندار میں مبتلا ہیں۔ بلکہ یہ معمار کعبہ کے عقیدے کے مطابق حنیفاً مسلماً کی تصویر بنے ہوئے اقراری ہیں کہ کعبہ دراصل رب کائنات کی توحید کا سب سے بڑا شعیرہ اور نشان ہے۔ ☆

☆.....☆.....☆

☆ کعبہ کے اندر اور ارد گرد موجود آیات بینات مثلاً مقام ابراہیم، حجر اسود، صفا و مروہ، آب زمزم وغیرہ کے بارے میں ملاحظہ ہو اسی مقالے میں ارکان اسلام کی بحث۔

toobaafoundation.com

مسجد نبوی اور مدینہ منورہ کا باہمی ارتباط اور معنویت

اسلام سے محبت کرنے والوں کی نگاہ شوق کا دوسرا بڑا مرکز مدینہ ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی مناسبت سے مدینۃ الرسول ﷺ کے نام سے معروف ہے۔

یہ شہر اقسام و انواع کی معنویت اور عناوین کا حسین گلدستہ ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی مقدس ہجرت گاہ ہے۔ یہ مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کے رشتے کا امین اور شاہد ہے۔ اس شہر نے اپنی پاک سرزمین میں نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو سمو رکھا ہے۔ نیز اس میں آپ ﷺ کی عظیم مسجد ہے۔ ان دو امتیازات کی بناء پر یہ مقدس شہر کمال کے رتبہ پر پہنچ چکا ہے۔

مدینہ کے مختلف ناموں اور ایمان کے لوٹنے کی معنویت

مدینہ کو "طابہ" کا نام عطا کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس پیارے شہر کا نام طابہ رکھا ہے۔"[1]

طابہ اور طیبہ طیب کے معنوں میں ہے۔ یہ شہر رسول اللہ ﷺ کی برکت سے نہ صرف شرک سے پاک ہو گیا بلکہ توحید کا پیغامبر بھی بن گیا۔ اسی برکت کی بنا پر رسول اکرم ﷺ نے اسے حرم قرار دے دیا اور اس کی دگنی برکت کے لیے دعا فرمائی۔

چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس دعا کو یوں نقل فرماتے ہیں:

((اللھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ))[2]

مدینہ منورہ ایمان کا ظرف اور مرکز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بھٹی سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:

"مدینہ بھٹی کی طرح ہے۔ یہ اپنے باسیوں کی میل کھوٹ کو دور کرتا ہے اور اس کے اچھے لوگ اور زیادہ خالص ہو جاتے ہیں۔"[3]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ایمان مدینہ میں اسی طرح پناہ لے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں پناہ لیتا ہے۔"[4]

ان دونوں احادیث سے مدینہ منورہ کی معنویت کے اہم پہلو آشکار ہو جاتے ہیں۔ مدینہ نہ صرف شرک و کفر، بداعمالیوں کے کھوٹ کو دور کر کے انسان کو خالص مؤمن بناتا ہے بلکہ مصائب و آلام، کشمکش اور فتنوں کے دور میں ایمان سمٹ کر مدینہ کی طرف چلا

---

[1] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الحج، باب المدینۃ تنفی خبثہا، رقم الحدیث : 1385.

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، فضائل المدینۃ، باب، رقم الحدیث : 1885.

[3] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ماذکر النبی ﷺ وحض علی اتفاق اہل العلم، رقم الحدیث : 7322.

[4] ایضاً، فضائل المدینۃ، باب الایمان یارز الی المدینۃ، رقم الحدیث : 1876.

toobaafoundation.com

جائے گا۔ یوں مدینہ منورہ برے لوگوں کو اپنے ہاں ٹھہرنے نہیں دیتا۔ صرف پاکباز لوگ ہی وہاں ٹھہر سکتے ہیں۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کے حق میں سفارش یا گواہی کا یقین دلایا ہے جو تنگی اور مشقت کے باوجود مدینہ میں ٹھہرا رہے۔[۱]

مدینہ منورہ اور ایمان کے اٹوٹ تعلق کے حوالے سے ہی اس آدمی کو زبان نبوی نے سخت وعید سنائی ہے جو اہل مدینہ کو خوفزدہ کرے، ان سے مکر و فریب کرے، چنانچہ فرمایا:

"جو شخص اہل مدینہ سے مکر و فریب کرے گا، وہ اس طرح ناپید ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔"[۲]

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ اللہ ایسے مکار کو جہنم میں قلعی کی طرح پگھلا دے گا۔[۳]

مؤاخات اور اولین تحریری دستور کا امین شہر

مدینہ منورہ کے معانی سرور قلب و نظر کا ساماں ہیں۔ یہ شہر انصار و مہاجرین کی مؤاخات کا امین ہے۔ یہ معنویت اس شہر کی جمالیاتی تزئین اور نزاکت احساس سے عبارت ہے۔ اس مؤاخات نے تجارت اور زراعت کے ہنر کو یکجا کر دیا۔ اور پہلی بار محبت و الفت کے رشتوں کی بنیاد پر معاشی برکات کا حصول ایک عدیم المثل نظیر بن گیا۔ اس بستی نے سود اور معاشی استحصال کے تمام ضابطوں کو اپنی رحمت و کرم تلے روند ڈالا اور کائنات کو یہ سبق فراہم کیا کہ معاشی فردوس تحفظ اسباب سے نہیں بلکہ باہمی جذب و احترام کے پہلوؤں سے تیار کی جاتی ہے۔

یہی شہر میثاق مدینہ کی دستاویز کا حامل شہر ہے۔ یہ دستور ایک امی کا عطا کردہ ہے۔ الہامی بصیرت سے لبریز یہ دستور مختلف عقائد، مذاہب، قبائل اور جماعتی وابستگی رکھنے والوں کو اعلیٰ انسانی مقاصد کی خاطر ایک نظام میں متحد کر دینے والی فقید المثال دستاویز ہے۔ یہی دستور موجودہ بدحالی اور غارت گری کا بہترین علاج ہے۔

مسجد نبوی ـــــ معنویت و احکام

مدینہ منورہ کا دل بلاشبہ وہ مسجد ہے جسے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اشتراک عمل نے دیدہ زیب جامہ عطا کیا۔

مسجد نبوی ان تین مساجد میں سے ایک ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا﴾[۴]

اقصیٰ اسم تفضیل ہے جس میں معنی کا تفاضل بمقابل دوسری چیز کے ہوتا ہے یعنی مسجد حرام سے جس مسجد کی سیر کروائی گئی وہ مسجد ایک اور مسجد سے زیادہ دور واقع ہے۔ یوں مسجد نبوی اگرچہ نزول آیت کے وقت موجود نہ تھی مگر بعد ازاں وجود میں داخل ہو

---

[۱] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الحج، باب فضل المدینۃ، رقم الحدیث : 1363.

[۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، فضائل المدینۃ، باب اثم من کاد اہل المدینۃ، رقم الحدیث : 1877.

[۳] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الحج، باب فضل المدینۃ، رقم الحدیث : 1363.

[۴] بنی اسرائیل : 1/17.

toobaafoundation.com

گئی۔

نبی کریم ﷺ نے یہاں پڑھی جانے والی نماز کو ایک ہزار نماز ادا کرنے سے زیادہ افضل قرار دے دیا۔[۱]

مزید برآں مسجد نبوی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ یوں تقویٰ کا عنوان ہی مسجد نبوی کا اہم ترین وصف ہے۔ اس مسجد کا بانی تقویٰ کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھا۔ ساتھی قرآن مجید کی نصوص کے مطابق اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے مصداق تھے۔

یہ مسجد یوں دراصل اس اصول کو جلاء بخشنے والی تھی جس نے رنگ و نسل اور وطن و مال کے بت اپنے پاؤں تلے پاش پاش کر کے یہ اعلان کیا تھا۔

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾[۲]

اس مسجد کی تعمیر کے دوران قدوسیوں کی جماعت یہ ترانہ پڑھ رہی تھی:

((اللھم لا خیر الا خیر الآخرۃ.....فاغفر الانصار والمھاجرۃ))[۳]

اس ترانے کے مطابق مسجد نبوی کا ایک اہم معنی آخرت کی زندگی کو پیش نظر رکھنا تھا جو دنیاوی زندگی پر حد درجہ مقدم ہے۔ اسی کی عملی صورت گری یوں کی گئی کہ مسجد نبوی کی تعمیر کچی اینٹ سے کی گئی۔ چھت کو کھجور کی ڈالیوں سے ڈھانپا گیا اور ستون بھی کھجور کی لکڑی کے استعمال کیے گئے۔ تعمیر کا یہ انداز سراسر اسی معنویت کا آئینہ دار تھا کہ پختہ ترین ایمان والوں کی نظر مادی آسائشوں کی بجائے ان منافع کے حصول پر ہوتی ہے جو عارضی کی بجائے مستقل زندگی کے ضامن ہوتے ہیں۔

کھجور کے درخت اور پتوں کے استعمال سے یہ امر سامنے آتا ہے کہ کھجور کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی مثال کھجور کے درخت کی سی ہے۔[۴]

یوں مسجد نبوی کی تعمیر تقویٰ کی بنیاد پر کیے جانے سے اللہ کی رضا کا حصول اور اس کی سزا سے اجتناب مقصود تھا۔ اسی لیے قرآن مجید نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ﴾[۵]

رحمت کے ستون سے ریاض الجنۃ تک — معنویت کی فضائے بسیط

مسجد نبوی میں کھجور کا ایک تنا نبی کریم ﷺ کا سہارا بنا کرتا تھا۔ اور جب ایک دن آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کیا گیا تو

---

[۱] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، رقم الحدیث : 1190.

[۲] الحجرات:13/49.

[۳] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الصلوۃ، باب ہل تنبش قبور مشرک الجاہلیۃ، رقم الحدیث : 428.

[۴] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب قول المحدث، رقم الحدیث : 61.

[۵] التوبۃ: 108/9.

toobaafoundation.com

رسالت و نبوت کی عظمتوں سے جدائی کا تصور اس تنے پر اتنا گراں گزرا کہ وہ غم و فراق سے رونے لگا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی آغوش رحمت نے اسے اپنی شفقت میں ڈھانپا۔

تنے کا یہ رونا دراصل اس ذکر الٰہی سے محرومی کی بناء پر تھا جسے وہ پہلے قریب سے سنا کرتا تھا۔[۱]

مسجد نبوی کا یہ تنا ان غافل مسلمانوں کے لیے بالخصوص ایک اہم معنویت کا پیغام رکھتا ہے جو قلب و ذہن، اعضاء و جوارح اور حواس خمسہ ہونے کے باوجود ذکر الٰہی سے دور ہیں۔ ذکر الٰہی اگر تنے کے قلب میں شگاف کر سکتا ہے تو وہ دل کس قدر شقاوت اور قساوت سے معمور ہیں جو قرآن و سنت کی تعلیمات سے اعراض کر کے غیروں کے اصول و قوانین کے مطابق اپنی زندگی کے لیل و نہار کے ضوابط مرتب کر رہے ہیں۔

منبر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة ومنبري على حوضي))[۲]

جنت کا باغیچہ ہونے سے ایک معنی تو یہ بر آمد ہوتا ہے کہ نزول رحمت اور حصول سعادت کے لحاظ سے وہ جنت کے باغیچے کی طرح ہے کیونکہ وہ ہر وقت اللہ کے ذکر سے معمور رہتی ہے۔ یا اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اس جگہ میں آکر عبادت کرنا جنت تک پہنچ جانے کا ذریعہ ہے۔ یا حقیقتاً یہ جنت ہی کا حصہ ہے۔[۳]

منبر کے عظیم المرتبہ ہونے پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ جو شخص اس کے پاس کھڑا ہو کر جھوٹ بولے گا اسے سخت ترین عذاب ہو گا۔[۴]

صفہ ——ناداری میں شاہی کا نشان

مسجد نبوی کی ایک اہم معنویت وہ چبوترہ بھی ہے جو صفہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ چبوترہ نادار، بے کس اور عیالدار لوگوں کا محل تھا جہاں وہ رسول اکرم ﷺ کی ذات والا صفات کے انوار سے متصف ہونے کے لیے معروف دنیاداری ترک کیے ہوئے تھے۔ یہ وہ معنویت ہے جو احسان کا سبق دیتی ہے۔ اس معنویت کی کرنوں سے دل جو مرکز ایمان ہے منور ہوتا ہے۔

صفہ دراصل موجودہ سرمایہ دارانہ نظام اور اکثریتی جمہوریت کے اصولوں کے خلاف سچے اور نادر اصولوں کا وہ مینارۂ نور ہے جو تقویٰ اور پرہیز گاری کی اینٹوں سے چنا گیا ہے۔ اسے صبغۃ اللہ کا عنوان عطا ہوا ہے۔ حیا اور احسان کی خوشبو سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اور اس کے اصحاب وہ اعلیٰ شخصیات ہیں جو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا مصداق ہیں۔ یہاں تک کہ کائنات کے متقی ترین شخص محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم الٰہی ملتا ہے۔

---

[۱] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم الحدیث : 3584.

[۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، باب فضل ما بین القبر والمنبر رقم الحدیث : 1195.

[۳] العسقلانی، احمد بن حجر، فتح الباری، شرح حدیث : 1888.

[۴] السجستانی، ابو داؤد، سنن، رقم الحدیث : 3246.

toobaafoundation.com

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ﴾[1]

مسجد اقصیٰ — تنازعات سے لبریز معنویت

مسجد اقصیٰ کے عناوین تنازعات سے بھرپور ہیں۔ یہ منفرد مسجد یہود و نصاریٰ کا قبلہ رہی ہے۔ اور ایک خاص وقت تک مسلمان بھی اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے ہیں۔

اسلامی شرعی دلائل کے مطابق یہ فضیلت والی تیسری مسجد ہے۔ اس کی تعمیر و تاسیس سلیمان علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے انجام پائی۔ نیز یہ مسجد حرام کے بعد تعمیر ہونے والی دوسری مسجد ہے۔[2]

مسجد اقصیٰ کی ایک معنویت یہ ہے کہ یہ مسجد تمام انبیاء علیہم السلام کے ایک ہی دین لانے کا عنوان صریح ہے۔ اس کا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر کے اس کو بنانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ کائنات کے لیے اصل قبلہ کعبہ ہی ہے اور ایک وقت آئے گا جب کعبہ کی طرف رخ پھیر دیا جائے گا اور یوں کھرے اور کھوٹے کا امتیاز بھی واضح ہو جائے گا۔

بنی اسرائیل مسجد اقصیٰ میں جو قربانیاں کرتے تھے ان کا رخ بھی بیت اللہ کی طرف ہوا کرتا تھا۔ یوں مسجد اقصیٰ ایک خاموش پیغام کے ذریعے اس امر کا آئینہ دار ہے کہ بنی اسرائیل کی نجات صرف اسی صورت میں ممکن ہے اگر وہ صحیح طور پر ابراہیمی بن جائیں اور آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اقرار کر لیں جن کو وہ تورات میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

مسجد اقصیٰ کا ایک معنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعۂ معراج سے بھی برآمد ہوتا ہے۔ یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے انبیاء علیہم السلام کی امامت کروائی اور امامت کے اس منصب نے یہ امر واضح کر دیا کہ اب سیادت اور قیادت اس امت کے ہاتھ تھما دی گئی ہے جو امت وسط ہے۔ نیز مسجد اقصیٰ دراصل بلندیوں کے اس سفر کا حقیقی نقطۂ آغاز ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کروایا گیا۔

☆.....☆.....☆

---

[1] الکہف:28/18.

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، احادیث الانبیاء، باب، رقم الحدیث : 3366.

toobaafoundation.com

اسلامی تہوار..... معنویت اور احکامات

اسلامی تہوار فقط دو ہیں۔ ایک عید الفطر جو رمضان کے روزوں کے مکمل ہو جانے کے بعد یکم شوال کو جلوہ گر ہوتی ہے۔ دوسرا عید الاضحیٰ جو ذی الحج کی دسویں تاریخ کو تمام مسلمانوں کو ایک انوکھے بندھن میں اکٹھا کر دیتی ہے۔

یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ اسلامی تہوار جو عیدین کے نام سے معروف ہیں معنویت کے اعتبار سے دوسرے مذاہب اور ملل کے تہواروں سے یکسر مختلف ہیں۔ تہوار سماج کی جان ہیں۔ لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا، مشترک جذبات کا مظاہرہ کرنا، مل کر خوشی منانا اور ایک ہی قسم کی رسوم ادا کرنا ایک مربوط سوسائٹی کو جنم دینے کے لازمی عناصر ہیں۔

مختلف تہذیبوں کے تہوار مختلف عناوین اور معنویت سے آراستہ ہوتے ہیں۔ نیز یہ تہوار قوموں کی اخلاقی روح کے آئینہ دار ہیں۔ مہذب اور پاکیزہ تہوار اعلیٰ اخلاقی روح کا علم جبکہ مکروہ اور قابل نفرت تہوار پست اخلاقی درجات کا نشان ہیں۔

اسلامی تہواروں کی بنیادی معنویت دراصل شکر گزاری اور تشکر کے جذبات سے عبارت ہے جو بے ساختہ اپنے خالق کی عطا کردہ نعمتوں اور انعامات کے بدلے میں دل و زبان سے امڈے چلے آتے ہیں اور بسا اوقات آنکھوں کی نمی سے بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ اسلامی تہوار دراصل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی توحید کا علم، شعار اور علامت ہیں۔ ان کا قوم پرستی، نسل پرستی، رنگ پرستی جیسے عناصر قبیحہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ عید کے دنوں میں اللہ کی بارگاہ میں پانچ کی بجائے چھ بار حاضری اگر رب سے محبت کا اعلان نہیں تو اور کیا ہے؟

یوں اسلامی عیدیں مروجہ تہواروں سے بالکل علیحدہ معنویت کی عکاس ہیں۔ جاہلیت کے تہوار نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ ان تہواروں کے دن روک ٹوک سے خالی ہوتے ہیں اور اس دن خالق کی رضا کا خیال رکھنا بے معنی سمجھا جاتا ہے جبکہ عیدین کے معانی اطاعت الٰہی سے استوار ہوتے ہیں۔ تکبیرات سے بھرپور ہوتے ہیں اور سنجیدگی اور شائستگی سے مزین ہوتے ہیں۔

یوں اسلامی عیدیں اسلام اور غیر اسلام کے جداگانہ منہج کی عکاس ہیں۔ یہ دن بھی بندگی، اطاعت، فرماں برداری، نیکی اور تقویٰ کی تکمیل کے دن ہیں۔ اس میں انسانی نفسیات کے اصولوں کی رعایت بھی ہے۔ شرعی حدود کی پاسداری کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ میل جول، ملنساری اور تفریح طبع کے عناصر بھی ہیں۔

اسلامی عیدوں کا مزاج پابندیٔ وحی سے مرتب ہے۔ اسی لیے مسلمان اپنی خوشی کا آغاز ایک ایسی نماز سے کرتے ہیں جو زائد تکبیرات پر مشتمل ہوتی ہے۔ مزید برآں اسلامی عیدوں میں قومیت اور علاقائیت کی ایسی پابندیاں نہیں جو ایک قوم کے ہاں مقبول جبکہ دوسری قوم کے لیے مبغوض ہوتی ہیں۔ یہ سرحدوں سے ماورا رنگ و نسل کی پابندیوں سے پرے ایک ایسا شعار ہیں جو صبغۃ اللہ میں رنگے ہونے کی بناء پر فضولیات و لغویات کی بجائے معقولیات اور موزونیات پر مبنی ہے۔

toobaafoundation.com

یہی وجہ ہے کہ اہل مدینہ کے لہو ولعب پر مشتمل تہواروں نوروز اور مرجان کو عیدین میں تبدیل کر دیا گیا اور زبان نبوی کے مطابق یہ دو دن ان دو دنوں سے بہتر ہیں۔[۱]

عید الفطر..... معنویت

عید الفطر رمضان کا جانشین وقت سعود ہے۔ یہ دن اس تقویٰ کے حصول کا بلند ترین نشان ہے جس کے لیے رمضان کے روزے رکھے گئے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[۲]

یوں تعمیل فرمان الٰہی کی خوشی میں مسلمان اپنے خالق ومالک کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں اور اس مبارک دن کا آغاز تمجید وتقدیس وتہلیل سے کیا جاتا ہے جو ظاہر کر دیتا ہے کہ یہ تہوار بنیادی طور پر اس رب کی بندگی کے گہرے اور انمٹ رنگ سے رنگا ہوا ہے جو عالمین کا رب ہے۔

عید الفطر کی معنویت کے مناظر رمضان کی بہاروں سے مزین ہوتے ہیں۔ غور طلب امر ہے کہ ساعت پورا ماہ عطائے ناموس فرقان وھدیٰ کے لیے سراپا انتظار رہی۔ ضروریات مادیہ سے استغناء کا سفر مکمل ہوتا رہا۔ قیام اللیل کی روح پرور ساعتوں میں روح کی کھیتی وحی الٰہی کے آب پر انوار سے سیراب ہوتی رہی۔

عزت وحرمت کی ایک ہزار مہینوں سے بہتر قرار پانے والی رات امن وسلامتی کے اجزاء سے دلوں کو معمور کرتی رہی۔ ایام اعتکاف میں متکلم ازلی سے راز ونیاز ہوتے رہے۔ محویت اتباع نبوی، تلاوت کتاب عزیز، تفکر خلق سماوات وارض، ذکر نعم الٰہی، تذکرۂ اسمائے حسنیٰ اور تحیت وتسلیم وادائے صلوۃ کے بابرکت عناصر روحانی عمارت کے گوشوں میں پڑے شگافوں کو پر کرتے رہے جو معصیت الٰہی سے وجود میں آئے تھے اور یوں ان تمام مرحلوں کی نقاب کشائی کے بعد عید الفطر کے مبارک دن نے اپنا حسین رخ چشم کائنات کے سامنے وا کیا اور اعلان کر دیا کہ وہ تقویٰ جس کا حصول ہو چکا ہے اب عملی طور پر تمہاری زندگیوں میں سما جانے کا منتظر ہے۔ مضطرب ہے۔ لہٰذا تکبیرات زوائد کے ساتھ اس بابرکت دن کا آغاز کر کے دنیا کو یہ پیغام دے دیا جائے کہ عید الفطر کا دن معصیت الٰہی کی کثافتوں اور رذائل میں ڈوب جانے کی بجائے اطاعت الٰہی کی کستوری اور محبت الٰہی کے جذبے سے گندھا ہوا ہے۔

یوم عید الفطر کے معمولات نبویہ اور احکام کی معنویت

عید الفطر کے دن راستہ بدلنے کا نبوی طریقہ حکمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے آنا مقامات عبادت کی زیادتی کا باعث ہے۔

---

[۱] السجستانی، ابوداؤد، سنن، الصلوۃ، باب صلوۃ العیدین، رقم الحدیث : 1134.

[۲] البقرہ:183/2.

toobaafoundation.com

غسل کرنے، خوشبو استعمال کرنے اور مسواک کرنے کے معمولات ظاہر کرتے ہیں کہ روحانی کثافت کے ازالہ کے ساتھ ساتھ ظاہری جسمانی صفائی بھی دین الٰہی کا ایک ایسا خاصہ ہے جو ماننے والوں کے یوم عید کو تطہیر و تزکیہ کا عالمی دن بنا دیتا ہے۔

عید گاہ میں نماز عید الفطر ادا کرنا اور عورتوں کا عید گاہ جانا عید الفطر کے دن کو مزید تزئین بخشتا ہے۔ دین اسلام میں اطاعت الٰہی کے اعتبار سے مرد اور عورت برابر ہیں۔ یہ معمولات اتحاد امت کے نقیب بھی ہیں اور اس امر کے شاہد بھی ہیں کہ اللہ کے دین نے عورتوں کو وقت سعید کی راحتوں اور شادمانیوں سے محروم نہیں رکھا۔

نماز عید الفطر کا بغیر اذان و اقامت ادا کرنا ظاہر کرتا ہے کہ آج الٰہی رحمت جوش میں ہے لہٰذا معمول کی اذان و اقامت کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایمان دار بغیر اجازت آ کر ان گنت ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

نیز اس دن کا روزہ ممنوع ہے۔[1] ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ اس دن اللہ اپنے بندوں کی ضیافت کا شائق ہے اور روزہ رکھنا اس ضیافت سے اعراض کا علم اور نشان ہے اور یہ امر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو ناگوار ہے۔ کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر آسانی چاہتا ہے انہیں تنگی میں مبتلا نہیں دیکھنا چاہتا۔[2]

یوں عید الفطر اللہ کے اوامر و نواہی کے سامنے سر تسلیم خم کر لینے سے عبارت ہے۔ یہ دن پیغامبر ہے، نقیب ہے، ایک ایسے جذبے کا جو اطاعت الٰہی سے بھی گریز نہیں کرتا۔ یوں نہ اس میں اکابر پرستی کی پرستاری کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے اور نہ ہی کسی اور مخلوق کے ماحیٔ سود و زیاں کی کیفیات مستعد ہوتی ہیں۔ فقط ایک ہی قوت ہوتی ہے جو قلب و بدن کو اس خالق کا مطیع بنا دینے کے لیے مصروف کار ہوتی ہے جو بہت مہربان، مشفق اور قدر دانی کی اخیر کر دینے والا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الصیام، باب النھی عن صوم یوم الفطر ویوم الاضحیٰ، رقم الحدیث : (1140) 143.

[2] الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، رئاسہ ادارات البحوث العلمیہ، 1402ھ، 4/351-352.

toobaafoundation.com

عید الاضحیٰ..... معنویت اور قربانی کا شعار

عید الاضحیٰ امام المؤحدین ابراہیم علیہ السلام کی سنت مبارکہ کے احیاء اور تسلسل کا شعار ہے۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں انہوں نے اپنے پیارے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا قصد کیا۔ اسماعیل علیہ السلام بھی بطیب خاطر اس کے لیے تیار ہو گئے۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ o وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ o قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَآ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ o اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ o وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ o وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾[1]

دس ذی الحج کے مبارک دن کو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی بے مثال و عدیم النظیر اطاعت الٰہی کی یادگار کے طور پر عید کا دن مقرر کیا گیا۔ یوں یہ عید بھی اطاعت الٰہی کے جذبے سے سرشار اور اس راہ میں آنے والی ہر قربانی ادا کرنے کے ولولے سے مالا مال کرنے والا شعیرہ ہے اور یوں جاہلیت کے تہواروں سے یکسر ممتاز ہے۔

قربانی ہر قوم و ملت میں رہی ہے۔ لیکن عید الاضحیٰ کا دن دراصل ایک عجیب قربانی کی یادگار کے طور پر جلوہ گری کرتا ہے۔ پے در پے آزمائشوں کی ایک کڑی تھی۔ جس کا آخری سِرا اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری چلانا اور اپنے جذبۂ عبدیت کی صداقت کو زندۂ جاوداں کرنا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾[2]

پس وہ ملت ابراہیمی جس کی روح ہی قربانی ہے اور جس کو اسلامی کا نام ہی اس عظیم عمل کی وجہ سے دیا گیا یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا کوئی شعار، شناخت، مستقل یادگار یا علامت نہ ہوتی۔ لہٰذا عید الاضحیٰ کے دن اس عمل کے اعادہ کو ملت ابراہیم علیہ السلام کا جزو لاینفک بنا دیا گیا۔

یوم عید الاضحیٰ کی اصل معنویت — حصول تقویٰ

مزید برآں عید الاضحیٰ کا دن دراصل ایثار نفس اور فدویت جان و روح کے اظہار کا دن ہے۔ اس دن جانوروں کا خون یا گوشت اللہ تک نہیں پہنچتے کہ ان کے چھاپہ سے دیواروں کو رنگین بنایا جائے۔ اللہ تو صرف خالص نیتوں اور پاک صاف دلوں پر نظر رکھتا ہے اور انہیں اپنا محبوب بناتا ہے اس لیے فرمایا:

---

[1] الصافات:37/103-108.

[2] البقرہ:2/124.

toobaafoundation.com

﴿لَن يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِن يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ﴾[۱]

نیز فرمایا:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾[۲]

اور عید الاضحیٰ کے دن قربانی کا عمل ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یادگار ہے اور یہ عمل خالصتاً لوجہ اللہ اور مبنی علی التقویٰ تھا۔ اگر قربانی کی یہ حقیقت مستحضر نہ رہے اور آدمی جانور کی گردن پر چھری چلا بھی دے تو گو فی الظاہر اس نے قربانی کر دی لیکن فی الحقیقت وہ اس عظیم شعیرہ کی روح سے بے خبر رہا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے والی چیز دراصل تقویٰ کی روح ہے نہ کہ گوشت اور خون۔

عید الاضحیٰ کے احکامات اور معنویت

قربانی فقط اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾[۳]

عید الاضحیٰ کی قربانی ہر طرح کے عیب اور نقص سے پاک ہو۔ آنکھ کا کانا، واضح بیمار، لنگڑا جانور اور گودے کے بغیر جانور قربانی کے لائق نہیں۔[۴]

قربانی نماز عید کے بعد کی جائے۔[۵]

قربانی کے جانور کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور یہ دعا پڑھی جائے۔

((انی وجهت وجهی للذی فطر السماوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی و نسکی ومحیای ومماتی لِلّٰہِ رب العالمین لا شریك له وبذلك امرت وانا اوّل المسلمین))[۶]

ذبح کرتے وقت پڑھا جائے، بسم اللہ واللہ اکبر اللھم ھذا منك ولك

قربانی کا گوشت کھانا، کھلانا اور ذخیرہ کرنا جائز اور درست ہے۔[۷]

قربانی کا ارادہ رکھنے والا شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد قربانی کے ذبح ہونے تک بال اور ناخن نہ کٹوائے۔[۸]

---

[۱] الحج: 37/22.

[۲] المائدہ: 27/5.

[۳] الکوثر: 2/108.

[۴] السجستانی، ابوداؤد، امام، سنن، الضحایا، باب مایکرہ عن الضحایا، رقم الحدیث : 2802.

[۵] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الاضاحی، باب قول النبی ﷺ لابی بردہ، رقم الحدیث : 5556.

[۶] السجستانی، ابوداؤد، امام، سنن، الضحایا، باب مایستحب من الضحایا، رقم الحدیث : 2795.

[۷] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الاضاحی، باب بیان ماکان من النہی عن اکل لحوم الاضاحی، رقم الحدیث : 1971.

[۸] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الاضاحی، باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ، رقم الحدیث : 1977.

toobaafoundation.com

عیدین کی مجموعی معنویت اور ربط باہمی کا انداز دلنشین

اسلامی عیدوں میں گہری مناسبت اور عمیق ربط باہمی پایا جاتا ہے۔ رمضان کے روزے تقویٰ اختیار کرنے کا ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[۱]

رمضان میں روزوں کی گنتی پوری کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[۲]

قرآن مجید ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کا یہ سفر جو عید الفطر سے شروع ہوتا ہے عید الاضحیٰ کے عظیم ترین دن میں اعلیٰ ترین شکل وصورت میں مجسم ہو جاتا ہے۔ عید الفطر بھی تقویٰ کی مقبولیت کا نشان ہے اور عید الاضحیٰ بھی تقویٰ ہی کی منظوری کا علم ہے۔ خون اور گوشت تو یہیں رہ جاتے ہیں صرف تقویٰ ہے جو بارگاہ الٰہی میں اذن باریابی پاتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾[۳]

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾[۴]

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا﴾[۵]

---

[۱] البقرہ:183/2.

[۲] البقرہ:185/2.

[۳] الطلاق:65/2-3.

[۴] الطلاق:65/4.

[۵] الطلاق:65/5.

toobaafoundation.com

نماز اور اس کی معنویت

ہر مسلمان مرد و عورت پر دن میں پانچ بار نماز پڑھنا فرض ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک شعیرہ نماز ہے جو خیر و برکت کے بے شمار انعامات و معظمات کا خزینہ ہے۔ اس کے فکری معانی بے حد و بے شمار ہیں۔ اس کی فکری اہمیت عدیم النظیر اور فقید المثال ہے۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ حالت نزع میں رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان پر نماز ہی کا تذکرہ تھا۔

نماز اور قرآن و سنت میں بیان کردہ معنویت

نماز کی معنویت کا اعلیٰ ترین جز فواحش و منکرات کی کثافت سے بندے کو پاک وصاف کرنا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾[1]

یوں تطہیر و تزکیہ نفس نماز کا بنیادی مقصد ہے۔ روح کی تربیت اور سیرت کی تعمیر کا عمل نماز پڑھنے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ یوں نماز ایک محتسب ہے جو مسلمان کو ہر برائی سے بچانے کے لیے کار فرما ہو جاتی ہے۔ یہ پانچ وقت انسان کو یاد دلاتی ہے کہ وہ اس دنیا میں آزاد و خود مختار نہیں ہے بلکہ ایسے رب کی مخلوق ہے جو دل کے ارادوں اور نیتوں سے بھی واقف ہے۔

نماز روحانیت کا سرچشمہ، ہدایت قلبی کا منبع، نیکی کا مرکز، برکات الٰہی کا مہبط، بہیمی قوتوں اور نفسانی جوشوں کے بالمقابل ایک سد صمیم ہے۔

ضبط نفس کے روحانی جلوے

ضبط نفس انسان کے لیے ہمیشہ سے ایک مشکل مضمون رہا ہے۔ اسی لیے نماز کے تمام ارکان، شرائط، تسبیحات اور جسمانی حرکات کے جوڑ انسان کو ضبط نفس کا عادی بنا دیتے ہیں۔ یہ ایک تازیانہ ہے جو اونگھتی ہوئی قوت ارادی کو جگانے کے لیے مستقل ضربوں میں مشغول رہتا ہے۔ یوں نماز کی مداومت اور مواظبت خواہشات نفس کے زور کو توڑ دیتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾[2]

جب خواہشات نفس کمزور پڑ جاتی ہیں تو جہاد کے مراحل آسانی سے طے ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] العنکبوت:45/29.

[2] مریم: 59/19.

toobaafoundation.com

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾[۱]

نیز فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾[۲]

یہی وجہ ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی منازل اسی نماز سے جڑی ہوئی ہیں۔

جب میدان جنگ میں تمام قومیں فرصت کے لمحات کو ستانے، کھانے پینے میں صرف کرتی ہیں تو اس وقت بھی مسلمان تلواروں کے سائے تلے اپنی مہلت کی گھڑیاں نماز میں صرف کرتے ہیں۔ یوں صلوۃ الخوف غزوات اسلامیہ کی ایک عظیم یادگار ہے۔[۳]

پابندئ وقت کے ثمرات اور نماز کی علامتی رنگینیاں

نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾[۴]

نماز کے اوقات کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾[۵]

ان اوقات میں گہری معنویت جھلکتی نظر آتی ہے۔ انسان کی زندگی آرام و نفع کے گرد گھومتی ہے۔ نفع اس لیے کمایا جاتا ہے، کاروبار اسی لیے منظم کیے جاتے ہیں کہ آرام و سکون کی کیفیات اور مادی اشکال کا حصول سہل تر ہو جائے۔ اگر صبح کی نماز نفس کشی کے لیے اکسیر ہے تو دن کے اوقات اور خصوصاً عصر کی نماز کاروبار کے اس فتنۂ عظیم پر کاری تازیانہ ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے حد درجہ دور بھی کر دیا کرتا ہے۔

نماز کے اوقات کے تعین کی ایک اور اہم معنویت آفتاب پرستوں کے اوقات عبادت کی مخالفت کرنا بھی ہے۔ آفتاب ہر دور میں مشرکین کا اہم ترین معبود رہا ہے۔ اس لیے ان اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دے دیا گیا جو اس کے طلوع و غروب سے متعلق ہیں۔ دن کی نمازیں زوال آفتاب کے بعد اور صبح کی نمازیں طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنے کے وقت کا تعین اصل توحید پرستی کا نشان اور آفتاب پرستی سے بالخصوص بیزاری کے معنی کا نشان اور علامت ہیں۔

---

[۱] الشمس: 91/9-10.

[۲] اعلیٰ: 87/14-15.

[۳] النساء: 4/102.

[۴] النساء: 4/103.

[۵] بنی اسرائیل: 17/78-79.

toobaafoundation.com

ارکان نماز میں عجیب سی معنویت جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اگر قیام عہد شباب کا استعارہ ہے تو رکوع ادھیڑ عمری کا نشان ہے۔ جبکہ سجدہ غالباً اس امر کی علامت ہے کہ آخر کار شباب پیری میں تبدیل ہو جائے گا اور مٹی کی عمارت آخر نیست و نابود ہو جائے گی۔ نیز یہ ان ادوار کے اتار چڑھاؤ کو ظاہر کر دینے والے ارکان بھی معلوم ہوتے ہیں جن کے بارے میں ارشاد ہوا:

﴿وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾[1]

عروج و زوال کی داستان عجیب رکوع، سجود اور قیام کے اوراق پر لکھی نظر آتی ہے اور عین حالت عمود شباب میں جب انسان اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے سجدے میں گرتا ہے تو دراصل یہ گرنا حقیقت میں بلند ہو جانے سے عبارت ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾[2]

نماز ـــــ ذریعۂ مغفرت و غفران

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾[3]

رسول اکرم ﷺ نے پانچ نمازوں کو ان گناہوں کو مٹا دینے کا ذریعہ بیان کیا ہے جو ان کے درمیان ہوئے۔[4]

دوسری صحیح روایت کے مطابق اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ بار نہائے تو اس کے جسم پر میل باقی نہ رہے گا۔ یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔[5]

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا ایسا گناہ جس کے بارے میں وہ سمجھ رہے تھے کہ قابل حد ہے، نماز پڑھنے کی وجہ سے معاف کر دیا گیا۔[6]

یوں نماز اگر ایک طرف خالق حقیقی کے ساتھ ہم کلامی کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف گناہوں کی معافی کا سبب بھی ہے۔

ایمان و عمل کا مرقع چند خدوخال کے حسن ترتیب کا نام ہے۔ اگر وہ خدوخال مفقود ہوں تو انسانی زندگی پستیوں کا سفر کرنا شروع کر دیتی ہے۔ فلاح اور فوز کا رنگ دائرہ حیات میں تبھی بھرا جا سکتا ہے جب نماز کی محافظت اور خشوع و خضوع کا التزام اولین مطلوب ہو۔

☆.....☆.....☆

---

[1] آل عمران:140/3.

[2] العلق:19/96.

[3] ہود:114/11.

[4] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعۃ، رقم الحدیث : 233.

[5] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مواقیت الصلوۃ، باب الصلوات الخمس، کفارۃ، رقم الحدیث : 528.

[6] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، التوبۃ، باب قولہ تعالیٰ (ان الحسنات یذہبن السیات)، رقم الحدیث : 2764.

toobaafoundation.com

روزہ اور رمضان و قرآن—معنویت کے عجائب

روزہ اسلام کا بنیادی شعار ہے اور نشان ہے۔ اس اہم شعار کے ساتھ کئی عناوین منسلک ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[۱]

اس آیت سے تقویٰ کے عناصر بر آمد ہوتے ہیں اور صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ روزہ تقویٰ اور پرہیز گاری کے حصول کا ایسا شعار ہے جو پہلی قوموں میں بھی موجود تھا اور یہ فقط پیٹ کو فاقہ مستی سے آشنا کرنے کا نام نہیں بلکہ دنیا کی فتنہ انگیز حشر سامانیوں کے بالمقابل ایسی مضبوط ڈھال ہے جو انسان کے دو بڑے حریفوں کو چاروں شانے چت کر دیتا ہے۔ یہ حریف فتنۂ شکم اور فتنۂ شہوات و جنسی بے راہ روی ہے۔

اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے معشر شباب کو روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہوئے روزوں کو جذبات صنفی اور میلان حیوانی کو توڑ دینے کا ذریعہ بھی قرار دیا ہے۔[۲]

اور جب بنیادی خطرہ ہی ٹل جائے تو انسانی زندگی مامون و محفوظ ہو جایا کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ﴾[۳]

یوں روزہ سے معاشرتی پاکیزگی، عورتوں کے تقدس و احترام اور مادۂ حیات کے غیر موزوں اور غیر مناسب مقام پر ضائع کرنے سے بچاؤ کے معانی بر آمد ہوتے ہیں۔ لہٰذا روزہ کسی بھی معاشرے کو جنسی بے راہ روی سے بچانے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔

مشابہت بین الانبیاء علیہم السلام کا مرکزی نشان

روزہ مشابہت بین الانبیاء علیہم السلام کا شعار عظیم بھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جب تورات لینے کے لیے گئے تو چالیس روز بدلی کے درمیان اللہ کے حضور روزے سے رہے۔[۴] اسی طرح کوہ زیتون سے طلوع ہونے والے عیسیٰ علیہ السلام جنگل میں چالیس روز بھوکے پیاسے رہے۔[۵]

مناسب حال تھا کہ تورات و انجیل میں کی جانے والی تحریفات و تصرفات کو چھانٹنے والا، دعائے خلیل اور نوید مسیحا بن کر آنے والا بھی اسی طرح بھوکا پیاسا رہے۔

---

[۱] البقرہ:183/2.

[۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم رقم الحدیث : 5066.

[۳] آل عمران:14/3.

[۴] کتاب الخروج:40/18.

[۵] انجیل متی: 4/2.

toobaafoundation.com

اسی سے فرضیت صیام رمضان کے فکری روزن وا ہوتے ہیں۔ رمضان میں داعی اسلام تحمل نزول قرآن کے لیے ضروریات مادیہ سے مستغنی رہا اور اسی لیے ضروری تھا کہ متبعین اسلام بھی ان ایام میں ضروریات مادیہ عالم سے بے پرواہو جائیں تاکہ اس توفیق ہدایت کا شکریہ و ممنونیت اور اظہار اطاعت و عبودیت ہو سکے جو اس ماہ مقدس میں انہیں عطا ہوئی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾[۱]

رمضان، قرآن، شب قدر کے ملن کی معنویت اور تاثیر

رمضان کے مبارک مہینے میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا۔ قرآن صرف حلال و حرام بتانے کا ضابطہ ہی نہیں بلکہ حکمت و دانائی کا کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے اور رہتی دنیا تک عقل انسانی کی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔

ادنیٰ تامل سے معنویت کا یہ گوشہ وا ہو جاتا ہے کہ اللہ کی دی گئی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت عقل ہے اور عقل سے بھی بڑی نعمت قرآن ہے۔ اس لیے کہ عقل کو بھی صحیح رہنمائی قرآن ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ عقل سے آگے اس لیے بھی گزرنا پڑتا ہے کہ یہ چراغ راہ تو ہے لیکن منزل نہیں ہے۔

چنانچہ یہ حکمت و دانش کے عین مطابق تھا کہ اسی مہینے کو اللہ کی تکبیر اور شکر گزاری کا خاص مہینہ ٹھہرا دیا جائے جس مہینے میں یہ نعمت اپنے حسن و جمال کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔

گویا حکمت قرآنی کی ترتیب یہ ہوئی کہ قرآن کا حقیقی فیض ان لوگوں کے لیے خاص ہے جن کے اندر تقویٰ کی روح موجود ہے اور تقویٰ کی تربیت کا خاص ذریعہ روزہ ہے۔ لہٰذا رمضان جو ماہ نزول قرآن ہے روزوں کے لیے خاص کر دیا گیا۔

قرآن اور رمضان کے اسی باہمی تعلق کی معنویت سے کشید ہونے والا وہ عمل نبوی ہے جو نبی کریم علیہ السلام کے مقدس لبوں سے جبریل علیہ السلام کی سماعت تک قرآن کے الفاظ کے ذریعے رمضان میں دستک دیتا رہا۔[۲]

جبکہ جبریل علیہ السلام بھی آپ ﷺ کو قرآن سناتے رہے اور وفات النبی ﷺ کے سال میں یہ عمل دوبار سرانجام دیا گیا۔[۳]

اسی تعلق کی شرح بیان کرتے ہوئے مشہور عربی مفسر عبد الرحمٰن بن ناصر سعدی تحریر فرماتے ہیں:

((الشهر العظيم الذي حصل لكم فيه من الله الفضل العظيم. وهو القرآن الكريم، المشتمل على الهداية لمصالحكم الدينية والدنيوية))[۴]

---

[۱] البقرہ:185/2.

[۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الصوم، باب اجود ما کان النبی ﷺ، رقم الحدیث : 1902.

[۳] ایضاً، فضائل القرآن، باب ما کان جبریل یعرض القرآن، رقم الحدیث : 4998.

[۴] السعدی، عبد الرحمٰن بن ناصر، تفسیر تیسیر الکریم الرحمٰن، دار احیا التراث العربی، بیروت، 2001، ص93.

toobaafoundation.com

شکر گزاری کی ایک معنویت شیاطین کے قید کر دینے سے بھی فراہم ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے راستے پر استقلال کے ساتھ چلنے میں رکاوٹ کرنے والے عناصر اسی لیے قید کر دیے جاتے ہیں تا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت و شفقت مکمل طور پر ظاہر ہو جائے اور صالح اعمال کے بجالانے کی راہ ہموار ہو جائے۔

پھر روزہ کی عبادت شب قدر کی رحمت والی بانہوں میں سمٹ آتی ہے۔ یہ رات عصیان و حق ناشناسی کی تاریکی کو قرآنی نور میں بدلنے والی رات ہے۔ یہ جبابرۂ عالم کی تنبیہ و تادیب کے لیے ایک نحیف و ضعیف قوم کے انتخاب کی رات ہے۔ یہ اقوام عالم کی قسمتوں کے فیصلے کی شب ہے۔ یہ برکات ربانی کے نزول کی ساعت عظیم ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ o لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ o سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾[1]

نیز ارشاد فرمایا گیا:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ o فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ﴾[2]

قرآنی تصریحات کے مطابق لیلۃ القدر لیلۂ مبارکہ بھی ہے۔ اسی لیے اس کو تلاش کرنے کے لیے اعتکاف کی عبادت کا اہتمام کیا گیا اور فرمادیا کہ جس شخص نے شب قدر کا قیام ایمان کی حالت میں ثواب سمجھ کر کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔[3]

اعلیٰ ترین خصائص کا امتزاج۔ صوم رمضان

روزے کی معنویت کے حسین پہلوؤں بھی اپنے حسین چہروں سے نقاب الٹتے ہیں کہ روزہ فقط اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہے۔ وہ اللہ جو کائنات کا واحد رب اور معبود و الہ ہے۔ یہ روزہ اس شخصیت کی سنت کی پاسداری میں رکھا جاتا ہے جو اخلاق و آداب، تقویٰ و خشیت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہے۔ یہ روزہ اس مہینے میں رکھا جاتا ہے جس کی ایک شب سب راتوں سے اعلیٰ ہے۔ یہ رات اُس کتاب کے نزول کی رات ہے جو سب کتابوں سے اعلیٰ ہے۔ یہ کتاب اس مخلوق کے لیے ہدایت ہے جو تمام مخلوقات سے اعلیٰ اور بالا ہے۔ پھر اس مخلوق میں سے ایمان والوں کا درجہ اور مقام ہے جو غیب پر ایمان رکھنے کی بناء پر عام مخلوقات سے اعلیٰ اور ارفع ہو جاتے ہیں۔ غور و فکر کا مقام ہے کہ اعلیٰ کا اعلیٰ سے جوڑ اور پیوند ایک ایسی زنجیر کو وجود میں لانے کا باعث ہیں جو ایمان بالغیب کی جملہ صفات کو انسان میں جمع کر دیتی ہے اور اللہ بندے کو جزا دینے کے لیے خود تیار ہو جاتا ہے۔[4]

☆.....☆.....☆

---

[1] القدر:97/1-5.

[2] الدخان:44/3-4.

[3] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، فضل لیلۃ القدر، باب فضل لیلۃ القدر، رقم الحدیث : 2014.

[4] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الصوم، باب فضل الصوم، رقم الحدیث : 1894.

toobaafoundation.com

حج بیت اللہ..... اجتماعیت کا عظیم الشان شعار دلپذیر

حج بیت اللہ اسلام کا عظیم شعار ہے۔ اس سے وابستہ نشانیاں آیات بینات ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ﴾[1]

بیت اللہ کے گرد جمع ہونے کی بنیاد دعاؤں نے ڈالی، دعاؤں سے اس نے نشوونما پائی اور دعاؤں ہی کے لیے اسے قائم کیا گیا۔ اس کی ترکیب اول تا آخر دعاؤں سے عبارت ہے۔

اللہ کے دو قدوس دوستوں نے اس گھر کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا تھا:

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾[2]

پس دعاؤں کا یہ اجتماع لاہوتی، روحانیت مقدسہ ابراہیمیہ کا یہ مظہر عظیم و جلیل بیابان حجاز میں ظہور پذیر ہوا۔ امامت و خلافت الٰہی کی دعا کو برگزیدگی عطا ہوئی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت لامحدود نے بیابان کو گلستان میں تبدیل کر دیا۔

میثاق ابراہیمی کی حقیقی یادگار

یہ شعار اس وعدۂ الٰہی اور میثاق ربانی کی یادگار ہے جو ابراہیم علیہ السلام سے امت مسلمہ کی امامت و خلافت فی الارض کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے باندھا تھا۔

﴿وَإِذِ ابْتَلٰٓى إِبْرٰهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِينَ﴾[3]

چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی نسل کو امامت کائنات عطا فرمائی۔ یروشلم کا ہیکل اور شام کے مرغزار جب محبت و اطاعت کے سزاوار نہ رہے تو بنی اسماعیل کی قربان گاہ عرب اور وادیٔ بطحا و یثرب کے ریگستان اللہ کے جلال اور قدوسیت کے نشیمن بن گئے۔

---

[1] آل عمران:97/3.

[2] البقرہ:128/2-129.

[3] البقرہ:124/2.

toobaafoundation.com

حج کی منادی اور معنویت کا شہود

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو حج کی منادی کرنے کا حکم دیتے ہوئے اس کی معنویت بھی بیان کی:

﴿وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ o لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ﴾[1]

پہلی معنویت تو یہ ہے کہ لوگ اپنی نگاہوں سے اس کے فائدے دیکھ سکیں۔ جبکہ دوسری ذکر الٰہی میں مضمر ہے۔

جڑی ہوئی معنویت کے اسرار ورموز

احرام کے لباس کو گہرا معنی عطا ہوا ہے۔ یہ فقیری کے احساس اور فداکاری کے جذبے کا دوہرا نشان ہے اور یہ لباس واضح کر رہا ہوتا ہے کہ ایمان والا اس آیت کو سینے سے لگا کر خار مغیلاں پر سفر کر رہا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ﴾(فاطر:15/35)

لبیك اللهم لبیك کی صدا اس امر کی یاد دہانی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے حج کے لیے جو منادی کی تھی آج اس کا جواب آرہا ہے۔ جب کعبہ پر نظر پڑتی ہے تو اس کا تاریخی پس منظر نگاہوں کے سامنے نمودار ہوتا ہے اور مسلمان کو یاد آجاتا ہے کہ میں اس امت کا فرد ہوں جس کے لیے ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی۔

﴿مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾(الحج:78/22)

حجر اسود پر ہاتھ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ میرا ہاتھ اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بندگی اور غلامی کا عہد تازہ ہو چکا ہے۔

﴿یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا﴾[2]

اب ذرا طواف کی معنویت ملاحظہ ہو جب مرد مؤمن کعبہ کے گرد چکر لگاتا ہے تو شمع و پروانہ کا شاعرانہ تخیل حقیقی واقعہ میں ڈھل جاتا ہے۔ یہ بندہ اپنے خالق کے دربار میں مجسم فدویت اور سراپا کیف و مستی بنا ہوا تقویٰ کے حصول کے لیے سرگرداں ہے کیونکہ:

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾[3]

صفا اور مروہ کے درمیان سعی اس عزم کی مظہر ہے کہ جو راستہ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کا ہے وہی راستہ ایمان والے اختیار کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔

---

[1] الحج:28-27/22.

[2] الزمر:53/39.

[3] الحجرات:13/49.

toobaafoundation.com

سات ذی الحج سے دس ذی الحج تک ایک ہی امام کی قیادت میں سفر اور قیام ایک منظم فوجی زندگی کا نقشہ پیش کر دینے والا منظر ہے۔ لاکھوں بندگان خدا کا یہ گروہ احرام پوش کفن بردوش سپاہیوں کا ایک لشکر جرار نظر آتا ہے جو اجتماعیت اور فوجی زندگی کے اسلامی تصور کا اہم ترین شعیرہ ہے۔

جمرات کے ستونوں پر کنکریاں مارنا پتھروں کے اس انبوہ کثیر کی یادگار ہیں جس نے ابرہہ کی طاقت و قوت اور سرکشی و تمرد کو تہس نہس کر دیا تھا۔ اس مقام پر کنکریوں کے ساتھ نعرۂ تکبیر بلند کرتے جانا دنیا کو اس فیصلے سے خبردار کرنا ہے کہ جو کوئی اللہ کے دین کی طرف ترچھی نگاہ کرے گا اس کا منہ پھیر دیا جائے گا اور جو اس کی بنیاد ڈھانا چاہے گا نشان عبرت بنا کر رکھ دیا جائے گا۔

قربانی کا عمل ذبح عظیم کا نشان ہے۔ یہ اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں قربان کر دینے کا قائم مقام ہے۔ جانور کا خون بہانا دراصل ایک خاموش علامت و رمز ہے کہ رضائے الٰہی کے تقاضے جب بھی بلائیں گے خون بہانے کے لیے تیاری شروع کر دی جائے گی۔

حج کی شان جامعیت — فکری پہلوؤں کا احاطہ

حج ہر عبادت اور عمل خیر کا مرقع ہے۔ یہ نماز بھی ہے کیوں کہ ذکر الٰہی سے معمور ہے۔ یہ زکوٰۃ بھی ہے کیونکہ ہر حج کرنے والے کو غریبوں کو گوشت کھلانے کا حکم ہے۔

﴿وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ﴾[1]

یہ روزہ بھی ہے کہ اس کے دوران جنسی تعلقات دن کی بجائے رات کو بھی ممنوع ہیں۔

یہ توحید کا بہترین معلم بھی ہے کیونکہ کعبہ کی تعمیر ہی توحید پر ہے اور لبیک کی پکار، بوسۂ حجر اسود، طواف، سعی، قربانی کے تمام افعال بلاشبہ توحید الٰہی کے رنگ میں رنگے ہوئے اعلان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ o وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾[2]

یہ آخرت کی یاد دہانی بھی ہے کیونکہ جمرات کے ستون انجام ابرہہ کی یادگار ہیں۔ جو قانون جزا کی ایک کھلی ہوئی شہادت اور گواہی ہے۔

اسی شعیرہ کی ادائیگی کے دوران مسلمان حجر اسود کا استلام کرتا ہے یا اسے بوسہ دیتا ہے۔ یہ پتھر جب جنت سے نازل ہوا تھا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔[3]

حجر اسود کی ایک معنویت اس امر کا پیغام دینا ہے کہ یہ پتھر اپنی تمام تر عظمت اور عزت کے باوجود نفع و نقصان کا مالک نہیں جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔[4]

---

[1] الحج:28/22.

[2] الاخلاص:1/112-4.

[3] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن، الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود، رقم الحدیث : 877.

[4] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الحج، باب ماذکر فی الحجر الاسود، رقم الحدیث : 1597.

toobaafoundation.com

یہیں مسلمان مقام ابراہیم کو اپنی متلاشی نگاہوں کو مرکز بناتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾[۱]

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

﴿فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ﴾[۲]

ارشاد الٰہی ہے:

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا﴾[۳]

چنانچہ مقام ابراہیم فقط ایک پتھر نہیں بلکہ دین حنیف اور اسلام کا اہم ترین داعی ہے۔

اسی سفر حج کے دوران انسان آب زمزم سے سیر اب ہوتا ہے۔ پانی نشان حیات ہے اور جب اس پانی سے انبیاء علیہم السلام کا تعلق جڑ جائے تو یہ نشان نشانِ حیات کے منصب سے آگے بڑھ کر علامت فلاح بھی بن جاتا ہے۔

یہ پانی ایک طرف باپ کی اس فرمانبرداری کا نشان ہے جو اس نے اپنے رب کے حکم کی بجاآوری میں کی۔ اس پانی میں ماں کی ممتا کی ایک مانوس سوگندھ بھی گندھی ہوئی ہے۔ یہ پانی اپنے اندر ملکوتی صفات رکھے ہوئے ہے اور اسی پانی کو پینے کی وجہ سے اسماعیل علیہ السلام میں صبر کا وہ مادہ پیدا ہوا جو بعد میں نسل انسانی کے لیے یادگار بن گیا۔

یہی پانی بعد ازاں قلب مصطفوی کو شق صدر کے موقع پر دھونے کے لیے استعمال کیا گیا۔[۴] اس دلیل سے یہ افضل ترین پانی ٹھہرتا ہے۔

آب زمزم شفاء ہے اور جس نیت سے بھی پیا جائے اس کے لیے کفایت کر جاتا ہے۔[۵]

مختصراً حج مختلف یادگاروں کا مجموعہ ہے۔ یہ ایک نئی دنیا کا نقیب ہے۔ جس میں فقط اطاعت الٰہی کے زخمیوں اور سوختہ دلوں کو تازگی فراہم آتی ہے۔ یہ مجمع عاجزیوں اور درماندگیوں سے معمور ہے۔ سب کے اندر ایک لگن اور ولولہ ہے۔ اگر ساری دنیا کا محور عمل نفس و ابلیس ہے تو ان سوختہ سامانوں کے دلوں کا سکون فقط ایک اللہ اور اس کے قدوسیوں کی محبت میں مستور ہے۔

---

[۱] البقرہ:125/2.

[۲] آل عمران:97/3.

[۳] آل عمران:67/3.

[۴] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، احادیث الانبیاء علیہم السلام، باب ذکر ادریس علیہ السلام، رقم الحدیث : 3342.

[۵] القزوینی، محمد بن ماجہ، سنن، المناسک، باب شرب من زمزم، رقم الحدیث : 3062.

toobaafoundation.com

اسلام میں پیدائش کے شعائر کی معنویت

اسلام کے مطابق ہر بچہ فطرت یعنی دین سلیم پر پیدا ہوتا ہے اور اس پر کسی ازلی گناہ کا کوئی داغ نہیں ہوتا۔
چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ))[۱]

چونکہ صالح اولاد کی خواہش اور حصول کا شوق نیک لوگوں اور بالخصوص انبیاء علیہم السلام کو بھی رہا ہے جیسا کہ زکریا کی دعا سے ثابت ہے۔[۲] اس لیے اسلام نے اولاد کی قبل از پیدائش اور بعد از پیدائش تمام امور کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر اور یاد سے جوڑ دیا ہے تاکہ اولاد بعد ازاں یہودی، نصرانی یا مجوسی بننے کی بجائے اپنے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بن سکے۔

نومولود کی ولادت پر اس کے والدین کو خوشخبری دینا دراصل اس نعمت عظیمہ کے اعلان اور اس پر اپنی شادمانی کے جذبات کو ظاہر کرنے کا اہم نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دی۔[۳]

نومولود کو گھٹی دینے کی معنویت

نومولود کو گھٹی دینا ایک مسنون عمل ہے۔ اس میں کئی گہرے معانی پوشیدہ ہیں۔

اول، یہ گھٹی عموماً کسی نیک آدمی کے ہاتھوں دلوائی جاتی ہے اور مقصود یہی ہوتا ہے کہ نومولود کے لیے برکت کا حصول ہو جائے۔ گھٹی دینے والا نومولود کے لیے خیر وبرکت کی دعا بھی کرے تاکہ اُس کا عمل رسول اکرم ﷺ کے عمل سے مشابہ ہو جائے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے۔[۴]

عموماً کھجور کا استعمال اس لیے دوران تحنیک کیا جاتا ہے کہ ایک تو یہ مسنون عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن زبیر کو کھجور سے گھٹی دی تھی۔[۵]

دوم، کھجور اسلامی مٹھاس کا نشان اور ایمان کی علامت بھی ہے۔ نیز یہ جنتی پھل قوت اور طاقت کا اہم سرچشمہ بھی ہے۔

---

[۱] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المشرکین، رقم الحدیث : 1385.

[۲] مریم: 5/19.

[۳] الصافات:101/37.

[۴] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الآداب، باب استحباب تحنیک المولود، رقم الحدیث : 2147.

[۵] ایضاً، رقم الحدیث : 2146.

toobaafoundation.com

نومولود کا عقیقہ اور ختنہ ـــــ معنویت

عقیقہ سے مقصود پیدائش کے ساتویں دن نومولود کے بال مونڈنا اور اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا ہے۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق عقیقہ کی معنویت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

((کلُ غلام رھینۃ بعقیقۃ تذبح عنہ یوم سابعۃ ویحلق ویسمّٰی))[۱]

مراد یہ لی جاتی ہے کہ جس بچے کا عقیقہ نہ ہو اور وہ بچپن میں فوت ہو جائے تو وہ روز قیامت اپنے والدین کی سفارش نہیں کر سکے گا۔

لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک جانور ذبح کیا جائے گا۔[۲]

نومولود کا ختنہ یہودیت کے ساتھ ساتھ اسلام کا بھی مرکزی شعار ہے۔ یہ ان پانچ امور میں سے ہے جنہیں صراحتاً امور فطرت میں سے شمار کیا گیا ہے۔[۳]

ختنہ کا تعلق اس ابراہیمی عہد سے بھی ہے جس کے مطابق کبر سنی میں ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ کیا۔[۴]

ختنہ کی معنویت نظافت اور پاکیزگی کا حصول ہے۔ نیز نومولود کو ان تکالیف شرعیہ سے آگاہ کرانے کا ذریعہ بھی ہے جو آئندہ اس کو پہنچنے والی ہیں۔

ختنہ کا عمل جنسی اعضاء کی صفائی اور نظافت کے ساتھ ساتھ ایک علامتی تنبیہ بھی ہے۔ جنسی اعضاء کی برانگیختگی کئی معاشرتی برائیوں کی جڑ بن جاتی ہے۔ اس لیے یہ عمل جنسی اعضاء کو پیغام دیتا ہے کہ وہ بھی خالق حقیقی کے حکم کے پابند ہیں اور ان کی کسی قسم کی سرکشی گوارا نہیں کی جاسکتی۔

نومولود کا نام رکھنے کی معنویت

عموماً ولادت کے ساتویں دن بچے کا سر منڈوانے اور نام رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ نام رکھنے کے لحاظ سے وسعت ہے اور پہلے دن نام رکھنا بھی قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

بچوں کا نام رکھنا کئی معانی سے آراستہ ہے جس میں اولین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات عالی سے اس کا انتساب ہے۔ اسی لیے اللہ کے ہاں سب سے بہترین اور پسندیدہ ترین نام عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہیں۔[۵]

اللہ خالق کائنات کا ذاتی اور رحمن صفاتی نام ہے۔ ذات کے لحاظ سے اللہ بے مثل ہے اور صفات کے لحاظ سے رحمن بے نظیر و یکتا

---

[۱] السجستانی، ابو داؤد، سنن، الضحایا، باب فی العقیقۃ، رقم الحدیث : 2838.

[۲] نسائی، احمد بن شعیب، سنن، العقیقۃ، باب کم یعق عن الجاریۃ، رقم الحدیث : 4223.

[۳] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الاستئذان، باب الختان بعد الکبر..... رقم الحدیث : 6297.

[۴] ایضاً، رقم الحدیث : 6298.

[۵] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الآداب، باب النھی عن التکنی بابی القاسم، رقم الحدیث : 2131.

toobaafoundation.com

ہے۔اسی لیے بچے کا وہ نام پسند کیا گیا ہے جو مؤحدین کے طرز عمل کی نمائندگی کرتا ہو نہ کہ مشرکین کے عمل کی۔

اللہ کے ذاتی اور صفاتی ناموں کے ساتھ منسوب ہونے میں ایک نیک فال کا تصور بھی موجزن ہے اور امید رکھی جاتی ہے کہ اس نسبت کی وجہ سے یہ شخص کمال عبودیت اور کمال اطاعت واتباع سے متصف ہو گا۔

انبیاء علیہم السلام اور صالحین کے نام پر نام رکھنا بھی مسنون ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کا نام ابراہیم رکھا۔[۱]

اس سے انبیاء علیہم السلام کی یاد تازہ رہتی ہے اور ان کے نام اور کردار بھی زندہ رہتے ہیں۔یہی امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ہے۔[۲]

اسی طرح ایسے تمام نام رکھنے کی رخصت ہے جن کا معنی و مفہوم اچھا ہو۔اس کی معنویت شخصیت پر نام کا اثر پڑتا ہے جیسے سہیل بن عمرو کے مشرکین کی طرف سے بطور نمائندہ آنے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملے کے آسان ہونے کی بشارت دی تھی کیونکہ سہیل آسانی پر دلالت کرتا ہے۔[۳]

اسی طرح وہ تمام نام حرام اور ممنوع کر دیئے گئے ہیں جو توحید کے منافی ہوں، اللہ کی صفات سے متصادم ہوں یا کسی نیک شخص کی طرف نسبت کر کے رکھے گئے ہوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ذلیل ترین نام اس شخص کا ہے جو اپنے آپ کو بادشاہوں کا بادشاہ کہلواتا ہے۔[۴]

یہ نام اللہ کی صفت مالک الملک کے متصادم ہے۔

ایسے نام بھی منع ہیں جن میں تزکیہ اور ذاتی نیکوکاری نمایاں ہوں۔اس سے گمان غالب ہے کہ شیطان ریاکاری کا وار کر کے انسان کی تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔

☆.....☆.....☆

---

[۱] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الفضائل، باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال.....رقم الحدیث : 2315.

[۲] الجوزیہ، ابن قیم، زاد المعاد، دار اللنشر والتوزیع، 2000، 312/2.

[۳] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الشروط، باب الشروط فی الجہاد، رقم الحدیث : 2731.

[۴] البخاری، محمد بن اسماعیل، الادب، باب ابغض الاسماء الی اللہ، رقم الحدیث : 6206.

toobaafoundation.com

اسلام میں نکاح کا شعیرۂ مقدسہ اور معنویت کی ردائے مودت

اسلام عفت و پاکیزگی کا علمبر دار ہے۔ اسی لیے مرد و عورت کے باہمی رشتے کی نزاکت اور معنویت کے سارے پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾[۱]

دوسری آیت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾[۲]

ان آیات نے نکاح کی معنویت کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ عورتوں کی تخلیق کی ایک خاص مصلحت تو یہ بیان فرمائی کہ مردوں کو ان کے پاس جا کر سکون ملے کیونکہ مرد کی جتنی ضروریات عورت سے متعلق ہیں ان کا حاصل سکون قلب اور راحت و اطمینان ہی ہے اور باہمی سکون قلب تبھی ممکن ہے جب مرد و عورت کے تعلق کی بنیاد اسی ضابطہ پر رکھی جائے جو ان کے خالق کا تشکیل کردہ ہے۔

نکاح کی دوسری معنویت افزائش نسل و آبادی ہے۔ توالد و تناسل اور نسل انسانی کی بقاء کا انحصار نکاح پر ہے۔ توالد و تناسل کے ذریعے ہی انسانی آبادی میں اضافہ ہوتا ہے اور متنوع اذہان و اجسام معاشرے اور نوع انسانی کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں۔

نکاح کی تیسری معنویت نگاہوں اور شرم گاہوں کی حفاظت سے عبارت ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

((فانه اغض للبصر واحصن للفرج))[۳]

اور معلوم ہے کہ غض بصر اور حفاظت فروج مؤمنین و مؤمنات پر فرض ہے۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾[۴]

---

[۱] الروم:21/30.

[۲] النساء:1/4.

[۳] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، النکاح، باب قول النبی ﷺ من استطاع منکم..... رقم الحدیث : 5065.

[۴] النور:30/24-31.

toobaafoundation.com

تضاد سے توافق—اتحاد مرد وزن کے نکات عجیب

یہ خالق کی کمال حکمت ہے کہ اس نے انسان کو دو صنفوں میں پیدا کیا اور یہ انتظام کر دیا کہ مرد اپنی فطرت کے تقاضے عورت کے ہاں اور عورت مرد کے ہاں پالے۔ یہ اضطراب بین الرجال والنساء ہی دراصل تہذیب و تمدن کے وجود میں آنے کا سبب ہے۔ یہ جنسی کشش جو مرد و عورت کے درمیان جذب باہمی کی ابتدائی محرک بنتی ہے رفتہ رفتہ نکاح کے ذریعے ایک روحانی تعلق میں ڈھل جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ دو الگ ماحولوں میں پرورش پائے ہوئے اجنبی یوں پیوستہ ہو جاتے ہیں کہ عمر بھر زندگی کی منجھدار میں اپنی کشتی ایک ساتھ کھینچتے رہتے ہیں اور چونکہ کشش کی اشیاء میں عورت سر فہرست ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ﴾[1]

لہٰذا اللہ کی کمال حکمت کا تقاضا یہی تھا کہ عورت کے حصول کو شرعی حدود و قیود سے جوڑ کر اس شہوانی قوت اور میلان کو مناسب رخ دے دیا جائے۔

نیز مرد و عورت کے نکاح میں جڑنے سے ایک معنویت خود بخود بر آمد ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اس دنیا کا بھی ایک جوڑا ہے جسے آخرت کہتے ہیں۔ اسی آخرت سے اس دنیا کی غایت کی تکمیل ہوتی ہے جیسے مرد سے عورت اور عورت سے مرد کی تکمیل کا عمل سرانجام پاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] آل عمران:14/3.

toobaafoundation.com

اسلام میں مرگ کے شعائر مقدسہ — نماز جنازہ کی معنویت اور احکامات

اسلام نے مسلمان میت کا اکرام کرتے ہوئے اسے بہترین اور باوقار انداز میں اللہ کی امانت کے طور پر مٹی کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے۔ مٹی کے سپرد کرنے کی معنویت خود صراحتاً قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾ (طہٰ:55/20)

قریب المرگ شخص کی عیادت کرنا اور بعد از مرگ اس کے جنازے میں شرکت کرنے کو ان چھ حقوق میں شمار کیا گیا ہے جو ایک مسلم کے دوسرے مسلم پر واجب ہیں۔[1]

عیادت کرنے کے معانی مختلف ہیں۔ غیر مسلم کی عیادت اس نیت سے کی جائے کہ اسے ہدایت کی طرف راغب کرنا مقصود ہو جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے ایک یہودی بچے کی عیادت ثابت ہے جو آپ ﷺ کی عند الموت نصیحت سے مسلمان ہو گیا تھا۔[2]

مسلمان کی عیادت کی معنویت اس کو تسلی دینے، اللہ کی یاد دلانے، اس کو دم کرنے اور اس کے جسم پر ہاتھ پھیرنے سے بر آمد ہوتی ہے۔

یہ تمام امور اسے آخرت کی یاد دہانی کے لیے تیار کرتے ہیں اور دنیا کی ناپائیداری کا احساس دلاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ سے عیادت المریض کے دوران مندرجہ ذیل دعا ثابت ہے۔

((لا بأس طهور ان شاء الله))[3]

اس کے معانی حوصلہ پر مبنی ہیں۔ یعنی مریض کا مرض دراصل اس کے گناہوں اور خطاؤں کے ختم ہو جانے کا ذریعہ ہے۔

مریض کے جسم پر دایاں ہاتھ پھیرنا مسنون ہے اور اس امر کا غماز بھی ہے کہ دایاں ہاتھ نہ صرف سلامتی کا ہاتھ ہے بلکہ نامۂ اعمال کے ملنے کا ہاتھ بھی ہے اگر مسلمان مؤحد اور متقی ہو۔

قریب المرگ شخص کو کلمہ کی تلقین کرنے کا مقصد اور معنویت یہی ہے کہ اس کا خاتمہ توحید پر ہو۔ کیوں کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾[4]

رسول اکرم ﷺ بعد الموت مردے کی آنکھوں کو بند کر دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

((انّ الروح اذا قبض تبعه البصر))[5]

---

[1] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الجنائز، باب من حق المسلم للمسلم، دار السلام، رقم الحدیث : 2162.

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الجنائز، اذا اسلم الصبی، رقم الحدیث: 1356.

[3] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، المرضٰی، باب عیادۃ الاعراب، رقم الحدیث: 5656.

[4] المائدہ:72/5.

[5] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الجنائز، باب فی اغماض المیت والدعالہ..... رقم الحدیث : 920.

toobaafoundation.com

آنکھیں روح کے پیچھے لگ جاتی ہیں۔ آنکھوں کو تھکاوٹ اور درماندگی سے بچانے اور رب کی رحمت میں داخل کرنے کے لیے بند کر دیا جاتا ہے اور یوں بند آنکھوں سے ان خوشگوار لمحات کا احساس کرنا مقصود ہے جو رب کی ملاقات کے ذریعے حاصل ہونے والے ہیں۔

غسل، کفن، نماز جنازہ – معنویت

مسلمان میت کا غسل اور کفن دراصل اکرام میت، تطہیر میت اور تزکیۂ میت کے ساتھ ساتھ ستر میت کا نشان اور علامت ہیں۔

میت کو تین چادروں میں کفن دیا جائے اور کفن میں سفید رنگ مستحب ہے کیونکہ یہ پاکیزہ لوگوں اور گناہوں سے صفائی کا نشان ہے۔[۱]

جنازے کو جلدی سے لے جانے کی حکمت رسول اللہ ﷺ نے خود ہی بیان فرمادی ہے۔[۲]

نماز جنازہ ایک دعا ہے جو فقط ایمان والوں کے لیے خاص ہے۔ یہ دعائے استغفار مشرکین کے لیے نہیں ہو سکتی۔ اللہ نے نبی کریم ﷺ اور عام مؤمنین کو یہ کہہ کر منع فرمادیا ہے۔

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾[۳]

اسی طرح منافقین کے بارے میں بھی نبی کریم ﷺ کو حکم فرمادیا گیا کہ نہ ان کا جنازہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔[۴]

یوں نماز جنازہ مشرک اور منافق کا فرق کر دیتی ہے۔ یہ بتلاتی ہے کہ ایمان کائنات کی عظیم ترین متاع اور ارفع ترین مال ہے۔

تدفین اور اس سے متعلقہ شعائر کا تجزیہ

فطری طریقہ کی معنویت سامنے رکھتے ہوئے اسلام میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ﴾[۵]

اسی طرح فرمایا:

﴿فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ﴾[۶]

---

[۱] السجستانی، ابو داؤد، سنن، اللباس، باب فی البیاض، رقم الحدیث : 4061.

[۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الجنائز، باب السرعۃ بالجنازۃ، رقم الحدیث : 1315.

[۳] التوبۃ: 113/9.

[۴] التوبۃ: 84/9.

[۵] المائدہ:31/5.

[۶] الاعراف:25/7.

toobaafoundation.com

اسی طرح ارشاد ہوا:

﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾[۱]

نیز فرمایا:

﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ﴾[۲]

مٹی میں دفن کرنا فطرت کا طریقہ ہے اور طہارت و پاکیزگی کے اقرب ہے۔ یہ بدبو کو روکنے والی ہے اور سب سے بڑھ کر خالق کائنات کی سنت اور طریقہ ہے۔

قبر کی ساخت اور معنویت

لحد اور شق دونوں طرح کی قبور جائز ہیں۔ لیکن لحد کو رسول اکرم ﷺ نے زیادہ پسند کیا ہے۔[۳]

قبر کو گہرا، کھلا اور اچھا بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔[۴]

قبر کا گہرا اور کھلا ہونا اس وسعت کی طرف اشارہ ہے جو روز قیامت ایمان والوں کو ارض الجنہ میں نصیب ہو گی۔

میت کو قبر میں اتارتے وقت

((بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ ﷺ))

پڑھنا مسنون ہے۔[۵]

اس دعا سے یہ دلالت حاصل ہوتی ہے کہ اس میت کا شعبۂ ہائے حیات میں فکر و عمل کا نظام مبنی علی القرآن والسنۃ تھا۔

قبر میں تدفین کے بعد رسول اکرم ﷺ میت کی ثابت قدمی کی دعا فرمایا کرتے تھے اور اس کی معنویت بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ اس سے اس وقت سوال کیا جارہا ہے۔[۶]

قبر کی سر والی جانب پتھر رکھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ یہ امر نشانی کے طور پر ہے۔[۷]

تعزیت بعد الدفن کے معمولات کی معنویت

میت کے لواحقین سے دلجوئی اور صبر کی تلقین کی غرض سے اُن سے ملاقات کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اس دوران

---

[۱] طہ:55/20.

[۲] عبس:21/80.

[۳] السجستانی، ابو داؤد، سنن، الجنائز، باب فی اللحد، رقم الحدیث: 3208.

[۴] نسائی، احمد بن شعیب، سنن، الجنائز، باب مایستحب من توسیع القبر، رقم الحدیث : 2011.

[۵] السجستانی، ابو داؤد، سنن، الجنائز، باب فی الدعاء للمیت اذا وضع فی قبرہ، رقم الحدیث: 3213.

[۶] السجستانی، ابو داؤد، سنن، الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت، رقم الحدیث : 3221.

[۷] السجستانی، ابو داؤد، سنن، الجنائز، باب فی جمع الموتی فی قبر والقبر یعلم، رقم الحدیث: 3206.

toobaafoundation.com

رسول اکرم ﷺ عموماً یہ دعا سکھلاتے تھے:

((اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا))[۱]

اس دعا میں دوہری معنویت ہے۔ ایک تو اس صبر کی جزا ملنے کی تسلی ہے جو فوتیدگی پر کیا گیا اور دوسرا اس سے بہتر ملنے کی توقع ہے جو چھن گیا۔

میت کے گھر والوں کو کھانا کھلانا اہم شعار اسلامی ہے۔ اس کی علت نبی کریم ﷺ نے یوں بیان کر دی ہے کہ موت کی وجہ سے میت والے مشغول ہو جاتے ہیں۔[۲]

زیارت قبور کی علت اور معنویت

زیارت قبور کے شعار کی معنویت رسول اکرم ﷺ نے خود ہی بیان فرما دی ہے۔ فرمایا کہ یہ زیارت موت یاد دلانے والی ہے۔[۳]

چنانچہ قبروں کی زیارت فقط عبرت اور فکر آخرت و موت کے لیے ہے اور چونکہ یہ ثمرہ کچی قبروں سے ہی حاصل ہو سکتا تھا اس لیے شریعت نے ہر طرح کی پکی قبر اور پختہ مقبرہ بنانے سے منع فرما دیا۔

پکی قبر کی ممانعت بیان کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب عیسائیوں میں سے کوئی نیک شخص مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں تصویریں لگاتے۔ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے سامنے بدترین مخلوق ہوں گے۔[۴]

شرک اور استعانت عن غیر اللہ کے ڈر اور خدشہ سے نبی کریم ﷺ نے صراحتاً قبروں کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے، اس پر عمارت بنانے، اس پر نکلنے والی مٹی سے زیادہ مٹی ڈالنے اور اس پر کتبہ لگانے سے بھی منع فرما دیا ہے۔[۵]

چونکہ صاحب قبر اور تصویر شرک کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اسی لیے علی رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ نے ہر تصویر اور اونچی قبر مٹانے اور برابر کرنے کا حکم دیا تھا۔[۶]

---

[۱] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الجنائز، باب مایقال عند المصیبۃ، رقم الحدیث : 918.

[۲] القزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی الطعام..... رقم الحدیث: 1610.

[۳] القشیری، مسلم بن حجاج، الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ربہ، رقم الحدیث: 977.

[۴] ایضاً، المساجد، باب النھی عن بناء المسجد علی القبور، رقم الحدیث : 528.

[۵] ایضاً، الجنائز، باب النھی عن تجصیص القبور والبناء علیہ، رقم الحدیث : 970.

[۶] ایضاً، الجنائز، باب الامر بتسویۃ القبور، رقم الحدیث : 969.

toobaafoundation.com

معاشرتی زندگی سے متعلق شعائر اسلامیہ اور ان کی معنویت

اسلام اجتماعیت، اخوت اور امداد باہمی کا دین ہے۔ اس لیے اس دین میں معاشرتی آداب کی تقسیم و تنوع بہت گہرے معانی سے آراستہ ہے۔ یہ تمام معاشرتی شعائر مسلمانوں میں ایک اہم اور گہری شناخت کے پیداواری عناصر ہیں۔ ان سے معاشرۂ اسلامی کو تقویت ملتی ہے اور اس کی رگوں کو تازہ اور صالح خون ملتا رہتا ہے۔

تحفۂ سلام اور اس کے معانی و احکامات

سلام اسلام کے بنیادی شعائر میں سے ایک ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا﴾[۱]

اسی طرح فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا﴾[۲]

اسی طرح ارشاد فرمایا:

﴿فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً﴾[۳]

صحیح بخاری کی حدیث سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ سلام آدم علیہ السلام سے چلا آرہا ہے اور ہر آسمانی دین میں رائج رہا ہے۔[۴]

سلام اسلام کی نشانی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾[۵]

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ سلام کرنا اسلام کا شعار ہے اور سلام کرنے والے شخص کو قتل کرنا جائز نہیں۔ یوں یہ شعار اسلامیہ دراصل دین اسلام کے سلامتی والے دین ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی معنویت بیان کرتے ہوئے اسے آپس میں محبت پیدا کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔[۶]

دوسری حدیث کے مطابق سلام دخول جنت کا ذریعہ ہے۔[۷]

---

[۱] النساء:86/4.

[۲] النور:27/24.

[۳] النور:61/24.

[۴] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الاستئذان، باب بدء السلام، رقم الحدیث : 6227.

[۵] النساء:94/4.

[۶] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الایمان، باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون، رقم الحدیث : 54.

[۷] سنن ترمذی، صفۃ القیامۃ، باب حدیث: افشوا السلام..... رقم الحدیث : 2485.

toobaafoundation.com

داڑھی کی معنویت اور احکامات

داڑھی تمام آسمانی الہامی مذاہب کا خاص اور اہم شعار مردانگی اور علامت شرف رجال رہی ہے۔ تمام انبیاء ورسل علیہم السلام اس علامت اور شعار سے مزین رہے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِيٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾[۱]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مرد وعورت میں ظاہری تمیز نمایاں کرنے اور مردوں کا حسن ودبدبہ دوبالا کرنے کے لیے مردانہ چہرے کو داڑھی سے مزین کیا۔ گویا یہ رنگ الٰہی ہے اور اس جیسا کوئی رنگ نہیں۔ اللہ نے فرمایا:

﴿صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً﴾[۲]

یہ رنگ مرد کا وہ نمایاں حسن ووقار ہے جس سے مرد عورت سے ممتاز ہوتا ہے۔

نیز داڑھی رکھنا ایک فطری عمل ہے جو فطرت انسانی کا تقاضا اور اس کی جبلت کو مطلوب ہے۔

﴿فِطْرَتَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ﴾[۳]

اور خود رسول اکرم ﷺ نے فطرت کی دس اشیاء شمار کرتے ہوئے داڑھی کو معاف کرنا بھی گنوایا ہے۔[۴]

لہٰذا ہر وہ مسلمان مرد جو داڑھی رکھتا ہے اصل فطرت پر ہے اور یوں داڑھی مسلمان مرد کی سعادت، وقار اور فطرت پر گامزن رہنے کی علامت خصوصی ہے۔

داڑھی رکھنے کی ایک معنویت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری پر لزوم ودوام بھی ہے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾[۵]

نیز داڑھی کٹوانا یا منڈوانا مسلمان کو یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، مشرکوں، اہل کتاب اور آل کسریٰ میں شامل کر دیتا ہے۔[۶]

---

[۱] التین: 4/95.

[۲] البقرہ:138/2.

[۳] الروم:30/30.

[۴] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، رقم الحدیث : 261.

[۵] الاحزاب:36/33.

[۶] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، اللباس، باب خصال الفطرۃ، رقم الحدیث : 259.

toobaafoundation.com

مسلمان عورت کا حجاب—معنویت اور احکامات

مسلمان عورت کا حجاب اور پردہ اس کا ایسا ہی امتیازی شعار ہے جس طرح مردوں کے لیے داڑھی کا وجوب ہے۔

حجاب کا حکم قرآن مجید کے اندر موجود ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾[1]

یہاں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خود حجاب کی معنویت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مومنہ عورتوں کی نافرمان عورتوں سے تمیز ہو جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ نیک اور صالح عورتیں ہیں۔ تاکہ کوئی بدکردار شخص ان کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔

پھر نبی کریم ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں کو عام مؤمنہ عورتوں کے ساتھ شامل کرنے کی معنویت یہ ہے کہ پردہ ایسا شعار خصوصی اور علامت عظیم ہے کہ جس سے کوئی عورت بھی استثناء حاصل نہیں کر سکتی۔ یوں یہ آیت حجاب مساوات انسانی کے اوپر بھی دلالت کرتی ہے۔

علامہ عبد الرحمٰن سعدی کی نظر میں عدم حجاب اذیت رسانی کے امکان پر دلالت کرتا ہے اور بدکردار شخص بے حجابی کی صورت میں اہانت اور توہین مسلمہ کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ اس لیے لکھتے ہیں:

((فالاحتجاب حاسم لمطامع الطامعين فيهن))[2]

لہٰذا حجاب کی معنویت یہ ہے کہ یہ بدکردار اور بدطینت لوگوں کی لالچ بھری نگاہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

حجاب کی معنویت کا اہم عنصر سد ذرائع کے اس شعبہ سے ہے جو اسلام کا بنیادی خاصہ ہے۔ بے پردگی مردوں کے لیے کشش اور جنسی بے راہ روی کا باعث بنتی ہے۔ مرد جب عورت کا چہرہ اور اس کے بدن کے خدوخال دیکھتا ہے تو لازماً اس کا شہوہ بھک جانا اور فطرت سے دور ہونا ہے۔ یہی عمل زنا کا موجب بنتا ہے۔ لہٰذا حفظ ناموس و عصمت کے فرض ہونے کا مطلب پردے کے فرض ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ وسائل و ذرائع کا بھی وہی حکم ہوتا ہے جو ان مقاصد کے حصول کے لیے بروئے کار لائے جاتے ہیں۔

اسی ضمن میں حجاب کا گہرا تعلق عفت و پاکیزگی سے اور بے حجابی کا لامحالہ تعلق فحاشی سے قائم ہو جاتا ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] الاحزاب:59/33.

[2] سعدی، عبد الرحمٰن بن ناصر، تیسیر الکریم الرحمٰن، دار احیاء التراث العربی، 2001، ص805.

toobaafoundation.com

اذکار مقدسہ کی معنویت اور اثاثہ

شیطان اور اس کے چیلے چانٹوں سے بچنے کے لیے مسلمان کئی کلمات مقدسہ اور اوراد محترمہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کلمات کا اصل مقصد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد اور شیطان سے بچاؤ کی تدبیر ہے۔

ان کلمات میں سے بسم اللہ کا کلمہ مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ مسلمانوں کا کوئی کام اس کے بغیر مکمل نہیں سمجھا جاتا۔

نوح علیہ السلام کی دعا ملاحظہ ہو:

﴿قَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِيهَا وَمُرْسَاهَا﴾[1]

سلیمان علیہ السلام ملکہ سباء کو خط لکھتے ہیں:

﴿إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾[2]

یوں بسم اللہ انبیاء علیہم السلام کی سنت مبارکہ ہے اور یہ کلمہ برکتوں کے نزول کا موجب اور بے برکتی کے خلاف مؤثر ترین ہتھیار ہے۔

بسم اللہ کی معنویت یہ بھی ہے کہ اس سے قرآن کی تلاوت کا آغاز کرتے ہوئے بندہ اقرا باسم ربك الذی خلق والے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

بسم اللہ کی ایک معنویت یہ ہے کہ یہ کلمہ اس حقیقت کی یاد دہانی کرواتا ہے کہ انسان پر اللہ کا سب سے بڑا احسان نطق و گویائی کی نعمت ہے جو اس نے انسان کو عطا کی۔ ارشاد قرآنی ہے:

﴿الرَّحْمَٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ○ خَلَقَ الْإِنسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾[3]

مصیبت اور پریشانی کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کرنا مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ یہ کلمہ انسان کو یاد دہانی کراتا ہے کہ یہ دنیاوی زندگی ایک مستقل آزمائش ہے۔ یہ دنیا اور اس کی ہر شے عارضی، فانی اور ناپائیدار ہے۔ چنانچہ یہ کلمہ صابرین کی ڈھال اور سپر ہے۔ اسی پر وہ مصیبت کے ہر وار کو روکتے ہیں۔

ستائش اور تعریف و توصیف کے موقع پر ماشاء اللہ کا کلمہ مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ کسی بھی نعمت پر شکر کے اظہار کا یہ کلمہ بھی دراصل ایک اہم معنویت لے کر در دل پر دستک دیتا ہے اور وہ یہ کہ یہ نعمت، اس کا جمال، اس کی خوبصورتی فقط اللہ ہی کے چاہنے سے ہے۔ میرا اس میں کوئی کمال نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے باغ والے کے قصہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] ھود:41/11.

[2] النمل:30/27.

[3] الرحمٰن:1/55-4.

toobaafoundation.com

﴿وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (الکہف:39/18.)

تشمیت العاطس یعنی چھینک کا جواب دینا بھی معانیٔ کثیرہ سے لبریز شعیرہ ہے۔ الحمد للہ کا مطلب اللہ کی تعریف ہے۔ جس نے عافیت بخشی اور اس کے جواب میں سننے والے کا یرحمك اللہ کہنا اس کے لیے رحم کی درخواست کرنا ہے جبکہ پھر پہلے والے کا یہدیکم اللہ و یصلح بالکم کہنا اس امر کی علامت ہے کہ اسلام ہدایت اور فطرت سلیمہ پر گامزن رہنے کو پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ مسلمانوں کی دینی حالت درست اور صحیح رہے۔

قرآن کی تلاوت سے پہلے اور شیطانی وساوس کے دخل اندازی پر اعوذباللہ کا کلمہ پڑھنا مشروع ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ (النحل:98/19)

اسی طرح فرمایا:

﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾[1]

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے اسی کلمہ کو مصیبت، پریشانی اور مشکلات میں پڑھا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾[2]

یوسف علیہ السلام حسن ایمان شکن کے جلووں اور حشر سامانیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ﴾[3]

کسی ایسے کام کے بارے میں جو مستقبل میں ہونا اور کرنا متوقع ہو ان شاء اللہ کا کلمہ مسلمانوں کا اہم شعار ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ﴾[4]

اسی طرح فرمایا:

﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾[5]

یہ کلمہ اسی معنی کو اجاگر کرتا ہے کہ انسان کو معلوم نہیں کہ وہ جس بات کا عزم ظاہر کر رہا ہے اس کی توفیق اسے اللہ کی طرف سے ملنی بھی ہے یا نہیں۔

اللہ اکبر کا کلمہ مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ یہ کلمہ کبریائی رب کا اعلیٰ ترین اظہار ہے۔ حیرت واستعجاب کے موقع پر اسے اس لیے پڑھا جاتا ہے کہ سامعین کو معلوم ہو جائے کہ جس عمل یا شے نے حیرت واستعجاب پیدا کیا ہے اللہ پھر بھی سب سے بڑا ہے۔

---

[1] حم السجدہ:36/41.

[2] البقرہ:67/2.

[3] یوسف: 23/12.

[4] الفتح:27/48.

[5] الکہف:24-23/18.

toobaafoundation.com

عیدین کے موقع پر، حج و عمرہ کے پر کیف ساعات میں اللہ اکبر کا پر وقار اور پر ہیبت شعیرہ مسلمانوں کو کبریائے الٰہی کی یاد دلاتا ہے اور اس دنیا کے عارضی، فانی، ادنیٰ اور گھٹیا ہونے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ وہ اللہ جو ہر بلندی سے بلند، ارفع اور اعلیٰ ہے۔ وہ اللہ جو اکبر ہے سزاوار ہے کہ تمام مادی اشیاء، نفسانی خواہشات اس کے لیے قربان اور نچھاور کر کے کہا جائے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾[1]

سبحان اللہ ایک عظیم الشان شعار فی الاذکار ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہر نقص سے پاک اور ہر عیب سے منزہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

عام طور پر اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کسی عظیم الشان واقعہ یا حقیقت کا ظہور ہو۔ مثلاً لیلۃ المعراج کے بارے میں فرمایا:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی﴾[2]

اسی طرح سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم معروف ترین شعار ہیں۔ سوتے وقت اور نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کہنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔[3]

یوں مؤمن نہ صرف ان کلمات کو حرز جان بناتا ہے بلکہ صدق دل سے ان میں چھپی ہوئی حقیقت توحید میں ڈوب جاتا ہے۔ دل کی آہوں اور آنکھوں کے آنسوؤں کو اپنے رب کے ہاں شفیع بنالیتا ہے۔

☆.....☆.....☆

---

[1] الانعام:162/6.

[2] الاسراء:1/17.

[3] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الذکر والدعا، باب التسبیح.....رقم الحدیث: 2727.

toobaafoundation.com

مسواک کا شعیرہ اور معنویت

مسلمانوں کا ایک اہم شعیرہ مسواک ہے۔ جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((السواك مطهرة للفم مرضاة للرب))[1]

مسواک دانتوں اور منہ کی صفائی کا ذریعہ اور رب کی رضامندی کا ایک نشان ہے۔ اسلام ظاہری نظافت پر زور دیتا ہے۔ زبان اور ہونٹ ذکر الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ منہ نطق کا محل و مقام ہے۔ ان نعمتوں کا ذکر قرآن نے بطور خاص کیا ہے۔

﴿اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ عَيۡنَيۡنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيۡنِ﴾[2]

عقل تقاضا کرتی ہے کہ جسم کا وہ حصہ جو محل نطق ہے اپنے خالق کی شکر گزاری کے لیے پاک و صاف رہے بلکہ بار بار صاف اور پاکیزہ بنتا رہے۔ بیان اعلیٰ ترین بشری وصف ہے اور بیان زبان اور منہ سے متعلق ہے۔ لہٰذا بیان کی صفت تبھی اعلیٰ ترین شکل اختیار کر سکتی ہے جب وہ صاف، ستھری زبان سے وقوع پذیر ہو۔

مسواک کی ایک معنویت رسول اکرم ﷺ کی وفات سے بھی متعلق ہے۔ آپ ﷺ کو نہ صرف مسواک مرغوب تھی بلکہ موت کے وقت آپ ﷺ نے رب حقیقی سے ملاقات کرنے سے پہلے مسواک کرنا مناسب سمجھا۔ یوں مسواک حسن خاتمہ کا نشان بھی ہے۔

نیکی اور دائیں ہاتھ کا ملن — روحانی زاویے اور معنویت

اسلام میں نیکی اور بھلائی کے تمام کاموں اور داہنے ہاتھ کا گہرا ساتھ ہے۔ دایاں ہاتھ جنت والوں کے لیے خوشخبری کا نشان ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ فَيَقُوۡلُ هَآؤُمُ اقۡرَءُوۡا كِتٰبِيَهۡ﴾[3]

اسی طرح فرمایا:

﴿وَاَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ﴾[4]

---

[1] مسند، امام احمد بن حنبل، باب فضیلۃ السواک، رقم الحدیث : 550.

[2] البلد:90/8-9.

[3] الحاقہ:69/19.

[4] الواقعہ:56/27.

toobaafoundation.com

مزید فرمایا:

﴿فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ﴾[1]

نامۂ اعمال کا دائیں ہاتھ میں ملنا خوش بختی کی علامت ہے۔ ہر باعزت کام کو دائیں ہاتھ سے شروع کرنا نہ صرف مسنون ہے بلکہ اُس نیک انجام کا پیش خیمہ ہے جو قیامت کے دن ایمان والوں کو نصیب ہو گا۔

چنانچہ ہر باعزت کام میں دائیں ہاتھ اور پاؤں کو مقدم کرنا مشہور اسلامی شعار ہے۔

نیز دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر حاکم ہے۔ نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھنا اس کی حکومت کی دلیل ہے۔ صدقہ و خیرات کرتے ہوئے دایاں ہاتھ استعمال کرنا بھی اس کی سخاوت و عظمت کی دلیل ہے بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سائے کو حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔[2]

رسول اللہ ﷺ تسبیح کرتے وقت اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر گنتے تھے۔ یہ مسنون عمل دائیں ہاتھ کے پر عظمت اور مشرف ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمان دائیں ہاتھ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مختصراً دایاں ہاتھ جنت میں داخلہ کا ابتدائی نشان ہے۔

☆.....☆.....☆

[1] الواقعہ:8/56.

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الاذان، باب من جلس فی المسجد، رقم الحدیث : 660.

toobaafoundation.com

محترم مہینے اور ان کی معنویت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بارہ ماہ بنائے اور ان میں سے چار کو محترم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾[۱]

نبی کریم ﷺ نے ان چار محترم مہینوں کے نام سے آگاہ کرتے ہوئے امت کو ان کے احترام کی تلقین کی۔

یہ چار ماہ، رجب، ذیقعد، ذی الحج اور محرم ہیں۔[۲]

ان مہینوں کی بنیادی معنویت اللہ نے خود بیان فرمادی ہے۔

﴿فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ﴾[۳]

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ مہینے اس لیے حرمت والے ٹھہرائے گئے ہیں کہ انسان نیک کاموں کی طرف متوجہ ہو اور ظلم کے افعال سے باز ہے۔

ان مہینوں میں سے محرم اللہ کا مہینہ ہے اور روزوں کی کثرت سے عبارت ہے۔[۴]

رجب کا مہینہ جاہلیت میں نیزوں کو دور رکھنے کی وجہ سے منصل الاسنۃ سمجھا جاتا تھا۔[۵]

ذی القعدہ میں عرب لوگ لڑائی سے اجتناب کرتے ہوئے بیٹھ جایا کرتے تھے اور نہ گھر سے نکلتے نہ سفر کے لیے روانہ ہوتے۔

اسلام میں یہ مہینہ سفر حج کے آغاز کے لیے معروف ہے۔

ذوالحجہ کا مہینہ اسلام کے امتیازی شعار حج کی نسبت سے معروف ہے اور معتبر اور مقدس ترین شعائر اسلامیہ کی ادائیگی اور مقامات اسلامیہ سے مس کا مہینہ ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

((اجتماع أمهات العبادة فيه وهي الصلوة والصيام والصدقة والحج ولا تيا تي ذلك في غيره))[۶]

☆.....☆.....☆

---

[۱] التوبۃ: 36/9.

[۲] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین، رقم الحدیث : 3197.

[۳] التوبہ:36/9.

[۴] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الصیام، باب فضل صوم المحرم، رقم الحدیث : 1163.

[۵] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، المغازی، باب وفد بنی حنیفۃ، رقم الحدیث : 4376.

[۶] العسقلانی، احمد بن حجر، فتح الباری، دارالسلام، ریاض، 2004، 593/2.

toobaafoundation.com

رویت ہلال کا اسلامی شعیرہ اور اس کی معنویت

رویت ہلال اسلام کا ایک نمایاں نشان اور علامت ہے۔ اسلامی مہینوں، تہواروں اور تمام اہم عبادات کا تعلق رویت ہلال ہی سے ہے۔

قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ﴾[1]

چاند کے گھٹنے بڑھنے نے ہر دور کے اذہان کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کیا ہے۔ چاند سے اچھا یا برا شگون لینے کا تصور عرب میں بھی موجود تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ اس کی کمی و بیشی، حرکت اور گرہن کا انسانی قسمت پر اثر پڑتا ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان تمام اوہام و خرافات کو رد کرتے ہوئے اس کی معنویت واضح فرما دی۔ یہ ایک قدرتی جنتری ہے جو آسمان پر نمودار ہو کر لوگوں کو اُن کی تاریخوں کا حساب بتلاتی ہے۔ حج کا ذکر خاص طور پر اس لیے کیا کہ سال کے چار ماہ حج اور عمرے سے وابستہ تھے۔ ان مہینوں میں لڑائیاں بند رہتیں۔ امن کی وجہ سے کاروبار بڑھتا اور عرب کی تمدنی اور معاشی زندگی عروج کی طرف مائل رہتی۔

نیز ہلال کا تعلق اگر حج سے جوڑا گیا ہے تو معلوم ہے کہ حج ایک ایسی عبادت ہے جو جامع تقویٰ ہے۔ یوں ہلال کی رویت مسلمان کو تقویٰ کی طرف مائل کرنے والی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی دعا سے بھی ثابت ہے۔

((اللہ اکبر، اللھم اھلہ علینا بالیمن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی وربك اللہ))[2]

یہاں رویت کے ساتھ برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام کی طلب بھی ہے اور اس امر کی خبر بھی ہے کہ چاند بذات خود مخلوق ہے۔ نفع و نقصان کا مالک نہیں۔

---

[1] البقرہ:189/2.

[2] الترمذی، محمد عیسیٰ، سنن، کتاب الادعیہ والاذکار، رقم الحدیث 3451.

toobaafoundation.com

وضو ـــ طہارت و پاکیزگی کا اسلامی شعار ـــ معنویت احکام

وضو مسلمانوں کی طہارت و پاکیزگی کا عالمی شعار اور ممتاز ترین اسلامی پہچان ہے۔ یہ نماز کے لیے ضروری اور عام طور پر مستحب اور مندوب ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾[۱]

وضو کے حکم کی معنویت اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خود بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾[۲]

یعنی وضو کی پابندی بندوں کو پاکیزہ بنانے کے لیے عائد کی گئی ہے تاکہ وہ اللہ اور اس کے قدوسیوں کا قرب حاصل کرنے کے اہل ہو سکیں۔ اصل مقصود باطنی پاکیزگی ہے لیکن ظاہری پاکیزگی کے یہ تمام شعار دراصل اعضاء و جوارح کے نام ایک خاموش پیغام لے کر آتے ہیں۔ وہ پیغام یہ ہے کہ ظاہری طور پر صفائی کا مقصد یہی ہے کہ تم باطنی طور پر بھی وہی کام کرو جو بنانے والے نے تم پر عائد کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وضو کرتے ساتھ ہی چہرے، آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں سے کیے گئے صغیرہ گناہ گر جاتے ہیں اور بندہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔[۳]

وضو کے قائم مقام کے طور پر تیمم کی آسانی دے دی گئی۔ یہ آسانی اسلامی شریعت کے آسان اور سہل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ انسان پانی اور مٹی سے مرکب ہے۔ لہٰذا یہ لوازمات ایک مستقل یاد دہانی کروانے والے عناصر ہیں۔ پانی سے انسان کو تخلیق کے مراحل یاد رہتے ہیں اور مٹی سے اسے قبر اور آخرت کی یاد آتی رہتی ہے۔ نیز وضو کے اعضاء کی چمک سے قیامت والے دن اُمت محمد یہ پہچانی جائے گی۔

☆.....☆.....☆

---

[۱] المائدہ:6/5.

[۲] المائدہ:6/5.

[۳] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الطہارۃ، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء، رقم الحدیث : 244.

toobaafoundation.com

یوم الجمعہ کی معنویت اور نظریۂ اجتماعیت

اسلام میں جمعہ کا دن اجتماعیت کا ایک خاص شعیرہ اور ذکر الٰہی کا مخصوص نشان ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[۱]

اس آیت میں معنویت کے دو محاسن ہیں۔ ایک یہ کہ جمعہ کا دن ذکر الٰہی کا شعار ہے اور دوسرا یہ کہ ذکر الٰہی بیع وشراء پر مقدم ہے۔ اسی لیے اس کی طرف لپکنے اور دوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾[۲]

رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کو جمعہ کے دن کی ہدایت بخشی اور ترتیب جمعہ، ہفتہ، اتوار قائم ہو گئی۔ یوں قیامت کے روز عیسائی اور یہودی پیچھے ہوں گے اور مسلمان قیامت کے دن اول ہوں گے۔[۳]

لہٰذا جمعہ کی معنویت اجاگر ہو گئی کہ یہ دن مسلمانوں کو اول مقام تک لے جانے کا دن ہے۔ یہود نے ہفتہ اور عیسائیوں نے اتوار کو افضل جانا لیکن مسلمانوں کا دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پسندیدہ دن ہے۔

جمعہ کے دن کی ایک معنویت یہ بھی ہے کہ یہ انسانی زندگی کا سب سے پہلا دن ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام کی پیدائش، قبول توبہ اور وفات ہے۔ اسی دن قیامت قائم ہو گی۔ لہٰذا یہ دن شعار ملت اسلامیہ بننے کے لیے زیادہ مناسب حال ہے۔[۴]

انہی حقائق کی بناء پر رسول کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دھر کی تلاوت فرماتے۔[۵]

اس دن ایک گھڑی قبولیت کی بھی ہے۔ جب اللہ مسلمان کو ہر اس خیر سے نوازتا ہے جو وہ طلب کرتا ہے۔[۶]

☆.....☆.....☆

---

[۱] الجمعۃ: 9/62.

[۲] العنکبوت:45/29.

[۳] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، الجمعۃ، باب ہدایۃ ہذہ الامۃ، رقم الحدیث : 856.

[۴] السجستانی، ابو داؤد، سنن، الصلوۃ، باب تفریع ابواب الجمعۃ، رقم الحدیث : 1046.

[۵] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الجمعۃ، باب مایقراء فی صلوۃ الفجر..... رقم الحدیث : 891.

[۶] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الطلاق، باب الاشارۃ.....رقم الحدیث : 5294.

toobaafoundation.com

مسجد — اسلامی عبادت گاہ کی معنویت اور امتیازات

مسجد اسلامی طرز حیات اور عبادات و اعمال کا عظیم ترین شعیرہ ہے۔ اس کی فضیلت کے لیے یہ امر کافی ہے کہ اللہ نے اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔

﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا﴾[۱]

مساجد کی دوسری فضیلت رسول اکرم ﷺ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((احبّ البلاد الی اللہ مساجدھا وابغض البلاد الی اللہ اسواقھا))[۲]

مسجد کی اولین اور اہم ترین معنویت یہ ہے کہ یہ ہر قسم کے شرک کے خلاف مزاحمتی نشان اور توحید کے تمام حسین رنگوں کا نشان اور علم ہے۔ اس کا چہرہ توحید الٰہی سے منور اور شرک کی قباحت سے سراسر پاک اور صاف رہتا ہے۔ اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرکین کو یہ حق ہی نہیں دیا کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مسجد بنائیں کیونکہ شرک کی بناء پر وہ اس گھر کو بنانے کے کیسے اہل ہو سکتے ہیں جو گھر قائم ہی اللہ کی توحید کی نشانی کے طور پر ہوا ہے۔

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ﴾[۳]

یوں توحید کا عنوان ہر مسجد کی پیشانی کا تاج اور جبین کا جھومر ہے۔ یہی مسجد کی اصل، مرکز و محور اور مرکزی نقطہ ہے۔ اسی میں اگر فساد پیدا ہو جائے تو مسجد مسجد نہیں رہتی بلکہ بت خانہ بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسجد میں ہر طرح کی تصویر کشی یا تصویروں کی نمائش ممنوع ہے۔ ہر طرح کا بت مسجد میں لازماً قطعاً حرام ہے۔ نیز اندیشۂ شرک کی بناء پر ہی مساجد کو قبروں پر تعمیر کرنے سے منع کر دیا گیا اور قبر پر مسجد بنانے والوں کو بدترین مخلوق قرار دیا گیا۔[۴]

اپنے مرض الموت میں رسول اکرم ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر اس لیے لعنت کی کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ اور مسجدیں بنالیا۔[۵]

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد الحی القیوم کی توحید کا شعیرہ ہے۔ توحید سے خالی ہو تو مسجد ایک صنم خانے کا روپ دھار لیتی ہے۔

---

[۱] الجن:18/72.

[۲] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، المساجد، باب فضل الجلوس.....، رقم الحدیث : 671.

[۳] التوبۃ: 17/9.

[۴] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، الصلوۃ، باب ہل تنبش القبور، رقم الحدیث : 427.

[۵] ایضاً، رقم الحدیث : 1390.

toobaafoundation.com

مسجد اور مساوات اسلامی و پرہیز گاری

مسجد کا دوسرا معنی ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو تقویٰ اور پرہیز گاری سے متصف ہو اور مساوات اسلامی کا خوگر اور رسیا ہو۔ اسی لیے مسجد کی آبادی ان لوگوں کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے جو صفات تقویٰ سے متصف ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ﴾[1]

یہاں تولیت مسجد کے اہل ہونے کے اصول صراحتاً واضح کر رہے ہیں کہ مسجد کی آبادی فقط اسی آدمی کے ذمے ہو سکتی ہے جو توحید کا داعی ہو۔ شرک کا دشمن ہو نیز ارکان اسلام کی پابندی میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ان اصولوں کا بیان مسجد کو تقویٰ کا اہم ترین نشان بنا دیتا ہے اور قرآن حکیم نے مسجد نبوی کی تعریف کرتے ہوئے اسی لفظ کے ساتھ اس کی مدح و توصیف فرمائی ہے۔

﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ﴾[2]

اس صراحت سے مسجد کا تعلق اللہ کے ہاں عزت و تکریم کے اس اصول سے جڑ جاتا ہے جس کا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾[3]

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد تقویٰ کا نشان، پرہیز گاری کی علامت اور ایسے لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے جو اپنے اندر پرہیز گارانہ خصوصیات پیدا کرنے کے شوق سے سرشار ہیں۔ نیز مساوات انسانی کے قائل ہیں۔

مسجد اجتماعی نظام کا ایک مربوط ڈھانچہ بناتی ہے۔ اذان کی آواز سنتے ہی تمام مسلمانوں کو اکٹھا ہونے کا حکم دیتی ہے۔ یہ اذان گویا ایک بگل ہے جو اللہ کے سپاہیوں کو تمام کام چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ پھر مسجد سب ایمان والوں کو جمع کرتی ہے اور ایک دوسرے سے متعارف کراتی ہے۔ کوئی امیر ہے کوئی فاقہ زدہ ہے۔ کوئی خوشحال ہے تو کوئی مفلسی کا مارا ہوا ہے۔ یہ تعارف اخوت اسلامی کے جذبات کو فروغ دیتا ہے۔ مسجد مسلمانوں کی مساوی الحیثیت ہونے کا نظریہ دہراتی رہتی ہے۔

نیز امام جو مسجد میں سب سے آگے بڑھ کر مصلیٰ امامت پر فائز ہوتا ہے کسی مذہبی پروہت، خاندانی سجادہ نشین، روایتی احبار و رہبان، ہندو پنڈت، یا سکھ گرو کی طرح منتخب نہیں ہوتا بلکہ تقویٰ، پرہیز گاری اور قرآن و سنت سے واقفیت کے عناصر ہیں جو اسے امامت کے قابل بناتے ہیں اور یہ امامت مسجد دراصل امامت کبریٰ کا پیش خیمہ ہے۔

مسجد اور امانت محاسن نبویہ

مسجد محاسن نبویہ کی امین اور محافظ ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی قربانی مال وزر کی یادگار ہے۔ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اطاعت الٰہی کا نشان ہے۔ یہ طائفین، راکعین، ساجدین کے لیے طہارت کا سامان ہے۔ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خاطر زینت اختیار کرنے کا مقام ہے۔ یہ

---

[1] التوبہ:18/9.

[2] التوبہ:108/9.

[3] الحجرات:13/49.

toobaafoundation.com

چہروں کو رب حقیقی کی طرف متوجہ کروانے والی منزل ہے۔ یہ اعتکاف کرنے والوں کی آہ وزاری کا مرکز ہے۔

یہ اہم نکتہ بھی قابل غور ہے کہ بشریت کی معراج کے لیے جس مقام کو چنا گیا وہ مسجد ہی تھا اور جس مقام پر تمام قدوسیوں کو خاتم النّبیین ﷺ کی اتباع میں نماز کا حکم دیا گیا وہ بھی مسجد ہی تھا۔ گویا مسجد دراصل مسجد ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کی سورۂ بنی اسرائیل کی عملی تفسیر ہے۔

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا﴾[1]

مساجد کی سادگی کی معنویت

مساجد کا سادہ ہونا دراصل اس امر کی علامت ہے کہ مؤمن اور اس کا دل بھی سادہ ہونا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ وہ عیار اور مکار ہو اور دنیائے فانی سے جی لگا کر بیٹھا رہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ﴾[2]

معلوم ہوا کہ یہ انسانی قلب ہے جس سے مسجد کی سادگی تقاضا کرتی ہے کہ وہ مزین ہو۔ زینت والا بنے اور یہ زینت فقط ایمان کی زینت ہے اور ایمان کی زینت کا محل فقط ایماندار کا دل ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا:

﴿حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ﴾[3]

یوں مسجد کی سادگی دراصل دل کی تزئین کا نشان ہے۔ مسجد جتنی سادہ ہو گی دل ایمان سے اتنا ہی منور ہو گا۔ مسجد نبوی اس کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ جس کا بنانے والے اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا تھا۔ جس کے ماننے والے فرسان لیل ونہار تھے۔ یہ وہ جماعت قدوسی تھی جس نے کفر اور شرک کے دریائے ظلمات کو امواج توحید کے نوری سمندر میں تبدیل کر دیا تھا۔

---

[1] بنی اسرائیل: 1/17.

[2] النور:36/24.

[3] الحجرات:49/7.

toobaafoundation.com

مسجد اور اذان ـــــ نور علی نور کے روابط اور معنویت

اذان مسلمانوں کا ملی شعار ہے اور مسجد کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ شعار اذان دراصل توحید الٰہی کا نشان ہونے کے ساتھ سنجیدگی، متانت اور عزت و وقار کا بہت بڑا علم ہے۔ تمام سنجیدہ دلوں کو متفق ہونا پڑتا ہے کہ خالق کی عبادت کی منادی کے لیے اذان سے بڑھ کر کوئی شعیرہ نہیں جو وقار میں اس کا حریف اور عزت میں اس کے مقابل ہو۔

اذان کی بنیادی معنویت دین حنیف کا اجراء اور خود ساختہ ادیان کے غیر سنجیدہ رویوں کا پر زور ابطال ہے۔

صحیح روایات سے ثابت ہے کہ نماز کی طرف بلانے کے لیے جھنڈا نصب کرنے کا طریقہ رسول اکرم ﷺ کو پسند نہ آیا۔ اسی طرح بگل (شوفر) کی آواز سے متوجہ کرنے کا طریقہ یہودیوں سے مشابہت رکھتا تھا۔ اسے بھی ناپسند کیا گیا۔ ناقوس بجانے کا طریقہ نصاریٰ سے مشابہت کی بناء پر ممنوع قرار پایا۔ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے خوابوں کی روشنی میں اذان کے الفاظ کا تعین کیا گیا اور یوں اذان مسلمانوں کا امتیازی ملی شعار بن گیا۔ اس کے کلمات نے یہ امر واضح کر دیا کہ آج اگر دین ابراہیمی پر کوئی کاربند ہے تو وہ فقط محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ماننے والے ہیں۔[۱]

اذان کے کلمات کا نزول و صعود

اذان کا پہلا کلمہ اللہ اکبر دراصل اس امر کا اعلان بن جاتا ہے کہ اب شہوات، خواہشات اور امل میں مشغول کر دینے والی تمام چیزیں اس قابل نہیں رہیں کہ سب سے بڑے اور حقیقی رب کی یاد سے مشغول کر دیں۔

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾[۲]

اذان کا دوسرا کلمہ اس گواہی کا اظہار ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا، حاجت روا اور بگڑی بنانے والا نہیں، وہی مغیث المضطرین ہے، وہی مجیب الدعاء ہے اور یہ کلمہ اس امر کا بھی اعلان ہے کہ ایمان میں کسی قسم کے شرک کی آمیزش ممنوع اور حرام ہے اور یہ آمیزش لا الہ الا اللہ کی صداقت کے منافی اور احترام کے خلاف ہے۔ کیونکہ امن اسی کے لیے ہے جو لا الہ الا اللہ خالص دل سے پڑھے۔

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾[۳]

---

[۱] السجستانی، ابو داؤد، سنن، الصلوۃ، باب کیف الاذان، رقم الحدیث : 499.

[۲] التوبۃ: 24/9.

[۳] الانعام:82/6.

toobaafoundation.com

کلمہ رسالت کا اظہار واضح کرتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہادی اور رہنما ہیں۔ اب کسی پیر کی بیعت یا کسی امام کی تقلید کارآمد اور مفید نہیں بلکہ اللہ کی توحید کے تقاضے اسی طرح پورے کیے جائیں گے جیسے نبی کریم ﷺ نے کیے اور کرنے کا وعدہ لیا تھا۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[1]

اس کے بعد نماز کی طرف آنے کی دعوت واضح کر دیتی ہے کہ اخروی فلاح وفوز دنیاوی کاروبار اور دیگر امور میں نہیں بلکہ اس رب کے سامنے سجدہ ریز ہونے میں ہے جس نے نہ صرف پیدا کیا بلکہ تسویہ کے ساتھ ساتھ ہدایت کی نعمت سے بھی نوازا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ﴾[2]

یوں فلاح وفوز کا وہ نقشہ ذہن میں گھوم جاتا ہے جو میدان محشر کی سختیوں میں نخلستان اور سائے کے نظریات سے عبارت ہے۔

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾[3]

نیز فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾[4]

آخر میں اللہ کی کبریائی اور الوہیت کا اقرار واضح کر دیتا ہے کہ ایمان والا آغاز واختتام میں اپنے رب کے ساتھ جڑا ہوا اور بندھا ہوا ہے۔ وہ پیدا ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ رب کی عبادت میں مستغرق ہو جائے۔ وہ بنایا ہی اس لیے گیا ہے کہ اپنے خالق کی توحید کو اپنے ماتھے کا تاج سمجھے اور اپنی جبین کا جھومر گردانے۔ لہٰذا اذان توحید کی پکار اور رسالت کا اقرار ہونے کے ساتھ فلاح و فوز کی ضمانت کا عظیم الشان نشان ہے۔

☆.....☆.....☆

---

[1] الاحزاب:21/33.

[2] الاعلیٰ: 87/15-14.

[3] آل عمران:85/3.

[4] المؤمنون:1-2/23.

toobaafoundation.com

الفصل الثانی:

اسلام اور دیگر مذاہب کے شعائر مقدسہ — ایک مختصر تقابل

شعائر مقدسہ کا مطالعہ واضح کر دیتا ہے کہ انسان کا قدیم ترین اعتقاد توحیدی اور غیر اصنامی تھا۔ یوں انسان کی پہلی راہ ہدایت کی تھی۔ گمراہی بعد میں آئی۔ پہلا دور فطری ہدایت کا تھا۔ انحراف اور گمراہی کی راہیں بعد میں کھلیں۔ بیرونی اثرات کی جولانیوں نے انسان کو نئی نئی صورتوں سے آگاہ کیا۔ مظاہر فطرت کے بے شمار جلوے پرستش کی نئی چوکھٹیں آراستہ کرواتے رہے اور یوں ایسے شعائر مذاہب عالم میں راہ پاگئے جن کا فطری ہدایت کے اصولوں سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ مسیحیت اور یہودیت جیسے توحیدی دین بھی اس لغزش سے محفوظ نہ رہ سکے۔ احبار و رہبان کی خود ساختہ من مانیوں اور بے جا مذہبی جنون نے شعائر مقدسہ کی اصلی حقیقت کو پس پشت ڈال کر لوگوں کو ایسی اشیاء کی پرستش پر لگا دیا جو کسی طور پر اس کے لائق نہ تھیں۔

اصل اسلام کے شعائر کی بنیادی خصوصیت ایک اللہ کی توحید کا واشگاف اظہار ہے۔ اسی لیے قرآن مجید کے چاروں مقامات پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شعائر کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ یعنی شعائر اسلامیہ کا بنیادی مقصد اللہ کی توحید کی یاد دہانی کروانا ہے۔ توحید ہی وہ معنوی حقیقت ہے جس کا شعور پیدا کرنے کے لیے کچھ نشان اور علامتیں مقرر کی گئی ہیں اور انہیں شعائر اللہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ اگر توحید کی معنوی حقیقت دلوں میں گھر کر جائے تو درست ہے وگرنہ شعائر محض قوالب کی شکل اختیار کر جاتے ہیں اور اس طرح دین محض مجموعۂ رسوم بن کر رہ جاتا ہے۔ اسلام کے شعائر گویا اللہ کا رنگ اختیار کرنے کے لیے علم اور نشان کا کام دیتے ہیں۔ مسیحیت کے ظہور سے پہلے یہودیوں کے ہاں ایک رسم غسل تھی۔ اس غسل سے مراد یہ تھا کہ گویا سارے گناہ دھل گئے۔ یہی چیز بعد ازاں مسیحیوں نے اختیار کر لی اور اسے اصطباغ کا نام دے کر اپنے ہاں ایک اہم شعیرہ کا مقام عطا کر دیا۔ مگر قرآن کا اسلوب شکوہ کناں ہے کہ اس رسمی اصطباغ میں کیا رکھا ہے۔ اللہ کا رنگ اختیار کرنے میں ہی نجات اور فلاح ہے اور اللہ کا رنگ کسی پانی سے نہیں چڑھتا۔ بلکہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے چڑھتا ہے۔ یوں شعائر اسلامیہ توحید الٰہی، اطاعت و فرمانبرداری کے ایسے نمایاں علم اور نشانات ہیں جن سے توحید کی نوری کرنیں بر آمد ہوتی ہیں اور بلال بن رباح رضی اللہ عنہ جیسے حبشی غلام کو جنت ماویٰ کا مکین بنا دیتی ہیں۔

شعائر اسلامیہ کا دوسرا نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ کسی یہودی حبر، عیسائی راہب، ہندو پنڈت، بدھ لاما، شنتو پروہت، سکھ گرو، جین تیر تھنکر یا پارسی معلم کے بیان کردہ اور وضع کردہ نہیں ہیں بلکہ انہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تخلیق و تسویہ و تعدیل کے مراحل کے بعد ہدایت کی شاہراہ پر چلنے کے لیے مرتب کیا ہے۔ کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے طور پر کسی چیز کو دین کے شعائر میں سے قرار دے دے۔ یہ من مانے تصرفات ہی شرک و بدعت کی راہیں کھولنے کا سبب بنتے رہے ہیں۔ جن مذاہب نے

toobaafoundation.com

اپنے جی سے شعائر مرتب کیے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اُن میں شرک و بت پرستی رواج پا گئی۔ کنیسے، گرجے، صومعے، مندر، سٹوپا اور دوسری مذہبی عبادت گاہوں میں انہی ہستیوں کو پوجا جانے لگا جو اپنی زندگی میں اس پوجا کے خلاف علم احتجاج بن کر اُبھری تھیں۔ مندر کی مورتیاں، گرجے میں عیسیٰ علیہ السلام اور مریم رضی اللہ عنہا کے مجسمے اس بات کے گواہ ہیں کہ کس طرح ازلی ہدایت کی شاہراہ کو شرک کی غلاظت سے آلودہ کر دیا گیا۔

اسلام کا تصور شعائر بالکل انوکھا، اچھوتا اور دل کو بھانے والا ہے۔ حجر اسود ایک شعیرہ ہے۔ اس کی تعظیم اتنی کی جائے گی جتنی اللہ نے مقرر کی ہے اور وہ بھی اس لیے کہ اللہ کی توحید کی روشنی دل کو منور کر دے۔ اگر اسی پتھر کو جوش عقیدت میں نفع و نقصان کا مالک جان کر اس کے آگے نذر و نیاز کا بازار گرم کر دیا جائے یا اس پر پھول نثار کر دیئے جائیں تو نہ صرف یہ شعائر اسلامیہ کے اصولوں کی توہین پر مبنی عمل قرار پائے گا بلکہ انسان شرک و بدعت میں مبتلا ہو جائے گا۔

اسلام کے شعائر مقدسہ کا تیسرا بنیادی وصف ان کا محفوظ ہونا ہے۔ قرآن و سنت میں اسلامی شعائر مقدسہ محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ قرآن و سنت میں مقامات مقدسہ، علامات مقدسہ، عیدین، ارکان، زمان اور دیگر شعائر معاشرت کے بارے میں انتہائی وضاحت کے ساتھ صراحت اور احکامات موجود ہین۔ یہ وہ چیز ہے جس سے دیگر مذاہب نا آشنا ہیں۔ خود ساختہ تقدیس، رواج و رسوم کے تنوع، تاریخ تہوار کے اختلاف خود ثابت کرتے ہیں کہ دیگر مذاہب کے شعائر قطع و برید سے محفوظ نہیں رہے۔ جبکہ شعائر اسلامیہ کے بلاد، مواسم، اوقات ایسی منضبط حالت میں ہیں کہ غیروں کو بھی اس کی صداقت کا اعتراف ہے۔ یوں شعائر اسلامیہ نہ صرف محفوظ ہیں بلکہ مھیمن بھی ہیں۔ اسلام کا اصول شعائر مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمان دوسرے مذاہب کے ان تمام شعائر کا احترام کریں جن کا نفسیاتی پس منظر خدا پرستانہ ہے۔ کسی مشرکانہ اور کافرانہ تخیل کی آلودگی سے ناپاک نہیں ہوا۔ یوں کوئی شخص خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو اگر اپنے شعائر میں خدائے واحد کی بندگی و عبادت کا کوئی جزء رکھتا ہے۔ تو اس جزء کی حد تک مسلمانوں کو ان کی موافقت کا حکم ہے۔ وہ تمام شعائر قابل احترام ہیں جو خدا پرستی کی علامت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام تمام مذاہب کے خدا پرستانہ شعائر کو نہ صرف تعظیم دیتا ہے بلکہ انہیں اس گرد سے پاک و صاف بھی کرتا ہے جسے مجموعۂ رسوم کی آندھی نے ان کے چہروں پر لا بسایا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، تورات، انجیل، سبت اور دیگر شعائر کو اسلام نے نہ صرف اپنا قرار دیا ہے بلکہ شرک و بدعت کی وہ انجاس بھی ان سے دور کی ہیں جو مذہبی اجارہ داریوں کے ہاتھوں ان کے حسن کو گہنا رہی تھیں۔

لہٰذا اس تناظر میں اسلام امن و سلامتی کا مظہر ہے اور پوری دنیا کے مذاہب سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ چشمۂ صافی سے اپنے شعائر کو اسی رنگ میں واپس لے آئیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا رنگ ہے۔ نزاع اگر ہے تو اس امر میں نہیں کہ وہ شعیرہ خدا کا ہے۔ بلکہ اس امر میں ہے کہ اس شعیرہ کو خدا کی بتائی ہوئی تعلیم کی سجاوٹ دینے کی بجائے ذاتی ہویٰ کے نظریات سے کیوں آراستہ کیا گیا ہے۔

اسلامی شعائر کا ایک امتیازی وصف ان کی سنجیدگی، متانت اور وقار ہے۔ اذان کی آواز اور ناقوس، سیٹیوں، تالیوں کی آواز میں جو تفاوت ہے وہ فکر سلیم پر مخفی نہیں ہے۔ اسی طرح تہواروں کے موقع پر جس طرح دیگر مذاہب حرمات کو حلال کر دینے کا جذبہ

toobaafoundation.com

رکھتے ہیں اور جس طرح اسلام ایک اللہ کی بندگی سے جوڑ دینے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ کسی ذہن کے لیے مشکل نہیں ہے کہ وہ سنجیدگی اور شعور کو اسلامی شعائر کے علاوہ کسی اور علامت اور رسم میں سمجھ بیٹھے۔ اگر دیگر مذاہب کے تہوار بانیٔ مذہب یا چند مخصوص روایات و اقدار سے وابستہ ہیں تو دوسری طرف اسلام کی عید الفطر رمضان کی حسین تربیت اور نفس کشی کے اختتامیہ کا اعلان کرتے ہوئے تکبیرات کی صداؤں سے اپنا آپ منواتی ہے۔ عید الاضحیٰ اس امر کا اعلان کرتے ہوئے اپنے حسن بے مثال کو بے نقاب کرتی ہے کہ میں تقویٰ اور پرہیز گاری کی تکمیل و اکمال کا شعیرہ ہوں۔ فخر اس پر نہیں کہ گوشت اور خون بھاری مقدار میں ذخیرہ ہوا یا بہا دیا گیا۔ غضب یہ ہے کہ تقویٰ اور پرہیز گاری کی متاع بے بہا کا کیا ہوا جو رب کائنات کے فضل بے پایاں کو مطلوب و مقصود ہے۔ یوں قربانی کا تہوار وہ محمل ہے جو لیلائے تقویٰ کو لے کر اللہ کے دربار کا رخ کرتی ہے۔ ان شعائر کو ان نشانات سے کیا نسبت جو شور و غل، بے ہنگم آوازوں، شراب کے نشے میں چور انسانوں کی بدمست حرکات کے ثمرہ میں وجود میں آتے ہیں اور روح کے تزکیہ کی بجائے اسے مزید زخمی کرتے ہوئے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ہولی کے رنگ، دیوالی کی آتش بازی، سیڈر کا کھانا، کرسمس ٹری کی چھایا، سانتا کلاز کی آمد، بیساکھی اور ہولا محلہ کی للکاریں بھلا کس طرح ان شعائر کی لطافت کا مقابلہ کر سکتی ہیں جو خوشی کے عالم میں بھی یہ فراموش نہیں ہونے دیتی کہ سب کا الہ فقط ایک ہی ہے۔ اسی کے آگے جھکنے میں اصل خوشی کی معراج ہے۔

شعائر اسلامیہ کا معنوی خلاصہ توحید الٰہی اور اکرام آدمیت کے خمیر سے تیار ہوا ہے۔ یہ شعائر توحید سے عبارت ہو کر انسان کو باہم متحارب کروانے کی بجائے سلامتی، سنجیدگی اور وقار کا ایسا رنگ عطا کرتے ہیں کہ دیکھنے والا بے اختیار یہ کہہ اٹھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ شعائر آفاقی، عالم گیر اور سلیس و متین ہیں۔ ان شعائر کو تشکیل دینے والا رب العالمین ہے۔ ان شعائر کی عملی تعلیم دینے والا اور ان شعائر کو ازبر کروانے والا رحمۃ للعالمین ﷺ ہے۔ ان شعائر کی حفاظت کرنے والی کتاب ذکریٰ للعالمین ہے اور ان شعائر کا سب سے بڑا علامتی سرورق کعبہ ھدی للعالمین ہے۔ یوں جو شعائر عالمین کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں وہی اس لائق ہیں کہ مانے جائیں۔ یہ شعائر رنگ، نسل، وطن، قومیت، اجداد پرستی، آباء پرستی، ارواح پرستی اور مظاہر پرستی جیسے محدود نظام ہائے شعائر کو پاش پاش کرتے ہوئے انسانیت کو ایک ایسا رنگ عطا کرتے ہیں جو بلاشبہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا رنگ ہے۔

☆.....☆.....☆

toobaafoundation.com

الفصل الثالث:

اسلامی ریاست میں دیگر مذاہب کے شعائر مقدسہ کے بارے میں شرعی احکام

اسلامی ریاست میں دیگر مذاہب کے شعائر مقدسہ کی کیا حیثیت شرعی و قانونی ہے؟ اس کے بارے میں سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر 29 وضاحت کرتی ہے۔

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ﴾[1]

مفتی عبد اللہ خان عفیف اپنے مقبول عام "فتاویٰ محمدیہ" میں تحریر کرتے ہیں:

"اس آیت کریمہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ عیسائیوں، یہودیوں، مرزائیوں (قادیانیوں، لاہوریوں اور ربویوں) اور دوسرے کافروں کو اسلامی ریاست میں اپنے باطل مذاہب کی کھلے بندوں پرچار کرنے کی اجازت نہیں۔"[2]

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

"وهم صاغرون اى ذليلون حقيرون ومهانون فلهذا لا يجوز اعزاز اهل الذمة ولا رفعهم على المسلمين بل هم اذلا صغرة كما جاء فى صحيح مسلم عن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى ﷺ قال لا تبدؤا اليهود والنصارىٰ بالسلام واذا لقيتم احدهم فاضطروهم الى اضيقهم."[3]

سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی کے مطابق مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کافروں کی عیدوں میں شرکت کرے..... کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ مشابہت ہے جو کہ حرام ہے۔[4]

مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف کے حوالہ جات کے مطابق ذمی رعیت اسلامی ریاست میں نیا عبادت خانہ تعمیر نہیں کر سکتی۔ نیز امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ جزیرہ کے عیسائی ذمیوں نے یہ شرط تسلیم کی تھی کہ وہ اپنی عیدوں کا سرعام اظہار و افشاء نہیں کریں گے۔

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں دیگر مذاہب کے ساتھ ہونے والے معاہدات اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی صداقت اس

---

[1] التوبہ 29:9.

[2] عفیف، محمد عبید اللہ خان، مفتی، فتاویٰ محمدیہ، مکتبہ محمدیہ، لاہور، 2013، ص 714.

[3] ابن کثیر، عماد الدین، الحافظ، تفسیر القرآن العظیم، دار الحدیث قاہرہ، 2002، 383/2.

[4] ابن باز، عبد العزیز بن عبد اللہ، فتاویٰ اسلامیہ، دار السلام، لاہور، س۔ن، 178/1.

toobaafoundation.com

بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر باطل یا تو حق قبول کرے یا سرنگوں ہو کر رہے۔ اسے بغاوت اور دندنانے کا حق کم از کم اسلامی ریاست میں نہیں دیا جا سکتا۔

ان معاہدوں کی مختصر شرائط امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یوں گنوائی ہیں:

"وان لا نظهر الصليب على كنائسنا وان لا نظهر صلبنا ولا كتبنا في شي في طرق المسلمين.....فان خالفنا في شيءٍ مما شرطناه لكم ووظفنا على انفسنا فلا ذمة لنا وقد حل لكم منا ما يحل من اهل المعاندة والشقاق"[1]

معتبر فقہاء اسلام کی صراحت

قاضی ابو یوسف تصریح فرماتے ہیں:

"ويمنعوا من ان يحدثوا بناء بيعة او كنيسة في المدينة الا ما كانوا صولحوا عليه وصاروا ذمة وهي بيعة لهم او كنيسة فما كان كذلك ترك لهم ولم تهدم"[2]

مفہوم عبارت یہ ہے کہ عیسائیوں کو نیا گرجا بنانے کی اجازت نہ ہو گی۔ البتہ معاہدہ کے وقت جو گرجا ہو گا اس کو نہ گرایا جائے گا۔

مزید لکھتے ہیں:

"وما احدث من بناء بيعة او كنيسة فان ذلك يهدم"[3]

"یعنی نیا بیعہ اور کنیسہ گرا دیا جائے گا۔"

اسی طرح امام ماوردی اپنی معروف کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں لکھتے ہیں:

"ولا يجوز ان يحدثوا في دار الاسلام بيعة ولا كنيسة فان احدثوها هدمت عليهم"[4]

امام ماوردی کی عبارت بھی نئے عبادت خانے اور گرجے کے انہدام کے بیان میں واضح ہے۔

جبکہ ابن قیم الجوزیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "احکام اهل الذمة" میں تصریح کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عامل نے عیسائیوں سے معاہدہ کے تحت لازم کیا تھا کہ عیسائی نیا عبادت خانہ تعمیر نہیں کریں گے۔ نہ گرجا یا خانقاہ بنائیں گے اور نہ گرے ہوئے گرجے کی تجدید کریں گے۔"[5]

---

[1] ابن کثیر، عماد الدین، الحافظ، تفسیر القرآن العظیم، دار الحدیث قاہرہ، 2002، 388/2.

[2] ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، دار الحدیث، قاہرہ، 1960، ص127.

[3] ایضاً، ص159.

[4] الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب، الاحکام السلطانیۃ والولایات الدینیۃ، بیروت، لبنان، 1978، ص146.

[5] ابن قیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر، احکام اہل الذمۃ، مطبعۃ جامعۃ دمشق، 1961، 658/2.

toobaafoundation.com

نتائج

toobaafoundation.com

نتائج

مذاہب عالم کے شعائر مقدسہ اور اُن کی معنویت کا موضوع بہت اہم ہے۔ واضح ہو جاتا ہے کہ ایک طرف وہ شعائر ہیں جو تخلیق و تعدیل و تسویہ کرنے والی ذات نے انسان کی ہدایت کے سامان کے لیے فراہم کیے تھے اور دوسری طرف وہ شعائر ہیں جو ذہن انسانی نے اُسی طرح تخلیق کیے جیسے اُس کے احوال و ظروف نے پیدا کر لیے تھے۔ حالانکہ وہ خود ساختہ شعائر اصل نہ تھے فقط انسانی ذہن و صفات کا عکس تھے۔ فکر انسانی کی اسی درماندگی نے آگ، پہاڑ، شجر، حجر، جانور، جنسی اعضا بلکہ وہ مقدس انسان بھی اُلوہیت کے مقام پر فائز کروادیے جو اپنی حیات جسمانی میں شعائر کی خود ساختہ تقدیس کے سب سے بڑے نقاد تھے۔

دوسرا نتیجہ یہ بھی بر آمد ہوتا ہے کہ جو شعائر خالق کائنات کی وحی نے انسانوں کے لیے متعین کئے تھے انہیں تحریف و تعطیل، افراط و تفریط نیز تجاوز و غلو کے عناصر نے بھرپور طور پر متاثر کرنے کی کوشش کی اور یوں کتابی مذاہب میں بالخصوص ایسے شعائر رواج پا گئے جو کسی طرح بھی الہامی ادب سے ثابت نہیں ہوتے۔

تیسرا نتیجہ شعائر مقدسہ کی تعظیم کے مقاصد کے بارے میں ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان ہمیشہ سے زندگی، موت، نفع اور نقصان کی مستطیل میں گردش کرتا رہا ہے۔ لہٰذا ہر وہ شعیرہ قابل عزت بن گیا جو زندگی بخش اور نفع آور سمجھا جاتا تھا اور ہر وہ شعیرہ بھی طوعاً و کرہاً قابل تکریم بن گیا جسے موت اور نقصان سے تمسک تھا۔

چنانچہ غلو اور مبالغہ آمیزی کے عناصر نے اگر ایک طرف شعائر الٰہی میں افراط و تفریط کے ذریعے جہالت کا بازار گرم کیا تو دوسری طرف جہالت اور گمراہی کے بخشے ہوئے نظریات مظاہر پرستی اور ارواح پرستی کی دلدل میں لے جانے کا باعث بنتے رہے۔ یوں مذہب کے نام پر ایسا نظام تشکیل پاتا رہا جس کی دیومالا میں شعائر کی بہتات تھی اور حقیقتاً وہ شعائر راہ ہدایت سے دور کر دینے والے اور عقیدت مندوں سے رقم بٹورنے والے نشانات بن گئے۔ لہٰذا ایسے مصلحین ضرور پیدا ہوتے رہے جو شعائر الٰہی کی اصل حقیقت اور روح کو بحال کرنے کے لیے اُن مذہبی پروہتوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے رہے جن کا کاروبار حیات ہی خود ساختہ شعائر کی اندھا دھند تعظیم سے وابستہ تھا۔

☆☆☆

toobaafoundation.com

سفارشات

toobaafoundation.com

سفارشات

چنانچہ موجودہ صورت حال میں انتہائی مناسب ہو گا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وحدت افکار کے نظریے کو اجاگر کرتے ہوئے تفریق بین الرسل کی آفت کا مقابلہ کیا جائے تاکہ تمام مذاہب کے شعائر اسی شکل و اسلوب میں نمایاں ہو جائیں جو خالق کائنات نے اُنہیں عطا کی تھی۔ مذاہب کے ماننے والوں کو انبیاء و رسل علیہم السلام کی اُسی سچی دعوت توحید کی طرف بلایا جائے جس سے شعائر کے تمام محاسن بر آمد ہوتے ہیں۔ اُس توحید کو اجاگر کیا جائے جو انسان کو محسوسات کے بارے میں حدود و قیود سے آگاہ کرتے ہوئے اُسے شعائر کو فقط اس دائرے میں رکھنے کا حکم دیتی ہے جس سے وہ شعائر فقط اتنی یاددہانی کا کام کرتے ہیں کہ انسان اپنے آپ کو بالکلیہ اپنے رب کے حوالے کر دے۔ نقاب کی خوبصورتی و زیبائش میں کھو جانے کی بجائے اس چہرہ پُر انوار کی طلب اور رضامندی میں مصروف کار رہے جو نقاب کے پیچھے ہے۔ یوں شعائر کے حسن و جمال کے لیے جتنی بھی شیفتگی ہو گی، خوبی و کمال کے لیے جتنی بھی مدحت طرازی ہو گی، شعائر پر نگاہ شوق کا جو بھی زاویہ ہو گا دراصل اس مصنوع و مخلوق شعیرہ کے لیے نہیں ہو گا بلکہ اُس صانع و خالق کے لیے ہو گا جو اُن شعائر کا خالق اور اُن کو تعظیم و تقدیس سے نوازنے والا ہے۔

موجودہ صورت حال کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ تمام مذاہب کی مقدس کتب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تاکہ شعائر مقدسہ کی اصل حیثیت اور قانونی وجاہت ثابت ہو سکے۔ صاف ظاہر ہے کہ مقدس کتب ہی کسی مذہب کے بارے میں علم حاصل کرنے کا مستند ذریعہ ہیں۔ یوں جب مقدس کتب سے کسی بھی شعیرہ کی کوئی قانونی حیثیت یا تقدیس متعین نہ ہوتی ہو تو اُس شعیرہ پر اڑ جانے کی بجائے اپنے عقائد و رسوم کی اصلاح کی جائے اور اگر اس شعیرہ کی قانونی تقدیسی حیثیت تو ثابت ہوتی ہو لیکن وہ زوائد ثابت نہ ہوتے ہوں جو خود ساختہ تقدیسی عناصر نے اُس کے ساتھ جوڑ دیے ہیں تو اصل کا اقرار کر لیا جائے اور زوائد کا انکار کر دیا جائے۔ یہ عمل فقط غیر مذاہب تک ہی نہیں بلکہ خود اصل اسلام کے لیے بھی ضروری ہے کیونکہ اسلام کے ماننے والوں نے یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کئی ایسے شعائر کی ترویج کر رکھی ہے جن کا ایک ذرہ برابر تقدس بھی قرآن و سنت سے قطعاً ثابت نہیں۔ اگر سنت الٰہی یہی ہے کہ شعائر کی تقدیس کے بارے میں نہ زیادتی کی گنجائش ہے نہ کمی کی۔ جبکہ خود بنانے یا گھڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو ضروری ہے کہ سب سے پہلے اسلام کے ماننے والوں کے اذہان سے اُن تمام شعائر کی تقدیس کو کھرچ دیا جائے جو اُن کے اپنے قلوب و اذہان نے مرتب کی ہے جبکہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ایک لفظ کہنا بھی گوارا نہیں کیا ہے۔ یوں شرک و بدعت کی بنیاد پر بننے والے وہ تمام شعائر جو اب اسلامی معاشروں کا حصہ بنے ہوئے ہیں دراصل مذاہب دیگر کے شعائر مقدسہ خود ساختہ کے لیے امداد اور تعاون کا کام کرتے ہیں۔ تمام اسلامی ریاستوں کا اولین کام ہونا چاہیے کہ ان تمام خود ساختہ شعائر کی بیخ کنی کرتے ہوئے عوام الناس کی جیبوں کو لٹنے سے بچایا جائے کیونکہ خدا کے نام پر لوٹنے کا حق اگر صلیب و زنار کو حاصل نہیں تو پھر جبہ و دستار کو بھی حاصل نہیں ہونا چاہیے۔

toobaafoundation.com

کرنے کا ایک کام یہ بھی ہے کہ سامی مذاہب یہودیت، نصرانیت اور اسلام کے شعائر مقدسہ کے تقابل کو حسن اور توازن کے ساتھ اجاگر کیا جائے۔ یہود و نصاریٰ کی دشمنی کو دلائل کی تلوار سے زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ بات منصہ شہود پر لائی جائے کہ تورات و انجیل کے کئی شعائر مقدسہ ایسے ہیں جن کی ظاہری شکل گواہی دیتی ہے کہ وہ خام حالت میں تھے اور اپنی پختگی کا انتظار کر رہے تھے۔ اسلام کے معتبر ترین شعیرہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور حیات طیبہ کے اُن گوشوں کو اجاگر کیا جائے جن پر نظر سے یہ معلوم ہو گا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی دراصل ان تمام شعائر الٰہی کی تطہیر ہے جن پر احبار و رہبان کے قلم نے جابجا شرک و بدعت کی خراشیں ڈال دی تھیں۔ یہ بھی مناسب حال ہو گا کہ تطہیر کی سان سے گزرنے کے بعد جو شعائر وحی الٰہی کی زبان سے مقدس ثابت ہو جائیں تو پھر ان شعائر کو علی الاعلان اپنایا جائے اور اس معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروانہ کی جائے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید سے شعائر مقدسہ کی معنویت کو مذاہب دیگر اور مسلمان معاشروں تک پہنچایا جائے۔ یوں دوسرے مذاہب خصوصاً یہود نے شعائر پر تحریف و کتمان کا جو پردہ ڈال دیا تھا وہ چاک ہو جائے گا اور وہ تمام شعائر بمعہ معنویت اصلی جلوہ گر ہو جائیں گے جن کو محض حسد اور شرارت کی بناء پر غائب کر دینے اور اُن کی جگہ دوسرے شعائر کو جگہ دینے کی کوشش کی گئی تھی۔ یہ کام تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ شعائر مقدسہ اور ان کی معنویت کا اصل فہم مع حدود و قیود بہت ضروری ہے۔ نہ افراط کی گنجائش ہے نہ تفریط کا یارا ہے۔ افراط ہو تو دریا کی پرزور موجیں کنارے سے باہر اچھل کر اُسی بستی کی تباہی کا سامان بن جایا کرتی ہیں جو بستی کبھی اُسی دریا کی نسبت سے مشہور تھی۔ تفریط کا عنصر غالب آجائے تو پانی کی کمی سے وہی بستی بیابان و صحرا میں تبدیل ہو جایا کرتی ہے جو کبھی کائنات میں شبستان و خیابان کے نام سے جانی جاتی تھی۔

لہٰذا ضرورت اعتدال و تناسب کی ہے۔ انحراف و تجاوز کی نہیں۔ شعائر مقدسہ کی معنویت کا علم بھی اعتدال و تناسب کا طالب ہے۔ تبھی یہ معنویت تعمیر و تحسین سے آراستہ ہوتی ہے۔ خاصۂ تعمیر بناؤ کا طالب ہے۔ خاصۂ تحسین خوبی و کمال کا تقاضا کرتا ہے۔

ضرورت فقط شعائر مقدسہ کی اصل معنویت کے فہم کی ہے۔ اُس کے حاصل ہوتے ہی دین کی اصل روح قائم ہو جاتی ہے اور مجموعۂ رسوم کی بجائے دین وہ صبغۃ اللہ بن جاتا ہے جس کے شباب کی نظر افروزیوں کے سامنے تمام رنگ اپنے حسن مصنوعی سمیت سرنگوں ہو جاتے ہیں۔

toobaafoundation.com

اشاریہ

toobaafoundation.com

اشاریہ

اعلام

ابراہیم علیہ السلام 187, 190, 192, 195, 197, 200, 208, 208, 223, 227, 247, 267, 312, 313, 316, 317, 327, 328, 336, 337, 340, 341, 362, 367

اپالو95

اپالی72

آدم علیہ السلام 158, 197, 226, 238, 242, 243, 244, 245, 248, 271, 284, 338, 349, 360

ارجن390 ,124 ,116 ,115 ,105 ,41 ,23 ,18

ازانامی158 ,155

ازانگی155

اسحاق علیہ السلام208 ,200 ,192 ,188 .

اسرائیل 120, 187, 188, 189, 190, 192, 193, 194, 196, 197, 202, 204, 206, 207, 208, 209, 221, 223, 224, 232, 233, 235, 236, 248, 267, 273, 274, 275, 290, 296, 305, 310, 318, 320, 323, 331, 363

اشوک251 ,80 ,79 ,65

اماتیراسو171 ,159 ,158 ,156 ,155

امرداس131 ,8

امرناتھ38

ایتابھ71 ,66

امیڈا157

اناری171 ,157 ,156

انگد119 ,104

آنند131 ,129 ,117 ,81 ,73 ,72 ,41

اہور مزدا185 ,184 ,182 ,179 ,177 ,174

اولوک تیسور70 ,67

اے بیسو157

ایستھر214

ایلیاہ205

اینگرومینو174 ,173

بابافرید119

بخت نصر220 ,202

بدری ناتھ36

برہما 15, 20, 21, 39, 41, 44, 51, 57, 58, 239, 243

بش مونٹن157

بعل243 ,193 ,189

بہوبلی148

بوساتسو157

بینٹن157 ,

پاروتی61 ,39 ,36 ,29 ,28 ,24 ,

پال xv, 16, 28, 29, 32, 36, 47, 65, 67, 70, 73, 76, 77, 79, 81, 86, 89, 96, 99, 236, 248, 250, 254, 259, 261, 271, 277

پطرس275 ,272 ,248 ,242

toobaafoundation.com

پولوس 242, 243
ترشیلا 139, 146
جالوت 195
جبرائیل علیہ السلام 245, 252, 262, 276
جزو 19, 43, 134, 139, 156, 157, 193, 234, 286, 327
جمشید 177
جیوروجن 157
حوا رضی اللہ عنہا 158, 197, 226, 245, 248, 271
داؤد علیہ السلام 187, 195, 196, 200, 201, 208, 235, 251
درگا 23, 30, 31, 58, 61, 107
دسرتھ 19
ڈانکو کوٹن 157
راجا سمپراتی 137
رادھا 25, 39
رام 19, 21, 23, 25, 26, 27, 31, 32, 33, 35, 37, 54, 55, 61, 104, 105, 109, 113, 114, 116, 129
راون 19, 25, 31, 35, 37
رشابھا 137, 147, 148
رنجیت سنگھ 118
زرتشت xiii, xviii, 8, 9, 14, 136, 137, 173, 174, 175, 176, 177, 178, 179, 180, 182, 184, 185, 287
زیوس 95, 239
سدھارتھ 64, 79, 89
سرسوتی 21, 22, 30, 32, 38, 39, 41, 42, 58
سکیامونی 64
سلیمان علیہ السلام 187, 195, 196, 200, 201, 323, 352
سورج دیوتا 9, 34, 39, 155, 156
سوسانو 155, 170
سوکویومی 155
سیتا 19, 23, 25, 27, 33, 54
سینگن ساما 160
شاہ ولی اللہ دہلوی 295
شنکر 35, 36, 37, 38
شیوا 20, 21, 22, 23, 24, 28, 29, 34, 35, 36, 37, 38, 42, 44, 47, 51, 58, 59, 60, 61, 230, 239, 243
طیطوس 191, 202, 203
عمانوئیل 245
عیسیٰ علیہ السلام 7, 14, 78, 236, 237, 238, 239, 241, 242, 243, 244, 245, 246, 247, 248, 249, 250, 251, 252, 253, 254, 255, 256, 257, 258, 259, 260, 261, 262, 263, 264, 265, 267, 268, 270, 271, 272, 273, 274, 275, 276, 277, 278, 280, 281, 282, 284, 298, 333, 367
فروشی 180, 185
فکورو کوجا 157
فیوڈو 156
قسطنطین اعظم 251, 278
کارتکیا 25
کالی 23, 24, 44, 58, 87, 134, 219, 231

toobaafoundation.com

کام دیو 28, 53
کامی 8, 154, 155, 156, 157, 158, 159, 160, 161, 162, 163, 164, 165, 166, 167, 169, 170, 171, 172
کرشن 17, 18, 21, 22, 23, 25, 32, 35, 37, 39, 44, 45, 61
کنفیوشس 90
گروارجن 105, 108, 113, 114, 116, 123, 129, 132, 133
گرو تیغ بہادر 124, 133
گرورام داس 104, 105, 113, 114, 116
گرونانک xvi, 102, 103, 104, 105, 106, 107, 109, 110, 113, 114, 116, 118, 119, 120, 121, 122, 123, 125, 127, 128, 133, 390, 391, 393
گنیش 24, 34, 42, 48
گوبند سنگھ 8, 105, 106, 107, 108, 112, 117, 118, 121, 123, 127, 129, 133
گوتم بدھ 62, 63, 64, 65, 67, 69, 73, 74, 75, 77, 78, 79, 80, 81, 82, 84, 85, 87, 88, 89, 92, 94, 95, 96, 97, 98, 100, 392
لکشمن 19, 33
لکشمی 21, 23, 27, 30, 36, 40, 43, 53, 54, 58, 60, 140, 147, 157
مارٹن لوتھر 104
متھرا 37, 178, 255
محمد رسول اللہ ﷺ 89, 284, 285, 291, 295, 296, 300, 301, 302, 314, 317, 322, 323, 364, 365, 373
مریم رضی اللہ عنہا 236, 239, 240, 245, 246, 250, 262, 276, 367
منجوسری 70, 87
مہاویر 36, 137, 139, 140, 141, 146, 147, 148, 149, 153
موسیٰ علیہ السلام 14, 187, 188, 190, 191, 192, 193, 194, 195, 197, 202, 208, 217, 221, 247, 258, 268, 273, 333, 353, 367
موسیٰ بن میمون 190, 191
میاں میر 113
نارائن 21
ناگ ارجن 69
نندی 42, 48
ہاچی من 157
ہارون علیہ السلام 208
ہامان 214
ہنومان 26, 33, 41
ھوٹے 157
والمیکی 19
وشنو 17, 18, 20, 21, 22, 23, 25, 27, 28, 32, 33, 36, 37, 39, 40, 41, 43, 44, 46, 48, 51, 54, 58, 60, 69, 135, 239, 243
ولی قندھاری 119
یاکوشی 156
یسعیاہ 7, 190, 245, 269, 274
یعقوب علیہ السلام 192, 193, 208, 229
یہواہ 188, 189, 190, 193, 200, 201, 287

toobaafoundation.com

اماکن
اجودھیا33
اجین37
اکال تخت130, 115, 116, 117, 114
الہ آباد39, 38, 37
ام القریٰ314, 313
امرتسر127, 113, 104
آنند پور117
آئسے159, 158, 156
بنارس39, 36
بودھی گیا89, 79, 78, 77
بیت اللحم257, 256, 251, 250, 78
بیت حسدا251
پنج تخت116
پوری xiv, 35, 46, 81, 95, 106, 117, 134, 166, 171, 178, 201, 235, 236, 257, 268, 271, 272, 273, 278, 299, 301, 306, 310, 317, 329, 367, 392
جاپان 9, 63, 70, 86, 90, 154, 156, 157, 158, 159, 160, 161, 162, 163, 164, 165, 169, 171, 172
جمنا39, 38
حسن ابدال119
دربار صاحب114, 113, 105
دریائے اردن267, 252
دوارکا35
دیوار گریہ203, 202
رامیشورم38, 35
یوحنا 255, 253, 251, 249, 247, 243, 238, 236, 256, 257, 261, 264, 266, 267, 268, 275, 276, 280, 300

toobaafoundation.com

رکاب گنج124
ریاض الجنۃ322, 321
سارناتھ84, 80, 77
سرناتھ66
سری پٹنہ تخت116
سری حضور تخت116
سری دمدمہ تخت116
سری کیش گر تخت116
شیش گنج124
صفا337, 318, 314, 5, 4, 2, xvi, xiii
صفہ322
صیہون252, 201, 200
فلسطین250, 120, 7
فیوجی160, 158
قدس الاقداس253, 202, ,
کاشی38, 36
کانچی37
کپل وستو62
کرتارپور120, 119
کشی نگر81
کعبہ xiii, 4, 312, 314, 315, 316, 317, 318, 323, 337, 338, 368
کنیسہ کمامہ253, 252
کوہ زیتون333, 252, 251
کوہ سینا221, 200, 195, 194, 193
گتسمنے253
گردوارہ پنجہ صاحب119
گردوارہ جنم استھان118
گولڈن ٹمپل115, 114, 113
مدینہ منورہ320, 319
مروہ337, 318, 317, 314, 5, 4, 2, xvi, xiii
مزدلفہ4
مسجد اقصیٰ323, 202
مسجد حرام323, 320, 315, 314
مسجد نبوی363, 362, 322, 321, 320, 319
مقام ابراہیم339, 318, 314
مکہ316, 314, 313, 312, 296, 120, 118, 78
منیٰ4
میجی160
میرو148, 59, 49, 39
ناسک37
ناصرہ253, 252
نائیکو159
ننکانہ صاحب118
نیپال77
نیقیہ240, 238
ہردوار39, 37
ہرمندر117, 113
ہیکل سلیمانی 202, 201, 200, 196, 191, 190, 187, 227, 236
ورانسی78, 55, 39, 36
یروشلم 221, 220, 202, 201, 200, 197, 196, 336, 282, 259, 258, 253, 252, 251, 229
یزد184

toobaafoundation.com

اصطلاحات
ابھی دھرم72
ابھی دھما84, 74
ابھیشکا29
اپاسک63
اپنائنا51
اپنشد389, 50, 45, 41, 15
اتھروید45, 43, 40, 37, 35, 16, 15
اجناچکر58, 47
احرام338, 337, 3
احکام عشرہ217, 206, 195, 194, 193, 189, 187, 221, 220
اداسی واسی101
ادی گرنتھ108 ,
اذان367, 365, 364, 362, 326, 4
آرتی60, 47, 46
ارداس132, 129, 126, 125
ارھت94, 90, 84
اروندھتی ستارا54
اسالا پوجا84
استھا منگلا151
اسفار خمسہ198, 197, 195, 187
آشیر باد54
اصطباغ366, 308, 267
اصول ہشت گانہ80, 79, 65
اقامت326, 4
اقانیم287, 239, 69
آگ54, 53, 51, 50, 47, 46, 28, 16, 11, 9, xv
55, 56, 92, 94, 97, 98, 124, 140, 168,
173, 175, 177, 178, 179, 180, 182, 184,
185, 218, 372
الف لیلہ73
ان پرسن51
اناجیل اربعہ277, 272, 256, 254, 249, 247, 237
انجیل242, 241, 239, 238, 237, 236, 25, 7
243, 245, 246, 247, 248, 249, 250, 251,
252, 253, 255, 256, 257, 258, 261, 263,
264, 267, 268, 270, 271, 272, 274, 275,
276, 277, 279, 280, 281, 300, 333, 367,
373, 389
انکرا۔ارپانا48
اہمسا149, 147, 142, 139, 138, 73, 9, xvi, xiii
150, 151
آواگون110, 101, 100, 87, 80, 79, 69, 55, 23
138
اوبون164
اوپاوستھا94
اوتار69, 66, 60, 32, 25, 22, 21, 20, 18, 17, 8
110, 240, 249, 290, 295
اودھیا68
اوستا389, 176, 173, 16, 9
اوشنشا65
اولم بانا86
اوم152, 111, 99, 60, 50, 46, 45, 42
اوم منی پدم ہم99
اپی فینی257

toobaafoundation.com

ایڈونٹ 254, 255, 276
ایسٹر 254, 258, 259, 260, 264, 276, 282
ایشور 15, 16, 38
ایک اونکار 109, 111, 126
ایک داشی 61
ایما 163
بات مٹزواہ 225
بار مٹزواہ 203, 224, 232
بارڈو 91, 92
بائبل xiii, xiv, 111, 196, 198, 242, 244, 247, 248, 249, 266, 268, 274, 275, 390
بپتسمہ 88, 117, 185, 238, 248, 252, 261, 264, 266, 267, 268, 269, 272, 273, 276, 281
بدھ مت xiii, xviii, 8, 13, 14, 17, 18, 19, 62, 63, 64, 65, 66, 67, 68, 69, 70, 71, 72, 73, 74, 76, 77, 78, 79, 80, 81, 82, 84, 85, 86, 87, 88, 89, 90, 91, 92, 93, 94, 95, 96, 97, 98, 99, 100, 115, 146, 154, 157, 162, 164, 166, 168, 172, 250, 251, 287, 390
بدھستوا 157 66, 67, 69, 70, 71, 75, 76, 87, 98,
برت 29, 33
برہمن 18, 19, 48, 53, 58, 69, 71, 81
بسنت 32
بندیا xiii, 32, 57
بھدرا 56
بھرت 19
بھکتی 101, 102, 110, 113, 133
بھکشو xiii, 62, 94
بھگود گیتا 8, 17, 18, 19, 20, 25, 43, 45, 389, 390
بودھی پیڑ 64
بیساکھی 106, 117, 118, 121, 122, 368
پاریوسانا 146
پاس اوور 200, 233
پام سنڈے 258, 282
پان سپاری 44
پانچ کاف xvi, 117
پانچ کیش 8, 133
پاہل 106, 129, 130, 133
پاورنا 85
پدم آسن 43
پران 17, 21, 23, 28, 36, 41, 56, 58, 60, 389
پرساد 47, 122, 128
پرکاش بھاشا 24
پرم ہمسا 41
پرنام 57
پروٹسٹنٹ ازم 104
پگوڈا 94, 95
پم سوان 50
پنتکست 206, 277
پنچ شیلا 86, 89, 94
پنچا گاؤ 40
پنڈا 56
پیپل 43, 44, 64, 66, 78, 79, 89
تالمود 187, 188, 191, 199, 227, 231, 234, 389
تاؤمت 154

toobaafoundation.com

تثلیث xvi, 21, 80, 82, 88, 99, 185, 236, 238, 239, 240, 243, 245, 261, 268, 274, 278, 282, 307
تجسم 8, 16, 20, 104, 158, 239, 243, 288, 289
ترشول 24, 58, 59
تری کوارا 96
تری مورتی xvi, 9, 20, 21, 24, 43, 44, 46, 69, 137
تسومی 169
تعزیت 347
تلسی 22, 43, 55
تلک xiii, 47, 55, 57, 58, 143, 308, 332
تناخ 198
تورات 187, 191, 194, 195, 197, 198, 199, 200, 202, 203, 205, 206, 209, 210, 211, 212, 219, 220, 221, 223, 224, 225, 226, 230, 231, 232, 233, 236, 260, 267, 316, 323, 333, 367, 373, 389
تورائی xiii, xvi, 162, 167
تی پتاکا 77
تیر تھنکر 137, 143, 144, 147, 148, 366
تیر تھ یاترا 35
تیم 359
ٹفلن 219, 225, 231, 232, 234
ٹویو کو 159
ثلاثہ 69, 150, 239, 251, 257, 287
ثنویت 9, 173, 174, 175, 185, 255
جاپ جی 110, 125, 128, 129
جاتک 73, 74, 95
جت کرما 50
جمرات 4, 317, 338
جمعہ 4, 217, 259, 360
جنازہ 345, 346
جنجا 159, 162, 163
جینو 19, 51, 56, 102
جیوتری لنگا 38
چرچ 106, 240, 245, 246, 251, 255, 256, 259, 260, 261, 266, 268, 272, 273, 274, 277, 278, 279, 280, 281, 282
چرخ حیات 67, 68, 69, 77, 80, 86, 90, 91
حجر اسود 314, 318, 337, 338, 367
حنوکا 215, 233
خاسید 7
خالصہ 106, 107, 112, 117, 121, 122, 126, 127, 129, 132, 133, 134, 135, 391
ختنہ 192, 223, 232, 267, 282, 341
داڑھی 56, 101, 103, 307, 350, 351, 392, 393
درشن 37, 49, 55, 117, 143
درود x, 302, 303
دس لکشنا پروان 146
دسم گرنتھ 112, 118, 389
دسہرہ 30, 31
دگامبر 137
دھرم چکر 65, 99, 100
دھم پد 73
دیوالی 23, 27, 147, 216, 368

toobaafoundation.com

ڈریڈل216
ذی الحج357, 324, 327, 338
ذیقعد357
راج117, 19, 23, 29, 40, 41, 84
راج ہنس41, 23, 40
راکھ کابدھ258
راکھی32
رام نومی61, 32, 37
رامائن389, 17, 19, 21, 25, 26, 31, 33
رجب357
رفع آسمانی262, 260
رگ وید50, 15, 16, 17, 22, 39, 40, 43, 45, 46, 53, 55, 57, 60, 287, 393
رمضان335, 4, 309, 324, 325, 329, 333, 334, 368
روپ چودس27
روح القدس252, 64, 174, 238, 243, 245, 251, 253, 260, 261, 264, 268, 269, 273, 280, 282
روزہ226, 27, 29, 60, 61, 146, 147, 212, 224, 258, 259, 285, 302, 326, 333, 334, 335, 338
روش ہشانا210
زبور246, 7, 187, 190, 195, 196, 200, 229, 263, 269, 275, 276
زیتون269, 218, 221
زین بدھ مت75
ساکرامنٹ266
سام وید15
سانتاکلاز368, 256
سائناگوگ222, 197, 209, 212, 219, 220, 221, 224, 227
سبت232, xv, 190, 194, 199, 217, 218, 224, 281, 282, 367
ست سری اکال134
ست گرو134, 8, 102, 103, 110, 115, 126
ست نام109, 101
ستاپتاکا73, 72
ستارۂ داؤدی221
سٹار آف ڈیوڈ235
سٹوپا94, 65, 71, 74, 80, 81, 82, 85, 86, 93, 95, 100, 367
سدھا چکر152
سعی338, xiii, xvi, 5, 293, 337
سکندر اپران39
سکھ مت102, xiii, xv, xviii, 8, 13, 14, 101, 104, 105, 106, 107, 108, 110, 111, 113, 114, 115, 116, 117, 118, 119, 121, 122, 123, 124, 126, 127, 128, 129, 131, 132, 133, 134, 135
سکوتھ200
سکینہ202, 190
سگ دید183, 182
سلام349, x, 57, 134, 135, 303, 335
سمرتی50, 15, 17, 23
سمسکار55, 50

toobaafoundation.com

سمیاک درشنا150, 139
سنکرانت34
سنگو159
سہج دھاری101
سواستیکا153, 151, 150, 4
سوترا146, 75, 72, 70, 45
سوتمبر152, 151, 141, 137
سورۂ فاتحہ311, 110
سیپ100, 60, 47
سیڈر368, 233, 204
شاؤت233, 200
شب قدر335, 334
شروتی15
شعائر i, vi, xii, xiii, xiv, xv, xviii, xix, 1, 2, 3, 4, 5, 6, 7, 8, 9, 10, 11, 12, 13, 14, 50, 53, 55, 57, 62, 63, 64, 69, 71, 79, 87, 89, 91, 92, 94, 96, 98, 99, 101, 102, 103, 113, 114, 116, 117, 132, 133, 134, 136, 137, 139, 142, 143, 149, 152, 153, 154, 166, 168, 169, 173, 174, 182, 185, 186, 187, 189, 193, 229, 231, 235, 236, 256, 263, 266, 278, 283, 284, 285, 295, 307, 308, 312, 314, 340, 345, 346, 349, 357, 366, 367, 368, 369, 372, 373
شنتو xiii, xviii, 8, 90, 136, 137, 154, 155, 156, 157, 158, 159, 160, 161, 162, 164, 166, 167, 168, 169, 170, 171, 172, 366
شنتو مت xiii, xviii, 8, 136, 137, 154, 155, 156, 157, 159, 160, 166, 168, 169, 170, 171, 172
شنکھا60
شودر115, 58, 19
شوفر364, 212
شوگستو مستوری164
شیش ناگ41, 21
شیلوشم230
شیما234, 232, 219, 191
شیمنی عزرت209
شیو لنگ38, 36, 29
صدری181, 180
صدف60
صلیب xiii, xiv, xv, 4, 68, 111, 150, 179, 241, 242, 243, 244, 245, 246, 251, 252, 253, 259, 263, 264, 276, 279, 280, 281, 282, 373
صندوق280, 190
صومعہ221
صیصیت232
صیہونیت235, 231, 221, 203, 188
طابہ319
عرفہ4
عشائے ربانی272, 271, 270, 266, 263, 262, 259
عقیقہ341
عیدالاضحیٰ368, 329, 328, 327, 324
عیدالفطر368, 329, 326, 325, 324
غزل الغزلات273

toobaafoundation.com

فسح276, 270, 224, 207, 206, 205, 204
فطیر204
قبالہ235, 232, 207
قبر303, 268, 264, 263, 259, 250, 232, 230
346, 347, 348, 359, 361
قدش7
قدوس336, 7
قرآن مجید202, 199, 198, 192, 191, 10, 6, 2
221, 273, 285, 298, 302, 304, 306, 307,
309, 310, 312, 314, 317, 320, 321, 327,
329, 339, 343, 344, 345, 349, 350, 351,
353, 358, 359, 360, 361, 363, 366, 373
کاپس کرسٹی262
کاگورا163
کامی ڈونا163
کچھیرا133
کرپان130, 129, 127, 123, 112, 106, 4, xiii
133, 134
کرسمس368, 276, 257, 256, 255, 254
کرن ودھا51
کڑا133, 112, 106, 4
کستی181, 180
کفن346, 338, 232, 229, 92
کلپاسوترا141
کلیلہ ودمنہ73
کمبھ میلہ39, 37
کمیونزم63
کنگھا134, 133, 106
کنول140, 25, 23
کنیا دان54
کوجیکی389, 158, 154
کھشتری115, 19
کھانڈا127, 121
کوشر233
کے تھینا96, 85
کیپا231, ,
کیتھولک کلیسیا270
کیرتن125
کیس117, 106, 4, xiii
کیوٹو164
کیول جینان139
گاتھا389, 176, 173, 9
گائتری منتر88, 51, 46
گائے178, 171, 64, 55, 46, 40
گڈفرائڈے276, 259
گربھ دھن50
گربھ گریہہ48
گرپرب122
گرجا370, 4
گردوارہ127, 126, 119, 118
گرنتھ صاحب114, 111, 108, 106, 105, 101
115, 117, 125, 127, 129, 132
گرو104, 103, 102, 101, 63, 52, 45, 19, 8
105, 106, 108, 111, 112, 113, 114, 115,
116, 117, 118, 119, 121, 122, 123, 124,
126, 127, 128, 129, 131, 132, 133, 134,

toobaafoundation.com

135, 362, 366, 390
گروداا97 , 40, 56,
گروگرنتھ 8, 103, 108, 109, 110, 111, 112,
113, 117, 121, 122, 125, 126, 127, 129,
131, 132, 133, 389
گنگاجل55 29, 39,
گنیش چترتھی34
گورمکھی104
لامحدودگرہ100
لامہ87 67, 70, 71,
لمبینی78 77,
لنگ50 22,
لوتھرن فرقہ253
لوھری32
لینٹ276 254, 258, 259,
ماگھ پوجا84
مالا 23, 43, 59, 69, 78, 98, 103, 153, 245,
246, 302
محرم357
مدرا99 59, 65, 98,
مردی گراس258
مرکنڈا پران30
مسواک355 326,
مسوگی169
مقدس اتحاد274 271,
مگاتما171 159, 170,
من وسلویٰ217
منتر 11, 15, 24, 29, 30, 33, 40, 41, 45, 46, 50,
51, 55, 67, 82, 87, 90, 91, 92, 95, 97,
98, 99, 110, 131, 152, 163, 166, 185,
191, 193
مندر 4, 26, 35, 36, 37, 39, 42, 44, 48, 49, 64,
67, 81, 113, 114, 116, 117, 130, 143,
148, 152, 154, 281, 367
منڈالا100
منڈپ53
منگل دھرنم54
منوسمرتی19
منوشاستر15
مہابھارت 17, 18, 21, 22, 23, 24, 35, 36, 41,
389
مہاتما91 17, 64, 66, 71, 72,
مہاشیو راتری29
مہاویر جائنتی146
مہایان71 63,
مور151 25, 41, 42, 140, 149,
مورتی xv, 11, 20, 34, 45, 49, 70, 109, 137,
143, 144, 191
موکشا152 36, 49, 144, 145, 148,
مول منتر129 103, 109, 110, 126,
موہل223
میزوزا234 219,
میکاڈو154
میکو167 163,
میکوشی165 164,
مینار خموشاں183 178, 182,

toobaafoundation.com

مینورا215 ,xiii

ناگ69 ,60 ,44 ,41 ,40 ,26

نام سمرن126 ,125

نام کرن129 ,50

نٹ29

نرسنگوں210

نرگس ,99 ,70 ,67 ,66 ,65 ,64 ,59 ,43 ,25 ,xiii
100, 144

نروان ,78 ,77 ,75 ,73 ,69 ,67 ,66 ,65 ,64 ,62
,95 ,94 ,90 ,89 ,88 ,87 ,83 ,82 ,80 ,79
98, 99, 100, 122, 147

نس کرمانا51

نشان صاحب127

نکاح ,228 ,227 ,226 ,182 ,152 ,90 ,89 ,54
273, 274, 343, 344, 390, 393

نماز ,232 ,229 ,220 ,219 ,217 ,191 ,110 ,4
,315 ,314 ,311 ,303 ,302 ,285 ,235 ,234
,330 ,328 ,326 ,324 ,323 ,321 ,318 ,317
,360 ,359 ,356 ,346 ,345 ,338 ,332 ,331
363, 364, 365

نمستے57

نہنگ134 ,122

نہونگی154 ,

نوجوت180

نوراتری61 ,31 ,30

نوروز325 ,177 ,28

نیگی شبگی154

ہگان86

ہلال393 ,358 ,150 ,95 ,68

ہمہ اوست8

ھنایان63

ہندومت ,17 ,15 ,14 ,13 ,8 ,xviii ,xv ,xiv ,xiii
,43 ,41 ,40 ,39 ,37 ,36 ,35 ,25 ,22 ,20
,58 ,56 ,55 ,54 ,53 ,50 ,49 ,48 ,46 ,45
,98 ,97 ,88 ,87 ,78 ,70 ,66 ,65 ,62 ,59
,123 ,121 ,116 ,115 ,107 ,104 ,102 ,101
153 ,152 ,143 ,137 ,135 ,132 ,124

ھولا محلہ122

ہولی368 ,214 ,164 ,122 ,28 ,27

ہیلووین261

وجیا دشمی31

ورن دھرم آشرم19

وستوپرش منڈل95 ,48

وضو359

وناناء68

ونایا96 ,72

ونایا پتاکا96 ,72

وید ,88 ,56 ,54 ,53 ,52 ,45 ,35 ,23 ,17 ,16 ,15
389 ,289

ویدانت18 ,17 ,15 ,8

ویساک82

ویش115 ,58 ,19

یاسنا185 ,179 ,176 ,9

یجروید24 ,16 ,15

ینتر152 ,45

یوخرست280 ,249 ,248

toobaafoundation.com

یوگ واششٹھ 17
یوم ارواح 262, 265
یوم اولیاء 261
یوم کپور 209, 210, 211, 212, 213, 229
یونی 22, 50

toobaafoundation.com

مصادر و مراجع

toobaafoundation.com

مصادر و مراجع

- القرآن
- وید مقدس
- مہابھارت
- اپنشد
- بھگود گیتا
- پران
- رامائن
- تری پتاکا
- گرو گرنتھ صاحب
- دسم گرنتھ
- سکھ منی
- کوجیکی
- نہو کوشی
- اوستا
- گاتھا
- عہد نامۂ قدیم (تورات مقدسہ)
- تالمود
- عہد نامۂ جدید (انجیل مقدس)
- ابن قیم، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر، احکام اھل الذمۃ، مطبعۃ جامعۃ دمشق، 1961۔
- ابن کثیر، عماد الدین، الحافظ، تفسیر القرآن العظیم، دار الحدیث قاھرہ، 2005۔
- ابو یوسف، یعقوب بن ابراھیم، کتاب الخراج، دار الحدیث، قاھرہ، 1960۔
- ارجن دیو، گرو، سکھ منی، (پیش کار: سید افضل حیدر)، اظہار سنز، لاہور، 2007۔
- اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، 2008۔

toobaafoundation.com

- بائبل مقدس کے دلچسپ حقائق، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، 2014۔
- البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام، ریاض، 1421ھ۔
- البعلبکی روحی، الدکتور، المورد الوسیط، دار العلم، بیروت، 1996ء۔
- الترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، دار السلام، ریاض، 1421ھ۔
- جلال پوری، علی عباس، رسوم اقوام، تخلیقات، لاہور، 2013۔
- جلال پوری، علی عباس، روایات تمدن قدیم، تخلیقات، 2013، لاہور۔
- جے داس، دھنن، شریمد بھگود گیتا، ڈان بکس، لاہور، 2015۔
- حقانی، عبد الحق، مولانا، تفسیر حقانی (مترجم)، بیت العلم، لاہور، 1990ء
- خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، المکتبۃ العلمیۃ، لاہور، 1991۔
- خان، لیئق اللہ، محمد، ڈاکٹر، مذاہب عالم، فرقوں، مسالک اور تحریکوں پر انسائیکلوپیڈیا، دار السلام، لاہور، 2018ء۔
- خیر اللہ، ایف۔ ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، 2016۔
- دہلوی، احمد حسن، سید، تفسیر احسن التفاسیر، المکتبۃ السلفیہ، لاہور، 1996۔
- دھلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، زمزم پبلشرز، کراچی، 2010ء۔
- رشید احمد، تاریخ مذاہب، قلات پبلشرز، 1964ء۔
- رنجن پتر، امولیہ، فلسفۂ مذاہب (مترجم یاسر جواد) فکشن ہاؤس لاہور، 2017ء۔
- السجستانی، ابو داؤد، سنن ابو داؤد، دار السلام، ریاض، 1421ھ۔
- سیال، دین چوہدری، تاریخ خالصہ، دانش بکس، 2016۔
- صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم - تقابلی مطالعہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1994ء۔
- العسقلانی، احمد بن حجر، فتح الباری، دار السلام، ریاض، 1421ھ۔
- عفیف، محمد عبید اللہ خان، مفتی، فتاویٰ محمدیہ، مکتبہ محمدیہ، لاہور، 2013۔
- فتح پوری، نیاز، علامہ، خدا اور تصور خدا، فکشن ھاؤس، لاہور، 2012۔
- فلاحی، انیس احمد، مولانا، مذاہب عالم - ایک تقابلی مطالعہ، مکتبہ قاسم العلوم، لاہور۔ س۔ن۔
- الفیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دار الجیل، بیروت س۔ن۔
- فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لاہور، 1983ء۔
- القزوینی، محمد بن ماجہ، سنن ابن ماجہ، دار السلام، ریاض، 1421ھ۔
- القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، دار السلام، ریاض، 1421ھ۔

toobaafoundation.com

- کاشمیری، عبدالکریم شورش، تحریک ختم نبوت، الفیصل ناشران، لاہور، 2011۔
- کیلانی، عبدالرحمٰن، مولانا، احکام ستر و حجاب، مکتبۃ السلام، لاہور، 2004۔
- کیلانی، عبدالرحمٰن، مولانا، تفسیر تیسیر القرآن، مکتبۃ السلام، لاہور، 1425ھ۔
- کیلانی، عبدالرحمٰن، مولانا، مترادفات القرآن، مکتبۃ السلام، لاہور، 2005ء۔
- لیبان گستاؤلی، ڈاکٹر، تمدن ہند (مترجم علی بلگرامی)، الفیصل ناشران اُردو بازار لاہور، 2015ء۔
- لئیق اللہ خان، ڈاکٹر، مذاہب عالم، فرقوں، مسالک اور تحریکوں پر انسائیکلوپیڈیا، دارالسلام، لاہور، 2018ء۔
- الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب، الاحکام السلطانیۃ والولایات الدینیۃ، بیروت، لبنان، 1978۔
- مبارکپوری، صفی الرحمٰن، مولانا، الرحیق المختوم (اردو)، المکتبۃ السلفیہ، لاہور، 1998۔
- محمد حفیظ سید، ڈاکٹر، گوتم بدھ۔ سوانح حیات و تعلیمات، بک فورٹ، لاہور، 2016۔
- مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفسیر تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2007ء۔
- نائیک، ذاکر عبدالکریم، ڈاکٹر، اسلام پر 40 اعتراضات کے عقلی و نقلی جوابات، دارالسّلام، لاہور، 2006۔
- ندوی، محسن عثمانی، ڈاکٹر، ہندو مذہب۔ مطالعہ اور جائزہ، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 2005ء۔
- نہال سنگھ، رگ وید (مترجم) نگارشات، لاہور، 2016۔
- یوسف، صلاح الدین، حافظ، تفسیر احسن البیان، دارالسلام، لاہور، س۔ن۔

English Books:

- Bhikku, Bodhi. In the Buddha's Words, U.S.A. 2000.
- Bowker, John, World Religions- Great Faiths Explored and Explained, DK, 2006.
- Brawer, Naftali, Judaism-Theology, History and Practice, Running Press London, 2008.
- Cohen, Harry, A, A Basic Jewish Encyclopedia, Hartmore, 1965.
- Cole, Owen, Five Religions in the Twentieth Century, Hulton, 1982.
- Dalal, Roshan, The Religions of India, Penguin Books, 2010.
- Dresner, Samuel, H, and Sherwin, Byron, L, Judaism: The Way of Sanctification, New York, 1978.
- Drury, Nevil, The Dictionary of the Esoteric, Watkins London, 2002.
- Encyclopedia Britannica, 1982, volume 6, Article "Cross".
- Esposito, John, L. World Religions Today, Oxford University Press, 2009.
- Fieser, James and Powers, John, Scriptures of the World's Religions, McGraw Hill, 1957.
- Gard, Richard, A., Buddhism, George Braziller, U.S.A., 1962.

toobaafoundation.com

- Gillett, Roy, The Essence of Buddhism, Caxton Publishers, 2001.
- Grover, Nirad, Sacred Sites of the World, Roli Book, 2006.
- Gwynne, Paul, World Religions in Practice, Wiley, 2018.
- Hart, Michael, The Hundred, Simon and Schuster, London, 1993.
- Hastings, James, Dictionary of the Bible, Clark, London, 1963.
- Jones, Gareth, The Bible Book, DK, 2018.
- Klostermaier, Klaus, Hindu Writings, One World Oxford, 2000.
- Kozodoy, Ruth, The Book of Jewish Holidays, Berhman House, New Jersey, 1981.
- Krishna, Nanditha, Sacred Animals of India, Penguin, 2010.
- Lamme, Maurice, The Jewish Way in Death and Mourning, New York , Jonathan David, 1969.
- Le Galle, Dom Robert, Symbols of Catholicism, Barnes and Noble, 2003.
- Lecky, W.E.H, History of European Morals, London, 1869.
- Lester, Robert, C. Buddhism, Waveland Press, 1987.
- Levenson, Claude, B., Symbols of Tibetan Buddhism, Assouline, 2004.
- Littleton, Scott, C., Understanding Shinto, DB Publishers, London, 2002.
- Macauliffe, Arthur. The Sikh Religion, Forgotten Books, 1903.
- Mansukhni, Gobind Singh, The Quintessence of Sikhism, SGPC, Amritsar, 1965.
- Narang, Gogul Chand, Transformation of Sikhism, New Book Society, Lahore, 1946.
- Oxtoby and Segal, A Concise Introduction to World Religions, Oxford University Press, 2007.
- Purton Rowland, Festivals and Celebrations, Basil Blackwell, 1982.
- Renan, Ernest, Life of Jesus, (English Translation), London, 1960.
- Schauss, Hayyim, The Jewish Festivals, New York, 1955.
- Scott David, The Catholic Passion, Loyola Press, Chicago, 2005.
- Sen Gupta, Subadhra, Chaar Dham, Rupa, New Delhi, 2003.
- Shah, Parvin, K, The Basics of Jainism, Jaina Education Committee, North America, 2007.
- Sharma, Manan, Buddhism, Diamond Books Dehli, 2001.
- Sherbok, Cohen, Dan, The Illustrated Guide to Judaism, Lorenz Book, 2013.
- Siegel, Richard, Strassfeld Michael, Strassfeld Sharon The Jewish Catalogue, 1977.
- Singh, Gurbachan, The Sikhs - Faith, Philosphy, and Folk, Roli Books, 2000.
- Singh, K.V, Hindu Rites and Rituals, Penguin, 2015.

toobaafoundation.com

- Singh, Khushwant, A History of Sikhs, Oxford University Press, 2011.
- Singh, Khushwant, The Sikhs Today, Orient Longman, 1985.
- Singh, Sher, Philosphy of Sikhism, SGPC, Amritsar, 2003.
- Stall, Frits, Ritual and Mantras, Peter Lang Publishing, New York, 1990.
- Steinberg, Milton, Basic Judaism, Milton Steinberg, New York, 1975.
- Strassfeld, Micheal, The Jewish Holidays, Harper, New York, 1985.
- Upaddhay, Ved Parkash, Muhammad in the Hindu Scriptures, A.S. Noordeen, Dehli, 2011.
- Viola, Frank, Pagan Christianity, Present Testimony Ministry, 2002.
- Walker, Peter, In the Steps of Jesus, Lion, 2009.
- Warren, Rick, The Purpose of Christmas, Howard Books, NY, 2008.

لغات

- تاج العروس فی جواہر القاموس (عربی) محمد مرتضیٰ الزبیدی، منشورات لبنان، س۔ن۔
- الصحاح (عربی) اسماعیل بن حماد الجوہری، مطابع دار الکتاب، مصر، س۔ن۔
- فرہنگ آصفیہ (اردو) مرتبہ سید احمد دہلوی، اردو سائنس بورڈ لاہور 2006ء۔
- فیروز اللغات (اردو) مرتبہ مولوی فیروز الدین، فیروز سنز، لاہور، 1983ء۔
- القاموس المحیط (عربی) مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، المطبعۃ المیمنیۃ، مصر 1319ھ۔
- المفردات فی غریب القرآن (عربی) امام راغب اصفہانی، مکتبہ قاسمیہ، لاہور، 1963ء۔

toobaafoundation.com